فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	انتساب	۳
۲	پیش لفظ	۲۱
۳	اظہار تشکر	۲۲
۴	﴿الورقة الاولى فى التفسير﴾	۲۳
۵	۱٤۲۰ھ	۲۵
٦	قُلْ إِن كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِندَ اللَّهِ خَالِصَةً مِّن دُونِ النَّاسِ الخ ترجمہ، شان نزول، تحقیق	۲۵
۷	وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّت طَّائِفَةٌ الخ تفسیر، ہم ضمیر، طائفة منهم اور الحكمة کی مراد	۲۵
۸	وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ الخ ترجمہ، ماقبل سے ربط، نزول آیات کا وقت اور متعلقہ اشخاص	۲٦
۹	كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ الخ ترجمہ، تشریح، والدین واقربین کیلئے وصیت کا حکم مع الوجہ، وصیت میں تبدیلی کا حکم، وصیت کے بارے میں اصول شرعی، فمن خاف موص جنفا او اثما فاصلح کی مراد	۲۷
۱۰	قل اوحي الىّ انّه استمع الخ ترجمہ، تفسیر، شان نزول	۲۸
۱۱	وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ مِن ظُهُورِهِمْ الخ ترجمہ، تفسیر، عہد الست کی حقیقت، عہد الست کا وقت، مقام اور کیفیت، عہد الست کے بعد کفر میں مبتلا ہونے کی وجہ، او تقولوا انما اشرك آباؤنا کی ترکیب	۲۸
۱۲	۱٤۲۱ھ	۳۰
۱۳	مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا الخ ترجمہ، شان نزول، نسخ کا لغوی واصطلاحی معنی اور صورتیں	۳۰
۱٤	وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ الخ ترجمہ، ربط، خطا کنان کی وضاحت	۳۰
۱۵	إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ الخ ترجمہ، عرب چھ دن میں کائنات کو پیدا کرنے کی حکمت، چھ دن کے حساب کی وضاحت	۳۲
۱٦	أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ الخ ترجمہ، شان نزول، ترکیب	۳۲
۱۷	وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَن يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً الخ ترجمہ، قتل کی اقسام، دیت وکفارہ کی تفصیل	۳۳
۱۸	وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا الخ ترجمہ، حضرت آدم کا قصہ اور تکرار کی حکمت	۳٤
۱۹	۱٤۲۲ھ	۳٤
۲۰	لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (فتح: ۱۸تا۲۰) ترجمہ، تفسیر، صلح حدیبیہ کا واقعہ	۳٤
۲۱	إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ الخ ترجمہ، اہلسنت کا عقیدہ حیات عیسیٰ، انی متوفیك کا مطلب، ترکیب	۳٦
۲۲	فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا الخ حضرت آدم علیہ السلام و شیطان میں گفتگو کی کیفیت، یبدی، تکونا سے نون کی وضاحت، تکونا کے حذف نون کی وجہ	۳۷
۲۳	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا الخ ترجمہ، مسائل کی تشریح	۳۸

نمبر	مضمون	صفحہ
۲۴	وَاِنِ امْرَاَۃٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا الخ ترجمہ، مسائل کی وضاحت، ولن تستطیعوا ان تعدلوا الخ کی وضاحت	۳۹
۲۵	مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ الخ، ترجمہ، تفسیر، اولئك ینادون من مكان بعید کا مطلب	۳۹
۲۶	۱۴۳۳ھ	۴۰
۲۷	وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ (اعراف: ۱۱تا۱۳)، ترجمہ، تفسیر، حضرت آدم وحواء علیہما السلام کے زمین پر آنے کا واقعہ	۴۰
۲۸	فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ (عنكبوت: ۳۷تا۴۰)، ترجمہ تفسیر	۴۱
۲۹	اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا الخ، ترجمہ، قطاع طریق کی سزا	۴۲
۳۰	وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ الخ، ترجمہ، شان نزول، تحقیق سورۃ البقرہ کی وجہ تسمیہ	۴۲
۳۱	لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ الخ، ترجمہ، یمین کی اقسام تعریف وحکم، کل لحسد کفارہ کی ادائیگی کا حکم مع الدلیل	۴۳
۳۲	وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ الخ، ترجمہ، تحقیق، تخریج، مشرکین کے محرمات باطلہ کی وضاحت	۴۴
۳۳	۱۴۳۴ھ	۴۵
۳۴	يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ الخ، ترجمہ، تفسیر، یوما کی مراد	۴۵
۳۵	وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ (مائدہ: ۲۷تا۲۸)، ترجمہ، تفسیر، حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں کا نام، مدفن کا حکم	۴۵
۳۶	وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ الخ، ترجمہ، تفسیر، غزوہ کی نشاندہی اور وقوع، وزن، قراءت، نکص، بریء، غلب، اخاف صیغوں کی وضاحت	۴۷
۳۷	لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ الخ، ترجمہ، ایلاء کی تعریف وحکم، چار ماہ کے اختتام پر وقوع طلاق میں ائمہ کا اختلاف	۴۷
۳۸	اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ الخ، ترجمہ، شان نزول و واقعہ، غزوہ متعلقہ بالآیات کا نام و وقوع	۴۸
۳۹	قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ (بقرہ: ۹۷، ۹۸)، ترجمہ، شان نزول، تفسیر، معرب فرشتوں کے نام اور ان کے کام	۴۹
۴۰	۱۴۳۵ھ	۵۰
۴۱	الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ الخ، ترجمہ، شان نزول، تفسیر، بضع سنین کی لغوی تحقیق، ادنی الارض کی مراد ہے؟ للہ الامر من قبل ومن بعد، اور لا یخلف اللہ وعدہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون کی ترکیب	۵۰
۴۲	مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ الخ، ترجمہ، شان نزول، خاتم کی لغوی تحقیق	۵۱
۴۳	لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ الخ، ترجمہ، شان نزول، لغوی وصرفی تحقیق	۵۲
۴۴	يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ الخ، ترجمہ، تحقیق، ان انکر الاصوات لصوت الحمیر کی نحوی ترکیب	۵۲
۴۵	يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ الخ، ترجمہ، تحقیق، پیغمبر کا نام اور وفات کا واقعہ، دابۃ الارض کی مراد	۵۳
۴۶	وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ الخ، ترجمہ، کفار کا شبہ اور اس کا جواب	۵۳
۴۷	۱۴۳۶ھ	۵۴
۴۸	اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا الخ، ترجمہ، تحقیق، تبصرۃ وذکری لکل عبد منیب اور رزقا کی ترکیب، میتا کی ترکیبی تحقیق	۵۴
۴۹	اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ الخ، ترجمہ، شان نزول، قل ان کان للرحمن ولد میں حضرات مفسرین کے اقوال اور راجح قول کی تعیین، سبحن رب السموات سے آخر تک نحوی ترکیب	۵۵

٥٠	وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ الخ ترجمہ، تشریح، حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ	٥٦
٥١	وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ الخ ترجمہ، تفسیر، حضرت لقمان کے نبی یا ولی ہونے کی وضاحت، شرک کی تعریف، شرک کا ظلم عظیم ہونا، خط کشیدہ کی ترکیب	٥٧
٥٢	وَاذْكُرْ عَبْدَنَا اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الخ ترجمہ، تفسیر، مسنی الشیطان کی تشریح، حیلہ کرنے کا جواز	٥٨
٥٣	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ الخ ترجمہ، تفسیر، شان نزول، حبط اعمال کے موجب کی وضاحت	٥٩
٥٤	١٤٣٧ھ	٦٠
٥٥	وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ الخ ترجمہ، تفسیر، الکرب عظیم کا مصداق، نعم المجیبون کی ترکیبی حیثیت	٦٠
٥٦	وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ الخ ترجمہ، تفسیر، شوریٰ (مشورہ) کی اسلام میں اہمیت، گناہ کبیرہ کی تعریف	٦١
٥٧	وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ الخ ترجمہ، ولیقولن اللہ الخ کی ترکیب، لیقولن صیغہ کی وضاحت، لفظ اللہ کی ترکیبی حیثیت	٦٢
٥٨	وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ الخ ترجمہ، تفسیر، شان نزول، لغوی تشریح، مستکبرًا اور وقرًا کے منصوب ہونے کی وجہ	٦٢
٥٩	وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا الخ ترجمہ، لغوی تحقیق، الریح اور آل داود کے منصوب ہونے کی وجہ	٦٤
٦٠	وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ الخ ترجمہ، تفسیر، رجل مومن کا نام، بینات کا مصداق، خط کشیدہ جملوں کی ترکیب، یکتم اور یعدکم کی ضمیر مرفوع کا مرجع	٦٤
٦١	١٤٣٨ھ	٦٥
٦٢	اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ الخ ترجمہ، تفسیر، فینظروا کی ترکیبی حیثیت	٦٥
٦٣	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ الخ ترجمہ، تفسیر، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ، یصلح لکم کے مجزوم ہونے کی وجہ	٦٦
٦٤	وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ الخ ترجمہ، تفسیر، من شاء اللہ کا مصداق، صعق کی مراد، نفخات کی تعداد اور آیت والے نفخہ کی تعیین	٦٧
٦٥	وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيٰحَ الخ ترجمہ، تفسیر، تحقیق مبشرات کی ترکیبی حیثیت، وکان حقا الخ کی ترکیب	٦٨
٦٦	وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا الخ ترجمہ، تفسیر، تحقیق، والصفت صفا کا جواب قسم، حفظا اور دحورا کے منصوب ہونے کی وجہ	٦٩
٦٧	حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۚ الخ ترجمہ، تفسیر، تحقیق، حروف مقطعات کا اختلاف، تنزیل، قرآنا اور بشیرا کی ترکیبی حیثیت	٧٠
٦٨	١٤٣٩ھ	٧١
٦٩	اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا الخ ترجمہ، تفسیر، تحقیق، من قبل ان ینزل اور من قبلہ کا متعلق	٧١
٧٠	اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ۙ الخ ترجمہ، تفسیر، تحقیق، فواکہ اور متقابلین کی ترکیبی حیثیت	٧١
٧١	حٰمٓ ۚ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۙ الخ ترجمہ، تفسیر، لیلۃ مبرکۃ کی تعیین، امرا اور رحمۃ کی ترکیبی حیثیت	٧٢
٧٢	١٤٤٠ھ	٧٣
٧٣	وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ الخ ترجمہ، شان نزول، سحر کا حکم، لغوی وصرفی تحقیق	٧٣
٧٤	سیقول السفھاء من الناس الخ ترجمہ، تحویل قبلہ کا واقعہ، امۃ وسطا، لتکونوا شھداء علی الناس کا مطلب، وما کان اللہ لیضیع ایمانکم کی مراد	٧٤

نمبر	عنوان	صفحہ
٧٥	إِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوْا الخ ترجمہ، تفسیر، شانِ نزول و واقعہ، اولی الامر کی تعیین اور اطاعت کی حد بندی، امانات کا مصداق، نعما یعظکم بہ کی ترکیب	٧٥
٧٦	حرّمت علیکم المیتۃ الخ ترجمہ، محرمات کی وضاحت، الا ما ذکیتم کا مطلب، شکاری جانوروں کے ذریعہ شکار کئے جانے والے جانور کا حکم	٧٧
٧٧	یایھا الذین آمنوا اذکروا نعمۃ اللّٰہ علیکم الخ ترجمہ، غزوہ کی تعیین اور حضرت جابرؓ کی دعوت، حضرت سعد بن معاذؓ کے زخمی ہونے کا واقعہ، جاءوکم من فوقکم، ومن اسفل منکم، واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر کا مطلب	٧٨
٧٨	وَالصّٰفّٰتِ صَفًّا الخ شیاطین کے آسمانوں پر جانے کا مقصد، پابندی اور شہاب ثاقب کی مراد	٨٠
٧٩	﴿الورقۃ الثانیۃ: فی الحدیث﴾	٨١
٨٠	١٤٣٦ھ	٨٣
٨١	قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَسِیْرُ فِیْ طَرِیْقِ مَکَّۃَ ---اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ الخ، اعراب، ترجمہ، ھذا جمدان کہنے کی وجہ، ذکر اللہ کے پانچ فضائل	٨٣
٨٢	قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کَثِیْرًا مَا یَقُوْلُ لَنَا مُعْشَرَ اَصْحَابِیْ الخ، اعراب، ترجمہ، استغفار کے فوائد	٨٤
٨٣	قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حَقُّ الْجَارِ اِنْ مَرِضَ عُدْتَہٗ الخ، ترجمہ، مفہوم	٨٥
٨٤	عَنْ اَنَسٍ قَالَ کُنْتُ سَاقِیَ الْقَوْمِ فِیْ مَنْزِلِ الخ، ترجمہ، حرمت شراب کے تدریجی احکام کی تفصیل، لیس علی الذین اٰمنوا الخ کا شانِ نزول	٨٥
٨٥	فَاِذَا اٰتَاکَ اللّٰہُ مَالًا فَلْیُرٰی اَثَرُ نِعْمَۃِ ---مَنْ تَرَکَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰہِ الخ، ترجمہ، مفہوم، تطبیق	٨٦
٨٦	یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ سَعِّرْ لَنَا الخ ترجمہ، خیار عیب کی وجہ سے بیع کا حکم، الخراج بالضمان کی تشریح	٨٧
٨٧	١٤٣٧ھ	٨٨
٨٨	اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَۃً الخ، اعراب، ترجمہ، تشریح	٨٨
٨٩	یَقُوْلُ اِنَّہَا سَتَکُوْنُ فِتْنَۃٌ الخ، اعراب، ترجمہ، تشریح	٨٩
٩٠	قال رسول اللّٰہ ﷺ ان عبدًا اذنب ذنبًا الخ ترجمہ، مفہوم، غفرت لعبدی فلیفعل ماشاء کی وضاحت	٩٠
٩١	قال کنا فی الجاھلیۃ اذا ولد لاحدنا غلام الخ ترجمہ، عقیقہ کا مفہوم اور حکم، کل غلام رھینۃ بعقیقتہ کا مطلب، عقیقہ کے دن بچے کا نام رکھنے پابند کرنے کی وضاحت	٩١
٩٢	قال رسول اللّٰہ ﷺ ان اللّٰہ تعالٰی یقول یوم القیٰمۃ الخ ترجمہ، مقصد سبق	٩٢
٩٣	ان النبی ﷺ مر واصحابہ بامرأۃ فذبحت لھم شاۃ الخ ترجمہ، تشریح، مقصد سبق	٩٣
٩٤	١٤٣٨ھ	٩٤
٩٥	---اذا رأیتم المداحین فاحثوا فی وجوھھم التراب، ترجمہ، مطلب، مداحین کا معنی	٩٤
٩٦	قال رسول اللّٰہ ﷺ من ضرب مملوکہ ظلمًا الخ ترجمہ، تشریح، اسلام میں غلاموں کے حقوق	٩٤
٩٧	لاتجعلوا بیوتکم قبورا ولاتجعلوا قبری عیدا الخ ترجمہ، مطلب، آپ ﷺ پر درود کا حکم	٩٥
٩٩	عدت کا معنی و مطلب، عدت کی مصلحتیں و حکمتیں، سوگ کی مراد و مدت	٩٦
١٠٠	قال رسول اللّٰہ ﷺ: انی فرطکم علی الحوض الخ ترجمہ، تشریح، بدعت کے نقصانات، حوض کوثر، صراط اور میزان کی مراد، اعمال کا وزن ممکن ہونے کی وضاحت	٩٧

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۰۱	إنما الأعمال بالنيات الخ ترجمہ، مقصد، برے اعمال اچھی نیت سے کرنے کا حکم حدیث کی اہمیت	۹۸
۱۰۲	۱۴۳۹ھ	۹۹
۱۰۳	قال بينما نحن عند رسول الله ﷺ ذات يوم حدیث جبرائیل علیہ السلام کا مطلب ملائکہ کا تعلق ما الاحسان؟ کی وضاحت	۹۹
۱۰۴	اربع من كن فيه كان منافقا خالصا الخ ترجمہ، منافق کی چار عادات، نفاق کی اقسام اور موجودہ زمانے میں ان کی نشاندہی، وسوسہ کی تعریف، وسوسہ کا ایمان کے منافی ہونے کی وضاحت اور اس کا مواخذہ	۱۰۰
۱۰۵	من فتح له منكم باب الدعاء فتحت له ابواب الرحمة الخ ترجمہ، عافیت کا مطلب، دعا کا مطلب اور مفہوم، دعا کی قبولیت وعدم قبولیت کے مواقع	۱۰۱
۱۰۶	درود وسلام کا مقصد اور حکمت خاص	۱۰۲
۱۰۷	من لبس ثوب شهرة في الدنيا البسه الله الخ ترجمہ تشریح، مسلمان مرد اور عورت کے لباس کی تفصیل	۱۰۲
۱۰۸	يأتي على الناس زمان لا يبالي الخ ترجمہ تشریح، رزق حلال کی فضیلت، فأنى ذلك لا تجاب لهم دعوة کا مطلب	۱۰۳
۱۰۹	۱۴۴۰ھ	۱۰۴
۱۱۰	قال: ما من أحد يشهد ان لا اله الا الله الخ ترجمہ، اذًا يتكلوا کا مفہوم، منع کے باوجود حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے خوش خبری کو نقل کرنے کی وجہ	۱۰۴
۱۱۱	أمرت ان أقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله الخ ترجمہ، الا بحقها کے استثناء کا مطلب	۱۰۵
۱۱۲	لا حول ولا قوة الا بالله کی فضیلت	۱۰۶
۱۱۳	عن البراء بن عازب قال: قال لي رسول الله ﷺ: اذا أتيت مضجعك الخ سونے سے پہلے کے آداب، سونے سے پہلے کی دعا، بحث خطرے کی حالت کی دعا	۱۰۶
۱۱۴	والدین کے ذمے اولاد کے حقوق کی تفصیل	۱۰۷
۱۱۵	الحلال بين والحرام بين وبينهما مشبهات الخ ترجمہ حدیث سے حاصل شدہ سبق	۱۰۷
۱۱۶	﴿الورقة الثالثة: في الفقه﴾	۱۰۹
۱۱۷	۱۴۳۶ھ	۱۱۱
۱۱۸	وکیل کی مراد، حکم سے زائد چیز لانے پر مؤکل کیلئے حکم، وکیل کے برطرف ہونے یا نہ ہونے کی تفصیل	۱۱۱
۱۱۹	گروی رکھنے کا مفہوم و حکم، گروی چیز کے ہلاک ہونے کا حکم، گروی چیز سے نفع اٹھانے کا حکم	۱۱۱
۱۲۰	مہر کی تعریف، مہر زیادہ مقرر کرنے کے متعلق شرعی حکم، سیدہ فاطمۃ الزہراء اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مہر کی تفصیل	۱۱۲
۱۲۱	مردے کو نہلانے و کفن پہنانے کی فضیلت، موت پر رونے دھونے و ماتم کا حکم، یتیم کا مال کھانے کا حکم	۱۱۲
۱۲۲	معروضی سوالات کے جوابات	۱۱۳
۱۲۳	۱۴۳۷ھ	۱۱۳
۱۲۴	اجارہ فاسدہ کی صورتیں، مثالیں و حکم، اجارہ کے ٹوٹنے اور توڑنے کی مثالیں، تاوان وصولی کے درست ہونے کی صورتیں	۱۱۳
۱۲۵	ماں باپ کی زندگی و موت کے تین تین حقوق، مسلمان پر مسلمان کے دس عمومی حقوق، ہمسایہ کے حقوق	۱۱۴
۱۲۶	لینے دینے کے پانچ معاملات، مل جل کر بیٹھنے کے پانچ آداب، پیری مریدی کے متعلق پانچ تعلیمات	۱۱۵

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۲۷	بچہ پیدا ہونے کی پانچ رسمیں، منگنی ونکاح کی پانچ رسمیں، مرنے کے متعلق پانچ رسمیں	١١٥
۱۲۸	قیامت کی چند علامات ونشانیاں، قیامت کے دن کے احوال، جنت کی کچھ نعمتوں وجہنم کی کچھ مصیبتوں کا ذکر	١١٦
۱۲۹	معروضی سوالات کے جوابات	١١٨
۱۳۰	١٤٣٨ھ	١١٨
۱۳۱	بیع سلم کی تعریف وشرائط، غلہ اناج کے علاوہ دیگر اشیاء میں بیع سلم کے جائز ہونے کی صورت	١١٨
۱۳۲	شوہر کے حقوق کے متعلق احادیث، اولاد کی پرورش سے متعلق ہدایات، محفل میں اٹھنے، بیٹھنے وگفتگو کا طریقہ	١١٩
۱۳۳	عقیقہ کی تعریف اور اس میں رائج رسمیں، کتا پالنے اور تصاویر رکھنے کا حکم، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کا واقعہ	١٢٠
۱۳۴	آداب نکاح وطعام، قرض لینے کی وضاحت اور ادا نہ کرنے پر سزا کا حکم	١٢١
۱۳۵	معروضی سوالات کے جوابات	١٢٢
۱۳۶	١٤٣٩ھ	١٢٢
۱۳۷	بیع کی تعریف اور وضاحت، ملاحارلین دین کا حکم، شرائط اختیار شرط کی مراد اور وضاحت مع مثال، کوئی چیز بغیر دیکھے خریدنے کا حکم	١٢٢
۱۳۸	عیب دار چیز بیچنے اور خریدنے کا حکم، بیع باطل اور بیع فاسد کی تعریف اور فرق مع مثال، بیع باطل اور بیع فاسد کا حکم، جانور کے پیٹ میں بچے اور تھن میں موجود دودھ کی بیع کا حکم	١٢٣
۱۳۹	شادی وبیاہ میں آتش بازی کا حکم اور ممانعت کی وجوہات، رسم بسم اللہ کی خرابیاں	١٢٤
۱۴۰	تقریبات میں عورتوں کے جانے سے پیدا ہونے والی خرابیاں، سلام کرنے کے آداب، مردے کو ثواب پہنچانے کا شرعی طریقہ	١٢٥
۱۴۱	نماز میں دل لگانے کا طریقہ، غریب قرض دار کو مہلت دینے کی فضیلت، بیوہ عورت کے نکاح کی فضیلت	١٢٥
۱۴۲	١٤٤٠ھ	١٢٦
۱۴۳	عقیقہ وغیرہ میں چھوٹے بچوں کو ملنے والی رقم کی ملکیت، ہبہ واپس لینے کا حکم	١٢٦
۱۴۴	سونے چاندی کی خرید وفروخت کا نام، ناجائز صورت اور ادھار خریدنے کا حکم	١٢٧
۱۴۵	حوالہ کا حکم وشرط۔ شطرنج، تاش وغیرہ کھیلنے کا حکم، غیر اللہ کی قسم کھانے کا حکم، گناہ والے کام کی قسم کھانے کا حل	١٢٧
۱۴۶	سونے چاندی کے برتن استعمال کرنے کا حکم، عورت کے بال کٹوانے کا حکم، جنابت کی حالت میں ناخن کاٹنے کا حکم	١٢٧
۱۴۷	برا خواب دیکھنے پر عمل نیت خالص رکھنے کی وضاحت، مزدور کی مزدوری روکنے کا حکم، بڑائی دکھانے کیلئے اچھے کپڑے پہننے کا حکم	١٢٨
۱۴۸	﴿الورقة الرابعة : في التاريخ و الادب﴾	١٢٩
۱۴۹	١٤٣٣ھ	١٣١
۱۵۰	وَلٰكِنْ خَلَقَتْ أُمُّ مُوْسٰى عَلٰى مَوْلُوْدِهَا الخ، اعراب، ترجمہ، کلمات مخطوطہ کے معانی	١٣١
۱۵۱	وَأَمَرَ اللّٰهُ مُوْسٰى بَعْدَ ذٰلِكَ كُلِّهٖ الخ، اعراب، ترجمہ، مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی	١٣١
۱۵۲	وَبَعَثَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ اٰيَةً أُخْرٰى الخ، اعراب، ترجمہ، الفاظ مخطوطہ کے ابواب اور معانی	١٣٢
۱۵۳	نعمة الله على بني اسرائيل الخ ترجمہ، بنی اسرائیل کی کیفیت وجہ تسمیہ، بنی اسرائیل وامت محمدیہ میں سے افضل کی نشاندہی	١٣٢
۱۵۴	عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ، جملوں میں فاعل ومفعول بہ کی تعیین، سکان اور اسکے اخوات کا عمل مع امثلہ	١٣٣
۱۵۵	١٤٣٥ھ	١٣٤

نمبر	مضمون	صفحہ
١٥٦	وَ فُتِحَ الصُّنْدُوْقُ فَإِذَا فِيْهِ غُلَامٌ جَمِيْلٌ الخ،اعراب،ترجمہ،تحقیق،قرة عين لي کی ترکیب	١٣٤
١٥٧	اَلدَّعْوَةُ إِلَى اللهِ: وَعَجَزَ فِرْعَوْنُ وَلَمْ يَجِدْ الخ،اعراب،ترجمہ،لغوی،صرفی تحقیق	١٣٤
١٥٨	كَانُوْا لَايَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْئٍ وَكَانُوْا لَايَسْكُنُوْنَ الخ،اعراب،ترجمہ،تحقیق	١٣٥
١٥٩	وَجَدَ السَّحَرَةُ وَاَقْبَلُوْا بِحِبَالِهِمْ الخ،اعراب،ترجمہ،تحقیق،مذکورہ قصہ والے نبی کی نشاندہی	١٣٦
١٦٠	عربی سوالات کا عربی میں جواب اور اردو میں ترجمہ	١٣٧
١٦١	إنّ ولخواتها کا عربی جملوں میں استعمال مع ترجمہ،إنّ واخواتها کا عمل	١٣٧
١٦٢	١٤٣٦ھ	١٣٨
١٦٣	وَلَمَّا تَتْرُكُ أُمُّ مُوْسٰى رَضَاعَتَهُ رَدَّتْهُ إِلَى الْقَصْرِ الخ،اعراب،ترجمہ،تحقیق	١٣٨
١٦٤	إِنَّكَ لَوْلَمْ تَأْمُرْ بِقَتْلِ الْاَطْفَالِ الخ،اعراب،ترجمہ،تحقیق،مزجر الكلاب کی ترکیبی حیثیت	١٣٨
١٦٥	وَلَمَّا طَغٰى فِرْعَوْنُ وَاَسْرَفَ فِي الْغَفْلَةِ وَالْعِنَادِ لَرَادَ اللهُ الخ،اعراب،ترجمہ،تحقیق	١٣٩
١٦٦	وَفِي الْيَوْمِ الثَّانِيْ يَرٰى مُوْسٰى ذٰلِكَ الْإِسْرَائِيْلِيَّ الخ،اعراب،ترجمہ،تحقیق،"إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُبِيْنٌ" کی ترکیب	١٤٠
١٦٧	عربی و اردو جملوں کا ترجمہ،مطروالفاظ کے معانی	١٤١
١٦٨	١٤٣٧ھ	١٤١
١٦٩	مِنْ مِصْرَ إِلٰى مَدْيَنَ: وَلٰكِنْ إِلٰى أَيْنَ يَذْهَبُ مُوْسٰى الخ،اعراب،ترجمہ،جملوں کی ترکیب	١٤١
١٧٠	وَعِنْدَ فِرْعَوْنَ: وَجُنَّ جُنُوْنُ فِرْعَوْنَ الخ،اعراب،ترجمہ،فَلْتُصْبِحِ السَّحَرَةُ جُنْدَ مُوْسٰى کی ترکیب و مطلب	١٤٢
١٧١	وَ أَرَادَ اللهُ أَنْ لَايَضِيْعَ بَنُوْاِسْرَائِيْلَ الخ،اعراب،ترجمہ،لَا يَخْبِطُوْا خَبْطَ عَشْوَاءَ کی لغوی تشریح و مفہوم	١٤٢
١٧٢	وَعَاشَتِ الذِّئَابُ فِي الْغَابَةِ وَعَاشَتِ الخ،اعراب،ترجمہ،تحقیق	١٤٣
١٧٣	جملوں کا ترجمہ،تین پھل و تین پھولوں کے عربی نام،تین پرندوں و تین جانوروں کے عربی نام	١٤٣
١٧٤	١٤٣٨ھ	١٤٤
١٧٥	وَجَدَ عَلٰى عَرْشِ مِصْرَ مَلِكٌ جَبَّارٌ جِدًّا الخ،اعراب،ترجمہ،حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے حالات،ملکہ اور بنی اسرائیل کا تعارف	١٤٤
١٧٦	وَكَانَ يَوْمًا جَالِسًا عَلٰى شَاطِئِ النِّيْلِ الخ،اعراب،ترجمہ،صندوق والے واقعہ کی وضاحت،ملکہ مصر کا تعارف	١٤٥
١٧٧	كانوا يشركون بالله غيره الخ،ترجمہ،نبی کی نشاندہی اور امت کے احوال،حضرت داؤد علیہ السلام کے حالات	١٤٦
١٧٨	وتسلط عليهم القمل والعياذ بالله ألقمل في الفراش والقمل الخ،ترجمہ،تحقیق	١٤٧
١٧٩	كان النبى ﷺ اشد الناس تواضعا الخ،ترجمہ،ترکیب،جملوں کا عربی میں ترجمہ	١٤٧
١٨٠	القطار يسير على سكة حديدية خلمة الخ ترجمہ،وَجَدَ،وَقَفَ،فَكَّرَ،كَتَبَ کا جملوں میں استعمال،عصفور،شباك،أغصان،الرمل،جند،حرس،السنور کا معانی	١٤٨
١٨١	١٤٣٩ھ	١٤٨
١٨٢	جملوں کا ترجمہ،قترك الرحالة،رمال،شلال،لعبة حملة الجوع،غفش المسافرين،مهندس،حانق کے معنی	١٤٩
١٨٣	ولكن تغيرت الاحوال بعد ذلك الخ ترجمہ،قوم کی نشاندہی،حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانے کا واقعہ،مدین میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پیش آمدہ واقعات	١٤٩

۱۸۳	وقال الرجل الرشيد ان الله قد وهبكم نعمة الخ ترجمہ مرد رشید کی سرا اور انکار واقعہ فرعون کی غرقابی کا واقعہ	۱۵۰
۱۸۵	لبعث الله اليهم رسوله يدعوهم وينذرهم الخ ترجمہ، نبی وقوم کی نشاندہی	۱۵۱
۱۸۶	فقد سخر الله له الرياح تجري الخ ترجمہ مذکورہ نبی کی نشاندہی وحالات، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات	۱۵۲
۱۸۷	۱۴۴۰ھ	۱۵۳
۱۸۸	جملوں کا ترجمہ ترجمۂ علامات کی نشاندہی۔ مذکر جملوں کی مؤنث میں تبدیلی بعث الله عليهم آية أخرى الخ لغوی وصرفی تحقیق	۱۵۳
۱۸۹	ولما يئس عيسى منهم الخ ترجمہ، خط کشیدہ کلمات کے معانی۔	۱۵۳
۱۹۰	المدرسة (عربی مضمون) رخصت وچھٹی کی درخواست	۱۵٤
۱۹۱	﴿الورقة الخامسة : فی الصرف و النحو﴾	۱۵۵
۱۹۲	۱۴۲۹ھ	۱۵۷
۱۹۳	صفت اقسام کی تعریف واقسام مع امثلہ	۱۵۷
۱۹۴	بُؤسٌ، يَسَلُ، عِلَةٌ، بعْنَ، رَضِيَ صیغوں کی اصل وتعلیل	۱۵۷
۱۹۵	الخوف سے ماضی ومضارع معروف کی گردان، خِيفَ اور تَخُوفُ صیغوں کی وضاحت اور تعلیل	۱۵۷
۱۹۶	فعل معلوم ومجہول، منفی ومثبت اور اسم کی اقسام کی تعریف مع امثلہ، مصدر، مشتق، جامد کی اقسام کی تعریف مع امثلہ، اسم جامد کی اقسام باعتبار تعداد حروف مع امثلہ	۱۵۸
۱۹۷	والى لانتهاء الغاية و قد يكون مابعدها داخلا الخ ترجمہ مطلب، امثلہ کی ترکیب	۱۵۸
۱۹۸	وهذه الحروف الخمسة تنصب الاسم الخ، اعراب ترجمہ ترکیب	۱۵۹
۱۹۹	۱۴۳۰ھ	۱٦۰
۲۰۰	دَاعٍ، يُقَلُ، خِفْنَ، خَفْنَ، وَتَكَ صیغوں کی وضاحت، اصل وتعلیل	۱٦۰
۲۰۱	الدعاء والدعوة سے صرف صغیر، الدعاء والدعوة سے امر حاضر کی گردان، اُدْعُ کی تعلیل	۱٦۱
۲۰۲	ايملنا، يهب، ميزان، مولن، خفن، رضي، داع، مرمي صیغوں میں جاری شدہ قواعد، اصل وتعلیل	۱٦۱
۲۰۳	ثلاثی مجرد کے مصادر کے اوزان مع امثلہ، اسماء مشتقہ کے اسماء وتعریف مع امثلہ	۱٦۲
۲۰۴	حروف جارہ کی تعداد ونشاندہی، حروف جارہ کا عمل، وحتى لا نتهاء الغاية في الزمان الخ کی ترکیب	۱٦۲
۲۰۵	حروف ناصبہ وجازمہ کا عمل، حروف تنصب الاسم فقط وهي سبعة احرف کی ترکیب	۱٦۳
۲۰٦	۱۴۳۱ھ	۱٦٤
۲۰۷	مضاعف میں تغیر کی تین صورتوں کی وضاحت مع امثلہ، ذَنْبٌ سے اسم فاعل واسم مفعول کی گردان تَشْنِيَةٌ اِمْتَلَقَ کی اصل وتعلیل	۱٦٤
۲۰۸	رَاسٌ، ذِيْبٌ، بُؤسٌ، اَمِنَ، اُؤْمِنَ، اِيتِمَانًا، يَسَلُ، مِيَرٌ صیغوں کی اصل وتعلیل	۱٦٥
۲۰۹	القول سے ماضی ومضارع مجہول کی گردان، قُلْ و مَقُوْلٌ کی تعلیل	۱٦٥
۲۱۰	ثلاثی مجرد کے چھ ابواب کی خاصیات	۱٦٥
۲۱۱	حُرُوْفٌ تَجُرُّ الْاِسْمَ فَقَطْ وَهِيَ سَبْعَةٌ الخ، اعراب ترجمہ مطلب، امثلہ کی ترکیب	۱٦٦
۲۱۲	والثاني كم، معناه عدد مبهم وهو على نوعين الخ ترجمہ مطلب، امثلہ کی ترکیب	۱٦۷

۲۱۳	۱۴۳۲ھ	۱۶۸
۲۱۴	رَاضٍ، مَرْضِیٌّ، رَامٍ، یَلِیْ، قِ صیغوں کی وضاحت، اصل وتعلیل	۱۶۸
۲۱۵	القول سے اسم فاعل واسم مفعول کی گردان، قلن (معروف) قلن (مجہول) قیل میقال صیغوں کی اصل وتعلیل	۱۶۸
۲۱۶	مد، لین، حذف، ابدال، اسکان، ادغام، تعلیل، تخفیف، اصطلاحات کی تعریف مع امثلہ۔ ہمزہ والف میں فرق	۱۶۹
۲۱۷	باب تفعیل کی خاصیات	۱۶۹
۲۱۸	وعن للبعد و المجاوزة نحو رميت السهم الخ، ترجمہ، تشریح، امثلہ کی ترکیب	۱۷۰
۲۱۹	حروف تنصب الفعل المضارع الخ، ترجمہ، تشریح، امثلہ کی ترکیب، کَیْ واِذَنْ کا معنی مع امثلہ	۱۷۱
۲۲۰	۱۴۳۳ھ	۱۷۲
۲۲۱	یَعِدُ، یَهَبُ، یَضَعُ، مِیْزَانٌ، لِیْقَادُ صیغوں کی اصل وتعلیل، حروف حلقی کی تعداد ونشاندہی	۱۷۲
۲۲۲	الرضوان سے ماضی معروف ومجہول کی گردان، رَضِیَ، لَمْ یَرْضَ، رَاضٍ، مَرْضِیٌّ صیغوں کی اصل وتعلیل	۱۷۲
۲۲۳	بِیْعَ، بِعْنَ خَفْ، خَالِفْ، یَدْعُوْنَ صیغوں کی وضاحت، اصل وتعلیل	۱۷۲
۲۲۴	باب افتعال کی خاصیات مع امثلہ	۱۷۳
۲۲۵	افعال مقاربہ اوران کا عمل مع مثال، عوامل قیاسیہ اوران کا عمل مع امثلہ، عوامل معنویہ اوران کا عمل مع مثال	۱۷۳
۲۲۶	والی لانتهاء الغاية في المكان نحو سرت الخ، تشریح، ترکیب، الٰی کے مابعد کا ضابطہ مع امثلہ	۱۷۴
۲۲۷	۱۴۳۴ھ	۱۷۵
۲۲۸	مَبِیْعٌ، مَرْضِیٌّ، خِفْنَ، لَمْ تَغْزُوْا صیغوں کی اصل وتعلیل	۱۷۵
۲۲۹	مثل الفاء کے قاعدے، عِدَةٌ سے صرف صغیر	۱۷۵
۲۳۰	مہموز کے قواعد کی تعداد اور وضاحت بالامثلہ، الاکل سے صرف صغیر، جاری شدہ قواعد کی نشاندہی	۱۷۵
۲۳۱	باب استفعال کی خاصیات	۱۷۶
۲۳۲	وَعَلٰی لِلْاِسْتِعْلَاءِ نَحْوُ زَیْدٌ عَلَی السَّطْحِ الخ، اعراب، ترجمہ، استعلاء کی دو مثالیں ذکر کرنے کی وجہ، بعد و مجاوزة کا مطلب، مثالوں کی ترکیب	۱۷۷
۲۳۳	حروف تجزم الفعل المضارع الخ، ترجمہ، تشریح، حروف جازمہ کی تعداد ونشاندہی مع امثلہ	۱۷۸
۲۳۳	۱۴۳۵ھ	۱۷۸
۲۳۵	البیع سے مضارع مجہول اور اسم فاعل کی گردان، بِعْنَ (مجہول) بِیْعَ، یُبَاعُ، مَبِیْعٌ صیغوں کی اصل وتعلیل	۱۷۸
۲۳۶	اجتاب، مجتلب، اختیر، ینقاد، انقضَّ صیغوں کی وضاحت، اصل وتعلیل	۱۷۹
۲۳۷	البیع مصدر سے مضارع معروف بلام تاکید بانون تاکید ثقیلہ وخفیفہ کی گردان، بَاعَ، بِعْنَ (معروف) بِعْنَ (مجہول) یَبِیْعُ، یُبَاعُ صیغوں کی اصل وتعلیل	۱۷۹
۲۳۸	باب انفعال کی خاصیات کی وضاحت مع امثلہ	۱۸۰
۲۳۹	وَمِنْ وَهِیَ لِابْتِدَاءِ الْغَایَةِ نَحْوُ سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ الخ، اعراب، ترجمہ، مفہوم، مثالوں کی ترکیب	۱۸۰
۲۴۰	اَلنَّوْعُ السَّابِعُ لِسْمَآءٌ تَجْزِمُ الْفِعْلَ الخ، اعراب، مفہوم، ترکیب، اسماءِ جازمہ للمضارع کی تعداد ونشاندہی مع امثلہ	۱۸۱

نمبر	عنوان	صفحہ
۲۳۱	١٤٣٦ھ	۱۸۱
۲۳۲	لب، یذب، لم یذب صیغوں کی اصل وتعلیل لم یذب میں جائز صورتیں	۱۸۲
۲۳۳	دعاء دعوا (جمع مذکر غائب) دعت، دعین صیغوں کی اصل وتعلیل	۱۸۲
۲۳۴	ایم، ل، لطو، اغنلہ، تسمیۃ الفاظ کے صیغے، ابواب اور تعلیل	۱۸۲
۲۳۵	باب افعیعال وتفاعل کی خاصیات مع امثلہ	۱۸۳
۲۳۶	حروف مشبہ بالفعل کی تعداد ونشاندہی، حروف مشبہ بالفعل کا عمل وھی تنصب المبتدا وترفع الخبر کی ترکیب، لیت لعل کے معانی	۱۸۳
۲۳۷	وَكَيْ لِلسَّبَبِيَّةِ مِثْلُ أَسْلَمْتُ كَيْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ الخ، اعراب ترجمہ ترکیب مکی اور اذن کا عمل	۱۸۴
۲۳۸	١٤٣٧ھ	۱۸۴
۲۳۹	اتعد، اتخلر، ازدحام، اصطلح، اضطرب، اطلع، اظطلم، لمهر، اثاقل صیغوں کی اصل وتعلیل	۱۸۴
۲۵۰	قیل، یبیع، یخاف، قائل صیغہ باب وتعلیل، یطیر، استعن، استخار ملجتوب کے باب اور ہفت اقسام	۱۸۵
۲۵۱	تاءِ افتعال کو ختم کرنے والے حروف کی نشاندہی	۱۸۵
۲۵۲	باب تفعلل، تفعلل وافعلال کی تمام خاصیات مع امثلہ	۱۸۵
۲۵۳	والواو للقسم نحو واللہ لأضربن الخ ترجمہ مثالوں کی ترکیب مولاقسم اور مقسم علیہ قسم اور بدلِ قسم کے درمیان فرق	۱۸۶
۲۵۴	حروف تنصب الاسم فقط الخ وضاحت مع امثلہ وھذہ الحروف الخمسة تنصب الاسم الخ کی ترکیب	۱۸۶
۲۵۵	١٤٣٨ھ	۱۸۷
۲۵۶	تَلِيَنِ، قِ، مَوْقِيٌّ، لعوا، لَمْ يَكُنْ، مَرْضِيٌّ، داعٍ، تَزْيِيْن کی تعلیل	۱۸۷
۲۵۷	حرف تعلیل کی مراد اور ثقل دور کرنے کے قواعد مع امثلہ ملــقــول مصدر سے نفی جحد بلم معروف کی گردان، اسم ثلاثی مجرد کی تعریف اور اوزان، اسم رباعی مجرد کی تعریف اور اوزان، خماسی مزید فیہ کے اوزان مع امثلہ	۱۸۸
۲۵۸	القول مصدر سے نہی مجہول بانون ثقیلہ کی گردان، اسم تفضیل کی تعریف، اوزان اور غیر ثلاثی مجرد سے آنے کی وضاحت	۱۸۸
۲۵۹	وَالْكَافُ لِلتَّشْبِيْهِ نَحْوُ زَيْدٌ كَالْأَسَدِ الخ، اعراب تشریح مثالوں کی ترکیب	۱۸۹
۲۶۰	وَلَامُ الْأَمْرِ وَهِيَ لِطَلَبِ الْفِعْلِ الخ، اعراب تشریح وتُسَمَّى الْأُوْلٰى شَرْطًا وَالثَّانِيَةُ جَزَاءً کی ترکیب	۱۹۰
۲۶۱	اسماء افعال کی تعریف، احکام متطام، غلاب، حضار کے اسماء افعال ہونے کی وضاحت، مثالوں کی ترکیب	۱۹۰
۲۶۲	١٤٣٩ھ	۱۹۱
۲۶۳	اسم تفضیل کی تعریف اور اوزان، صفت مشبہ کی تعریف اور اوزان	۱۹۱
۲۶۴	أَسْمَاءٌ تُسَمّٰى أَسْمَاءَ الْأَفْعَالِ وَهِيَ بِصِفَةِ الخ، اعراب ترجمہ، اسماء افعال کی نشاندہی، وَتَنْصِبُ الْإِسْمَ عَلَى الْمَفْعُوْلِيَّةِ کی نحوی ترکیب	۱۹۲
۲۶۵	١٤٤٠ھ	۱۹۲
۲۶۶	اَلْإِنْفِيَاصُ سے امر حاضر معروف کی گردان، درج ذیل صیغوں کی وضاحت: ولق، لعوا، لَمْ يَرْمُوا، ذَبَا، لِخْتَلَ	۱۹۲
۲۶۷	اَلْإِسْتِخَارَةُ سے ماضی معروف کی گردان۔ درج ذیل صیغوں کی وضاحت: لعوا، اِنْقَلا، خَالِفٌ، مَبِيْعٌ، رَضِيَ	۱۹۳

نمبر	عنوان	صفحہ
۲۶۸	اَلرُّؤْیَا صدقے سے صرف منیر الفاظ مکتوب کی نشاندہی، مراحل سامی کی مکمل وضاحت	۱۹۳
۲۶۹	﴿الورقة السادسة : في السيرة والاخلاق﴾	۱۹۵
۲۷۰	۱۴۳۷ھ	۱۹۷
۲۷۱	حصول علم کی فرضیت وفضیلت، دین سیکھنے دکھانے کے طریقے، قرآن مجید کے پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت	۱۹۷
۲۷۲	نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کے فوائد، نیک لوگوں کی مراد واوصاف، برے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کے نقصانات، نیک لوگوں کی صحبت کی ترغیب اور بری صحبت کی مذمت	۱۹۸
۲۷۳	مسلمانوں کے عمومی حقوق کے لزوم وادائیگی کی پانچ احادیث، اپنی جان کے حقوق کی ادائیگی کی وضاحت	۱۹۹
۲۷۴	زکوۃ کا شرعی حکم، اموال زکوۃ کی تفصیل، زکوۃ کی ادائیگی کے فضائل اور عدم ادائیگی پر وعید	۲۰۰
۲۷۵	روزہ وحج کا حکم، روزہ وحج کے فضائل	۲۰۱
۲۷۶	صبر وشکر کے متعلق مضمون، صبر وشکر کی احادیث وفضائل	۲۰۱
۲۷۷	۱۴۳۸ھ	۲۰۲
۲۷۸	نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس: الصحة والفراغ حدیث کا ترجمہ، مقصد نماز کی اہمیت، آداب مسجد	۲۰۲
۲۷۹	ذکر اللہ کے فضائل، روزے کے بدنی وروحانی فوائد	۲۰۳
۲۸۰	من اعتكف عشرا في رمضان الخ ترجمہ، اعتکاف کی تعریف وشرائط، مدینے سے محبت کی احادیث، قربانی کا وجوب	۲۰۳
۲۸۱	کسب حلال کی فضیلت، نکاح شرعی کے فوائد، مشورہ کی اہمیت وفضائل	۲۰۴
۲۸۲	معروضی سوالات کا جواب	۲۰۵
۲۸۳	۱۴۳۹ھ	۲۰۶
۲۸۴	تقدیر پر ایمان لانے اور خدا تعالی پر بھروسہ رکھنے کے فوائد، توکل کا معنی، دعا مانگنے کے فوائد اور آداب	۲۰۶
۲۸۵	حلال مال کے ذخیرہ کرنے کا حکم وتشکیک، غیر مسلموں کی وضع قطع اختیار کرنے کا حکم۔ معروضی سوالات کا جواب	۲۰۷
۲۸۶	۱۴۴۰ھ	۲۰۸
۲۸۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کے تین واقعات	۲۰۸
۲۸۸	دنیا سے بے رغبتی پر مختصر مضمون	۲۰۸

الورقۃ الاولیٰ
تفسیر
از سورہ بقرہ تا سورہ یونس
سورہ عنکبوت تا ختم قرآن

﴿الورقة الاولى: في التفسير﴾

﴿السوال الاول﴾ ١٤٣٠ھ

الشق الاول ...... قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللَّهِ خَالِصَةً مِّنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿﴾ وَلَنْ يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَىٰ حَيَاةٍ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِ مِنَ الْعَذَابِ أَنْ يُعَمَّرَ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿﴾ (پ ا۔ بقرہ ۹۴ تا ۹۶)

آیات کا شان نزول لکھنے کے بعد مطلب خیز ترجمہ کیجئے اور خط کشیدہ الفاظ کے صیغے بھی بتائیں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا شان نزول (۲) آیات کا ترجمہ (۳) الفاظ مخطوطہ کی صرفی تحقیق۔

جواب ...... ❶ **آیات کا شان نزول:۔** بعض یہودی یہ دعویٰ کرتے تھے کہ آخرت کی نعمتیں خالص ہمارا ہی حق ہیں۔ ہمارے ساتھ کوئی اور فرقہ وگروہ ان نعمتوں میں شریک نہیں۔ تو اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس دعویٰ کو باطل کرنے کے لئے یہ آیات نازل فرمائیں کہ اگر آخرت کی نعمتیں صرف تمہارا حق ہیں اور تم اس دعویٰ میں سچے ہو تو پھر اس کی تصدیق کے لئے موت کی تمنا کرو۔ مگر تم ہرگز سزا کے خوف سے اس کی تمنا نہ کرو گے۔

❷ **آیات کا ترجمہ:۔** کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے لئے صرف آخرت کا گھر ہو اللہ کے ہاں دوسرے لوگوں کے علاوہ تو تم موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔ اور وہ ہرگز اس کی تمنا وآرزو نہ کریں گے کبھی بھی بوجہ ان اعمال کے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے گنہگاروں کو۔ اور تو دیکھے گا ان کو سب لوگوں سے زیادہ حریص زندگی پر اور مشرکین سے بھی زیادہ حریص، چاہتا ہے ایک ایک ان میں سے کہ عمر پا دے ہزار برس اور نہیں بچانے والا اس کو عذاب سے اس قدر جینا، اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتا ہے ان کے اعمال کو۔

❸ **الفاظ مخطوطہ کی صرفی تحقیق:۔** "لَن یتمنوا" صیغہ جمع مذکر غائب نفی تاکید بلن معلوم از مصدر تمنّی (تفعل) بمعنی تمنا کرنا۔

"احرص" صیغہ واحد مذکر بحث اسم تفضیل از مصدر حرص (نصر وضرب) بمعنی حرص ولالچ کرنا۔

"یُعَمَّرُ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث مضارع مجہول از مصدر تعمیر (تفعیل) بمعنی زندہ رکھنا۔

"بمزحزحه" صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از مصدر زحزحة (فعللة) بمعنی دور کرنا، دور ہونا اور ہٹانا۔

الشق الثانی ...... وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ أَنْ يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِنْ شَيْءٍ وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ﴿﴾ (پ ۵۔ نساء ۱۱۳)

آیت کا مکمل پس منظر بیان کرنے کے بعد تفسیر کیجئے اور بتائیے کہ "طائفة منهم" سے کون مراد ہیں، نیز "الحكمة" سے کیا مراد ہے۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حاصل تین امور ہیں (۱) آیت کا پس منظر (۲) آیت کی تفسیر (۳) طائفة منهم اور الحكمة کی مراد۔

جواب ...... ❶ **آیت کا پس منظر:۔** بنو ابیرق کے ایک منافق شخص (بشیر) نے حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی بخاری سے آٹا اور ہتھیار چرا لئے۔ تلاش کے سلسلہ میں لوگوں کو بشیر پر شبہ ہوا تو بنو ابیرق نے بشیر کی حمایت اور براءت کی اور چوری میں حضرت لبید رضی اللہ عنہ کا نام لے دیا۔ حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ بارگاہ رسالت میں صورتحال پیش کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کا وعدہ فرمالیا۔ بنو ابیرق کو خبر ہوئی تو اپنے ایک سردار اسیر کے پاس مشورہ کے لئے جمع ہوئے اور پھر سب مل کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ وحضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی شکایت کی کہ وہ بلا تحقیق ایک دیندار گھرانہ پر چوری کا الزام لگا رہے ہیں۔ اس سے

مقصود آپ ﷺ کی طرف داری اور ہمدردی حاصل کرنا تھا۔ خیر اس میں تو کامیابی نہ ہوئی لیکن جب حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ایسے لوگوں پر بے سند کیوں الزام لگاتے ہو؟ غرضیکہ انہوں نے اپنے چچا حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ سے جا کر جب یہ باتیں نقل کیں تو وہ اللہ پر بھروسہ کر کے خاموش ہو گئے جس پر یہ دو رکوع کی آیات "اَجْرًا عَظِيْمًا" تک نازل ہوئیں لیکن جب چوری ثابت ہوگئی اور مال مسروقہ برآمد ہو گیا اور وہ مالک کو دلایا گیا تو بشیر ناراض ہو کر مرتد ہو گیا اور مشرکین مکہ سے جا ملا۔ اس پر آیت "وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ الخ" نازل ہوئی مکہ میں جا کر بھی حسب عادت بشیر نے کسی کے نقب لگایا کہ اتفاق سے اس پر دیوار گری اور وہ مر گیا۔

❷ آیت کی تفسیر:۔ واقعہ کا پس منظر معلوم ہونے کے بعد تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو خطاب کر کے ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر میرا فضل اور رحمت آپ کے ساتھ نہ ہوتی جس نے واقعہ کی حقیقت آپ کو بتادی تو یہ لوگ آپ کو غلطی میں مبتلا کر سکتے تھے مگر یہ میرا فضل اور خصوصی کرم ہے کہ یہ لوگ آپ کو غلطی سے مبتلا نہیں کر سکتے۔ بلکہ خود ہی گمراہی اور ضرر میں مبتلا ہوتے ہیں اور آپ کو یہ ذرہ برابر بھی نقصان و ضرر نہیں پہنچا سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر کتاب و دانشمندی کی ایسی باتیں نازل فرمائیں جن کو آپ نہیں جانتے تھے۔

❸ طائفة منهم اور الحكمة کی مراد:۔ "طائفة منهم" سے مراد بنو ابیرق، اس کا خاندان اور اس کے حمایتی لوگ ہیں اور الحکمة سے مراد آنحضرت ﷺ کی سنت اور تعلیمات ہیں۔

﴿السوال الثاني﴾ ۱٤۲۰ھ

الشق الأول ...... وَإِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (پ ۷، مائدہ: ۸۳تا۸۵)

آیات کا ماقبل کے ساتھ ربط بیان کرنے کے بعد صرف ترجمہ تحریر کریں اور بتائیں کہ یہ آیتیں کب اور کس کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ماقبل سے ربط (۲) آیات کا ترجمہ (۳) نزول آیات کا وقت اور متعلقہ اشخاص۔

جواب ...... ❶ آیات کا ماقبل سے ربط:۔ ماقبل میں یہود و مشرکین کی دوستی اور مسلمانوں سے ان کی عداوت کا ذکر تھا اور قرآن کریم عدل و انصاف کا سب سے بڑا داعی ہے اسلئے تمام یہود و نصاریٰ کو ایک ہی صف میں شمار نہیں کیا بلکہ جن کے اندر کوئی خوبی اور کمال تھا اس کا بھی اظہار کیا۔ چنانچہ ان آیات میں نصاریٰ کے ایک خاص گروہ اور جماعت کا ذکر ہے جو قرآن سن کر روئے اور مسلمان ہو گئے اور اس سے مراد شاہ حبشہ نجاشی اور اس کے مصاحب ہیں جنہوں نے مہاجرین حبشہ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا تھا۔

❷ آیات کا ترجمہ:۔ اور جب سنتے ہیں وہ اس چیز کو جو نازل کی گئی رسول پر تو دیکھے گا تو ان کی آنکھوں کو کہ ابلتی ہیں وہ آنسوؤں سے اس وجہ سے کہ پہچان لیا انہوں نے حق کو کہتے ہیں وہ کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے، پس لکھ دے تو ہم کو گواہی دینے والوں (ماننے والوں) میں سے، اور کیا ہوا ہم کو کہ ہم نہ ایمان لائیں (یقین کریں) اللہ پر اور اس چیز پر جو آئی ہمارے پاس حق سے اور طمع رکھیں ہم اس بات کی کہ داخل کرے گا ہمیں ہمارا رب نیک بختوں کے ساتھ پھر بدلہ میں دیں گے اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کہنے پر ایسے باغات کہ بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں رہیں گے وہ اس میں ہمیشہ، اور یہ نیکی کرنے والوں کا بدلہ ہے۔

❸ نزول آیات کا وقت اور متعلقہ اشخاص:۔ یہ آیات ہجرت حبشہ کے بعد شاہ حبشہ نجاشی اور اس کے مصاحبین کے بارے میں نازل ہوئیں۔

الشق الثانی ...... كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِن تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴿﴾ فَمَن بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿﴾ فَمَنْ خَافَ مِن مُّوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿﴾ (پ۲۔البقرۃ:۱۸۰تا۱۸۲)

آیات مذکورہ کا ترجمہ اور مختصر تشریح بیان کرتے ہوئے بتائیے کہ موت کے وقت والدین اور اقربین کیلئے وصیت کرنا فرض ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟ اور کیا وصیت میں تبدیلی کرنا ممنوع ہے؟ اس کا شریعت میں کیا اصول ہے؟ مخطوط حصہ کی مراد وضاحت سے تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا خلاصہ چھ امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کا تشریح (۳) والدین واقربین کیلئے وصیت کا حکم مع الوجہ (۴) وصیت میں تبدیلی کا حکم (۵) وصیت کے بارے میں اصول شرعی (۶) عبارت مخطوطہ کی مراد۔

جواب ...... ❶ __آیات کا ترجمہ:__۔ فرض کیا گیا ہے تم پر وصیت کرنا جب حاضر ہو تم میں سے کسی کے پاس موت والدین اور رشتہ داروں کے لئے انصاف کے ساتھ یہ حکم لازم ہے متقین (پرہیزگار) پر۔ پھر جو شخص بدل ڈالے وصیت کو بعد اسکے کہ سُن لیا اس نے وصیت کو تو اس کا گناہ انہی لوگوں پر ہے جنہوں نے اس کو بدلا۔ بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ پھر جو شخص خوف کرے وصیت کرنے والے کی طرف سے طرفداری کا یا گناہ کا پھر ان میں صلح کرا دے تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

❷ __آیات کی تشریح:__۔ لوگوں میں دستور تھا کہ مردہ کا سارا مال اسکی بیوی اور بیٹوں کو ملتا تھا والدین اور تمام اقارب اس سے محروم رہتے تھے۔ تو پہلی آیت میں والدین اور اقارب کیلئے انصاف کیساتھ حصہ دینے اور وصیت کرنے کا حکم ہے۔

دوسری آیت میں فرمایا کہ مردہ نے تو وصیت کردی تھی مگر بعد والوں نے اس کی تعمیل نہ کی تو مردہ پر اس کا کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ وصیت میں تبدیلی کرنے والے مجرم اور گنہگار رہیں گے اللہ تعالیٰ سب کی باتوں کو سنتا اور نیتوں کو جانتا ہے۔

تیسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کو اندیشہ ہو کہ مردہ نے غلطی سے وصیت صحیح نہیں کی، کسی کی بے جا رعایت کی ہے یا دانستہ طور پر حکم الٰہی کے خلاف کیا ہے تو اس نے اہل وصیت اور وارثوں کے درمیان حکم شریعت کے موافق صلح کرا دی تو وصیت میں یہ تغیر و تبدیلی جائز ہے۔ ایسی صورت میں یہ شخص گنہگار نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

❸ __والدین واقربین کے لئے وصیت کا حکم مع الوجہ:__۔ والدین اور دیگر رشتہ دار ورثاء کے لئے بوقت موت وصیت آیات واحادیث متواترہ سے منسوخ ہو چکی ہے۔ لہٰذا موصی کے لئے اقرباء اور والدین کے لئے وصیت فرض نہیں ہے۔ البتہ بوقت ضرورت اگر اس نے وصیت کردی تو پھر وہ بھی دیگر ورثاء کی اجازت پر موقوف ہے۔

اور وصیت للوالدین کے نسخ کی دلیل حجۃ الوداع کے موقعہ پر آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دیدیا ہے (بصورت میراث) اب کسی وارث کیلئے اس وقت تک وصیت جائز نہیں ہے جب تک بقیہ تمام ورثاء اجازت نہ دے دیں۔

❹ __وصیت میں تبدیلی کا حکم:__۔ مُوصی اپنی زندگی میں وصیت میں تبدیلی کرنا چاہتا ہے تو تبدیلی بھی کرسکتا ہے اور اگر بالکل وصیت کو ختم کرنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے اور مُوصی کے علاوہ دوسرے شخص کی طرف سے تبدیلی کی تفصیل تشریح میں ضمناً گزر چکی ہے۔

❺ __وصیت کے بارے میں اصول شرعی:__۔ وصیت کے بارے میں اصول شرعی یہ ہے کہ ثلث مال (ایک تہائی) سے کم میں وصیت جائز ہے اور ایک ثلث سے زائد کی وصیت یا اسی طرح کسی وارث کے لئے مطلقاً وصیت دیگر ورثاء کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر وہ اجازت دیں گے تو یہ وصیت درست ہوگی ورنہ درست نہ ہوگی۔

الشق الثانی ...... كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِن تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ۝ فَمَن بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ فَمَنْ خَافَ مِن مُّوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (پ۲۔ بقرہ: ۱۸۰تا۱۸۲)

آیات مذکورہ کا ترجمہ اور مختصر تشریح بیان کرتے ہوئے بتایئے کہ موت کے وقت والدین اور اقربین کیلئے وصیت کرنا فرض ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟ اور کیا وصیت میں تبدیلی کرنا ممنوع ہے؟ اس کا شریعت میں کیا اصول ہے؟ مخطوطہ حصہ کی مراد وضاحت سے تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا خلاصہ چھ امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کا تشریح (۳) والدین واقربین کیلئے وصیت کا حکم مع الوجہ (۴) وصیت میں تبدیلی کا حکم (۵) وصیت کے بارے میں اصول شرعی (۶) عبارت مخطوطہ کی مراد۔

جواب ...... ❶ <u>آیات کا ترجمہ:</u>۔ فرض کیا گیا ہے تم پر وصیت کرنا جب حاضر ہو تم میں سے کسی کے پاس موت والدین اور رشتہ داروں کے لئے انصاف کے ساتھ یہ حکم لازم ہے متقین (پرہیزگار) پر۔ پھر جو شخص بدل ڈالے وصیت کو بعد اسکے کہ سن لیا اس نے وصیت کو تو اس کا گناہ انہی لوگوں پر ہے جنہوں نے اس کو بدلا۔ بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ پھر جو شخص خوف کرے وصیت کرنے والے کی طرف سے طرفداری کا یا گناہ کا پھر ان میں صلح کرادے تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔

❷ <u>آیات کی تشریح:</u>۔ لوگوں میں دستور تھا کہ مردہ کا سارا مال اسکی بیوی اور بیٹوں کو ملتا تھا والدین اور تمام اقارب اس سے محروم رہتے تھے۔ تو پہلی آیت میں والدین اور اقارب کیلئے انصاف کیساتھ حصہ دینے اور وصیت کرنے کا حکم ہے۔

دوسری آیت میں فرمایا کہ مردہ نے تو وصیت کردی تھی مگر بعد والوں نے اس کی تعمیل نہ کی تو مردہ پر اس کا کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ وصیت میں تبدیلی کرنے والے مجرم اور گنہگار رہوں گے اللہ تعالیٰ سب کی باتوں کو سنتا اور نیتوں کو جانتا ہے۔

تیسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کو اندیشہ ہو کہ مردہ نے غلطی سے وصیت صحیح نہیں کی، کسی کی بے جا رعایت کی ہے یا دانستہ طور پر حکم الٰہی کے خلاف کیا ہے تو اس نے اہل وصیت اور وارثوں کے درمیان حکم شریعت کے موافق صلح کرادی تو وصیت میں یہ تغیر وتبدیلی جائز ہے۔ ایسی صورت میں یہ شخص گنہگار نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

❸ <u>والدین واقربین کے لئے وصیت کا حکم مع الوجہ:</u>۔ والدین اور دیگر رشتہ دار ورثاء کے لئے بوقت موت وصیت آیات واحادیث متواترہ سے منسوخ ہو چکی ہے۔ لہٰذا موصی کے لئے اقرباء اور والدین کے لئے وصیت فرض نہیں ہے۔ البتہ بوقت ضرورت اگر اس نے وصیت کردی تو پھر وہ بھی دیگر ورثاء کی اجازت پر موقوف ہے۔

اور وصیت للوالدین کے نسخ کی دلیل حجۃ الوداع کے موقعہ پر آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دیدیا ہے (بصورت میراث) اب کسی وارث کیلئے اس وقت تک وصیت جائز نہیں ہے جب تک بقیہ تمام ورثاء اجازت نہ دے دیں۔

❹ <u>وصیت میں تبدیلی کا حکم:</u>۔ موصی اپنی زندگی میں وصیت میں تبدیلی کرنا چاہتا ہے تو تبدیلی بھی کرسکتا ہے اور اگر بالکل وصیت کو ختم کرنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے اور موصی کے علاوہ دوسرے شخص کی طرف سے تبدیلی کی تفصیل تشریح میں ضمناً گزر چکی ہے۔

❺ <u>وصیت کے بارے میں اصول شرعی:</u>۔ وصیت کے بارے میں اصول شرعی یہ ہے کہ ثلث مال (ایک تہائی) سے کم میں وصیت جائز ہے اور ایک ثلث سے زائد کی وصیت یا اسی طرح کسی وارث کے لئے مطلقاً وصیت دیگر ورثاء کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر وہ اجازت دیں گے تو یہ وصیت درست ہوگی ورنہ درست نہ ہوگی۔

❻ عبارتِ مخطوطہ کی مراد:۔ تشریح کے ضمن میں عبارتِ مخطوطہ کی مراد گزر چکی ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۰ھ

الشق الاول ..... قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ۝ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ ۖ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ۝ وَأَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا ۝ (پ۲۹۔ جن:۳،۲،۱)

آیات کا سلیس ترجمہ کریں، مختصر تفسیر قلم بند کریں، آیات کا شانِ نزول تفصیل سے بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) آیات کا شانِ نزول۔

جواب ..... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ کہہ دیجئے اے پیغمبر کہ میری طرف وحی آئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے قرآن کریم کو غور سے سنا اور انہوں نے کہا کہ بے شک ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو راہِ راست کی رہنمائی کرتا ہے اس لئے ہم اُس پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو ہرگز شریک نہیں مانیں گے اور یہ کہ ہمارے پروردگار کی شان بہت اونچی ہے، نہ اُس نے (اپنے لئے) کوئی بیوی بنائی ہے اور نہ کوئی اولاد۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ جس طرح آنحضرت ﷺ کو انسانوں کیلئے نبی بنا کر بھیجا گیا تھا اسی طرح آپ جنات کے بھی نبی تھے چنانچہ آپ ﷺ نے جنات کو بھی تبلیغ فرمائی۔ ان آیات میں جنات کے ایک واقعہ کا ذکر ہے جس کی وضاحت شانِ نزول میں آئے گی۔

چنانچہ اللہ رب العزت آپ ﷺ کو حکم دے رہے ہیں کہ اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دو کہ میرے پاس اس بات کی وحی آئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے قرآن کریم کو سنا اور واپس اپنی قوم میں جا کر کہا کہ ہم نے ایک عجیب و غریب کلام سنا ہے جو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے اُس کلام کو سن کر ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں چنانچہ آج کے بعد ہم کسی چیز کو اپنے پروردگار کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ نیز ہمارا پروردگار بڑی عظمت اور شان والا ہے اور وہ بیوی بچوں اور خاندان و قبیلہ سے پاک ہے۔

❸ آیات کا شانِ نزول:۔ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے جنات کو آسمانوں کے قریب تک پہنچنے کی اجازت تھی مگر آپ ﷺ کی بعثت کے بعد جنات کو آسمانوں کے قریب جانے سے روک دیا گیا کہ جب بھی کوئی جن یا شیطان آسمان کے قریب پہنچنے کی کوشش کرتا تو اُسے ایک روشن شعلے کے ذریعے مار بھگایا جاتا جب جنات نے اس بدلتی ہوئی صورتحال کو دیکھا تو اُن کے دل میں جستجو پیدا ہوئی کہ اس تبدیلی کی کیا وجہ ہے کہ انہیں آسمان کے پاس جانے سے روک دیا جاتا ہے اس جستجو کے لئے اُن کی ایک جماعت دنیا کا دورہ کرنے کے لئے نکلی، یہ وہ وقت تھا جب آپ ﷺ طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے اور نخلہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے، وہاں آپ ﷺ نے فجر کی نماز میں قرآن کریم کی تلاوت شروع کی تو جنات کی یہ جماعت جو وہاں سے گزر رہی تھی اُس نے یہ کلام سنا تو اُسے اطمینان سے سننے کیلئے وہیں رک گئی اور اس تلاوت کا اُن کے دلوں پر ایسا اثر ہوا کہ وہ جنات مسلمان ہو گئے اور پھر اپنی قوم کے پاس بھی اسلام کے داعی بن کر گئے۔ چنانچہ ان آیات کا شانِ نزول اس واقعہ کو بیان کیا جاتا ہے۔ (آسان ترجمہ)

الشق الثانی ..... وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَا ۛ أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ ۝ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِن قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّن بَعْدِهِمْ ۖ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ۝ وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ (پ۹۔ اعراف ۱۷۲،۱۷۳،۱۷۴)

مذکورہ آیات کا ترجمہ و مختصر تفسیر کرتے ہوئے "عہدِ الست" کی حقیقت بیان کیجئے اور بتایئے کہ ذریتِ آدم علیہ السلام سے یہ عہد کب اور کہاں اور کس طرح لیا گیا اور عہد لے لیا گیا ہے تو پھر پیدائش کے بعد انسان کفر میں کیوں مبتلا ہوتا ہے مخطوط حصہ کی ترکیب نحوی بھی کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) عہد الست کی حقیقت (۴) عہد الست کا وقت، مقام اور کیفیت (۵) عہد الست کے بعد کفر میں مبتلا ہونے کی وجہ (۶) جملۂ مخلوطہ کی ترکیب۔

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور جب نکالا تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو اور اقرار کرایا ان سے ان کی جانوں پر کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ کہا انہوں نے کیوں نہیں؟ (یعنی آپ ہی ہمارے رب ہیں) ہم اقرار کرتے ہیں۔ کبھی روز قیامت کہنے لگو کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے۔ یا کہنے لگو کہ شرک تو ہمارے آباء و اجداد نے کیا تھا ہم سے پہلے ہم تو ان کے بعد ان کی اولاد تھے۔ کیا تو ہلاک کرتا ہے ہمیں اس کام پر جو کیا گمراہوں نے اور اسی طرح ہم کھول کر بیان کرتے ہیں آیات۔ تا کہ وہ لوٹ آئیں۔

② و ③ آیات کی تفسیر اور عہد الست کی حقیقت:۔ ان آیات میں عہد الست کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد کو اور اولاد آدم علیہ السلام کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور پھر ان کو سمجھ عطا کر کے اپنی ربوبیت و الوہیت کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب و معبود نہیں ہوں؟ سب نے عقلِ خدا داد سے حقیقت امر و معاملہ کو سمجھ کر جواب دیا کہ واقعتاً آپ ہی ہمارے رب و معبود ہیں۔ اس وقت وہاں جتنے فرشتے اور مخلوقات حاضر تھے اللہ تعالیٰ نے ان سب کو گواہ بنا کر سب کی طرف سے ارشاد فرمایا "شهدنا" کہ ہم اس عہد الست کے گواہ بنتے ہیں یہ عہد تم سے اس لئے لیا گیا تا کہ تم روز قیامت ترک توحید اور اختیار شرک کی وجہ سے یہ نہ کہو کہ ہم اس توحید سے بے خبر تھے۔ یا یہ کہو کہ اصل شرک تو ہمارے آباء و اجداد نے کیا تھا ہم تو ان کی نسل ہونے کی وجہ سے عقائد و خیالات میں ان کے تابع تھے لہٰذا ہمارے بڑوں کی خطاء کی وجہ سے ہمیں سزا نہیں ہو سکتی۔ ہم بے خطا ہیں، غلط راہ نکالنے والوں کی وجہ سے آپ ہمیں ہلاکت میں نہیں ڈال سکتے۔ پس اس اقرار و اشہاد کے بعد اب تمہارے یہ تمام عذر ختم ہو گئے۔ اس کے بعد ان سب سے وعدہ کیا گیا کہ یہ عہد تمہیں دنیا میں پیغمبروں کے ذریعہ سے یاد دلایا جائے گا۔ چنانچہ اس آیت میں آپ ﷺ کو اسی واقعہ کے یاد دلانے کا حکم دیا جا رہا ہے اور فرمایا کہ ہم اسی طرح اپنی آیات صاف صاف کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تا کہ ان کو عہد کا ہونا معلوم ہو جائے اور وہ شرک وغیرہ سے باز رہیں۔

④ عہد الست کا وقت، مقام و کیفیت:۔ مفسر قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ عہد و اقرار اس وقت لیا گیا تھا جب آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا گیا تھا اور اس کا مقام وادیٔ نعمان (میدان عرفات) تھا اور ممکن ہے کہ اس کی کیفیت یہ ہو کہ خالق کائنات نے اپنی قدرت کاملہ سے تمام انسانوں کو ایک ذرہ کی صورت میں پیدا فرمایا اور بقدر ضرورت ان کو عقل و فہم اور شعور و ادراک دے دیا ہو اور پھر ان سے وہ عہد لیا ہو جس کا ذکر تفسیر میں گزر چکا ہے۔

⑤ عہد الست کے بعد کفر میں مبتلا ہونے کی وجہ:۔ اس عہد کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے دل میں معرفتِ حق کا بیج ڈال دیا ہے خواہ اس انسان کو خبر ہو یا نہ ہو وہ بیج پرورش پا رہا ہے اسی کے نتیجہ میں ہر انسان کی فطرت میں حق تعالیٰ کی محبت و عظمت پائی جاتی ہے خواہ اس کا ظہور بت پرستی اور مخلوق پرستی کے کسی غلط پیرایہ میں ہو وہ بدنصیب لوگ جو مادی خواہشات یا گمراہ سوسائٹی میں پڑ گئے اور ان کی فطرت مسخ ہو گئی اور عقلی ذائقہ خراب ہو گیا۔ صحیح غلط کی تمیز نہ رہی تو وہ اس عہد کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے علاوہ بقیہ اربوں انسان تو اپنے رب کی عظمت اور دھن میں لگے ہوئے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے "**كل مولود يولد على الفطرة**" کہ ہر پیدا ہونے والا دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اسکے ماں باپ اس کو دوسرے خیالات میں مبتلا کر دیتے ہیں اور حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بندوں کو حنیف یعنی ایک خدا کا ماننے والا پیدا کیا ہے۔ پھر شیاطین ان کے پیچھے لگ گئے اور ان کو صحیح راستہ سے دور لے گئے۔

❻ جملہ مخطوطہ کی ترکیب:۔ "او" عاطفہ "تقولوا" فعل وفاعل مل کر قول "انما" کلمۂ حصر "اشرك" فعل "آباؤنا" مضاف ومضاف الیہ مل کر فاعل، فعل وفاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ ہوا قول کا۔ قول مقولہ مل کر جملہ قولیہ معطوفہ ہوا۔ "کنا" حرف از حروف مشبہ بالفعل "ہم" ضمیر اس کا اسم "یرجعون" فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر لعل اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿الورقة الاولىٰ: فى التفسير﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاوّل ...... مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۗ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ (پ۱۔ بقرہ: ۱۰۶، ۱۰۷)

ان آیات کا شانِ نزول لکھنے کے بعد سلیس ترجمہ کریں۔ نسخ کا لغوی واصطلاحی معنی تحریر کریں۔ نسخ کی کتنی صورتیں ہیں مفصل تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا شانِ نزول (۲) آیات کا ترجمہ (۳) نسخ کا لغوی واصطلاحی معنی (۴) نسخ کی صورتیں۔

جواب ...... ❶ آیات کا شانِ نزول:۔ جب تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا تو یہود نے اس موقعہ پر مسلمانوں پر طعن کیا اور مشرکین بھی احکام کی منسوخی کی وجہ سے مسلمانوں کو طعن کا نشانہ بناتے رہتے تھے انکے اعتراضات کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

❷ آیات کا ترجمہ:۔ جو منسوخ کرتے ہیں ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں تو لے آتے ہیں (نازل کرتے ہیں) اس سے بہتر یا اس کے برابر۔ کیا نہیں معلوم آپ کو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ کیا نہیں معلوم آپ کو کہ اللہ کے لئے ہی ہے آسمان وزمین کی سلطنت (بادشاہت) اور نہیں ہے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔

❸ نسخ کا لغوی واصطلاحی معنی:۔ نسخ کا لغوی معنی نقل کرنا جیسے کتاب سے کوئی چیز نقل کرنا اور اصطلاح میں نسخ کسی حکم شرعی کا تبدیل ہوجانا ہے خواہ اس کا متبادل حکم ہو یا نہ ہو جیسے ایک سخت حکم کے بعد نرم حکم آ گیا یا نرم حکم کے بعد سخت حکم آ گیا جیسے شراب کے بارے میں احکام نازل ہوئے اور کبھی ایک حکم ختم ہوجاتا ہے اسکا بدل اور متبادل نازل ہی نہیں ہوتا۔

❹ نسخ کی اقسام:۔ نسخ کی تین اقسام ہیں۔ ① تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہوں جیسے سورت احزاب کے متعلق منقول ہے کہ وہ سورت بقرہ کے برابر تھی اب ان آیات کی نہ تلاوت باقی ہے اور نہ احکامات معلوم وباقی ہیں۔ ② تلاوت منسوخ ہو حکم منسوخ نہ ہو جیسے آیت رجم کی تلاوت منسوخ ہے حکم باقی ہے ③ حکم منسوخ ہو تلاوت باقی ہو جیسے **اینما تولّوا فثم وجه الله** آیت کی تلاوت باقی ہے مگر یہ حکم **فول وجهك شطر المسجد الحرام** سے منسوخ ہے۔

الشق الثانی ...... وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

آیت کا ماقبل سے ربط بیان کرنے کے بعد واضح ترجمہ کریں۔ الهمت طائفتان سے کونسی دو جماعتیں مراد ہیں نیز یہ بتائیں کہ ان کے ہمت ہارنے کی کیا وجہ تھی غزوہ احد کا مختصر پس منظر تحریر کریں۔ (پ۴۔ ال عمران: ۱۲۱ تا ۱۲۳)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا خلاصہ پانچ امور ہیں (۱) ماقبل سے ربط (۲) آیات کا ترجمہ (۳) طائفتان کی وضاحت (۴) ہمت ہارنے کی وجہ (۵) غزوہ احد کا پس منظر۔

جواب ...... ❶ ماقبل سے ربط:۔ ماقبل والی آیات میں یہ بیان ہوا تھا کہ اگر مسلمان صبر وتقویٰ پر قائم رہیں تو کوئی طاقت

انہیں نقصان وضرر نہیں پہنچا سکتی اور غزوہ احد کے موقعہ پر جو عارضی شکست اور تکلیف پہنچی وہ بعض حضرات کی طرف سے انہی دو چیزوں میں کوتاہی کی بناء پر تھی۔ مذکورہ آیات میں اس غزوہ احد کا ذکر ہے۔

❷ آیات کا ترجمہ:۔ اور جب صبح کے وقت نکلے آپ ﷺ اپنے گھر سے کہ بٹھلانے لگے مسلمانوں کو لڑائی کے ٹھکانوں پر اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ جب ارادہ کیا دو گروہوں نے تم میں سے کہ نامردی (بزدلی) کریں اور اللہ مددگار تھا ان کا اور اللہ ہی پر چاہئے کہ بھروسہ کریں مؤمن لوگ اور البتہ تمہاری مدد کی اللہ تعالیٰ نے بدر (کی لڑائی) میں اور تم کمزور تھے، پس اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم شکر ادا کرو۔

❸ طائفتان کی وضاحت:۔ اس سے مراد بنو حارثہ اور بنو سلمہ ہیں۔

❹ ہمت ہارنے کی وجہ اور غزوۂ اُحد کا پس منظر:۔ یہ آیات غزوۂ اُحد کے متعلق نازل ہوئیں، ان آیات میں جنگ اُحد کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب بدر کی جنگ میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور ستر سرداران قریش مارے گئے اور اسی مقدار میں گرفتار ہوئے تو ان کے رشتہ دار وعزیز واقارب نے تمام عرب کو غیرت دلائی کہ تجارتی قافلہ جو کچھ بھی ملک شام سے لایا ہے وہ اس مہم کی نذر کردو کہ ہم محمد ﷺ اور ان کی جماعت سے اپنے مقتولین کا بدلہ لے سکیں۔ چنانچہ ۳ھ میں قریش اور دیگر قبائل مل کر مدینہ پر چڑھائی کی غرض سے تین ہزار کا لشکر نکل پڑا۔ جس وقت یہ لشکر جبل اُحد کے قریب خیمہ زن ہوا تو آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا۔ آپ ﷺ کی رائے یہ تھی کہ مدینہ کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے اور عبداللہ بن ابی کی رائے بھی یہی تھی۔ مگر بعض پُر جوش مسلمان جو غزوہ بدر میں شریک نہ ہوئے تھے اور شوق شہادت پورا کرنے کے لئے بے چین تھے انہوں نے اصرار کیا کہ شہر سے نکل کر مقابلہ کیا جائے تا کہ دشمن ہمیں کمزور و بُزدل نہ سمجھے اور کثرت رائے اسی طرف ہوگئی چنانچہ آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے اور زرہ پہن کر باہر نکلے اور ایک ہزار کا لشکر کفار کے مقابلہ کے لئے نکل پڑا۔ راستہ میں عبداللہ بن ابی تین سو آدمیوں کا لشکر لے کر یہ کہتا ہوا علیحدہ ہوگیا کہ میرا مشورہ نہیں مانا دوسروں کی رائے پر عمل کیا تو ہم خواہ مخواہ اپنے آپ کو ہلاکت میں کیوں ڈالیں۔ بالآخر آنحضرت ﷺ نے میدان جنگ میں پہنچ کر سات سو سر بکف و سرفروش نوجوانوں کی صفوں کو ترتیب دیا۔ اسی اثناء میں عبداللہ بن ابی کی علیحدگی کی وجہ سے دو قبیلے بنو حارثہ و بنو سلمہ کے دلوں میں بھی کچھ کمزوری پیدا ہوئی اور مسلمانوں کی قلت کو دیکھ کر میدان چھوڑنے کا ارادہ کیا۔ مگر حق تعالیٰ نے ان کی مدد اور دستگیری فرمائی اور ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا کہ مسلمان قلت وکثرت کو نہیں دیکھتا بلکہ اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اعانت ونصرت ہی اصل چیز ہے جیسا کہ جنگِ بدر میں ہوا۔ پس مسلمانوں کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے اور اللہ سے ہی ڈرنا چاہئے۔

چنانچہ جنگ کا آغاز ہوا۔ ابتداءً مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا اور مقابل فوج میں ابتری پھیل گئی۔ مسلمان یہ سمجھے کہ فتح ہوگئی اور وہ مال غنیمت کی طرف متوجہ ہوگئے، ادھر پشت کی جانب ٹیلہ پر چند نوجوان جو حفاظت کے لئے بیٹھے تھے وہ بھی اپنی جگہ چھوڑ کر پہاڑ کے دامن کی طرف آگئے کہ فتح ہوگئی ہے، اس موقعہ پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (جو ابھی کافر تھے) نے موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے پہاڑی کا چکر کاٹ کر پشت کی طرف سے حملہ کر دیا اور یہ سیلاب اچانک مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا۔ دوسری طرف جو دشمن بھاگ گئے تھے وہ بھی لوٹ آئے، اس طرح ایک دم لڑائی کا پانسہ پلٹ گیا اور اس غیر متوقع صورت حال کی وجہ سے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد پراگندہ ہو کر میدان سے چلی گئی۔ البتہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ابھی تک مقابلہ میں ڈٹے ہوئے تھے کہ اسی دوران یہ افواہ اڑ گئی کہ نبی کریم شہید ہوگئے۔ اس افواہ کی وجہ سے باقی لوگ بھی ہمت ہار گئے۔ اس وقت آپ ﷺ کے گرد صرف دس بارہ جان نثار باقی رہ گئے تھے اور آپ ﷺ خود بھی زخمی ہوگئے تھے۔

جب شکست کی تکمیل میں کوئی کسر باقی نہ رہی تو اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور ﷺ کی خیریت معلوم ہوئی اور وہ ہر طرف سے سمٹ کر حضور ﷺ کے گرد جمع ہو گئے اور آپ ﷺ کو پہاڑی کی طرف لے گئے اور اس طرح یہ جنگ عارضی شکست کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاول ...... إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرٰتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ (پ۸۔اعراف:۵۴)

آیت کریمہ کا ترجمہ کریں، پوری آیت پر اعراب لگائیں، چھ دن میں زمین وآسمان کے پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ یہ سارا جہان ایک دن میں پیدا کرے۔ نیز یہ بتائیں کہ دن اور رات کا وجود تو حرکت آفتاب سے پہچانا جاتا ہے اس وقت جب یہ آفتاب نہ تھا تو یہ چھ دن کی تعداد کس حساب سے تھی۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حاصل چار امور ہیں (۱) آیت کا ترجمہ (۲) آیت پر اعراب (۳) چھ دن میں کائنات کو پیدا کرنے کی حکمت (۴) چھ دن کے حساب کی وضاحت۔

جواب ...... ❶ آیت کا ترجمہ:۔ بے شک تمہارا رب اللہ تعالیٰ ہے جس نے پیدا کیا آسمان وزمین کو چھ دن میں پھر قرار پکڑا عرش پر اوڑھتا ہے رات پر دن کو کہ وہ اس کے پیچھے چلا آتا ہے دوڑتا ہوا اور (پیدا کیا اس نے) سورج، چاند اور ستاروں کو اپنے حکم کے تابعدار۔ سن لو اسی کے لائق ہے (اسی کا کام ہے) پیدا کرنا اور حکم کرنا۔ بڑی برکت والا ہے اللہ جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

❷ آیت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفًا۔

❸ چھ دن میں کائنات کو پیدا کرنے کی حکمت:۔ اللہ تعالیٰ آنکھ جھپکنے کی مقدار میں کائنات کو تخلیق کر سکتے تھے مگر بمقتضائے حکمت اس میں چھ دن لگائے تاکہ انسان کو نظامِ عالم کے چلانے میں تدریج اور پختہ کاری کی تعلیم دی جائے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ غور وفکر اور وقار وتدریج سے کام کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔

❹ چھ دن کے حساب کی وضاحت:۔ دن اور رات کا وجود تو آفتاب کی حرکت سے پہچانا جاتا ہے مگر کائنات کے وجود سے قبل دن رات کا اندازہ کس طرح لگایا گیا تو جواب کا حاصل یہ ہے کہ چھ دن سے مراد اتنا وقت اور زمانہ ہے کہ جس میں چھ دن ورات سما سکتے ہیں یعنی چھ دن ورات کے وقت کی مقدار میں کائنات کو پیدا فرمایا۔

الشق الثانی ...... أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۝ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (پ۲۔بقرہ:۲۴۳،۲۴۴)

ترجمی الآیتین ترجمة واضحة الکری شان نزول الآیة، اعربی الجملة المخطوطة (ترکیب نحوی کریں)۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حاصل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کا شانِ نزول (۳) جملہ مخطوطہ کی ترکیب۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ کیا نہیں دیکھا آپ نے ان لوگوں کو جو کہ نکلے اپنے گھروں سے موت کے ڈر سے اس حال میں کہ وہ ہزاروں تھے۔ پھر فرمایا ان کو اللہ تعالیٰ نے کہ مر جاؤ پھر ان کو زندہ کر دیا بے شک اللہ تعالیٰ فضل والا ہے لوگوں پر لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔ اور لڑو اللہ کی راہ میں اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ خوب سننے والا جاننے والا ہے۔

❷ آیات کا شانِ نزول:۔ ان آیات میں بنی اسرائیل کے ایک واقعہ کو ذکر کر کے اس بات کو واضح کیا جا رہا ہے کہ موت وحیات تقدیر الٰہی کے تابع ہے۔ جنگ وجہاد میں جانا موت کا سبب نہیں ہے اور اسی طرح بزدلی سے جان چرانا موت سے بچنے کا سبب نہیں ہے۔

واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت کسی شہر میں رہتی تھی۔ وہاں کوئی سخت وباء طاعون وغیرہ پھیلا جس سے گھبرا کر یہ جماعت موت کے ڈر اور خوف سے اس شہر کو چھوڑ کر ایک وسیع میدان میں جا کر مقیم ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے بھیجے جنہوں نے میدان کے کناروں پر کھڑے ہو کر ایک آواز لگائی جس کے نتیجہ میں سب ہلاک ہوگئے ایک زمانہ دراز کے بعد بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر حضرت حزقیل علیہ السلام کا اس جگہ سے گزر ہوا تو انسانی ہڈیاں دیکھ کر حیران و پریشان ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ ان کو مکمل واقعہ بتلایا۔ پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے انکی زندگی کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ ان سب لوگوں کو زندہ فرما دیا۔

❸ جملہ مخطوطہ کی ترکیب:۔ "خرج" فعل "واؤ" ذوالحال "من" جارہ "دیارھم" مضاف و مضاف الیہ مل کر مجرور ہو کر متعلق ہوا فعل کے۔ "واؤ" حالیہ "ھم الوف" ممیز تمیز مل کر حال۔ ذوالحال حال مل کر فاعل ہوا فعل کا "حذر الموت" مضاف و مضاف الیہ مل کر مفعول لہ ہوا فعل کا، فعل اپنے فاعل و متعلق اور مفعول لہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاول ...... وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا ۚ فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۖ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۖ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ (پ۵۔ نساء:۹۲)

ترجمی الآیة الکریمة. انکری اقسام القتل. اشرحی الدیة والکفارة المذکورتین فی الآیة.

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حاصل تین امور ہیں (۱) آیت کا ترجمہ (۲) قتل کی اقسام (۳) دیت و کفارہ کی تفصیل۔

جواب ...... ❶ آیت کا ترجمہ:۔ اور نہیں ہے جائز کسی مسلمان کے لئے یہ کہ قتل کرے کسی مؤمن کو مگر خطاء اور جس شخص نے قتل کیا کسی مؤمن کو خطاء تو آزاد کرے کسی مسلمان کی گردن اور دیت (خونبہا) سپرد کرے اس کے گھر والوں کی طرف مگر یہ کہ وہ معاف کر دے۔ پھر اگر ہو مقتول ایسی قوم میں سے جو تمہاری دشمن ہے اور وہ (مقتول) مسلمان تھا تو آزاد کرے ایک مسلمان کی گردن اور اگر ہو وہ ایسی قوم میں سے کہ تمہارے اور ان کے درمیان عہد ہے تو فدیہ (خونبہا) سپرد کرے اس کے گھر والوں کی طرف اور آزاد کرے ایک مسلمان کی گردن۔ پھر جو شخص نہ پائے (استطاعت نہ ہو) تو دو مہینوں کے مسلسل روزے رکھے۔

❷ قتل کی اقسام:۔ قتل عمد: کسی شخص کو آلہ قتل سے یا کسی ایسی نوکدار چیز سے قصداً قتل کرنا جو تفریق اجزاء میں آلہ قتل کی مثل ہو (جس سے عام طور پر قتل واقع ہو جاتا ہو) مثلاً تلوار، چھری، کلاشنکوف، پستول، نوکدار پتھر وغیرہ۔

حکم: اس کا موجب گناہ ہے اور قصاص ہے الا یہ کہ ورثاء معاف کر دیں اور اس میں کفارہ نہیں ہے۔

قتل شبہ عمد: کسی کو ایسی چیز سے قصداً قتل کرنا جو نہ آلہ قتل ہے اور نہ تفریق اعضاء میں اسکی مثل مثلاً بڑا پتھر، لاٹھی۔

حکم: اس کا موجب گناہ ہے اور اس پر کفارہ اور دیت، قصاص نہیں ہے۔

قتل خطاء: اس کی دو قسمیں ہیں۔ ① خطاء فی القصد یہ ہے کہ کسی شخص کو شکار سمجھ کر تیر مار دیا۔ ② خطاء فی الفعل یہ ہے کہ کسی شکار کو تیر مارا مگر وہ آدمی کو لگ گیا۔ حکم: اسکی سزا کفارہ اور عاقلہ پر دیت ہے، اس میں گناہ نہیں ہے۔

قتل جاری مجریٰ خطاء: یہ ہے کہ کوئی پہلوان شخص سو رہا تھا اس نے کروٹ لی تو کوئی کمزور شخص یا کوئی بچہ اس کے نیچے آ کر مر گیا۔

حکم: اس میں بھی کفارہ اور عاقلہ پر دیت ہے البتہ گناہ نہیں ہے۔

قتل بسبب: کہ کسی نے حاکم کی اجازت کے بغیر غیر کی ملک (زمین) میں کنواں کھودا، یا پتھر رکھ دیا اور کوئی شخص کنویں میں گر گیا

پتھر سے ٹکرا کر مرگیا۔ حکم: اس میں بھی فقط عاقلہ پر دیت ہے اور کفارہ واجب نہیں ہے۔

❸ **دیت وکفارہ کی تفصیل:۔** اس آیت میں قتل خطاء کے دو حکم بتلائے گئے ہیں۔ پہلا حکم کفارہ کا ہے کہ ایک مسلمان غلام کو آزاد کرے اگر غلام آزاد کرنے کی استطاعت نہ ہو تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے۔ یہ بارگاہ الٰہیہ میں قتل اور غلطی کا کفارہ ہے جو کسی صورت میں معاف نہ ہوگا دوسرا حکم ورثاء کو فدیہ اور خون بہا دینا ہے یہ ورثاء کا حق ہے یہ حق (فدیہ) ورثاء کے معاف کرنے سے معاف بھی ہو جائے گا۔ پھر ورثاء کی تین صورتیں ہیں ① ورثاء مسلمان ہوں ② ورثاء کافر ہوں مگر ان کے درمیان اور مسلمانوں کے درمیان مصالحت ہو ان دونوں صورتوں میں ورثاء کو فدیہ ادا کرنا لازم ہے ③ ورثاء کافر ہوں اور مسلمانوں سے کوئی مصالحت بھی نہ ہو اس صورت میں ان کو فدیہ کی ادائیگی لازم نہیں ہے۔

الشق الثانی ...... وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ (پ ۸، الاعراف: ١٩ تا ٢١)

ترجمی الآیة الکریمة ترجمة سلسلة۔ اذکری قصة آدم بوضوح ملحی الحکمة فی تکرار هذه القصة

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں (١) آیات کا ترجمہ (٢) حضرت آدم کا قصہ (٣) قصہ آدم کے تکرار کی حکمت۔

جواب ...... ❶ **آیات کا ترجمہ:۔** اے آدم ٹھہر تو اور تیری بیوی جنت میں پس کھاؤ تم جہاں سے چاہو اور نہ قریب جاؤ اس درخت کے پس ہو جاؤ گے تم گنہگاروں میں سے (نقصان اٹھانے والوں میں سے) پس بہکایا ان کو شیطان نے تاکہ ظاہر کرے ان پر وہ چیز جو چھپی ہوئی تھی ان کی شرمگاہوں سے اور کہا کہ نہیں روکا تمہیں تمہارے رب نے اس درخت سے مگر اس لئے کہ ہو جاؤ تم فرشتے یا ہو جاؤ تم ہمیشہ رہنے والے اور قسم اٹھائی ان کے سامنے کہ بے شک میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔

❷ **حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ:۔** جب حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت اور خلیفۃ اللہ بننے کی صلاحیت فرشتوں پر واضح ہوگئی اور انہوں نے سجدہ کر کے اسے تسلیم کر لیا اور ابلیس اپنے تکبر اور معارضہ کی وجہ سے کافر ہو کر نکال دیا گیا تو اس وقت حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو حکم ملا کہ تم دونوں جنت میں رہو اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤ مگر فلاں معین درخت کے قریب نہ جانا اس سے مکمل پرہیز کرنا، شیطان جو آدم علیہ السلام کی وجہ سے مردود ہوا تھا اور خار کھائے ہوئے تھا اس نے کسی طرح موقعہ پا کر ان کے سامنے قسمیں کھائیں اور اپنے آپ کو خیر خواہ ظاہر کر کے اور مصلحتیں بتا کر حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو اس درخت کے کھانے پر آمادہ کر لیا۔ چنانچہ انہوں نے اس درخت کو کھا لیا۔ انکی اس لغزش کی وجہ سے ان کو زمین پر اترنے کا حکم ملا کہ جاؤ تم بھی زمین پر اتر جاؤ اور وہاں زندگی بسر کرو اور وہاں کی زندگی جنت کی طرح بے غل وغش نہ ہوگی بلکہ آپس کے اختلافات بھی ہوں گے، دشمنیاں بھی ہوں گی جس کی وجہ سے زندگی کا لطف پورا نہ ہوگا۔

❸ **قصہ آدم علیہ السلام کے تکرار کی حکمت:۔** قرآن کریم کتاب ہدایت وتربیت ہے کتاب تاریخ نہیں، اس کا انداز مشفقانہ ومربیانہ ہے۔ تاریخانہ نہیں تو جس مقام پر ہدایت کے لئے جتنے واقعہ کی ضرورت تھی اتنا واقعہ ذکر کر دیا گیا لہٰذا تکرار نہیں ہے اور تکرار بھی وہ مخل ہوتا ہے جو بعینہ دوبارہ ذکر کیا جائے کہیں بھی بعینہ تکرار نہیں ہر جگہ نیا اسلوب، نیا انداز اور جدت ہے۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاول﴾ ١٤٣٢ھ

الشق الاول ...... لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ

عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۝ وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنكُمْ وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝ (پ ۲۶۔ ع ۱۸۔ ۳)

آیات کا سلیس ترجمہ کریں، مختصر تفسیر قلم بند کریں، صلح حدیبیہ کا واقعہ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) صلح حدیبیہ کا واقعہ۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ راضی ہو گئے مؤمنین سے جبکہ بیعت کر رہے تھے وہ آپ ﷺ سے ایک درخت کے نیچے۔ پس جان لیا اس نے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے، پس نازل کر دیا اطمینان ان پر اور جلد ہی ان کو فتح دے گا اور بہت سی غنیمتیں جن کو وہ لیں گے اور اللہ بڑا غالب حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جنہیں تم حاصل کرو گے پس جلدی پہنچا دی تمہیں اُن میں سے یہ غنیمت اور روک دیا لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے اور تا کہ ہو جائے مؤمنین کے لئے قدرت کا ایک نمونہ اور چلائے تمہیں سیدھے راستے پر۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ رب العزت نے اختصار کے ساتھ صلح حدیبیہ اور فتح خیبر کا ذکر کیا ہے چنانچہ فرمایا کہ جن لوگوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ ﷺ کے ہاتھ پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے بیعت کی تھی اللہ رب العزت اُن سب مؤمنین سے راضی ہو گیا ہے اور اُن کے دلوں میں اخلاص اور عہد کو پورا کرنے کا جو عزم تھا اللہ تعالیٰ کو وہ بھی معلوم تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں اطمینان کو پیدا کر دیا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے میں اُن کو ذرہ برابر بھی تردد نہیں ہوا اور اُس کے ساتھ ساتھ حسی طور پر فتح خیبر کی صورت میں ایک فتح بھی عطاء کر دی جس کے نتیجہ میں بہت سی غنیمتیں مسلمانوں کو حاصل ہوئیں اور اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور حکمت سے جس وقت جس کے لئے مناسب سمجھتا ہے اُسے فتح عطاء کرتا ہے، پس اسی فتح خیبر پر ہی بس نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے اور بھی بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کو مسلمان حاصل کریں گے۔ فتح خیبر کی صورت میں ایک غنیمت عطاء کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین سے لوگوں کے ہاتھوں کو روک دیا اور لوگوں کے دلوں پر مؤمنین کا رعب ڈال دیا جس کی وجہ سے اُن کو زیادہ دست درازی کی ہمت نہ ہوئی اور اس واقعہ کو اہل ایمان کے لئے دیگر وعدوں کے سچے ہونے کا ایک نمونہ بنایا تا کہ اہل ایمان کا ایمان مزید پختہ ہو جائے اور آئندہ کے لئے ہر کام میں توکل اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ والے راستے پر چلیں یعنی مؤمنین کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ کے لئے اس واقعہ کو سوچ کر اللہ تعالیٰ پر اعتماد سے کام لیں۔

❸ صلح حدیبیہ کا واقعہ:۔ صلح حدیبیہ ۶ھ میں ہوئی جب نبی کریم ﷺ نے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کیا اور عمرہ کا احرام باندھ کر صحابہ کی ایک بڑی جماعت جس کی تعداد چودہ، پندرہ سو بیان کی جاتی ہے وہ ساتھ تھی جب آپ ﷺ حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا کہ قریش مکہ سے جا کر کہو کہ ہم عمرہ کرنے کیلئے آئے ہیں جنگ کیلئے نہیں، اور آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ حدیبیہ مقام پر پڑاؤ ڈالا، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ پہنچے تو قریش نے کہا کہ آپ اکیلے عمرہ کر لیں تو انہوں نے اکیلے اس بات کو پسند نہ کیا اور قریش نے یہ خبر مشہور کر دی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے جب یہ خبر آپ ﷺ کے پاس پہنچی تو آپ ﷺ نے تمام صحابہ سے ایک ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ کر (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کی) جہاد کی بیعت لی، اسی بیعت کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے بعد میں معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط ہے قریش نے اپنی طرف سے سہیل بن عمرو کو شرائط صلح طے کرنے کے لئے بھیجا تو درج ذیل شرائط طے ہوئیں اور عہد نامہ تحریر کیا گیا اور دس سال کے لئے باہمی صلح ہو گئی۔

① مسلمان اس وقت واپس جائیں گے ② آئندہ سال آئیں گے اور تین دن مکہ میں قیام کر کے واپس چلے جائیں گے

④ ہتھیار لگا کر نہ آئیں تلوار ہاتھ میں ہو تو میان میں بند کر کے رکھیں ⑤ مکہ مکرمہ سے کسی مسلمان کو نہ لے جائیں ⑥ اگر کوئی مسلمان مکہ میں رہنا چاہے تو اس کو منع نہ کریں ⑦ اگر کوئی شخص مکہ سے مدینہ چلا جائے تو اسے واپس کر دیں ⑧ اگر مدینہ سے کوئی آجائے تو کفار اسے واپس نہ کریں گے۔ (سیرت رسول)

الشق الثانی ...... اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ‎(پ ۳، آل عمران: ۵۵)

آیت کریمہ کا ترجمہ کریں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے بارے میں اہلسنت کا عقیدہ تفصیل سے تحریر کریں، آیت میں انی متوفیك کا جملہ وفات پر دلالت کر رہا ہے تو پھر حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ کیوں درست ہوگا؟ اس جملہ کی نحوی ترکیب لکھیں نیز خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق بھی لکھیں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حاصل چار امور ہیں (۱) آیت کا ترجمہ (۲) اہلسنت کا عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام (۳) انی متوفیك کا مطلب (۴) انی متوفیك کی ترکیب (۵) خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ...... ❶ آیت کا ترجمہ:۔ اور (یاد کریں اس وقت کو) جب کہا اللہ تعالیٰ نے کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میں لے لوں گا تجھ کو اور اٹھا لوں گا تجھ کو اپنی طرف اور پاک کر دوں گا تجھ کو کافروں سے اور غالب رکھوں گا تیری اتباع کرنے والوں کو کافروں پر قیامت کے دن تک پھر میری ہی طرف تمہار الوٹنا ہے پھر فیصلہ کروں گا میں تمہارے درمیان اس چیز کا جسکے بارے میں تم اختلاف کرتے ہو۔

❷ اہلسنت والجماعت کا عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام:۔ یہود کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر چڑھائے گئے اور پھر دفن کر دیے گئے۔ دوبارہ نہ زندہ ہوئے اور نہ آسمانوں کی طرف اٹھائے گئے۔

عیسائیوں کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر بھی چڑھائے گئے دفن بھی کیے گئے اور پھر زندہ ہو کر آسمانوں پر بھی چلے گئے۔

اہلسنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ سولی پر چڑھائے گئے، نہ دفن کیے گئے بلکہ زندہ ہی آسمانوں پر اٹھائے گئے ہیں اور قرب قیامت میں نازل ہوں گے اور شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسداری اور پیروی کریں گے کیونکہ سابقہ تمام شریعتیں ختم ہو چکی ہیں اب قیامت تک شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم باقی ہے۔

اہلسنت والجماعت کی پہلی دلیل آیت کریمہ "وماقتلوه وماصلبوه ولكن شبه لهم" ہے۔

دوسری دلیل آیت کریمہ "وماقتلوه يقينابل رفعه الله اليه" ہے۔

اسکے علاوہ متعدد احادیث سے بھی ثابت ہے مثلاً "ان عيسى لم يمت وانه راجع اليكم قبل يوم القيامة"۔

اسی طرح ایک حدیث میں ہے "بانه سينزل ويقتل الدجال ثم انه تعالى يتوفاه بعد ذلك..... لاتقوم الساعة حتى ينزل عيسى بن مريم حكما مقسطا واماما عادلا فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويفيض المال حتى لايقبله احد۔ اسی طرح اجماع امت سے بھی آپ علیہ السلام کی حیات ثابت ہے۔

❸ انی متوفیك کا مطلب:۔ مُتَوَفِّي، تَوَفِّي مصدر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اور تَوَفِّي کا معنی پورا پورا لینا اور وصول کرنا ہے اور موت پر وفات کا اطلاق کنایہ ہے کیونکہ موت کے وقت انسان اپنی اجل مقدر پوری کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روح اس سے پوری پوری وصول کر لی جاتی ہے۔ توفی یہاں پر حقیقی معنی میں مستعمل ہے اور وہ حقیقی معنی روح مع الجسم پورا پورا وصول کرنا ہے اور اہلسنت والجماعت کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ باری تعالیٰ نے آپ کو روح مع الجسم پورا پورا اوپر اٹھا لیا ہے لہٰذا کوئی اشکال نہیں ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے متوفیك وفات (موت) والے معنی میں ہی مستعمل ہے مگر آیت میں تقدیم وتاخیر ہے کہ تقدیراً رافعك پہلے اور متـــــوفیك بعد میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ پہلے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیں گے پھر دنیا میں نزول ہوگا پھر وفات متعارف (موت) طاری ہوگی لہٰذا کوئی اشکال نہیں ہے۔

④ **انی متوفیك کی ترکیب:۔** "ان" حرف مشبہ بالفعل "ی" ضمیر متکلم اس کا اسم "متوفیك" صیغہ اسم فاعل اس میں ضمیر اس کا فاعل "ك" ضمیر خطاب مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر شبہ جملہ ہو کر انّ کی خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

⑤ **الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔** "مُتَوَفِّیْ" صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از مصدر تَوَفِّیًا (تفعّل) بمعنی پورا پورا وصول کرنا۔

"رَافِعُ" صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از مصدر اَلرَّفْعُ (فتح) اٹھانا، بلند کرنا۔

"مُطَهِّرُكَ" صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از مصدر تطهیر (تفعیل) بمعنی پاک کرنا۔

"جَاعِلُ" صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از مصدر جَعْل (فتح) بمعنی کرنا، بنانا۔

"اِتَّبَعُوْكَ" صیغہ جمع مذکر غائب ماضی معروف از مصدر اتباع (افتعال) بمعنی پیروی کرنا، نقش قدم پر چلنا۔

"فَاَحْكُمُ" صیغہ واحد متکلم مضارع معروف از مصدر حُکْم (نصر) بمعنی فیصلہ کرنا۔

"تَخْتَلِفُوْنَ" صیغہ جمع مذکر حاضر مضارع معروف از مصدر اختلاف (افتعال) بمعنی اختلاف کرنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل ...... فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ (پ۸۔ اعراف: ۲۱،۲۰)

آیات کا ترجمہ کریں، آیت میں مذکورہ قصہ کی وضاحت کریں۔ جب شیطان جنت سے باہر تھا تو حضرت آدم علیہ السلام وحوا علیہا السلام کے ساتھ اس کی گفتگو کس طرح ہوئی، نیز بتایئے کہ یبدی اور تکونا کس باب سے ہیں اور کون سے صیغے ہیں اور تکونا کا نون کیوں حذف ہوا ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا خلاصہ پانچ امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) مذکورہ قصہ کی وضاحت (۳) حضرت آدم علیہ السلام وشیطان میں گفتگو کی کیفیت (۴) مذکورہ صیغوں کی وضاحت (۵) تکونا کے حذف نون کی وجہ۔

جواب ...... ① و ② **آیات کا ترجمہ اور قصہ کی وضاحت:۔** کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثالث ۱۴۳۱ھ

③ **حضرت آدم علیہ السلام وشیطان میں گفتگو کی کیفیت:۔** شیطان جنات میں سے ہے اور جنات کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے ایسے تصرفات پر قدرت دی ہے جو انسان نہیں کرسکتا ان کو مختلف شکلیں تبدیل کرنے کی بھی قدرت حاصل ہوتی ہے تو ممکن ہے کہ اس نے اپنی قوت جنیہ کے ذریعہ مسمریزم کی صورت میں حضرت آدم علیہ السلام وحوا علیہا السلام کے ذہن کو متاثر کیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی دوسری شکل مثلاً سانپ وغیرہ کی شکل میں جنت میں داخل ہو گیا ہو اور اسی وجہ سے آدم علیہ السلام کو اس کی دشمنی کا بھی خیال نہ رہا ہو۔

④ **مذکورہ صیغوں کی وضاحت:۔**

"یبدی" صیغہ واحد مذکر غائب بحث اثبات فعل مضارع معروف از مصدر الابداء (افعال) بمعنی ظاہر کرنا۔

"تکونا" صیغہ تثنیہ مذکر ومؤنث حاضر بحث اثبات فعل مضارع معروف از مصدر الکون (نصر) بمعنی ہونا۔

⑤ **تکونا کے حذف نون کی وجہ:۔** "تکونا" اصل میں تکونان تھا اَن ناصبہ کی وجہ سے نون تثنیہ گر گیا تو تکونا ہو گیا۔

الشق الثانی ..... يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ○ مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (پ ۱۔ بقرہ ۱۰۴ تا ۱۰۶)

آیات کریمہ کا مطلب خیز ترجمہ کریں، آیات کریمہ سے ثابت شدہ مسائل کی تشریح کریں، نسخ کے لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کرنے کے ساتھ نسخ کی اقسام ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حاصل چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) مسائل کی تشریح (۳) نسخ کا لغوی واصطلاحی معنیٰ (۴) نسخ کی اقسام۔

جواب ..... ❶ <u>آیات کا ترجمہ:۔</u> اے ایمان والو! تم نہ کہو "راعنا" اور تم کہو "انظرنا" اور تم سنتے رہو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ نہیں پسند کرتے کافر لوگ اہل کتاب میں سے اور مشرکین میں سے اس بات کو کہ اترے تم پر کوئی خیر (بھلائی، نیک بات) تمہارے پروردگار کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ خاص کرتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے جو منسوخ کرتے ہیں ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں ہم اس کو تو بھیج دیتے ہیں ہم اس سے بہتر یا اس کی مثل کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

❷ <u>مسائل کی تشریح:۔</u> پہلی آیت کریمہ میں مسلمانوں کو حضور ﷺ کے سامنے لفظ راعنا کی بجائے لفظ انظرنا کے استعمال کا حکم دیا جارہا ہے۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ یہودی اکثر شرارت کے طور پر آنحضرت ﷺ کو راعنا سے خطاب کرتے جس کا معنی عبرانی میں بد دعا ہے اور کبھی راعینا (عین کو کھینچ کر) کہتے جس کا معنی عربی میں ہمارا چرواہا ہے۔ عربی میں اس کا اصل معنی یہ ہے کہ ہماری رعایت کیجئے۔ تو مسلمان یہودیوں کی اس سازش کو نہ سمجھتے تھے اور وہ اس کے اچھے معنی (ہماری رعایت کیجئے) کے ساتھ استعمال کرتے تھے جس کی وجہ سے یہودیوں کی شرارت کو تقویت ملتی اور آپس میں بیٹھ کر ہنستے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس لفظ (راعنا) کو ترک کرنے کا حکم دیا اس حکم سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اگر اپنے کسی جائز فعل سے دوسروں کو ناجائز کام کی گنجائش ملتی ہو تو اس جائز فعل کو بھی ترک کر دینا چاہئے بشرطیکہ وہ فعل شرعی ضرورت اور مقاصد شرعیہ میں سے نہ ہو۔

جب تحویل قبلہ کا حکم ہوا تو یہود نے اس پر طعن کیا اور مشرکین بھی بعض احکام کی منسوخی پر مسلمانوں کو طعن کا نشانہ بناتے تھے تو اس موقعہ پر تیسری آیت کریمہ (ما ننسخ من آية) نازل ہوئی جس میں ان کے اعتراضات کا جواب ہے۔

تو اس مسئلہ کا حاصل یہ ہے کہ احکام خداوندی میں نسخ کوئی عیب والی بات نہیں ہے جتنا ممکن ہے بلکہ احکام خداوندی میں نسخ ممکن ہے اور واقع ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ حکم الحاکمین ذات کو پہلے ہی معلوم ہوتا ہے کہ حالات بدلیں گے اور اس وقت کے مناسب دوسرا حکم ہوگا۔ چنانچہ اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے ایک حکم دیا اور اس وقت کے مناسب دوسرا حکم ہوگا۔ چنانچہ اس کی عام سی مثال یہ ہے کہ ماہر ڈاکٹر ایک مریض کو کوئی دوا لکھ کر دیتا ہے اس کو معلوم ہے کہ اس کے استعمال سے مریض کا حال تبدیل ہوگا چنانچہ چند دن کے بعد اس نے دوسری دوا تجویز کر دی جس سے وہ مکمل تندرست ہو گیا تو ڈاکٹر کو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تو نے پہلے ہی دن یہ دوا کیوں تجویز نہ کی تھی۔ یہی مثال بصورت احکم الحاکمین کے احکامات کی ہے پہلے ایک حکم دیا پھر جب حالات تبدیل ہوئے تو دوسرا حکم نامہ جاری کر دیا اس میں عیب والی کوئی بات نہیں ہے۔

❸ <u>نسخ کا لغوی واصطلاحی معنی اور اقسام:۔</u> کما مرّ فی الشق الاوّل من السوال الاوّل ۱۴۳۱ھ۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاول ...... وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۰ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (پ ۵۔ نساء ۱۲۸، ۱۲۹)

آیات کریمہ کا ترجمہ کریں، آیات میں مذکور مسائل کی وضاحت کریں، خط کشیدہ جملہ کی وضاحت کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾...... اس سوال میں تین امور حل طلب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) مسائل کی وضاحت (۳) جملہ مخطوطہ کی وضاحت۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور اگر کوئی عورت خوف کرے اپنے خاوند کے لڑنے کا یا اعراض (جی بھرنا منہ موڑنا) کرنے کا تو کچھ حرج نہیں ان دونوں پر کہ صلح کرلیں وہ آپس میں کسی طرح صلح کرنا اور صلح کرنا بہتر ہے (خوب اچھی چیز ہے) اور دلوں میں حرص موجود ہے اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیزگاری کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال کی خبر رکھنے والا ہے۔ اور تم ہرگز استطاعت نہیں رکھتے اس بات کی کہ عدل وانصاف کرو عورتوں کے درمیان، اگرچہ تم اس کی حرص کرو پس نہ میلان کرو مکمل میلان (ایک ہی عورت کی طرف) کہ چھوڑ دو (دوسری) عورت کو مثل بند میان میں لٹکتی ہوئی اور اگر اصلاح کرتے رہو اور پرہیزگاری کرتے رہو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

❷ مسائل کی وضاحت:۔ ان آیات میں زوجین کے درمیان اختلاف کی صورت میں صلح کرنے کی تفصیل کا ذکر ہے کہ اگر عورت اپنے خاوند سے صلح کرے یعنی اپنے تمام حقوق یا بعض حقوق کا مطالبہ چھوڑ کر زوج سے صلح کرلے تو یہاں پر یہ مسئلہ قابل وضاحت ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے بعض حقوق کا مطالبہ ترک کرنے پر راضی ہوگئی تو یہ صلح عورت کے ان حقوق کو تو قطعی طور پر ختم کر دے گی جو بوقت صلح زوج پر لازم ہیں مثلاً دین مہر شوہر پر وقت صلح سے پہلے لازم ہے لہٰذا جب عورت نے پورا مہر یا اس کا کچھ حصہ معاف کر دیا تو یہ قطعی طور پر معاف ہو جائے گا عورت دوبارہ اس کا مطالبہ نہیں کرسکتی اور وہ حقوق جو بوقت صلح لازم نہیں ہیں مثلاً آئندہ کے حقوق تو یہ حقوق معاف کر دے تو یہ حقوق ہمیشہ کیلئے معاف نہ ہونگے بلکہ عورت جب چاہے یہ کہہ سکتی ہے کہ آئندہ میں اپنا حق چھوڑنے پر راضی نہیں ہوں، آئندہ مجھے میرا حق ادا کیا جائے تو اب مرد کو اختیار ہوگا کہ صلح برقرار رکھے یا عورت کو آزاد کر دے۔

❸ جملہ مخطوطہ کی وضاحت:۔ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ تم سب بیویوں میں کوشش کے باوجود قلبی میلان میں برابری و مساوات نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ تمہارے اختیار میں نہیں ہے تو پھر مکمل طور پر ایک ہی طرف ڈھل جاؤ یعنی قلبی میلان کے ساتھ اختیاری معاملات میں بھی اس کو ترجیح دو جس کے نتیجہ میں دوسری عورت درمیان میں لٹک کر رہ جائے یعنی خاوند نہ اسکے حقوق ادا کرے اور نہ اس کو طلاق دیکر آزاد کرے، ہرگز ایسا نہیں ہونا چاہیے لہٰذا اختیاری معاملات میں مساوات اور عدل وانصاف کرو۔

الشق الثانی ...... مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ۰ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ (پ ۲۴۔ حم سجدہ ۴۳، ۴۴)

آیات مبارکہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھئے، اولئك ينادون من مكان بعيد کا مفہوم وضاحت کے ساتھ تحریر کیجئے۔

﴿خلاصہ سوال﴾...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) اولئك ينادون من مكان بعيد کا مفہوم۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ آپ سے نہیں کہا جاتا مگر وہی جو آپ سے پہلے رسولوں کیلئے کہا گیا بلاشبہ آپ کا رب مغفرت والا ہے اور دردناک عذاب والا ہے اور اگر ہم اس کو قرآن عجمی بنادیتے تو یہ لوگ کہتے کہ اسکی آیات کو کیوں واضح طریقہ

پر بیان نہیں کیا گیا۔ یہ کیابات ہے کہ رسول عربی ہے اور کتاب عجمی ہے؟ آپ فرما دیجئے کہ وہ ایمان والوں کیلئے ہدایت اور شفاء ہے اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے انکے کانوں میں بوجھ ہے اور ان پر گمراہی کا سبب بنا ہوا ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دور سے پکارا جاتا ہے۔

❷ **آیات کی تفسیر:۔** پہلی آیت میں آپ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے اور دوسری آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ قریش مکہ نے ایک مرتبہ کہا کہ قرآن عربی ہی میں کیوں ہے، عجمی زبان میں بھی ہوتا تو اس کا معجزہ اور زیادہ جاتا؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید فرمائی کہ اس صورت میں بھی لوگ ایمان نہ لاتے اور حجت نکالتے کہ ہم تو عرب ہیں ہمارے سامنے تو عربی ہی میں صاف صاف بیان ہوتا اور یہ اعتراض بھی کرتے اعجمی وعربی۔

❸ **اولـئك ينـادون من مكان بعيد کا مفہوم:۔** اس کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ ایک تمثیل ہے جو آدمی کلام کو سمجھتا ہو عرب اس کو کہتے انت تسمع من قريب اور کلام کو نہ سمجھے اس کو کہتے ہیں انت تنادى من بعيد مطلب یہ ہے کہ کفار قرآنی ہدایات کو سننے اور سمجھنے کا ارادہ نہیں رکھتے اس لئے ان کو ہدایت کی تعلیم دینا گویا کسی کو بہت دور سے پکارنا ہے۔

دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن ان کو برے ناموں کے ساتھ دور سے پکارا جائے گا تاکہ اہلِ موقف بھی اس آواز کو سن لیں جس سے ان کی شہرت اور رسوائی ہو جائے کہ یہ لوگ ایسے ایسے تھے۔

﴿الورقة الاولى: فى التفسير﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ١٤٢٣ھ

الشق الاوّل ...... وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ (پ۸۔اعراف:۱۱تا۱۳)

آیات کا بامحاورہ ترجمہ کریں، مختصر تفسیر لکھیں، حضرت آدم وحواء علیہما السلام کے زمین پر آنے کا واقعہ تفصیل سے لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) حضرت آدم وحواء علیہما السلام کے زمین پر آنے کا واقعہ۔

جواب ...... ❶ **آیات کا ترجمہ:۔** اور البتہ تحقیق ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری صورتیں بنائیں اور فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو پس اُن سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ تھا اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تجھے کس چیز نے منع کیا کہ تو سجدہ نہ کرے جبکہ میں نے تجھے حکم دیا؟ اُس نے کہا کہ مَیں اُس سے بہتر ہوں تُو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اُس کو تُو نے مٹی سے پیدا کیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تُو یہاں سے اتر جا، تُو اس لائق نہیں کہ تُو اس میں تکبر کرے پس تُو نکل جا بیشک تو ذلیل ہونے والوں میں سے ہے۔

❷ **آیات کی تفسیر:۔** ان آیات میں اللہ رب العزت اختصار کے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کے سجدہ کرنے اور ابلیس کے سجدہ نہ کرنے کو ذکر فرما رہے ہیں تو فرمایا کہ ہم نے آدم علیہ السلام کا مادہ تیار کرنے کے بعد اُن کی شکل وصورت بنائی، اُن کے اندر روح پھونکنے کے بعد جب وہ انسانی شکل میں ظاہر ہوئے اور اُن کو علوم اسماء سے مشرف کیا گیا تو فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو، حکم کی تکمیل میں سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ مَیں اس سے بہتر و افضل ہوں کیونکہ مجھے آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور اُسے مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور میرے مادہ کے افضل ہونے کی وجہ سے مَیں اس سے افضل ہوں لہٰذا مَیں اُسے سجدہ نہیں کر سکتا۔ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ اگر تُو میرا نافرمان ہے تو پھر تُو آسمان سے نیچے اتر جا تجھے تکبر کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں بالخصوص آسمانوں میں رہ کر تو تُو

بالکل تکبر نہیں کرسکتا کیونکہ یہاں پر سب فرمانبرداروں کا ہی مقام ہے اور اس تکبر کرنے کے نتیجے میں تیرا شمار ہمیشہ ذلیل لوگوں میں ہوگا۔

❸ **حضرت آدم وحواء علیہما السلام کے زمین پر آنے کا واقعہ:۔** جب حضرت آدم کی فضیلت اور خلیفۃ اللہ بننے کی صلاحیت فرشتوں پر واضح ہوگئی اور انہوں نے سجدہ کر کے اسے تسلیم کرلیا اور ابلیس اپنے تکبر اور معارضہ کی وجہ سے کافر ہو کر نکال دیا گیا تو اس وقت حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو حکم ملا کہ تم دونوں جنت میں رہو اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤ مگر فلاں معین درخت کے قریب نہ جانا اس سے مکمل پرہیز کرنا، شیطان جو آدم علیہ السلام کی وجہ سے مردود ہوا تھا اور خار کھائے ہوئے تھا اس نے کسی طرح موقعہ پا کر ان کے سامنے قسمیں کھائیں اور اپنے آپ کو خیرخواہ ظاہر کر کے اور مصلحتیں بتا کر حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو اس درخت کے کھانے پر آمادہ کرلیا، چنانچہ انہوں نے اس درخت کو کھا لیا ان کی اس لغزش کی وجہ سے ان کو زمین پر اترنے کا حکم ملا کہ جاؤ تم بھی زمین پر اتر جاؤ اور وہاں زندگی بسر کرو اور وہاں کی زندگی جنت کی طرح بے غل وغش نہ ہوگی بلکہ آپس کے اختلافات بھی ہوں گے، دشمنیاں بھی ہونگی جس کی وجہ سے زندگی کا لطف پورا نہ ہوگا۔

الشق الثانی ...... فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جٰثِمِينَ ۞ وَعَادًا وَّثَمُودَا۟ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمٰلَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ۞ وَقٰرُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهٰمٰنَ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سٰبِقِينَ ۞ فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْۢبِهِ ۖ فَمِنْهُمْ مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ أَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۞ (پ۲۰۔عنکبوت:۳۷تا۴۰) آیات کا سلیس ترجمہ کریں، مختصر تفسیر کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر۔

جواب ...... ❶ **آیات کا ترجمہ:۔** پس انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا تو اُن کو زلزلہ نے پکڑ لیا اور صبح کی انہوں نے اس حال میں کہ وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے تھے اور ہلاک کیا قوم عاد اور ثمود کو اور واضح ہو چکے ہیں تم پر اُن کے گھر اور مزین کیا اُن کیلئے شیطان نے اُنکے اعمال کو اور روک دیا انہیں سیدھے راستے سے حالانکہ وہ ہوشیار لوگ تھے اور ہلاک کیا قارون، فرعون وھامان کو اور تحقیق آئے تھے اُنکے پاس موسیٰ علیہ السلام کھلی نشانیاں لے کر پس تکبر کیا انہوں نے زمین میں حالانکہ وہ ہم سے سبقت کرنے والے نہ تھے پھر ہر ایک کو پکڑا ہم نے اس کے گناہ کی وجہ سے پھر بعض اُن میں سے وہ تھے جن پر ہم نے پتھر برسائے اور بعض اُن میں سے وہ تھے جن کو چیخ و چنگھاڑ نے پکڑا اور بعض اُن میں سے وہ تھے جنہیں ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور بعض اُن میں سے وہ تھے جنہیں ہم نے غرق کر دیا اور اللہ تعالیٰ اُن پر ظلم کرنے والا نہ تھا مگر وہ خود ہی اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے تھے۔

❷ **آیات کی تفسیر:۔** ان آیات میں اللہ رب العزت مختلف نافرمان قوموں کا تذکرہ کرتے ہیں جن پر مختلف صورتوں میں عذاب نازل کئے گئے چنانچہ فرمایا کہ قوم مدین نے اپنے پیغمبر حضرت شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا تو اس کے نتیجہ میں اُن پر زلزلے کا عذاب نازل ہوا۔ اسی طرح قوم عاد وثمود بڑی فہم وفراست کے مالک تھے تم نے ملک شام کی طرف آتے جاتے ہوئے اُن کی بستیوں کو دیکھا ہوگا کہ وہ بڑے بڑے مضبوط محلات وبستیوں کے مالک تھے اور شیطان نے اُن کے لئے ان کے اعمال کو مزین کیا جس کی وجہ سے وہ راہِ راست سے ہٹ گئے، وہ فہم وفراست کے مالک ہونے کے باوجود آخرت اور ایمان کی فہم وفراست سے محروم رہے، اسی طرح قارون، فرعون اور ھامان وغیرہ ان سب لوگوں کے پاس بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ رب العزت کی نشانیاں واحکامات لے کر پہنچے مگر انہوں نے بھی تکبر کیا اور ہمارے عذاب سے نہ بچ سکے چنانچہ ان سب نافرمان قوموں میں سے کسی پر ہم نے سخت ہوا کا عذاب بھیجا اس سے مراد قوم عاد ہے اور بعضوں پر ہولناک وسخت آواز کا عذاب آیا اس سے مراد قوم ثمود ہے اور بعضوں کو زمین میں دھنسا دیا گیا اس سے مراد قارون ہے اور

بعضوں کو پانی میں غرق کر دیا گیا اس سے مراد فرعون وہامان ہیں۔ آخر میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ ہم ظالم نہیں ہیں کہ بلاوجہ کسی کو سزا یا عذاب میں مبتلا کریں حقیقت یہ ہے کہ یہ نافرمان لوگ اپنی شرارتوں و نافرمانیوں کی وجہ سے اپنے اوپر ظلم کرنے کے نتیجہ میں خود ہی عذاب کے مستحق بن چکے تھے اور اپنے نفسوں کو دھوکے میں ڈال کر اپنا نقصان خود کر چکے تھے۔ (معارف القرآن ج۶ ص۶۸۹)

﴿السوال الثانی﴾ ١٤٣٣ھ

الشق الاول ...... اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (پ۶۔ مائدہ: ۳۳،۳۴)

آیات کریمہ کا سلیس ترجمہ کریں قطاع طریق کی سزا کی تمام صورتیں واضح کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حاصل دو امر ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) قطاع طریق کی سزا۔

جواب ...... ❶ **آیات کا ترجمہ:۔** یہی بدلہ (جزاء وسزا) ہے ان لوگوں کا جو لڑائی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول ﷺ سے اور دوڑتے ہیں زمین میں فساد کرتے ہوئے کہ وہ قتل کر دیے جائیں یا سولی پر چڑھا دیے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے جائیں مخالف جانب سے یا وہ دور کر دیے جائیں (ملک بدر) اس جگہ سے۔ یہ ان کی رسوائی ہے دنیا میں اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی تمہارے ان پر قدرت پانے سے پہلے (گرفتاری سے پہلے) تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

❷ **قطاع طریق کی سزا:۔** قطاع طریق (ڈاکو) کے چار احوال ہیں تو اللہ تعالیٰ نے چار سزائیں اس آیت کریمہ کے اندر بیان کر دی۔

① ڈاکو صرف قتل کرے، مال حاصل نہ کر سکے تو اس کو "یقتلوا" کے حکم سے قتل ہی کیا جائے گا۔

② ڈاکو قتل بھی کرے، مال بھی حاصل کرے تو اس کو "یصلبوا" کے حکم سے سولی پر چڑھا دیا جائے گا۔

③ ڈاکو قتل نہ کرے صرف مال چھین لے تو "**تقطع ایدیهم وارجلهم من خلاف**" کے حکم سے اس کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں (مخالف جانب سے) کاٹ دیا جائے۔

④ ڈاکو نہ مال چھین سکے اور نہ قتل کر سکے، قصد و تیاری کے فوراً بعد گرفتار ہو گیا تو اس کو "**ینفوا من الارض**" کے حکم سے ملک بدر کر دیا جائے۔ **(واللّٰہ اعلم بالصواب)**

الشق الثانی ...... وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ۝ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ عَوَانٌۢ بَیْنَ ذٰلِكَ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ۝

آیات کا ترجمہ شان نزول تحریر کریں سورۃ البقرہ کی وجہ تسمیہ واضح کریں خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔ (پ۱۔ بقرہ: ۶۷،۶۸)

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کا شان نزول (۳) سورۃ البقرہ کی وجہ تسمیہ (۴) الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ...... ❶ **آیات کا ترجمہ:۔** اور (یاد کرو اس وقت کو کہ) جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے کہ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم سے کہ ذبح کرو تم ایک گائے، انہوں نے کہا کہ کیا تو ہم سے ہنسی مذاق کرتا ہے؟ فرمایا موسیٰ نے کہ پناہ مانگتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کی اس بات سے کہ ہوں میں جاہلوں میں سے۔ انہوں نے کہا کہ دعا کر تو اپنے رب سے ہمارے لئے کہ بیان کرے وہ کہ کیسی ہو وہ گائے، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بوڑھی ہو اور نہ بن بیاہی۔ درمیان میں ہو ان کے (بڑھاپا اور جوانی

کے) بس کر ڈالو (اب تم) جو تم حکم دیئے گئے ہو۔

❷ **آیات کا شانِ نزول:۔** بنی اسرائیل میں عامیل نامی ایک شخص مارا گیا تھا اور اس کے قاتل کے بارے میں کچھ علم نہ تھا کہ کس نے قتل کیا ہے۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک گائے ذبح کرو اور اس کے گوشت کا ٹکڑا اس مردے کے جسم پر مارو۔ جس کے نتیجہ میں وہ مردہ زندہ ہو جائے گا اور اپنے قاتل کے بارے میں نشاندہی کر دے گا۔ چنانچہ اسی طرح ہوا کہ جب گائے ذبح کر کے اسکے گوشت کا ٹکڑا مردہ کے جسم پر مارا گیا تو اس مردہ نے اپنے وارثوں کے قاتل ہونے کی نشاندہی کر دی۔ تو یہ آیات اسی واقعہ کے بارے میں نازل ہوئیں۔

❸ **سورۃ البقرہ کی وجہ تسمیہ:۔** اس سورۃ میں خاص طور پر بنی اسرائیل کے اس گائے والے واقعہ کا ذکر ہے تو اسی گائے کے نام پر سورۃ کا نام سورۃ البقرہ رکھ دیا گیا اسے تسمیۃ الکل باسم الجزء کہتے ہیں یعنی جزء کے نام پر کل کا نام بقرہ رکھ دیا گیا ہے۔

❹ **الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔** "بِکْرٌ" اسم جامد بمعنی کنواری اور ہر چیز کا اول، اس کی جمع اَبْکَارٌ ہے۔

"تَذبحوا" صیغہ جمع مذکر حاضر مضارع معروف از مصدر اَلذَّبْحُ (فتح) بمعنی ذبح کرنا۔

"اَتَتَّخِذُنَا" صیغہ واحد مذکر حاضر مضارع معروف از مصدر اِتِّخَاذ (افتعال) بمعنی پکڑنا، بنانا۔

"هُزُوًا" یہ مصدر ہے (سمع) بمعنی ٹھٹھا کرنا۔ "عَوَانٌ" اسم جامد بمعنی ادھیڑ عمر، اس کی جمع عُوْنٌ ہے۔

"يُبَيِّنْ" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف، از مصدر تبیین (تفعیل) بمعنی بیان کرنا ظاہر و واضح کرنا۔

"فَارِضٌ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر فُرُوْضًا و فَرَاضَةً (ضرب و کرم) بمعنی گائے کا عمر رسیدہ ہونا۔

"تُؤْمَرُوْنَ" صیغہ جمع مذکر حاضر مضارع مجہول از مصدر الامر (نصر) بمعنی حکم کرنا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاول ...... لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (پ ۷۔ مائدہ:۸۹)

سلیس ترجمہ کریں۔ یمین کی اقسام، تعریف اور حکم بیان کریں۔ قبل الحنث کفارہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ احناف کا مذہب بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) یمین کی اقسام تعریف وحکم (۳) قبل الحنث کفارہ کی ادائیگی کا حکم مع الدلیل۔

جواب ...... ❶ **آیات کا ترجمہ:۔** نہیں مواخذہ (پکڑ) کرتا اللہ تعالیٰ تمہارا تمہاری لغو (بیہودہ) قسموں پر اور لیکن مواخذہ کرے گا تمہارا ان قسموں پر جن کو تم نے مضبوط باندھا، پس اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے درمیانہ درجہ کا کھانا جو تم کھلاتے ہو اپنے گھر والوں کو یا کپڑا پہنانا ہے دس مسکینوں کو یا ایک گردن (غلام) آزاد کرنا ہے۔ بس جو شخص نہ پائے (ان امور میں سے کچھ نہ کر سکے) تو روزے رکھنے ہیں تین دن کے، یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب تم قسم اٹھالو اور حفاظت کرو اپنی قسموں کی، اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام تا کہ تم (اس کا) شکر ادا کرو۔

❷ **یمین کی اقسام، تعریف وحکم:۔** یمین (قسم) کی تین اقسام ہیں۔ غموس، منعقدہ، لغو۔

یمین غموس: کسی امر ماضی پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہوئے قسم کھانا۔ مثلاً زید کو معلوم ہے کہ رات کو بکر نہیں آیا مگر وہ جان بوجھ کر کہتا ہے کہ اللہ کی قسم رات بکر آیا ہے۔

یمین منعقدہ: کسی امر مستقبل کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھانا مثلاً اللہ کی قسم میں تجھے ضرور ماروں گا۔

یمین لغو: کسی امر ماضی پر اپنے گمان میں سچی قسم کھانا حالانکہ حقیقت میں وہ جھوٹی قسم ہو مثلاً زید نے رات کو بکر کے آنے کا انتظار کیا مگر بکر نہ آیا تو زید سو گیا۔ اس کے بعد بکر آیا مگر زید کو اس کا علم نہ ہوا۔ چنانچہ زید سے کسی نے صبح کو بکر کے بارے میں معلوم کیا تو زید نے کہا کہ اللہ کی قسم بکر نہیں آیا۔ حالانکہ وہ حقیقت میں آیا ہوا ہے مگر زید کو اس کا علم نہیں ہے۔

یمین کا حکم: صرف یمین منعقدہ میں کفارہ واجب ہے باقی میں صرف توبہ و استغفار ہے۔

③ قبل الحنث کفارہ کی ادائیگی کا حکم مع الدلیل:۔ حانث ہونے سے پہلے کفارہ کے ادا کرنے سے کفارہ کی ادائیگی معتبر نہ ہوگی۔ دلیل یہ ہے کہ کفارہ کا سبب حانث ہونا ہے، نہ کہ قسم اٹھانا، لہٰذا جس طرح وقت سے پہلے نماز پڑھنا اور رمضان سے پہلے رمضان کا روزہ رکھنا درست نہیں ہے اسی طرح حانث ہونے سے پہلے کفارہ کی ادائیگی بھی درست نہ ہوگی۔

الشق الثانی ...... وَقَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ۗ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ۗ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۗ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ (پ۸۔انعام:۱۳۹،۱۳۸)

آیات کا ترجمہ و تشریح کرتے ہوئے مشرکین کے مزعومات باطلہ کی وضاحت کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی و صرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) تشریح و مشرکین کے مزعومات باطلہ کی وضاحت (۳) الفاظ مخطوطہ کی لغوی و صرفی تحقیق۔

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور کہتے ہیں وہ کہ یہ مویشی اور کھیتی ممنوع ہے نہ کھائے اس کو کوئی بھی مگر جس کو ہم چاہیں ان کے خیال کے موافق اور بعض مویشی کہ حرام ہے ان کی پیٹھ پر سوار ہونا اور بعض مویشی کہ نہیں نام لیتے ان پر اللہ تعالیٰ کا۔ اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتے ہوئے۔ عنقریب سزا دیگا وہ ان کو اس چیز کی جو وہ گھڑتے (جھوٹ بناتے) ہیں اور کہتے ہیں وہ کہ جو بچہ ان مویشی کے پیٹوں میں ہے وہ خاص ہے ہمارے مردوں کے لئے اور وہ حرام ہے ہماری عورتوں پر اور اگر وہ مردہ ہے تو وہ سب اس میں برابر کے شریک ہیں۔ عنقریب سزا دے گا وہ ان کو ان کی وصفوں (تقریروں) کی، بے شک وہ حکمت والا، جاننے والا ہے۔

② آیات کی تشریح و مشرکین کے مزعومات باطلہ کی وضاحت:۔ ماقبل والی آیات میں اور ان آیات میں مشرکین کے مزعومات باطلہ اور رسومات جاہلیت کا ذکر ہے۔ تو فرمایا کہ ان رسومات میں سے ایک رسم یہ تھی کہ بتوں کے نام پر کچھ کھیت وقف کر دیتے تھے اور کہتے کہ اس کا اصل مصرف فقط مرد ہیں عورتوں کو دینا یا نہ دینا ہماری مرضی پر موقوف ہے۔ عورتوں کو مطالبہ کا حق نہیں ہے۔ ایک رسم یہ تھی کہ بعض جانوروں کو بھی مردوں کے لئے خاص کر دیتے تھے۔ اسی طرح بعض جانوروں کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور ان پر سواری اور بار برداری کو حرام سمجھتے تھے۔ اسی طرح بعض جانوروں کو بتوں کے نام پر خاص کر دیتے تھے، ان کا دودھ نکالتے وقت، سوار ہوتے وقت، ذبح کرتے وقت کبھی بھی ان پر اللہ کا نام نہیں لیتے تھے۔ اسی طرح بعض جانوروں کا نام بحیرہ یا سائبہ رکھ کر بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے۔ پھر ان کے ذبح کے وقت اگر بچہ نکلتا تو وہ سب کے لئے حلال ہوتا تھا۔ اسی طرح بعض جانوروں کا دودھ بھی مردوں کے لئے حلال اور عورتوں کے لئے حرام سمجھتے تھے۔ اسی طرح بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حامی یہ چار قسم کے جانوروں کی تعظیم کو عبادت سمجھتے تھے۔ (معارف القرآن)

③ الفاظ مخطوطہ کی لغوی و صرفی تحقیق:۔ "حِجْرٌ" یہ اسم جامد ہے بمعنی حرام و ممنوع۔ مصدر (نصر) بمعنی روکنا۔

"انعام" یہ نَعَمٌ کی جمع ہے بمعنی چوپایا۔　"وَصْفَهُمْ" یہ مصدر ہے (ضرب) بمعنی بیان کرنا۔

"حُرِّمَتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب ماضی مجہول از مصدر تحریم (تفعیل) بمعنی حرام کرنا۔
"یَفْتَرُوْنَ" صیغہ جمع مذکر غائب مضارع معروف از مصدر اَلْاِفْتِرَاءُ (افتعال) بمعنی تہمت لگانا اور جھوٹ باندھنا۔

﴿الورقة الاولى: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۲۴ھ

الشق الاوّل ...... یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَ اَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَ اتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْــٴًـا وَّ لَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّ لَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ۝ (پ۱۔ بقرہ: ۴۷، ۴۸)

دونوں آیتوں کا عمدہ ترجمہ کریں، ان آیات کی بہترین تفسیر سپرد قلم کریں، آیات میں یوما سے کون سا یوم مراد ہے۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا خلاصہ تین اُمور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) یوما کی مراد۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اے بنی اسرائیل یاد کرو میری ان نعمتوں (احسانات) کو جو میں نے تم پر انعام کی اور (یاد کرو) اس بات کو کہ فضیلت دی میں نے تمہیں تمام عالم پر اور ڈرو اس دن سے کہ نہیں کام آئے گا اس دن کوئی شخص کسی کے کچھ بھی اور نہ قبول کی جائے گی اس کی طرف سے سفارش اور نہ لیا جائے گا اس کی طرف سے بدلا اور نہ وہ مدد کئے جائیں گے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ماقبل کی آیات میں بنی اسرئیل کو کمال ایمان اور تقویٰ حاصل کرنے کا حکم تھا اور یہ کام صبر، حضور و استغراق عبادات کے ذریعہ سے دشوار تھا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اس کا آسان طریقہ بتلا دیا، وہ طریقہ شکر ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل پر وقتاً فوقتاً کیے گئے احسانات وانعامات کو یاد دلا کر اور انکی بدکرداریاں ظاہر کرکے شکر کی ترغیب دے رہے ہیں کہ اے بنی اسرائیل! جو میں نے تم پر احسانات وانعامات کئے مثلاً ہزاروں انبیاء تم میں بھیجے، کتابیں نازل ہوئیں، فرعون سے نجات دلا کر ملک شام پر تسلط دیا۔ من وسلویٰ نازل کیا، پتھر سے بارہ چشمے جاری کئے۔ یہ سب وہ انعامات ہیں جو صرف تمہیں عطا ہوئے اور پھر وقت کے تمام فرقوں اور گروہوں پر تمہیں فضیلت دی اور میری ان نعمتوں کو یاد کرکے میرا شکر ادا کرو اور کامل مومن ومتقی و پرہیزگار بن جاؤ اور منعم ومحسن کا شکریہ انسان تو کجا حیوان بھی ادا کرتے ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اپنے منعم ومحسن کے مطیع وفرمانبردار ہو جاتے ہیں۔

جب کوئی شخص کسی بلاء میں مبتلا ہو جائے تو اس کے رفیق و دوست احباب اولاً ادائے حق لازم کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو سفارش سے بچانے کی سعی کرتے ہیں۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو فدیہ اور تاوان دے کر چھڑانے کی تدبیر کرتے ہیں۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو آخر میں اپنے مددگاروں کو جمع کر کے بزور بازو اور طاقت سے اس کے چھڑانے کی فکر کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ روز قیامت سے بھی ڈرو اس دن جو میرے دربار میں پھنس گیا تو اس کے لئے ان چار چیزوں سے کوئی چیز بھی معین ومددگار ثابت نہ ہوگی۔ کوئی شخص کتنا ہی مقرب خداوندی ہو وہ کسی بھی نافرمان عدو اللہ کافر کو منجملہ چاروں صورتوں میں سے کسی صورت سے بھی نفع نہ پہنچا سکے گا۔ (اعاذنا اللہ منہ)

❸ یوما کی مراد:۔ آیت کریمہ میں یوما سے مراد روز محشر و یوم حساب وکتاب ہے۔

الشق الثانی ...... وَ اتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَ لَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ۝ لَىٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (پ۶۔ مائدہ: ۲۷، ۲۸)

آیات کا سلیس ترجمہ کریں اور حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں کا نام لکھیں، مختصر تفسیر قلم بند کریں، تدفین کا حکم بیان کریں کہ

مردے کو دفن کرنا سنت ہے یا مستحب؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں کا نام (۳) آیات کی تفسیر (۴) تدفین کا حکم۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور سنائیں آپ ﷺ ان کو آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا حقیقی حال جب نیاز کی (صدقہ کیا) دونوں نے کچھ پس نیاز قبول کرلی گئی ایک کی طرف سے اور نہ قبول کی گئی دوسرے کی طرف سے۔ اس نے کہا کہ میں تجھ کو مار ڈالوں گا۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ صرف پرہیزگاروں سے قبول کرتا ہے۔ اگر تو اپنا ہاتھ پھیلائے گا (بڑھائے گا) میری طرف تاکہ مجھے مار ڈالے تو بھی میں اپنا ہاتھ نہ پھیلاؤں گا تیری طرف تاکہ تجھے مار ڈالوں۔ بے شک میں ڈرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

❷ حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں کا نام:۔ حضرت آدم علیہ السلام کے قاتل بیٹے کا نام قابیل اور مقتول کا نام ہابیل تھا۔

❸ آیات کی تفسیر:۔ جب حضرت آدم اور حواء علیہما السلام دنیا میں آئے اور توالد وتناسل کا سلسلہ شروع ہوا تو ہر ایک حمل سے ان کے دو بچے پیدا ہوئے، ایک لڑکا اور دوسری لڑکی اس وقت جب کہ آدم علیہ السلام کی اولاد میں بجز بہن بھائیوں کے کوئی اور نہ تھا اور بھائی بہن کا آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت کی ضرورت کے لحاظ سے شریعت آدم علیہ السلام میں یہ حکم جاری فرمایا کہ ایک حمل سے جولڑکا اور لڑکی پیدا ہو وہ تو آپس میں حقیقی بہن بھائی سمجھے جائیں اور ان کے درمیان نکاح حرام قرار پائے لیکن دوسرے حمل سے پیدا ہونے والے لڑکے کیلئے پہلے حمل سے پیدا ہونے والی لڑکی حقیقی بہن کے حکم میں نہیں ہوگی بلکہ ان کے درمیان رشتۂ ازدواج ومناکحت جائز ہوگا۔

لیکن ہوا یہ کہ پہلے لڑکے قابیل کے ساتھ جولڑکی پیدا ہوئی وہ حسین وجمیل تھی اور دوسرے لڑکے ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی بدشکل تھی جب نکاح کا وقت آیا تو حسب ضابطہ ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی بدشکل لڑکی قابیل کے حصہ میں آئی اس پر قابیل ناراض ہوکر ہابیل کا دشمن ہوگیا۔ اور اس پر اصرار کرنے لگا کہ میرے ساتھ جولڑکی پیدا ہوئی ہے وہی میرے نکاح میں دی جائے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے شرعی قاعدہ کے موافق اس کو قبول نہ فرمایا اور ہابیل وقابیل کے درمیان رفع اختلاف کے لئے یہ صورت تجویز فرمائی کہ تم دونوں اپنی اپنی قربانی اللہ کے لئے پیش کرو جس کی قربانی قبول ہوجائے گی یہ لڑکی اس کو دی جائے گی۔ کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کو یقین تھا کہ قربانی اسی کی قبول ہوگی جس کا حق ہے یعنی ہابیل کی۔ اس زمانہ میں قربانی قبول ہونے کی ایک واضح اور کھلی علامت یہ تھی کہ آسمان سے ایک آگ آتی اور قربانی کو راکھ کر جاتی تھی اور جس قربانی کو آگ نہ کھاتی تو یہ اس کے نامقبول ہونے کی علامت ہوتی تھی۔ اب صورت یہ پیش آئی کہ ہابیل کے پاس بھیڑ بکریاں تھیں اس نے ایک عمدہ دنبہ کی قربانی کی، قابیل کاشتکار آدمی تھا اس نے کچھ غلہ گندم وغیرہ قربانی کے لئے پیش کیا اور حسب دستور آسمان سے آگ آئی اور ہابیل کی قربانی کو راکھ کر گئی اور قابیل کی قربانی جوں کی توں پڑی رہ گئی۔ اس پر قابیل کو اپنی ناکامی کے ساتھ رسوائی کا غم وغصہ اور بڑھ گیا اور اس سے رہا نہ گیا اور کھلے طور پر اپنے بھائی سے کہہ دیا "لاقتلنك" یعنی میں تجھے قتل کر ڈالوں گا۔

ہابیل نے اس وقت بھی غصہ کی بات کا جواب غصہ کے ساتھ دینے کے بجائے ایک ٹھنڈی اور اصولی بات کہی جس میں اس کی ہمدردی اور خیرخواہی بھی تھی کہ "انما یتقبل اللہ من المتقین" یعنی اللہ تعالیٰ کا دستور یہی ہے کہ متقی و پرہیزگار کا عمل قبول فرمایا کرتے ہیں۔ اگر تم تقویٰ وپرہیزگاری اختیار کرتے تو تمہاری قربانی بھی قبول ہوتی، تم نے ایسا نہیں کیا تو قربانی قبول نہ ہوئی، اس میں میرا کیا قصور ہے؟ اس طرح قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کردیا۔ ان آیات میں اسی واقعہ کا ذکر ہے۔

❹ تدفین کا حکم:۔ مُردے کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے جیسا کہ نماز جنازہ ادا کرنا فرض کفایہ ہے۔ (احکام میت)

﴿السوال الثانی﴾ ١٤٣٤ھ

الشق الاول ...... وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (پ ۱۰ انفال: ۴۸)

آیت کا ترجمہ کریں۔ آیت کی تفسیر سپرد قلم کریں۔ اس آیت میں جو واقعہ ذکر ہوا ہے وہ کون سے غزوہ کے متعلق ہے اور وہ غزوہ کب پیش آیا۔ زین، تراءت، نکص، بریء، غالب، اخاف، مذکورہ بالا الفاظ کے صیغے بتائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں (۱) آیت کا ترجمہ (۲) آیت کی تفسیر (۳) غزوہ کی نشاندہی اور وقوع (۴) مذکورہ صیغوں کی وضاحت۔

جواب ...... ❶ <u>آیت کا ترجمہ:۔</u> اور جب مزین کیا شیطان نے (ان کی نظروں میں) ان کے اعمال کو اور کہا کہ کوئی بھی غالب نہ ہوگا تم پر آج کے دن لوگوں میں سے اور بے شک میں تمہارا پڑوسی (حمایتی) ہوں۔ پھر جب آمنے سامنے ہوئے دونوں گروہ (لشکر، فوجیں) تو وہ الٹا پھرا اپنی ایڑیوں پر اور بولا کہ بے شک میں بری ہوں تم سے (میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں) بیشک میں دیکھ رہا ہوں وہ جو تم نہیں دیکھتے۔ بیشک میں ڈرتا ہوں اللہ سے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔

❷ <u>آیت کی تفسیر:۔</u> قریش اپنی قوت وجمعیت پر بہت مغرور تھے۔ مگر بنی کنانہ کے ساتھ اکثر اوقات ان کی چپقلش رہتی تھی۔ اس وجہ سے ان کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں بنی کنانہ ہماری کامیابی کے راستہ میں رکاوٹ اور آڑ نہ بن جائیں۔ تو اس موقعہ پر شیطان ان کی ہمت بڑھانے کیلئے بنی کنانہ کے سردار سراقہ بن مالک کی صورت میں اپنی فوج لے کر ابوجہل کے پاس آیا اور کہا کہ ہماری طرف سے بے فکر رہو۔ ہماری مدد تمہارے ساتھ ہے۔ پھر جب غزوہ بدر میں مسلمانوں کا اور قریش کا لشکر آمنے سامنے ہوا تو شیطان کو جبرئیل وغیرہ فرشتے نظر آئے تو شیطان ابوجہل کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑا کر الٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہوا ابوجہل نے کہا کہ اے سراقہ عین موقع پر دھوکہ دے کر کہاں جا رہے ہو تو شیطان نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ مجھے وہ چیز نظر آ رہی ہے جو تمہیں نظر نہیں آ رہی (فرشتے) اور اس خدائی فوج کے ڈر سے میرا دل گھبرا رہا ہے اور اب ٹھہرنے کی ہمت نہیں ہے۔ خطرہ ہے کہ کہیں سخت عذاب اور آفت میں نہ پکڑا جاؤں۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ملعون نے جھوٹ بولا۔ اس کے دل میں اللہ کا خوف نہ تھا۔ بلکہ وہ جانتا تھا کہ اب قریش کا لشکر ہلاکت میں گھر چکا ہے اور کوئی قوت انہیں ہلاکت سے نہیں بچا سکتی۔ اس وجہ سے وہ بھاگ نکلا تھا اور یہ اس کی قدیم عادت ہے کہ اپنے متبعین کو دھوکہ دے کر اور ہلاکت میں پھنسا کر عین وقت پر کھسک جاتا ہے۔ (فاعتبروا یااولی الابصار)۔

❸ <u>غزوہ کی نشاندہی اور وقوع:۔</u> مذکورہ واقعہ غزوہ بدر کے متعلق ہے جیسا کہ تفسیر میں گزر چکا ہے اور یہ غزوہ سن دو ہجری میں پیش آیا تھا۔

❹ <u>مذکورہ صیغوں کی وضاحت:۔</u> "بَرِیْءٌ" صیغہ واحد مذکر صفت مشبہ از مصدر البراءۃ (سمع) بمعنی بری ہونا۔

"زَيَّنَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر تزیین (تفعیل) بمعنی مزین کرنا، خوشنما کر کے پیش کرنا۔

"تَرَآءَتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب ماضی معروف از مصدر التراءی (تفاعل) بمعنی ایک دوسرے کو دیکھنا، آمنے سامنے ہونا۔

"نَكَصَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر نکصًا (نصر، ضرب) بمعنی کام سے رکنا، پیچھے ہٹنا۔

"غَالِبَ" صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از مصدر الغلبۃ (نصر) بمعنی غلبہ پانا۔

"اَخَافُ" صیغہ واحد متکلم مضارع معروف از مصدر الخوف (سمع) بمعنی ڈرنا۔

الشق الثانی ...... لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ

فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (پ۲۔بقرہ:۲۲۶،۲۲۷)

دونوں آیتوں کا عمدہ ترجمہ کیجئے۔ ایلاء کی شرعی تعریف کر کے اس کا حکم تحریر کیجئے۔ چار ماہ کے اختتام پر خود بخود طلاق واقع ہوگی یا شوہر کے طلاق دینے سے طلاق واقع ہوگی اس میں امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا اختلاف ضرور لکھئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں:۔(۱) آیات کا ترجمہ (۲) ایلاء کی تعریف وحکم (۳) چار ماہ کے اختتام پر وقوع طلاق میں ائمہؒ کا اختلاف۔

جواب...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ جو لوگ قسم کھاتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے سے ان کیلئے چار ماہ ٹھہرنا (مہلت) ہے، پس اگر وہ باہم مل گئے تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر انہوں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے طلاق کا تو بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

❷ ایلاء کی تعریف وحکم:۔ شریعت کی اصطلاح میں ایلاء یہ ہے کہ شوہر قسم کھائے کہ میں چار ماہ یا اس سے زائد عرصہ تک اپنی بیوی کے قریب نہیں جاؤنگا اور اس سے وطی ومباشرت نہیں کرونگا۔

ایلاء کا حکم یہ ہے کہ اگر شوہر نے اس چار ماہ میں اپنی بیوی سے مباشرت کرلی تو قسم میں حانث ہوجائے گا اور اس پر کفارہ لازم ہوگا اور اگر وہ چار ماہ تک اپنی بیوی کے قریب نہ گیا تو قسم پوری ہوجائیگی اور ایک طلاق بائنہ واقع ہوجائے گی۔

❸ چار ماہ کے اختتام پر وقوع طلاق میں ائمہ کا اختلاف:۔ حضرات حنفیہ کے نزدیک چار ماہ کی مدت گزرنے کے بعد خود بخود طلاق بائنہ واقع ہوجائیگی اور امام اوزاعی کے نزدیک طلاق رجعی واقع ہوگی، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مدت گزرنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی بلکہ اس کو قاضی کے پاس جانا ہوگا قاضی اسے رجوع یا طلاق کا حکم دے گا، اگر وہاں قاضی نہیں ہے تب بھی ان کے نزدیک توقف کیا جائے گا حتی کہ شوہر رجوع کرے یا طلاق دے۔

﴿السوال الثالث﴾ ١٤٣٤ھ

الشق الاوّل...... اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۞ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ۞ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ ۞ (پ۴۔آل عمران:۱۷۲تا۱۷۴)

آیات کا ترجمہ کیجئے، مذکورہ آیات کس غزوہ سے متعلق ہیں اس کا نام وتاریخ وقوع تحریر کیجئے۔ آیات کا شان نزول و پورا واقعہ تحریر کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) غزوہ متعلقہ بالآیات کا نام ووقوع (۳) آیات کا شان نزول وواقعہ۔

جواب...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور رسول کا حکم مانا بعد اس کے کہ پہنچ چکے تھے ان کو زخم، جو نیک ہیں ان میں سے اور پرہیزگار ہیں ان کیلئے بڑا ثواب ہے، جن لوگوں کو کہا لوگوں نے یہ کہ بے شک (مکہ کے) لوگوں نے جمع کیا ہے سامان تمہارے مقابلہ کیلئے پس تم ان سے ڈرو تو اور زیادہ ہوا ان کا ایمان اور کہا انہوں نے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے پھر لوٹے مسلمان اللہ تعالیٰ کے احسان وفضل کے ساتھ کہ نہیں پہنچی انہیں کوئی ناگواری (تکلیف) اور اتباع کی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی مرضی کی اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

❷ غزوہ متعلقہ بالآیات کا نام ووقوع:۔ بعض حضرات کے بقول یہ آیات غزوہ حمراء الاسد کے متعلق نازل ہوئیں جسکا

وقوع ۳ھ میں ہوا، اور بعض حضرات کے بقول بدرِ صغریٰ کے متعلق نازل ہوئیں جسکا وقوع ۴ھ میں ہوا۔

۳ آیات کا شانِ نزول و واقعہ:۔ ابوسفیان جب اُحد سے مکہ کو واپس گیا تو راستہ میں خیال آیا کہ ہم نے بڑی غلطی کی، ہزیمت یافتہ اور زخم خوردہ مسلمانوں کو یونہی چھوڑ کر چلے آئے، مشورے ہونے لگے کہ پھر مدینہ واپس چل کر ان کا قصہ تمام کر دیں، آپ ﷺ کو خبر ہوئی تو اعلان فرمایا کہ جو لوگ کل ہمارے ساتھ لڑائی میں حاضر تھے آج دشمن کا تعاقب کرنے کیلئے تیار ہو جائیں مسلمان مجاہدین باوجود یہ کہ تازہ زخم کھائے ہوئے تھے، اللہ اور رسول ﷺ کی پکار پر نکل پڑے آپ ﷺ ان مجاہدین کی جماعت لیکر مقام حمراء الاسد تک (جو مدینہ سے آٹھ میل ہے) پہنچے ابوسفیان کے دل میں یہ سن کر کہ مسلمان اس کے تعاقب میں چلے آ رہے ہیں، سخت رعب و دہشت طاری ہو گئی، دوبارہ حملہ کا ارادہ فسخ کر کے مکہ کی طرف بھاگا۔ عبدالقیس کا ایک تجارتی قافلہ مدینہ آ رہا تھا، ابوسفیان نے ان لوگوں کو کچھ دیکر آمادہ کیا کہ وہ مدینہ پہنچ کر ایسی خبریں شائع کریں جن کو سن کر مسلمان ہماری طرف سے مرعوب و خوفزدہ ہو جائیں، انہوں نے مدینہ پہنچ کر کہنا شروع کیا کہ مکہ والوں نے بڑا بھاری لشکر اور سامان مسلمانوں کے استیصال کی غرض سے تیار کیا ہے، یہ سن کر مسلمانوں کے دلوں میں خوف کی جگہ جوش ایمان بڑھ گیا اور کفار کی جماعت کا حال سن کر کہنے لگے "حسبنا الله ونعم الوكيل" ساری دنیا کے مقابلہ میں اکیلا خدا ہم کو کافی ہے۔ اسی پر یہ آیات نازل ہوئیں، بعض کہتے ہیں کہ جنگ اُحد تمام ہونے پر ابوسفیان نے اعلان کیا تھا کہ اگلے سال بدر پر پھر لڑائی ہے، حضرت ﷺ نے قبول کر لیا۔ جب اگلا سال آیا آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ جہاد کے لئے چلو، اگر کوئی نہ جائے گا تب بھی اللہ کا رسول ﷺ تنہا جائے گا۔ اُدھر سے ابوسفیان فوج لیکر مکہ سے نکلا تھوڑی دور چل کر ہمت ٹوٹ گئی، رعب چھا گیا قحط سالی کا عذر کر کے چاہا کہ مکہ واپس جائے مگر صورت ایسی ہو کہ الزام مسلمانوں پر رہے، ایک شخص مدینہ جا رہا تھا، اس کو کچھ دے کر کہا کہ وہاں پہنچ کر اس طرف کی ایسی خبریں مشہور کرنا جن کو سن کر مسلمان خوف کھائیں اور جنگ کو نہ نکلیں وہ مدینہ پہنچ کر کہنے لگا کہ مکہ والوں نے بڑی بھاری جمعیت اکٹھی کی ہے تم کو لڑنا بہتر نہیں مسلمانوں کو حق تعالیٰ نے استقلال دیا۔ انہوں نے یہی کہا کہ ہم کو اللہ کافی ہے۔ آخر مسلمان حسب وعدہ بدر پہنچے، وہاں بڑا بازار لگتا تھا، تین روز رہ کر تجارت کر کے خوب نفع کما کر مدینہ واپس آئے اس غزوہ کو بدرِ صغریٰ کہتے ہیں۔ اس وقت جن لوگوں نے رفاقت کی اور تیار ہوئے ان کو یہ بشارت ہے کہ اُحد میں زخم کھا کر اور نقصان اٹھا کر بھی انہوں نے ایسی جرأت کی۔ مسلمانوں کی اس جرأت و مستعدی کی خبر سن کر مشرکین راستہ سے لوٹ گئے چنانچہ مکہ والوں نے اس مہم کا نام "جیش السویق" رکھ دیا۔ یعنی وہ لشکر جو محض ستو پینے گیا تھا پی کر واپس آیا (تنبیہ) یہ جو فرمایا للذين احسنوا منهم واتقوا محض ان کی مدح سرائی اور تنویہ شان کیلئے ہے ورنہ وہ سب کے سب ایسے ہی تھے۔

الشق الثانی ...... قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَإِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَإِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ (پ۔ بقرہ ۹۷،۹۸)

آیات کا ترجمہ اور شانِ نزول تحریر کریں، مختصر تفسیر قلم بند کریں، اللہ کے مقرب فرشتوں کے نام اور انکے ذمے کام کی تفصیل لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کا شانِ نزول (۳) آیات کی تفسیر (۴) مقرب فرشتوں کے نام اور انکے کام۔

جواب ...... ۱ آیات کا ترجمہ:۔ کہہ دیجئے کہ جو شخص دشمن ہو جبرائیل کا سو اس نے تو اُس نے اتارا ہے اس کلام کو تیرے دل پر اللہ کے حکم سے جو تصدیق کرنے والا ہے اُس کلام کی جو اُس سے پہلے ہے اور وہ ہدایت ہے اور مؤمنین کیلئے خوشخبری ہے جو شخص دشمن ہو اللہ تعالیٰ کا اور اسکے فرشتوں کا اور اسکے رسولوں کا اور جبرائیل کا اور میکائیل کا پس بے شک اللہ تعالیٰ دشمن ہے کافروں کا۔

۲ آیات کا شانِ نزول:۔ جب یہود کو آپ ﷺ کی زبانِ اطہر سے یہ معلوم ہوا کہ وحی لانے والا فرشتہ حضرت جبرائیل علیہ السلام

ہے تو انہوں نے کہا اس سے تو ہماری پرانی عداوت ہے، ہماری قوم پر مشکل حالات و پریشان کن احکامات اسی کے ذریعے آتے رہے ہیں لہٰذا اس کے ذریعے آنیوالی وحی ہمیں قبول نہیں ہے، ہم آپ ﷺ پر نازل شدہ وحی تب قبول کریں گے جب اسے بارش اور رحمت برسانے والا فرشتہ یعنی حضرت میکائیل علیہ السلام لیکر نازل ہوں گے تو یہود کے اس مطالبے کے رد میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

❸ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ رب العزت یہود کے اس مطالبے کو رد کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ اے پیغمبر آپ ان یہود سے کہہ دیں کہ جو شخص جبرائیل علیہ السلام سے عداوت رکھے (اُس کا کام وحی جانے) اس امر کو قرآن کریم کے نہ ماننے میں کیا دخل ہے کیونکہ جبرائیل علیہ السلام تو صرف سفیر و قاصد ہیں انہوں نے سفارت کے طور پر اللہ رب العزت کی طرف سے قرآن کریم کو آپ ﷺ کے قلب اطہر تک پہنچایا ہے لہٰذا سفیر کی طرف نہ دیکھو بلکہ خود قرآن کریم کی طرف دیکھو کہ وہ کیسا ہے۔ قرآن کریم کی یہ حالت ہے کہ وہ اپنے سے پہلے نازل شدہ تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق بھی کرتا ہے مصالح ضروریہ کی رہنمائی بھی کرتا ہے، اہل ایمان کو خوشخبری بھی سناتا ہے اور یہ خصوصیات آسمانی کتاب کی ہی ہوسکتی ہیں پس قرآن کریم اس اعتبار سے آسمانی کتاب اور قابل اتباع ہوا پھر جبرائیل علیہ السلام کی عداوت کے نتیجہ میں قرآن کریم کو نہ ماننا حماقت ہے۔ باقی جبرائیل علیہ السلام کی عداوت کے متعلق اللہ رب العزت کا فیصلہ یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ سے عداوت رکھنا یا اُسکے کسی دوسرے فرشتے سے یا اُس کے کسی رسول سے یا خود میکائیل علیہ السلام سے عداوت رکھنا جس کی دوستی کا یہ دم بھرتے ہیں ان سب کی عداوت رکھنا یہ سب ہم پلہ شمار کیے جاتے ہیں اور جو ان کا دشمن ہوگا اللہ تعالیٰ اُس کا دشمن ہوگا۔ (معارف القرآن ج ۱ ص ۲۶۷)

❹ مقرب فرشتوں کے نام اور انکے کام:۔ مشہور اور مقرب فرشتے چار ہیں ① حضرت جبرائیل علیہ السلام جو اللہ تعالیٰ کی کتابیں واحکام پیغمبروں تک پہنچاتے ہیں۔ ② حضرت اسرافیل علیہ السلام جو قیامت کے موقع پر صُور پھونکیں گے۔ ③ حضرت میکائیل علیہ السلام جو بارش کے انتظام اور مخلوق کو روزی پہنچانے پر مقرر ہیں۔ ④ حضرت عزرائیل علیہ السلام جو مخلوق کی جان نکالنے پر مقرر ہیں۔ (تعلیم الاسلام)

﴿الورقة الاولى: فى التفسير﴾

﴿السؤال الاول﴾ ۱۴۲۵ھ

الشق الاول ...... الٓمٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۥ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (پ ۲۱ سورہ روم ۲۰۱)

آیات مبارکہ کا ترجمہ و تفسیر کریں۔ آیات کا شان نزول تحریر کریں بضع سنین کی لغوی تحقیق کریں۔ ادنی الارض سے کیا مراد ہے؟ لله الامر من قبل ومن بعد اور لايخلف الله وعده ولكن اكثر الناس لايعلمون کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل پانچ امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کا شان نزول (۳) آیات کی تفسیر (۴) بضع سنین کی لغوی تحقیق، ادنی الارض کی مراد (۵) آیات مذکورہ کی ترکیب۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ "الله اعلم بمراده" رومی مغلوب ہو گئے قریب کے ملک میں اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برسوں میں اللہ ہی کے اختیار میں ہے سب کام پہلے بھی اور بعد میں بھی اور اس دن خوش ہوں گے مسلمان اللہ کی مدد سے وہ اللہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہ غالب ہے نہایت رحم والا ہے یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

❷ آیات کا شان نزول:۔ نبوت کے پانچویں سال ہجری اور اذرعات کے درمیان ایرانیوں نے رومیوں کو ایک مہلک

شکست دی اور قیصر نے ہرقل شاہ روم کو قسطنطنیہ تک بھگا دیا یہ خبر سن کر کفار مکہ نے مسلمانوں پر آوازے کسے کہ جس طرح ہمارے بھائی یعنی مجوسیوں نے تمہارے بھائیوں یعنی اہل کتاب کو ہرا دیا ہے اسی طرح ہم بھی تم کو مٹا دیں گے (اہل کتاب کو مسلمانوں کا بھائی کہنا چند احکام کے اندر مشابہت کی وجہ سے تھا) اس پر مسلمانوں کو بہت دُکھ ہوا اور بہت پریشان ہوئے جس پر اللہ نے یہ آیات نازل فرمائیں، جن کا خلاصہ اور حاصل یہ ہے کہ عنقریب رومی یعنی اہل کتاب اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے غالب آنے والے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو کہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا، چنانچہ اسی طرح ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد رومی ایرانیوں پر غالب آگئے۔

❸ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں نو سال کے اندر اندر رومیوں کی عظیم الشان فتح کی پیشین گوئی ہے اور یہ قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کی بڑی محکم دلیل ہے اور یہ شکست اذرعات اور بصریٰ کے درمیان ملک شام میں واقع ہوئی جو عرب کے بالکل قریب ہے اور رومی ایرانیوں پر عنقریب فتح یاب ہوں گے چنانچہ نو سال کے اندر اندر رومیوں کو ایرانیوں پر بڑی بھاری فتح ہوئی اور بات دراصل یہ ہے کہ رومیوں کی شکست اور ان کی فتح یہ سب اللہ کے اختیار میں ہے اور جب رومیوں کو فتح ہوگی تو مسلمان اس سے بہت زیادہ خوش ہوں گے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اپنی مدد سے نوازے وہ غالب ہے مہربان ہے۔

❹ بضع سنین کی لغوی تحقیق، ادنی الارض کی مراد:۔ تین سے لیکر نو تک لفظ بضع بولا جاتا ہے اور سنین، سنة کی جمع ہے بمعنی سال۔

ادنى الارض کی تفسیر میں علماء کے مختلف اقوال ہیں، بعض کہتے ہیں کہ عرب کے قریب کی زمین اطراف شام اذرعات، بصریٰ ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اردن اور فلسطین مراد ہے۔ مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ارض جزیرہ مراد ہے۔

❺ آیات مذکورہ کی ترکیب:۔ لله لام حرف جار لفظ الله مجرور ثابت کے متعلق ہے ثابت اسم فاعل هو ضمیر اس کا فاعل، من قبل ومن بعد کی تقدیری عبارت ہے من قبل كل شيئ و من بعد كل شيئ، كل شيئ مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ قبل کا اور اسی طرح بعد کا مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور ہوئے من حرف جار کے، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثابت کا، ثابت اسم فاعل اپنے فاعل اور تینوں متعلقات سے ملکر خبر مقدم، الامر مبتداء مؤخر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

لايخلف فعل الله فاعل وعده مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ، فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ لكن حرف مشبہ بالفعل اكثر اسم تفضیل مضاف الناس مضاف الیہ فاعل، اکثر اسم تفضیل مضاف اپنے مضاف الیہ فاعل سے ملکر اسم ہوا لكن کا لايعلمون فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر لكن کی خبر، لكن اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

الشق الثانی ...... مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

آیات مذکورہ کا سلیس ترجمہ تحریر کریں، شان نزول بیان کریں، خط کشیدہ لفظ کی لغوی تحقیق کریں۔ (پ ۲۲، الاحزاب: ۴۰)

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کا شان نزول (۳) خط کشیدہ لفظ کی لغوی تحقیق۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ حضرت محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے بھی باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور انبیاء علیہم السلام کے خاتم (ختم کرنے والے) ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کو جاننے والا ہے۔

❷ آیات کا شان نزول:۔ جب حضور ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا تو لوگوں نے طعنہ دینا شروع کر دیا کہ محمد ﷺ نے اپنے بیٹے (زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ) کی بیوی سے نکاح کرلیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ محمد ﷺ تم میں سے کسی ایک

شخص کے بھی نسب میں حقیقی باپ نہیں ہیں وہ تو اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتے ہیں۔

③ خط کشیدہ لفظ کی لغوی تحقیق:۔ "خاتم" تاء کے فتحہ کیساتھ بمعنی مہر اور تاء کے کسرہ کے ساتھ بمعنی ختم کرنیوالا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ...... لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۙ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ (پ۲۶۔ فتح:۱۸، ۱۹)

آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ تحریر کریں، مختصر شانِ نزول بیان کریں، خط کشیدہ الفاظ کی صرفی اور لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کا شانِ نزول (۳) لغوی اور صرفی تحقیق۔

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ راضی ہوگئے مؤمنین سے جبکہ بیعت کر رہے تھے وہ آپ ﷺ سے ایک درخت کے نیچے۔ پس جان لیا اس نے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے، پس نازل کر دیا اطمینان ان پر اور جلد ہی ان کو فتح دے گا اور بہت سی غنیمتیں جن کو وہ لیں گے اور اللہ بڑا غالب حکمت والا ہے۔

② آیات کا شانِ نزول:۔ یہ آیات اصل میں اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پر ایک درخت کے نیچے آپ ﷺ کے دستِ مبارک پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جھوٹی خبر پر انکے خون کا بدلہ لینے کے لئے جہاد کی بیعت کی تھی، جس بیعت کو بیعتِ رضوان بھی کہتے ہیں۔

③ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی اور صرفی تحقیق:۔ "یَاْخُذُوْنَ" صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر الاخذ (نصر) بمعنی پکڑنا۔

"رَضِيَ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معروف از مصدر الرضوان (سمع) بمعنی راضی ہونا۔

"یبایعونك" صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معروف از مصدر المبایعة (مفاعلہ) بمعنی بیعت کرنا۔

"اَثابهم" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف از مصدر اثابة (افعال) بمعنی بدلہ دینا۔ "مغانم" مغنم کی جمع ہے بمعنی غنیمت۔

الشق الثانی ...... يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝ (پ۲۱۔ لقمان:۱۷ تا ۱۹)

مذکورہ آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ کریں، خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق کریں، ان انکر الاصوات لصوت الحمیر کی نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات مبارکہ کا ترجمہ (۲) خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق (۳) ان انکر الاصوات لصوت الحمیر کی نحوی ترکیب۔

جواب ...... ① آیات مبارکہ کا ترجمہ:۔ اے بیٹے قائم رکھ نماز کو اور سکھلا بھلی بات اور منع کر برائی سے اور تحمل کر جو تجھ پر پڑے، بیشک یہ ہیں ہمت کے کام اور اپنے گال مت پھلا لوگوں کی طرف اور مت چل زمین پر اتراتا ہوا، بیشک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا ہوا بڑائیاں کرنے والا اور چل درمیانی چال اور نیچی کر آواز اپنی، بیشک بری سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔

② خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق:۔ "اَقِمْ" صیغہ واحد مذکر حاضر بحث امر حاضر معلوم از مصدر اِقَامَةٌ (افعال) بمعنی قائم کرنا۔

"الصلوٰة" اسم ہے بمعنی دعاء۔ "اِنْهَ" صیغہ واحد مذکر حاضر بحث امر حاضر معلوم از مصدر اَلنَّهْیُ (فتح) بمعنی روکنا۔

"اصابك" صیغہ واحد مذکر غائب بحث ماضی معلوم از مصدر اِصَابَةٌ (افعال) بمعنی پہنچانا۔

"اغضض" صیغہ واحد مذکر حاضر بحث امر حاضر معلوم از مصدر غَضًّا، غَضَاضًا، غَضَاضَةً (نصر) بمعنی نگاہ یا آواز پست کرنا۔

❸ ان انکر الاصوات لصوت الحمیر کی نحوی ترکیب:۔ ان حرف مشبہ بالفعل انکر اسم تفضیل مضاف الاصوات مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر ان کا اسم، لام تاکید یہ صوت مضاف الحمیر مضاف الیہ مضاف اور مضاف الیہ ملکر ان کی خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۵ھ

الشق الاول ...... يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۞ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۞ (پ۲۲۔سبا:۱۳،۱۴)

مذکورہ آیات کا سلیس ترجمہ تحریر کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق کریں، جس پیغمبر کا یہ واقعہ بیان ہو رہا ہے ان کا نام متعین کر کے ان کی موت کا واقعہ مختصر بیان کریں، دابة الارض سے کیا مراد ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق (۳) پیغمبر کا نام اور وفات کا واقعہ (۴) دابة الارض کی مراد۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ بناتے تھے (جنات) ان کے لئے ان کی فرمائش کے مطابق بڑی بڑی عمارتیں اور مجسمے اور پیالے حوضوں جیسے اور دیگیں جمی رہنے والی، کرتے رہو اے آل داؤد (ہمارا) شکر اور تھوڑے ہی میرے بندوں میں سے شکرگزار ہیں پس جب حکم کیا ہم نے اس پر موت کا تو نہ پتہ دیا ان جنوں کو اس کی موت کا مگر گھن کے کیڑے نے جو کھا رہا تھا اس کے عصا کو پس جب وہ گر پڑا تو معلوم کیا جنوں نے اگر وہ جانتے ہوتے غیب کو تو نہ پڑے رہتے اس ذلت کے عذاب میں۔

❷ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق:۔ "تماثیل" یہ جمع ہے تمثال کی بمعنی مورتیں (صورتیں)۔

"محاریب" یہ محراب کی جمع ہے بمعنی بلند مکان، محاریب سے مراد بقول ضحاک ؒ بیت المقدس ہے۔

"جفان" یہ جفنه کی جمع ہے بمعنی ٹب یا لگن۔ "کالجواب" یہ جابیة کی جمع ہے بمعنی چھوٹا حوض۔

"قدور" یہ قِدر کی جمع ہے بمعنی ہنڈیا جو ایک ہی جگہ رکھی رہیں۔

❸ پیغمبر کا نام اور وفات کا واقعہ:۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ ان آیات میں مذکور ہے، جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب ہوا تو وہ ایک لاٹھی لے کر اپنی ٹھوڑی سے لگا کر تخت پر بیٹھ گئے اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے ان کی موت کا فیصلہ فرما دیا لہٰذا ان کو موت آ گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو موت بھی آ گئی اور بدستور لاٹھی سے ٹیک لگائے بیٹھے رہے، اور لاٹھی کو گھن کا کیڑا کھاتا رہا، جب ایک سال گزر گیا تو گھن کے کھانے کی وجہ سے لاٹھی ٹوٹ گئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی لاش مبارک گر پڑی، اس کے بعد تابع جنات کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا علم ہوا۔

❹ دابة الارض کی مراد:۔ اس سے گھن کا کیڑا یعنی دیمک مراد ہے۔

الشق الثانی ...... وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۞ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۞ (پ۲۵۔زخرف:۳۱،۳۲)

آیات کا ترجمہ تحریر کریں مذکورہ آیات میں کفار کے جس شبہ کا جواب دیا گیا ہے وہ شبہ اور اس کا جواب وضاحت سے تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں دو امر مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) کفار کا شبہ اور اس کا جواب۔

جواب...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور کہتے ہیں (یہ مشرک لوگ) کہ کیوں نہیں نازل کیا گیا یہ قرآن ان دو بستیوں میں سے کسی ایک بڑے آدمی پر، کیا وہ تیرے رب کی رحمت کو بانٹتے ہیں، ہم نے بانٹ دی ہے ان میں ان کی روزی دنیا کی زندگی میں اور بلند کردیے درجے بعض کے بعض پر تاکہ بنائے انکا بعض بعض کو خدمتگار اور تیرے رب کی رحمت بہتر ہے ان چیزوں سے جن کو وہ جمع کرتے ہیں۔

❷ کفار کا شبہ اور اس کا جواب:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین عرب کے ایک اعتراض کا جواب دیا ہے جو آپ ﷺ کی رسالت پر کیا کرتے تھے۔ وہ اعتراض یہ ہے کہ اگر کسی انسان ہی کو نبوت سونپنی تھی تو حضور ﷺ مالی اعتبار سے کوئی صاحب حیثیت نہیں ہیں یہ منصب حضور ﷺ کی بجائے مکہ اور طائف کے کسی بڑے دولت مند اور صاحب جاہ و منصب انسان کو کیوں نہیں دیا گیا؟

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے انکے اس اعتراض کا جواب دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تمہیں اس معاملہ میں کوئی دخل دینے کا حق ہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نبوت کا منصب کس کو دے رہا ہے اور کس کو نہیں دے رہا، نبوت کی تقسیم تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے کہ کسی کو نبی بنانے سے پہلے تم سے رائے لی جائے، یہ کام کلیۃً اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہی اپنی عظیم مصلحتوں کے مطابق اس کو انجام دیتا ہے۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاول﴾ ١٤٣٦ھ

الشق الاول...... اَفَلَمْ يَنْظُرُوْا اِلَى السَّمَاۗءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝ (پ۲۶ ق ۲تا۱۱)

خط کشیدہ الفاظ کی لغوی اور صرفی تحقیق کریں، ترجمہ کریں، تبصرة وذكرى لكل عبد منيب اور رزقا ترکیب میں کیا واقع ہے؟ نیز بتائیں کہ میتا، بلدة کی صفت ہے یا نہیں؟ اگر صفت ہے تو مطابقت کیوں نہیں اور اگر صفت نہیں ہے تو کیا واقع ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق (۲) آیات کا ترجمہ (۳) تبصرة وذكرى لكل عبد منيب اور رزقا کی ترکیب (۴) میتا کی ترکیبی تحقیق۔

جواب...... ❶ الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "القینا" صیغہ جمع متکلم ماضی معلوم از مصدر القاء (افعال) بمعنی ڈالنا۔

"بنینها" صیغہ جمع متکلم فعل ماضی معلوم از مصدر بِنَايَةٌ (ضرب) بمعنی بنانا، تعمیر کرنا۔

"انبتنا" صیغہ جمع متکلم فعل ماضی معلوم از مصدر اِنْبَاتٌ (افعال) بمعنی اگانا۔

"نزّلنا" صیغہ جمع متکلم فعل ماضی معلوم از مصدر تَنْزِيْلٌ (تفعیل) بمعنی تدریجاً اتارنا۔

❷ آیات کا ترجمہ:۔ کیا پس انہوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا کہ کیسے ہم نے اس کو بنایا اور اسکو مزین کیا اور نہیں ہے اس کیلئے پھٹن اور زمین کو ہم نے بچھا دیا اور ڈالے ہم نے اس کے اندر مضبوط پہاڑ اور اگائیں اس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں، بصیرت اور نصیحت ہے ہر رجوع کرنے والے بندے کے لئے اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی برکت والا پھر اگایا ہم نے اسکے ذریعے سے باغ اور اناج جن کے کھیت کاٹے جاتے ہیں اور کھجوریں لمبی لمبی جن کے خوشے گتھے (گھنے) ہوئے ہوتے ہیں۔ روزی بندوں کے لئے اور زندہ کیا ہم نے اس سے ایک مردہ شہر کو اسی طرح ہے دوبارہ نکلنا۔

❸ تبصرة وذکری لکل عبد منیب اور رزقا کی ترکیب:۔ تبصرة وذکری مفعول لہ ہیں یا حال ہیں مدنها کی ھا ضمیر سے یہ رزقا مفعول لہ ہے انبتنا فعل سے یا رزقا مفعول مطلق ہے انبتنا فعل سے من غیر لفظه۔

❹ میتا کی ترکیبی تحقیق:۔ میتا بلدة کی صفت ہے اور صفت مشبہ کا صیغہ مذکر و مؤنث دونوں کی صفت آسکتا ہے، یا بلدةً موضعًا مذکر کی تاویل میں ہوکر موصوف ہے۔

الشق الثانی ...... اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ۝ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ۝ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ڰ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ۝ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ (پ۲۵، الزخرف: ۷۹تا۸۲)

مذکورہ آیات کا ترجمہ کریں، ابتدائی آیات کا شان نزول بتائیں، قل ان کان للرحمٰن ولد اس آیت میں حضرات مفسرین کے اقوال ذکر کرکے راجح قول متعین کریں، آخری آیت سبحٰن رب السمٰوٰت کی آخر تک نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) ابتدائی آیات کا شان نزول (۳) قل ان کان للرحمٰن ولد میں حضرات مفسرین کے اقوال اور راجح قول کی تعیین (۴) سبحٰن رب السمٰوٰت سے آخر تک نحوی ترکیب۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ کیا انہوں نے طے کرلی ہے کوئی بات تو ہم بھی طے کرنے والے ہیں کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم نہیں سنتے ان کا بھید اور ان کا مشورہ؟ کیوں نہیں اور ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ان کے پاس لکھتے رہتے ہیں کہہ دیجئے اگر ہو (خدائے) رحمان کی کوئی اولاد تو بلاشبہ میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والا ہوں، پاک ہے رب آسمانوں اور زمین کا، مالک عرش کا اس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

❷ ابتدائی آیات کا شان نزول:۔ کفار عرب پیغمبر ﷺ کے مقابلہ میں طرح طرح کے منصوبے بناتے اور تدبیریں کرتے رہتے تھے مگر اللہ کی خفیہ تدبیر ان کے سب منصوبوں پر پانی پھیر دیتی تھی، ان ابتدائی آیتوں کے بارے میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ کافروں نے ملکر مشورہ کیا کہ ہمارے تغافل (غفلت) سے اس نبی کی دعوت بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے، لہٰذا آئندہ اگر کوئی اس دین میں آئے تو اسی کے رشتہ دار اس کو مار مار کر نبی ﷺ کے دین سے ہٹادیں اور جو اجنبی شخص شہر میں آئے اس کو پہلے سنادو کہ اس شخص (ﷺ) کے پاس نہ بیٹھے۔ اس موقع پر آیات نازل ہوئیں کہ ہم نے بھی ان کی تدبیر کے مقابلہ میں ان کو ذلیل و رسوا کرنے اور اپنے پیغمبر ﷺ کو عروج دینے کی تدبیر کرلی ہے اور ہماری تدبیر ہی غالب رہے گی۔

❸ قل ان کان للرحمٰن ولد میں حضرات مفسرین کے اقوال اور راجح قول کی تعیین:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حسن اور سدی رحمہما اللہ نے کہا ہے کہ اِنْ، مَا کے معنی میں ہے یعنی ماکان للرحمٰن ولدٌ یہاں پر جملہ تام ہوگیا کہ آپ کہہ دیجئے رحمٰن کیلئے اولاد نہیں ہے، اگلا الگ جملہ ہے فانا اول العابدین ای موحدین میں تو مکہ والوں میں سے پہلا موحد ہوں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اِنْ شرطیہ ہے اور کلام علی سبیل الفرض والمحال ہے کہ آپ کہہ دیجئے کہ اگر رحمٰن کیلئے اولاد ثابت ہوتی تو سب سے پہلے میں اس اولاد کی عبادت کرتا لیکن محال ہے کہ اس کیلئے اولاد ہو یہ کلام ایسے ہے جیسے کوئی مناظرہ کرنے والا دوسرے کو کہے کہ اگر تمہارا قول ثابت ہوجائے تو میں سب سے پہلے اس کا اعتقاد رکھوں گا۔ عابدین معتقدین کے معنی میں ہے۔

❹ سبحٰن رب السمٰوٰت سے آخر تک نحوی ترکیب:۔ سبحٰن مصدر مضاف رب مضاف الیہ مضاف السمٰوٰت معطوف علیہ واؤ حرف عطف الارض معطوف، معطوف علیہ ومعطوف ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واؤ حرف عطف محذوف ہے رب العرش مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ ومعطوف ملکر سبحٰن مصدر کا مضاف الیہ

عن حرف جار مَا موصولہ یَصِفُوْنَ فعل اس میں ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول صلہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہو سبحٰن مصدر کے، سبحٰن مصدر اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر مفعول مطلق ہوا فعل محذوف أُسَبِّحُ کا، اُسبِّح فعل اس میں انا ضمیر مستتر اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿السوال الثانی﴾ ١٤٣٦ھ

الشق الاول ...... وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۝ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ ۝ فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ ۝ فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ۝ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ ۝ وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِنْ يَقْطِينٍ ۝ (پ٢٣۔ صٰفٰت: ١٣٩تا١٤٦)

حضرت یونس علیہ السلام کا مختصر قصہ ذکر کیجئے، آیات کا ترجمہ کیجئے، آیات کی تشریح کیجئے کہ نبی کی عصمت بالکل پاک صاف رہے۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (١) حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ (٢) آیات کا ترجمہ (٣) آیات کی تشریح۔

جواب ...... ❶ حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ:۔ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم عراق میں موصل کے مشہور مقام نینوئی میں رہتی تھی، اللہ نے اس قوم کی ہدایت کیلئے اپنے نبی حضرت یونس علیہ السلام کو بھیجا، انہوں نے ایمان لانے سے انکار کیا حضرت یونس علیہ السلام نے بحکم الٰہی انکو تین دن کے اندر اندر عذاب آنے سے آگاہ کیا اس پر قوم یونس علیہ السلام نے آپس میں مشورہ کیا اور طے پایا کہ اگر یونس علیہ السلام رات کو ہمارے اندر رہتے ہیں تو کچھ نہیں ہوگا اور اگر کہیں چلے جائیں تو عذاب الٰہی کا یقین کرلو حضرت یونس علیہ السلام بارشاد خداوندی اس بستی سے چلے گئے، صبح کو عذاب الٰہی کے آثار نمودار ہوئے، قوم نے حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کیا تا کہ ایمان لائیں جب حضرت یونس علیہ السلام کہیں نہ ملے تو انہوں نے خود ہی توبہ واستغفار، گریہ وزاری شروع کردی اور میدان میں ساری قوم بمع جانوروں کے آگئی اور خوب روئے، اللہ نے انکی توبہ قبول کرلی اور آنیوالے عذاب کو ہٹا دیا، دوسری طرف حضرت یونس علیہ السلام بستی سے باہر عذاب الٰہی کے آنے کے انتظار میں تھے کیونکہ ان کو قوم کی توبہ کا حال معلوم نہ تھا، جب عذاب ٹل گیا تو ان کو فکر لاحق ہوئی کہ مجھے جھوٹا قرار دیا جائیگا اسلئے انہوں نے بحر روم کی طرف رُخ کیا اور کشتی میں سوار ہو گئے جب سمندر کے درمیان میں کشتی پہنچی تو وہیں رُک گئی چنانچہ کشتی والوں نے کہا کہ ہم قرعہ ڈالتے ہیں جس کا نام نکلے گا اس کو سمندر میں پھینکا جائیگا تا کہ وزن کم ہو اور کشتی چل پڑے چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا مگر لوگوں نے سمندر میں ڈالنے سے انکار کردیا تو پھر خود یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے کشتی سے سمندر میں ڈالدو لوگوں نے ایسا کرنے سے گریز کیا، حضرت یونس علیہ السلام نے خود ہی سمندر میں چھلانگ لگادی، اُدھر سے اللہ کے حکم سے مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں لے لیا، آپ علیہ السلام نے لاالٰه الاّ انت سبحانك انی كنت من الظالمين دعا کی اللہ نے قبول فرمائی، مچھلی نے سمندر کے کنارے پر پھینک دیا، اللہ نے کدو کی بیل سائے کیلئے اور بکری دودھ کے لئے اپنی قدرت سے مقرر کردی اس طرح حضرت یونس علیہ السلام کو اس لغزش (کوئی نقل وحرکت اللہ کی اجازت کے بغیر نہیں ہونی چاہیے تھی) پر تنبیہ ہوگئی اور قوم کو بھی پورا حال معلوم ہوگیا۔

❷ آیات کا ترجمہ:۔ اور بیشک یونس علیہ السلام البتہ رسولوں میں سے تھے، جب بھاگے وہ بھری ہوئی کشتی کی طرف پھر قرعہ ڈلوایا پس تھا وہ خطا وار پھر لقمہ بنالیا اس کو مچھلی نے اور وہ الزام کھایا ہوا تھا اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے (آیت کریمہ کا ورد نہ کرتے) تو مچھلی کے پیٹ میں قیامت تک رہتے۔ پھر ڈال دیا ہم نے اُس کو چٹیل میدان میں اس حال میں کہ وہ بیمار تھے اور اُگایا ہم نے اُس پر ایک بیل والا درخت۔

❸ آیات کی تشریح:۔ حضرت یونس علیہ السلام نے جو قوم کو تین دن کے اندر عذاب آجانے سے ڈرایا تھا ظاہر یہ ہے کہ یہ اپنی رائے

سے نہیں بلکہ وحی الٰہی سے ہوا تھا اور اس وقت قوم کو چھوڑ کر ان سے الگ ہو جانا بھی جو قدیم عادت انبیاء علیہم السلام ہے بظاہر یہ ہے کہ یہ بھی بحکم خداوندی ہوا ہوگا یہاں تک کوئی بات لغزش کی موجب عتاب نہیں تھی مگر جب قوم کی پچی توبہ اور الحاح وزاری کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما کر ان سے عذاب ہٹا دیا اس وقت حضرت یونس علیہ السلام کا اپنی قوم میں واپس نہ آنا اور بقصد ہجرت سفر اختیار کرنا یہ اپنے اس اجتہاد کی بناء پر ہوا کہ اس حالت میں اگر میں واپس اپنی قوم میں گیا تو جھوٹا سمجھا جاؤں گا اور میری دعوت بے اثر و بے فائدہ ہو جائے گی بلکہ اپنی جان کا بھی خطرہ ہے اور اگر میں اُن کو چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں تو یہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل مواخذہ و گرفت نہیں ہوگی اپنے اجتہاد کی بناء پر ہجرت کا قصد کر لینا اور اللہ تعالیٰ کے صریح حکم کا انتظار نہ کرنا اگرچہ کوئی گناہ نہیں تھا مگر اللہ تعالیٰ کو یونس علیہ السلام کا یہ طرز عمل پسند نہ آیا کہ وحی کا انتظار کئے بغیر ایک فیصلہ کر لیا یہ اگرچہ کوئی گناہ نہیں تھا مگر خلاف اولیٰ ضرور رہا۔ انبیاء علیہم السلام اور مقربان بارگاہ الٰہی کی شان بہت بلند ہوتی ہے اُن کو مزاج شناس ہونا چاہیے۔ ان سے اس معاملے میں ادنیٰ کوتاہی ہوتی ہے تو اس پر بھی عتاب اور گرفت ہوتی ہے یہی معاملہ تھا جس پر عتاب ہوا۔

تفسیر قرطبی میں قشیری سے بھی یہ نقل کیا گیا ہے کہ ظاہر ہے کہ یہ صورت غضب یونس علیہ السلام کی اس وقت پیش آئی جبکہ قوم سے عذاب ہٹ گیا ان کو یہ پسند نہ تھا اور مچھلی کے پیٹ میں چند روز رہنا بھی کوئی تعذیب نہیں بلکہ تادیب کے طور پر تھا جیسے اپنے نابالغ بچوں پر زجر و تنبیہ تعذیب نہیں ہوتی تادیب ہوتی ہے تاکہ آئندہ وہ احتیاط برتیں۔

الشق الثانی ...... وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۗ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ (پ۲۱۔ لقمان: ۱۲،۱۳)

ترجمہ و تشریح کریں، حضرت لقمان علیہ السلام کیا نبی تھے؟ شرک کی تعریف کریں اور اس کا ظلم عظیم ہونا واضح کریں، خط کشیدہ آیات کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) حضرت لقمان علیہ السلام کے نبی یا ولی ہونے کی وضاحت (۴) شرک کی تعریف (۵) شرک کا ظلم عظیم ہونا (۶) خط کشیدہ کی ترکیب۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور البتہ تحقیق دی ہم نے لقمان علیہ السلام کو حکمت یہ کہ اللہ کا شکر کرو اور جو شکر کرتا ہے اس کا نفع اسی کے لئے ہے اور جو شخص ناشکری کرے پس اللہ غنی ہے تعریف کے لائق ہے اور جب کہا لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو اور وہ نصیحت کر رہے تھے کہ اے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا بیشک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ اس سورت کے شروع میں فرمایا تھا تلك آيات الكتاب الحكيم کہ یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں اس جگہ سے بعض اہل حکمت کے اقوال کا ذکر ہے۔ چنانچہ فرمایا ہم نے لقمان علیہ السلام کو دانشمندی عطا فرمائی جس کی حقیقت علم مع العمل ہے اور ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ سب نعمتوں پر عموماً اور اس نعمت حکمت پر خصوصاً اللہ کا شکر کرتے رہو اور جو شخص شکر کرتا ہے وہ اپنے ذاتی نفع کے لئے شکر کرتا ہے یعنی اس کا نفع ہے کہ اس سے نعمت میں ترقی ہوتی ہے اور جو ناشکری کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز اور سب خوبیوں والا ہے اور چونکہ لقمان علیہ السلام حکمت یعنی علم و عمل کے ساتھ موصوف ہیں اس سے مفہوم ہوا کہ انہوں نے تعلیم شکر پر بھی شکر کیا ہوگا۔ پس وہ شاکر بھی تھے اور شاکر ہونے سے ان کی حکمت میں ترقی بھی ہوئی ہوگی پس وہ اعلیٰ درجے کے حکیم ہوئے اور ایسے حکیم کی تعلیم ضرور قابل عمل ہونی چاہیے سو ان کی تعلیمات ان لوگوں کے سامنے ذکر کیجئے کہ جب حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، بیشک شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے اور ظلم کی حقیقت کسی چیز کو بے محل استعمال کرنا ہے اور یہ بات شرک میں سب سے زیادہ واضح ہے۔

❸ حضرت لقمان رحمہ اللہ کے نبی یا ولی ہونے کی وضاحت:۔ جمہور سلف کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت لقمان رحمہ اللہ نبی نہیں تھے بلکہ ولی کامل اور حکیم تھے۔

❹ شرک کی تعریف:۔ اللہ کی ذات وصفات میں کسی کو کسی درجے میں شریک ٹھہرانے کا نام شرک ہے۔

❹ شرک کا ظلم عظیم ہونا:۔ ظلم کی حقیقت علماء نے یہ بیان کی ہے کہ کسی چیز کو بے محل استعمال کیا جائے اور یہ بات شرک میں سب سے زیادہ واضح ہے کہ خالق، مالک اور رازق کی جگہ بتوں کی پرستش کی جائے، اس سے بڑھ کر اور ظلم کیا ہوسکتا ہے۔

❺ خط کشیدہ کی ترکیب:۔ "من كفر فان الله غني حميد" من موصول کفر فعل ضمیر فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ مل کر مبتداء متضمن معنی شرط، فا جزائیہ ان حرف مشبہ بالفعل الله اس کا اسم غنی خبر اول حمید خبر ثانی، ان اپنے اسم اور دونوں خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر متضمن معنی جزاء، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"ان الشرك لظلم عظيم" ان حرف مشبہ بالفعل الشرک اس کا اسم لام تاکید یہ ظلم عظیم موصوف صفت مل کر خبر، ان اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاول ...... وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ۝ ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِب بِّهِ وَلَا تَحْنَثْ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِّعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝ (پ۲۳۔ ص:۴۴۔۴۱) ترجمہ تشریح کریں مسنی الشیطان کی بے غبار تشریح کریں آخری آیت کے ذیل میں بتائیں کہ حیلہ کرنا کب جائز ہے؟ نعم العبد انه اواب کی ترکیب لکھیں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) مسنی الشیطان کی تشریح (۴) حیلہ کرنے کا جواز (۵) نعم العبد انه اواب کی ترکیب۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور یاد کرو ہمارے بندے ایوب علیہ السلام کو جب کہ پکارا اس نے اپنے رب کو کہ بیشک پہنچائی ہے مجھ کو شیطان نے تکلیف اور عذاب (ہم نے حکم دیا کہ) زمین پر لات مارو (جس سے تمہارے لئے چشمہ نکل آئے گا) ہم نے فرمایا تمہارے نہانے اور پینے کے لئے سرد چشمہ بہہ رہا ہے (جس میں نہانے سے ان کو شفاء ہوئی) اور عطاء کئے ہم نے ان کو اہل وعیال اور اتنے ہی اور بھی اپنی مہربانی سے تاکہ عقلمندوں کے لئے یادگار رہے اور حکم دیا ہم نے کہ جھاڑو کا مٹھا ہاتھ میں لیکر مار دو اور اپنی قسم میں جھوٹے نہ بنو بیشک ہم نے ایوب علیہ السلام کو صابر پایا اور وہ بڑے اچھے بندے اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ کی تکلیف پر صبر کرنے کا حکم ہے اور مثال حضرت ایوب علیہ السلام کے قصہ کو بنایا کہ جس طرح انہوں نے صبر سے کام لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی صبر کریں چنانچہ جب حضرت ایوب علیہ السلام بیمار ہوئے تو شیطان طبیب کی صورت میں ان کی بیوی کے پاس آیا اور کہا میں طبیب ہوں اور اس شرط پر علاج کرتا ہوں کہ جب ایوب علیہ السلام کو شفاء ہو جائے تو کہنا کہ میں نے شفاء دی ہے اس بات کی حضرت ایوب علیہ السلام اللہ سے شکایت کر رہے ہیں کہ اس نے مجھے دکھ دیا۔ حکم ہوا کہ زمین پر پاؤں مار، اس کے مارنے سے سرد چشمہ نمودار ہوا جس میں نہانے سے وہ تندرست ہو گئے اور ان کی مردہ اولاد زندہ ہو گئی اور بھی پیدا ہوئے۔ ایوب علیہ السلام نے قسم کھائی کہ اگر میں تندرست ہو گیا تو بیوی کو سو کوڑے ماروں گا کہ اس نے کیوں شیطان کی بات سنی، خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ تو قسم میں بھی جھوٹا نہ ہو اور بیوی بھی بے خطا ہے تیری خدمت گزار ہے لہٰذا تو جھاڑو لے جس میں سو تنکے ہوں وہ مار دو

قسم پوری ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ایوب علیہ السلام کے صبر کی تعریف کر رہے ہیں کہ وہ بڑے صابر اور نیک بندے تھے۔

③ **مسنی الشیطان کی تشریح:۔** اس جملے کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کے دنوں میں شیطان کا دل میں وسوسے ڈالنا ہے جس سے ایوب علیہ السلام کو بہت تکلیف ہوتی تھی اور دوسری تشریح حضرت ایوب علیہ السلام کا وہ معروف ومشہور قصہ ہے جو ابھی اوپر آیات کی تفسیر میں مندرج ہے کہ شیطان طبیب کی شکل میں حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کے پاس آیا تھا الخ۔

④ **حیلہ کرنے کا جواز:۔** کسی نامناسب یا مکروہات سے بچنے کیلئے کوئی شرعی حیلہ اختیار کیا جائے تو یہ جائز ہے جیسے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعہ کے اندر حیلہ کیا گیا جو کہ جواز پر دلالت کرتا ہے، لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس قسم کے حیلے اس وقت جائز ہوتے ہیں جبکہ انہیں شرعی مقاصد کے ابطال کا ذریعہ بنایا جائے اور اگر حیلہ کا مقصد یہ ہو کہ کسی حقدار کا حق باطل کیا جائے یا کسی صریح فعل حرام کو اس کی روح برقرار رکھتے ہوئے اپنے لئے حلال کر لیا جائے تو ایسا حیلہ بالکل ناجائز ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حیلہ اگر شرعی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے کیا جائے تو درست ہے ورنہ لغصبہ جائز نہیں۔

⑤ **نعم العبد انه اوّاب کی ترکیب:۔** نعم فعل از افعال مدح العبد مخصوص بالمدح فاعل اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل ہ ضمیر اس کا اسم اوّاب خبر، اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مفعول بہ فعل مدح نعم کا، نعم فعل مدح اپنے مخصوص بالمدح فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔

الشق الثانی ...... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ (پ۲۶۔ حجرات ۱تا۲)

ترجمہ وتفسیر کریں، شان نزول تحریر کریں نیز وضاحت کریں کہ حبط اعمال کا موجب تو کفر ہے مگر اس آیت میں آپ ﷺ کے سامنے رفع صوت اور جہر بالقول کو بھی حبط اعمال کا موجب قرار دیا گیا ہے وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) آیات کا شان نزول (۴) حبط اعمال کے موجب کی وضاحت۔

جواب ...... ① **آیات کا ترجمہ:۔** اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پہل نہ کرو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سننے والے جاننے والے ہیں، اے ایمان والو نہ بلند کرو تم اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کی آواز پر اور زور سے نہ بولو آپ ﷺ کے سامنے جیسے ایک دوسرے کے سامنے زور سے بولتے ہو کہیں ضائع نہ ہو جائیں تمہارے اعمال اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

② **آیات کی تفسیر:۔** ان آیات میں کچھ آداب نبوی ﷺ کا ذکر ہے کہ اے مسلمانو اللہ اور اس کے رسول کے سامنے کسی بات میں بھی قولاً فعلاً سبقت نہ کیا کرو، اللہ سے ڈرتے رہا کرو بے شک اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے اور اسی طرح اے مسلمانو! نبی ﷺ کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرو اور حضور ﷺ کے سامنے زور سے نہ بولا کرو جیسا کہ تم ایک دوسرے کے سامنے زور سے بولتے ہو کہ کہیں سوء ادبی کی وجہ سے تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو یعنی مجلس رسول اللہ ﷺ کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے شور وغل نہ کیا کرو ورنہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

③ **آیات کا شان نزول:۔** ایک مرتبہ قبیلہ بنو تمیم کے لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ بات زیر غور تھی کہ اس قبیلہ پر حاکم کس کو بنایا جائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قعقاع ابن معبد رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے دی، اس معاملہ میں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے مابین آپ ﷺ کی مجلس میں گفتگو بڑھی اور دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔(رواہ البخاری)

امام بغوی رحمہ اللہ نے بروایت قتادہ رضی اللہ عنہ ذکر کیا ہے کہ قبیلہ بنو تمیم کے لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جن کا ذکر اوپر آیا ہے یہ دوپہر کے وقت مدینہ میں پہنچے جبکہ آپ ﷺ کسی حجرہ میں آرام فرمارہے تھے، یہ لوگ اعرابی آداب معاشرت سے ناواقف تھے۔انہوں نے حجرہ کے باہر سے ہی پکارنا شروع کردیا کہ **اخرج الینا یا محمد** اس پر یہ آیات نازل ہوئیں جن میں اس طرح پکارنے کی ممانعت اور انتظار کرنے کا حکم دیا گیا۔

❷ <u>حبطِ اعمال کے موجب کی وضاحت:۔</u> اس کا مطلب یہ ہے کہ آواز کا بلند کرنا جو صورۃً بے باکی اور بے پرواہی ہے اور بلند آواز سے ایسے باتیں کرنا جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بے تکلف باتیں کرتے ہیں ایک قسم کی گستاخی ہے۔اپنے تابع اور خادم سے اس طرح کی گفتگو تکلیف دہ اور ایذاء رساں ہوتی ہے اور اللہ کے رسول کو ایذاء پہنچانا تمام اعمالِ خیر کو برباد کرنے والا ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ اپنی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں جو شخص رسول اللہ ﷺ کو کسی طرح کی ایذاء پہنچائے آپ ﷺ کی ذات یا صفات میں کوئی عیب نکالے خواہ صراحۃً ہو یا کنایۃً وہ کافر ہوگیا اور آیت **ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ الآیۃ** کی رو سے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت دنیا میں بھی ہوگی اور آخرت میں بھی۔اور مذکورہ آیت کے پیشِ نظر یہ فعل موجب حبطِ اعمال ہوگا۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ١٤٣٧ھ

الشق الاوّل ...... وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ (پ٢٣۔ صٰفٰت:٧٥تا٨٢)

آیات کریمہ کا ترجمہ کریں، آیات کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے **اھل** اور **کـرب عـظیم** کا مصداق تحریر کریں، **ھم الباقین** کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **اھل** اور **کرب عظیم** کا مصداق (۴) **ھم الباقین** کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ...... ❶ <u>آیات کا ترجمہ:۔</u> اور نوح علیہ السلام نے ہمیں پکارا پس ہم خوب اچھا جواب دینے والے ہیں اور نجات دی ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو بڑی بھاری مصیبت سے اور ہم نے ان کی ذریت کو باقی رہنے والا کردیا اور پیچھے چھوڑا ہم نے اس پر پیچھے آنے والوں میں کہ سلام ہو نوح علیہ السلام پر سارے جہاں میں، بیشک ہم ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں نیکی کرنے والوں کو، بیشک تھے وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے پھر غرق کردیا ہم نے دوسروں کو۔

❷ <u>آیات کی تفسیر:۔</u> ان آیات میں حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی سرکشی سے تنگ آکر ہمیں امداد کے لئے پکارا تو ہم نے بروقت ان کی فریاد سن لی اور ہم اچھے فریاد سننے والے ہیں اور ہم نے ان کو اور ان کے تابعین کو بڑے بھاری غم سے جو کفار کی تکذیب اور ایذاء رسانی سے پیش آیا تھا نجات دی یعنی طوفان سے کفار کو غرق اور ان کے تابعین کو بچالیا اور ہم نے انہی کی اولاد کو باقی رہنے دیا یعنی انہی سے نسل کا سلسلہ چلا اور ہم نے ان کیلئے پیچھے آنے والوں میں یہ بات

مدت دراز کیلئے رہنے دی کہ نوح علیہ السلام پر سارے عالم والوں کی طرف سے سلام ہو اور ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔ بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے پھر ہم نے کافروں کو غرق کر دیا۔

❸ **اھل اور کرب عظیم کا مصداق:۔** اھل سے مراد ان کے متبعین ہیں، کرب عظیم سے مراد نوح علیہ السلام کی تکذیب اور کفار کی ایذاء رسانی ہے۔

❹ **ھم الباقین کی ترکیبی حیثیت:۔** ھم ضمیر فصل ہے اور الباقین جعلنا کا مفعول ثانی ہے، پوری آیت کی ترکیب یہ ہے جعلنا فعل و فاعل ذریتہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ اول ھم ضمیر فصل الباقین مفعول ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوا۔

الشق الثانی ...... وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (پ ۲۵۔ شوریٰ: ۳۷ تا ۴۰)

آیات کا ترجمہ کریں، آیات کی تفسیر کرتے ہوئے اسلام میں شوریٰ کی اہمیت پر روشنی ڈالیں، گناہ کبیرہ کی تعریف ذکر کریں۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) شوریٰ (مشورہ) کی اسلام میں اہمیت (۴) گناہ کبیرہ کی تعریف۔

جواب ...... ❶ **آیات کا ترجمہ:۔** جو لوگ کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب غضب میں ہوتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ان کا کام آپس میں مشورہ کرنا ہے اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب ان پر ظلم ہوتا ہے تو وہ اس نے بدلہ لیتے ہیں اور برائی کا بدلہ برائی ہے اس کی مثل، پس جس نے معاف کر دیا اور صلح کر لی تو اس کا اجر اللہ پر ہے بیشک اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

❷ **آیات کی تفسیر:۔** جو لوگ کبیرہ گناہوں (شرک، قتل، چوری وغیرہ) اور بے حیائی کے کاموں مثلاً زنا وغیرہ سے اجتناب کرتے ہیں اور ان کو کہیں سے اگر تکلیف پہنچے اور وہ اس سے ناراض ہو جائیں تو فوراً معاف کر دیتے ہیں اور یہ لوگ ہمیشہ اللہ کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ضروری واہم امور میں باہم مشورہ کرتے ہیں اور اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے اس کے حکم پر خرچ کرتے ہیں اور جب ان کو کسی کی طرف سے ظلم پہنچے تو صرف بدلہ پر اکتفاء کرتے ہیں اور کوئی زیادتی نہیں کرتے اور برائی کے بدلہ میں ویسی ہی برائی جائز ہے زیادتی درست نہیں ہے پس جس نے برائی کرنے والے کو معاف کر دیا اور اس سے صلح کر لی تو اس کے لئے بہت بڑا ثواب ہے، جو اللہ کے ذمے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

❸ **شوریٰ (مشورہ) کی اسلام میں اہمیت:۔** حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر ہمیں کوئی ایسا معاملہ پیش آئے جس میں قرآن نے کوئی فیصلہ نہیں کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس کا کوئی حکم ہمیں نہیں ملا تو ہم کیسے عمل کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے لئے میری امت کے عبادت گزاروں کو جمع کر لو اور آپس میں مشورہ کر کے طے کر لو کسی کی تنہا رائے سے فیصلہ نہ کرو، اس روایت کے بعض الفاظ میں فقہاء و عابدین کا لفظ آیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ مشورہ ان لوگوں سے لینا چاہیے جو فقہاء دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والے اور عبادت گزار ہوں۔ صاحب روح المعانی نے فرمایا کہ جو مشورہ اس طریق پر نہیں بلکہ بے علم بے دین لوگوں میں دائر ہو اس کا فساد اس کی اصلاح پر غالب رہے گا اور ایک روایت میں

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی کام کا ارادہ کیا اور اس میں مشورہ لیکر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ارشد امور کی طرف ہدایت فرما دے گا یعنی اس کا رخ اس طرف پھیر دے گا جو اس کے لئے انجام کے لحاظ سے کار خیر اور بہتر ہو۔ ابن کثیر ؒ نے فرمایا کہ مہمات مملکت میں مشورہ لینا واجب ہے اسلام میں امیر کا انتخاب بھی مشورہ پر موقوف کر کے زمانہ جاہلیت کی شخصی بادشاہتوں کو ختم کیا ہے، اسلام نے سب سے پہلے اس کو ختم کر کے حقیقی جمہوریت کی بنیاد ڈالی مگر مغربی جمہوریت کی طرح عوام کو ہر طرح کے اختیارات نہیں دیئے، اہل شوریٰ پر بھی کچھ پابندیاں عائد فرمائی ہیں وغیرہ۔

❹ گناہ کبیرہ کی تعریف:۔ فرائض یا واجبات کو ترک کرنا اور محرمات کا عمل میں لانا گناہ کبیرہ کہلاتا ہے مثلاً شرک باللہ، زنا، قتل، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جہاد سے بھاگنا، پاکدامنوں پر تہمت لگانا وغیرہ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاول ...... وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ فَأَنَّى يُؤْفَكُونَ ۝ وَقِيلِهِ يٰرَبِّ إِنَّ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُونَ ۝ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝ (پ۲۵۔زخرف:۸۷،۸۹)

آیات کریمہ کا ترجمہ کیجئے، وقیلہ یرب ان ھؤلاء قوم لایؤمنون کی نحوی ترکیب کیجئے لیقولن کونسا صیغہ ہے اور لفظ اللہ اس کے بعد ترکیب میں کیا واقع ہے؟

﴿خلاصہ سوال﴾...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) وقیلہ الخ کی ترکیب (۳) لیقولن صیغہ کی وضاحت (۴) لفظ اللہ کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور البتہ اگر آپ ان سے سوال کریں کہ کس نے پیدا کیا ان کو البتہ ضرور بالضرور کہیں گے کہ اللہ نے، پھر کہاں پھرے جاتے ہیں وہ اور رسولوں کا یارب کہہ کر پکارنے کی قسم کہ یہ قوم ایمان نہیں لائے گی۔ پس درگذر کیجئے آپ ان سے اور سلام کہہ دیجئے پس عنقریب جان لیں گے وہ۔

❷ وقیلہ الخ کی ترکیب:۔ واؤ قسمیہ قیل مصدر مضاف یا حرف نداء قائمقام فعل ادعو کے، ادعو فعل اس میں انا ضمیر اس کا فاعل رَبِّ منادیٰ (رَبِّ اصل میں ربی تھا ی کو تخفیف کی وجہ سے گرادیا تو رَبِّ ہوگیا) اِنَّ حرف مشبہ بالفعل ھؤلاء اس کا اسم قوم موصوف لایؤمنون فعل ضمیر اس کا فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر قوم کی صفت موصوف صفت ملکر اِنَّ کی خبر اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر نداء ادعو فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ (منادیٰ) اور نداء سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر قیل کا مفعول بہ قیل مصدر اپنے لفظاً مضاف الیہ معناً فاعل اور مفعول بہ سے ملکر شبہ جملہ ہوکر مجرور ہوا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اُقسم فعل محذوف کے اقسم فعل اس میں اَنَا ضمیر اس کا فاعل فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

❸ لیقولن صیغہ کی وضاحت:۔ صیغہ جمع مذکر غائب بحث مضارع معلوم مؤکد بلام تاکید بانون ثقیلہ از مصدر القول (نصر) بمعنی کہنا۔

❹ لفظ اللہ کی ترکیبی حیثیت:۔ لفظ اللہ فعل محذوف خلق کا فاعل ہے ای خلقھم اللہ۔

الشق الثانی ...... وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (پ۲۱۔لقمان:۶،۹)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، شان نزول بیان کریں، کلمات مخطوطہ کی لغوی تشریح کرنے کے بعد بتائیں کہ مستکبرا

اور حقاً کیوں منصوب ہیں، وجہ نصب تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) آیات کا شان نزول (۴) کلمات مخطوطہ کی لغوی تشریح (۵) مستکبرًا اور حقاً کے منصوب ہونے کی وجہ۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو لوگوں کو بغیر علم کے اللہ کے راستے سے گمراہ کرنے کے لئے کھیل کود کی چیزوں کو خریدتے ہیں اور اللہ کی آیات کا مذاق اڑاتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں کہ ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے اور جب ان پر ہماری آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو تکبر کرتے ہوئے اس سے پیٹھ پھیر جاتے ہیں گویا کہ انہوں نے اس کو سنا ہی نہیں اور گویا کہ ان کے کانوں میں بوجھ ہے، پس آپ ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیجئے، بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے ان کیلئے نعمتوں کے باغات ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ کا وعدہ حق ہے اور وہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ لوگوں میں سے بعض آدمی ایسے بھی ہیں جو قرآن سے اعراض کر کے ان باتوں کا خریدار بنتے ہیں یعنی ایسی باتیں اختیار کرتے ہیں جو اللہ سے غافل کرنے والی ہیں سو اول تو لہو کا اختیار کرنا جبکہ اس کے ساتھ آیات الہیہ سے اعراض بھی ہو خود بھی کفر وضلال ہے پھر خاص کر جبکہ اس کو اس غرض سے اختیار کیا جائے تا کہ اسکے ذریعے سے دوسروں کو بھی اللہ کی راہ یعنی دین حق سے بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے اور اسی گمراہ کرنے کیساتھ اس راہ حق کی ہنسی اڑا دے تا کہ دوسروں کے دل سے بالکل اس کی وقعت اور تاثیر نکل جاوے تب تو کفر بر کفر اور ضلال کے ساتھ اضلال بھی ہے اور ایسے لوگوں کیلئے آخرت میں ذلت کا عذاب ہونے والا ہے جیسا کہ انکے اضداد کیلئے فلاح کا ہونا معلوم ہوا اور اس شخص مذکور کے اعراض کی یہ حالت ہے کہ جب اسکے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ شخص تکبر کرتا ہوا ایسی بے التفاتی سے منہ موڑ لیتا ہے جیسے اس نے سنا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں ثقل ہے یعنی جیسے بہرا ہے سو اس شخص کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے یہ تو اعراض کرنیوالے کی سزا کا بیان ہوا، آگے اہل ہدیٰ کی جزاء کا بیان ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کیلئے عیش کی جنتیں ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ اللہ نے سچا وعدہ فرمایا ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے، پس کمال قدرت سے یہ وعدہ اور وعید کو واقع کر سکتا ہے اور حکمت سے اس کو حسب وعدہ واقع کریگا۔

❸ آیات کا شان نزول:۔ ان آیات کا شان نزول ایک خاص واقعہ ہے کہ نضر بن حارث مشرکین مکہ میں سے ایک بڑا تاجر تھا اور تجارت کیلئے مختلف ملکوں کا سفر کرتا تھا وہ ملک فارس سے شاہان عجم کسریٰ وغیرہ کے تاریخی قصے خرید کر لایا اور مکہ کے مشرکین سے کہا کہ محمد ﷺ تم کو قوم عاد اور ثمود وغیرہ کے واقعات سناتے ہیں میں تمہیں ان سے بہتر رستم اور اسفندیار اور دوسرے شاہان فارس کے قصے سناتا ہوں۔ یہ لوگ اس کے قصہ کو شوق ورغبت سے سننے لگے کیونکہ ان میں کوئی تعلیم تو تھی نہیں جس پر عمل کرنے کی مشقت اٹھانی پڑے صرف لذیذ قسم کی کہانیاں تھیں ان کی وجہ سے بہت سے مشرکین جو اس سے پہلے کلام الٰہی کے اعجاز اور یکتائی کی وجہ سے اس کو سننے کی رغبت رکھتے اور چوری چوری سنا بھی کرتے تھے ان لوگوں کو قرآن سے اعراض کا بہانہ ہاتھ آ گیا اور درمنثور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مذکور الصدر تاجر باہر سے ایک گانے والی کنیز، لونڈی خرید کر لایا تھا اور اس کے ذریعہ اس نے لوگوں کو قرآن سننے سے روکنے کی یہ صورت نکالی کہ جو لوگ قرآن سننے کا ارادہ کریں اپنی اس کنیز سے ان کو گانا سنواتا تھا اور کہتا تھا کہ محمد تم کو قرآن سنا کر کہتے ہیں نماز پڑھو، روزہ رکھو اور اپنی جان دو جسمیں تکلیف ہی تکلیف ہے آؤ تم یہ گانا سنو اور جشن طرب مناؤ۔ قرآن کریم کی مذکورہ آیات اسی واقعہ پر نازل ہوئیں اور اس میں اشترا لہو الحدیث سے وہ قصے، کہانیاں شاہان عجم کی یا یہ لونڈی گانے والی مراد ہے۔

❹ کلمات مخطوطہ کی لغوی تشریح:۔ "الحدیث" اسم ہے اس کی جمع احادیث ہے بمعنی بات، خبر۔

"لَهْو" اسم ہے بمعنی کھیل کود، وہ چیز جس سے انسان لذت حاصل کرے۔ مصدر لهوا (نصر) بمعنی کھیلنا۔
"هُزُوًا" اسم ہے بمعنی مذاق۔ هزئ يهزؤ (سمع) بمعنی ٹھٹھا، مذاق کرنا۔ "وَقْرًا" اسم ہے اس کی جمع اَوْقَارٌ ہے بمعنی بوجھ۔
"وَلّٰى" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف از مصدر تولیہ (تفعیل) بمعنی پیٹھ پھیرنا۔
❺ مستکبرًا اور حقًا کے منصوب ہونے کی وجہ:۔ مستکبرًا ولّٰی کی ضمیرِ فاعل سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ حقًّا وَعْدًا مفعول مطلق محذوف کی صفت ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ...... وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝ (پ۲۲۔ سبا: ۱۲، ۱۳)
آیات کریمہ کا ترجمہ لکھیں، خط کشیدہ کلموں کی لغوی تحقیق لکھیں، الریح اور آل داؤد کے منصوب ہونے کی وجہ لکھیں۔
﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق (۳) الریح اور آل داؤد کے منصوب ہونے کی وجہ۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور (ہم نے تابع کردیا) سلیمان علیہ السلام کے ہوا کو اس کا صبح کا چلنا ایک ماہ کی مسافت تھی اور شام کا چلنا بھی ایک ماہ کی مسافت اور ہم نے بہا دیا اس کے لئے ایک چشمہ پگھلے ہوئے تانبے کا اور بعض جن تھے جو کام کرتے تھے اس کے سامنے اپنے رب کے حکم سے اور جو پھر جاتا تھا ان میں سے ہمارے حکم بجالانے سے ہم چکھاتے تھے اس کو عذاب بھڑکتی آگ کا، وہ بناتے تھے اس کے لئے جو کچھ وہ چاہتا محرابیں، مورتیں اور لگن حوض جیسے اور دیگیں جمی رہنے والی، اے آل داؤد ہمارا شکر کرتے رہو اور میرے بندوں میں سے شکر گزار تھوڑے ہیں۔
❷ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق:۔ "عین القطر" عین بمعنی چشمہ اور قطر بمعنی پیتل۔
"اسلنا" صیغہ جمع متکلم بحث ماضی معروف از مصدر الاسالة (افعال) بمعنی بہانا۔
"محاریب، تماثیل، جفان، کالجواب، قدور" کمامرّ فی الشق الاوّل من السوال الثالث ۱۴۳۵ھ۔
❸ الریح اور آل داؤد کے منصوب ہونے کی وجہ:۔ الریح: یسخّرنا فعل محذوف کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ای سخرنا الریح۔ آل داؤد: یہ منادیٰ مضاف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور حرف ندا محذوف ہے۔

الشق الثانی ...... وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ؕ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝ (پ۲۴۔ مؤمن: ۲۸)
آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، رجل مؤمن کا نام لکھیں، بینات کا مصداق لکھیں خط کشیدہ دونوں جملوں کی نحوی ترکیب لکھیں اور یکتم اور یعدکم کی ضمیر مرفوع کا مرجع متعین کریں۔
﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) رجل مومن کا نام (۴) بینات کا مصداق (۵) خط کشیدہ جملوں کی ترکیب (۶) یکتم اور یعدکم کی ضمیر مرفوع کا مرجع۔

جواب ...... (۱) **آیات کا ترجمہ:۔** آلِ فرعون میں سے ایک مومن آدمی نے کہا جو اپنے ایمان کو چھپاتا تھا کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جس کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ یوں کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے پاس واضح دلائل لایا ہے تمہارے رب کی طرف سے اور اگر وہ بالفرض جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر ہے اور اگر وہ سچا ہے تو بعض اس چیز کا جس کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے ضرور تم کو پہنچ کر رہے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ اس کو جو حد سے بڑھنے والا جھوٹا ہے ہدایت نہیں دیتا۔

(۲) **آیات کی تفسیر:۔** فرعون کے خاندان میں سے ایک ایماندار مرد نے (جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا تھا مگر فرعون کے ڈر سے اس کو مخفی رکھتا تھا) کہا کہ تم ایک شخص کو اس جرم پر قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ اللہ کو اپنا رب کہتا ہے اور حقیقت حال یہ ہے کہ وہ تمہارے پاس اپنی صداقت پر معجزات ونشانیاں لیکر آیا ہے، مطلب یہ کہ یہ کوئی ایسا جرم نہیں ہے جس پر قتل کیا جائے، پس اگر وہ جھوٹا ہے تو اسکا وبال اسی پر ہے اور اگر وہ سچا ہے تو پھر تمہیں اسکی بات نہ ماننے کی وجہ سے عذاب چکھنا پڑے گا وہ شخص دل میں موسیٰ علیہ السلام کو سچا جانتا تھا مگر انکے سمجھانے کیلئے اس طریق پر مصلحت آمیز کلام کرتا تھا کہ جو انکے دل میں اثر کرے بشرطیکہ کچھ عقل سلیم بھی ہو۔

(۳) **رجل مومن کا نام:۔** اس مومن آلِ فرعون کا نام بعض نے حبیب بتلایا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ حبیب اس شخص کا نام ہے جسکا قصہ سورۂ یٰسین میں گزرا، اسکا نام شمعان ہے اور بعض نے اسکا نام حزقیل بتلایا ہے، ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہی قول نقل کیا ہے۔

(۴) **بینات کا مصداق:۔** اس کا مصداق معجزات ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ بطور دلیل نبوت عطا فرماتے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں سے ید بیضاء وعصاء مشہور ہیں۔

(۵) **خط کشیدہ جملوں کی ترکیب:۔** "یکتم ایمانه" یکتم فعل اس میں هو ضمیر راجع بسوئے رجل مومن اس کا فاعل، ایمان مضاف ہ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"یصبکم بعض الذی یعدکم" یصیب فعل کم ضمیر مفعول بہ بعض مضاف الذی اسم موصول یعد فعل اسمیں هو ضمیر فاعل کم ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا، اسم موصول اپنے صلہ سے ملکر مضاف الیہ ہوا بعض مضاف کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل ہوا یصیب فعل کا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۶) **یکتم اور یعدکم کی ضمیر مرفوع کا مرجع:۔** یکتم کی ضمیر کا مرجع رجل مومن ہے اور یعدکم کی ضمیر کا مرجع حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ١٤٣٨ھ

الشق الاوّل ...... اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَاۤ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ (پ ٢١۔ روم: ٨، ٩)

آیات کریمہ کا ترجمہ کریں، آیات کریمہ کی تفسیر تحریر کریں، فینظروا کی اعرابی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) فینظروا کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ...... (۱) **آیات کا ترجمہ:۔** کیا نہیں غور کیا انہوں نے اپنے نفسوں میں، نہیں پیدا کیا اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے مگر حقیقی مصلحت سے اور ایک وقت مقررہ کے لئے اور بہت سے لوگ اپنے رب کے ملنے سے منکر ہیں، کیا نہیں

چلے پھرے وہ زمین میں کہ وہ غور کرتے کیسا ہوا ان لوگوں کا انجام جو ان سے پہلے ہوئے تھے وہ زیادہ طاقتور تھے ان سے اور انہوں نے زمین کو جوتا اور آباد کیا، زیادہ اس سے جو انہوں نے آباد کیا اور آئے تھے ان کے پاس رسول واضح دلائل لیکر، پس نہیں تھا اللہ ایسا کہ ظلم کرتا ان پر مگر وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کررہے تھے۔

❷ **آیات کی تفسیر:۔** ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور جبروت کا مشاہدہ کرایا ہے کہ یہ لوگ دنیا کی چند روزہ فانی لذتوں میں ایسے مست ہو گئے کہ اس کارخانہ کی حقیقت اور انجام سے بالکل غافل ہو گئے، یہ خود بھی اگر اپنے اندر غور کرتے تو ان پر کائنات کا راز منکشف ہو جاتا کہ اللہ نے آسمان وزمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بیکار پیدا نہیں فرمایا بلکہ ان چیزوں کی تخلیق سے مقصود خالق کائنات کو پہچاننا ہے اور اس کی رضا کی جستجو میں لگنا ہے اور اس کی ناراضگی سے بچنا ہے۔ اس کے بعد یہ معلوم کرنا کہ اللہ کن اعمال سے راضی ہوتا ہے اور کن سے ناراض ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ ان دونوں قسم کے کاموں کی کچھ جزاء وسزا ہونا بھی ضروری ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ دنیا دارالجزاء نہیں ہے کہ اس میں انسان کو اس کے اچھے یا برے عمل کی جزا ملے اس لئے ضروری ہے کہ کوئی ایسا دن آئے جس میں ہر ایک کو اس کے کئے کا بدلہ ملے اسی کا نام قیامت ہے اور آخرت ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہی لوگ اگر غور وفکر کرتے تو آسمان وزمین اور ان کی مخلوقات اس کی گواہی دیتی کہ یہ چیزیں دائمی نہیں کچھ مدت کے لئے ہیں بلکہ ان کے بعد دوسرا عالم آنے والا ہے جو دائمی ہوگا۔ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ اہل مکہ اپنے تجارتی سفروں میں ان قوموں کی بستیوں کا مشاہدہ کرتے ہیں جنہوں نے اپنے نبی کی بات نہ مانی تو اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا باوجود اس بات کے کہ وہ طاقت کے اعتبار سے کفار مکہ سے زیادہ تھے تو اہل مکہ کو ان کے انجام میں غور کرکے عبرت پکڑنی چاہیے تھی کہ اگر ہم نے اپنے نبی کی بات کو نہ مانا تو ہمارا حشر بھی انہی قوموں کی طرح ہوگا جو ہم سے پہلے گزر چکی ہیں۔

❸ **فینظروا کی ترکیبی حیثیت:۔** فینظروا کا عطف ہے یسیروا پر اصل میں یسیرون تھا لَمْ کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا فا عاطفہ ہے اور ینظرون کا یسیرون پر عطف ہونے کی وجہ سے ینظرون پر جزم آئی اور نون اعرابی گر گیا۔

الشق الثانی ...... يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَكُونُوا۟ كَٱلَّذِينَ ءَاذَوْا۟ مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ ٱللَّهُ مِمَّا قَالُوا۟ ۚ وَكَانَ عِندَ ٱللَّهِ وَجِيهًا ۝ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَقُولُوا۟ قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَٰلَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ (پ ۲۲، الاحزاب: ۶۹ تا ۷۱)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، پہلی آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جس واقعے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اسے بیان کریں، یصلح لکم کے مجزوم ہونے کی وجہ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ (۴) یصلح لکم کے مجزوم ہونے کی وجہ۔

جواب ...... ❶ **آیات کا ترجمہ:۔** اے ایمان والو! حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف دینے والے لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ پس لوگوں نے جس کو عیب خیال کیا تھا اللہ نے ان کو اس سے بری کر دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے ہاں بڑی عزت والے تھے، اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو درست کر دیں گے اور تمہاری مغفرت کر دیں گے اور جو آدمی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے وہ بہت بڑی کامیابی کو پہنچتا ہے۔

❷ **آیات کی تفسیر:۔** اے مسلمانو! تم ان منافقین (قارون اور اسکے ہمراہیوں) کی سی چال نہ چلو جنہوں نے ایک عورت کو لالچ دیکر

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی تہمت لگا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اذیت پہنچائی تھی اور اللہ نے انکو اس تہمت سے بری کیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نزدیک اولوالعزم پیغمبروں میں سے تھے۔ مسلمانو! اللہ سے ڈرکر ہمیشہ سچ کہا کرو کہ اس سچ بولنے کی برکت سے اللہ تمہارے اعمال کو صحیح کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والے کو بڑی بھاری کامیابی نصیب ہوگی۔

❸ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت زیادہ شرمیلے تھے جب غسل کرتے تو پردہ کر کے غسل کرتے جبکہ ان کی قوم میں پردہ کر کے نہانے کا رواج نہیں تھا تو اس پر بنی اسرائیل کے بعض لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے جسم پر کوئی عیب ہے جس کو وہ ہم سے چھپاتا ہے جب موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات سنی تو ان کو بہت زیادہ رنج ہوا۔ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پتھر پر کپڑے رکھ کر نہا رہے تھے کہ پتھر کپڑے لیکر بھاگ گیا اور جہاں بنی اسرائیل کا مجمع تھا وہاں لیکر آ گیا، موسیٰ علیہ السلام پتھر کے پیچھے بھاگ رہے تھے جب قوم کی نظر موسیٰ علیہ السلام کے جسم پر پڑی تو انہیں یقین ہو گیا ان کے جسم پر کوئی عیب نہیں ہے اسی کو اللہ نے فرمایا **فبرأه الله مما قالوا الخ**۔

❹ **یصلح لکم** کے مجزوم ہونے کی وجہ:۔ یہ امر کا جواب ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے جو کہ **قولوا** ہے، مطلب یہ ہے کہ جب تم درست بات کہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری اصلاح کرے گا۔

﴿السوال الثانی﴾ ١٤٢٨ھ

الشق الاول ...... وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ ۝ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ (پ ٢٤۔ زمر: ٦٨، ٦٩)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، **من شاء الله** کا مصداق کون ہے اور **صعق** سے کیا مراد ہے؟ **نفخات** کی تعداد کتنی ہوگی اور آیت میں کونسا **نفخہ** مراد ہے؟ تفصیل سے لکھیں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں پانچ امور حل طلب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **من شاء الله** کا مصداق (۴) **صعق** کی مراد (۵) **نفخات** کی تعداد اور آیت والے **نفخہ** کی تعیین۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور پھونکا جائے گا صور میں تو بے ہوش ہو جائے گا جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ آسمان میں مگر جس کو اللہ چاہیں گے، پھر دوبارہ صور میں پھونکا جائے گا پس اچانک وہ کھڑے ہو کر دیکھ رہے ہوں گے اور چمک اٹھے گی زمین اپنے رب کے نور کی وجہ سے اور لائی جائے گی کتاب (رکھی جائے گی) اور لایا جائے گا نبیوں، شہداء کو اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا اور وہ ظلم نہیں کئے جائیں گے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو سب عالم فوراً بے ہوش ہو کر فنا ہو جائیں گے چند مخصوص فرشتے یہ فوراً فنا نہیں ہوں گے بلکہ کچھ دیر بعد یہ بھی فنا ہو جائیں گے صرف اللہ کی ذات باقی رہ جائے گی، پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام بحکم الٰہی دوبارہ زندہ ہو کر دوسری بار صور پھونکیں گے تو سب زندہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے اور محشر کے عجیب منظر کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوں گے اور اس وقت محشر کی زمین اللہ تعالیٰ کی تجلی سے منور ہو جائے گی اور اعمال نامے سامنے رکھ دیے جائیں گے اور انبیاء، شہداء اور دیگر فرشتوں کو گواہ بنا کر حاضر کیا جائے گا اور انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔

❸ **من شاء الله** کا مصداق:۔ اسکا مصداق بعض کے نزدیک چار مشہور فرشتے (جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام) ہیں اور بعض نے ان کے ساتھ عرش اٹھانے والے فرشتوں کو بھی شامل کیا ہے اور بعض کے نزدیک انبیاء اور شہداء مراد ہیں۔

④ صعق کی مراد:۔ اس سے مراد یہ ہے کہ صور پھونکنے کے نتیجے میں تمام زندہ لوگ مر جائیں گے اور جو مردہ ہیں اُنکی روحیں بے ہوش ہو جائیں گی۔

⑤ نفخات کی تعداد اور آیت والے نفخہ کی تعیین:۔ نفخات کی تعداد میں علماء مفسرین کا اختلاف ہے چنانچہ بعض حضرات نے فرمایا کہ ایک نفخہ عالم کے فناء ہونے کا، دوسرا زندہ ہونے کا، تیسرا حشر کے بعد بیہوشی کا اور چوتھا خبردار ہونے کا ہوگا۔ جمہور کہتے ہیں کہ تین بار صور پھونکا جائیگا ① گھبراہٹ اور بے ہوشی کا کما قال ونفخ فی الصور ففزع ② موت کا ③ دوبارہ زندہ ہونے کا۔

علماء محققین کے نزدیک نفخات کی تعداد دو ہے اور قرآن سے بھی اسی کا ثبوت ملتا ہے پہلی مرتبہ میں سب مر جائیں گے اور دوسری مرتبہ میں سب زندہ ہو جائیں گے، آیت میں انہی دو کا ذکر ہے۔

الشق الثانی ...... وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۭ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (پ۲۱۔روم:۴۶،۴۷)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق لکھیں؟ مبشـــــرات کی ترکیبی حیثیت واضح کرنے کے بعد وکان حقا علینا نصر المؤمنین کی نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق (۴) مبشرات کی ترکیبی حیثیت (۵) وکان حقًا الخ کی ترکیب۔

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ چلاتا ہے ہوائیں خوشخبریاں لانے والی اور تاکہ چکھائے تم کو کچھ مزہ اپنی مہربانی کا اور تاکہ چلیں کشتیاں اس کے حکم سے اور تاکہ تلاش کرو تم اس کے فضل کو اور تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ اور ہم بھیج چکے ہیں تم سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس، سو پہنچے وہ ان کے پاس نشانیاں لیکر پھر بدلہ لیا ہم نے ان سے جو گنہگار تھے اور حق ہے ہم پر ایمان والوں کی مدد کرنا۔

② آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اول تو ہواؤں کا ذکر فرمایا جن کے چلنے سے یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ بارش آنیوالی ہے، یہ ہوائیں بارش آنے سے پہلے بارش کی خوشخبری دے دیتی ہیں پھر جب بارش ہو جاتی ہے انسان اس کے منافع سے مستفید ہوتے ہیں ان منافع میں سے یہ بھی ہے کہ انکے ذریعے بادبانی کشتیاں چلتی ہیں، جب ان کشتیوں میں سوار ہو کر سفر کرتے ہیں تو ان سفروں میں اللہ تعالیٰ کا رزق بھی تلاش کرتے ہیں اور تجارت کیلئے مال بھی لاتے ہیں اور آل و اولاد کیلئے کھانے پینے کیلئے بھی ان سب چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے انعامات بھی ہیں اور اسکی قدرت کے دلائل بھی ہیں، ان دلائل کے ذریعے اسکو پہچانے اور اسکی نعمتوں کا شکر ادا کرے۔ اسکے بعد آپ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ جو آپ کی بات نہیں مانیں گے ہم ان سے یعنی مجرمین سے انتقام لیں گے اور جو مؤمنین ہیں ہم انکی مدد کرینگے۔

③ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق:۔ "البیّنٰت" یہ بینة کی جمع ہے بمعنی واضح نشانی۔

"اَلْفُلْكُ" بمعنی کشتی فلك اگر واحد ہو تو قُفْل کے وزن پر ہوگا اور اگر جمع ہو تو اُسْدٌ کے وزن پر ہوگا۔

④ مبشرات کی ترکیبی حیثیت:۔ مبشراتٍ لفظ الریٰح سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

⑤ وکان حقًا الخ کی ترکیب:۔ واؤ استئنافیہ کان ناقصہ حقا مصدر علینا جار مجرور ملکر مصدر کے متعلق ہو کر کان کی خبر مقدم نصر المؤمنین مضاف و مضاف الیہ ملکر اسم مؤخر، کان اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۸ھ

الشق الاول ...... وَالصّٰفّٰتِ صَفًّا ۙ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۙ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۭ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۭ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ۙ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۚ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۤ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۙ (پ۲۳۔الصّٰفّٰت:۱تا۹)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، والصّٰفّٰت صفًّا کا جواب قسم تحریر کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی اور صرفی تحقیق قلمبند کریں اور بتلائیں کہ حفظا، دحورا کیوں منصوب ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) والصّٰفّٰت صفًّا کا جواب قسم (۴) خط کشیدہ کلمات کی لغوی و صرفی تحقیق (۵) حفظًا اور دحورًا کے منصوب ہونے کی وجہ۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ قسم ہے صف بنا کر کھڑے ہونے والے فرشتوں کی، پھر ان فرشتوں کی جو ڈانٹنے والے ہیں جھڑک کر، پھر انکی جو ذکر کی تلاوت کرنے والے ہیں، بلاشبہ تمہارا معبود ایک ہے جو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ انکے درمیان ہے ان سب کا رب ہے اسی طرح مشارق کا رب ہے، بیشک ہم نے قریب والے آسمان کو زینت دی ہے خاص زینت یعنی ستاروں کے ذریعے اور حفاظت کی ہے سرکش شیطان سے، یہ عالم بالا کی باتیں نہیں سن سکتے اور دھکیل دیئے جاتے ہیں ہر جانب سے بھگانے کیلئے اور ان کیلئے دائمی عذاب ہے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ پہلی تین آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہتمام شان کی وجہ سے فرشتوں کے مختلف کاموں کی قسمیں کھائیں اور پھر اثبات توحید کے لئے فرمایا کہ تمہارا معبود ایک ہے جو تمام آسمانی اور زمینی چیزوں کا رب ہے اور مالک ہے اور پھر اللہ کی کاریگری کہ آسمانوں کو ستاروں سے مزین کیا اور احکام الٰہی اور غیب کی باتوں کو سرکش شیاطین اور جنات سے محفوظ کرنے کے لئے حفاظت کا انتظام کر دیا اور باز نہ آنے والوں کے لئے عذاب واصب (دائمی عذاب) کی ڈانٹ پلائی۔

❸ والصّٰفّٰت صفًّا کا جواب قسم:۔ اس کا جواب قسم اسی سورت کی چوتھی آیت انّ الٰهکم لواحد ہے۔

❹ خط کشیدہ کلمات کی لغوی و صرفی تحقیق:۔ "زاجرات" صیغہ جمع مؤنث بحث اسم فاعل از مصدر الزَّجْرُ (نصر) بمعنی ڈانٹنا۔

"الصّٰفّٰت" صیغہ جمع مؤنث بحث اسم فاعل از مصدر الصَّفُّ (نصر) بمعنی صف بنانا۔

"التّٰلِيٰت" صیغہ جمع مؤنث بحث اسم فاعل از مصدر التلاوة (نصر) بمعنی تلاوت کرنا۔

"مارد" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر مرادةً و مُرُوْدَةً (کرم) و مُرُوْدًا (نصر) بمعنی سرکشی کرنا۔

"یسّمّعون" صیغہ جمع مذکر غائب مضارع معروف از مصدر اِسْمَعٌ (افتعال) بمعنی کان لگانا۔ مجرد سَمْعًا بمعنی سننا۔

"ملأ" قوم کی جماعت، اشراف قوم، مَلَاء: يَمْلَاءُ مَلَاءَةً بھرنا مَلُوْءُ (کرم) بمعنی تونگر، مالدار ہونا۔

"یُقْذَفُوْنَ" صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع مجہول از مصدر القذف (ضرب) بمعنی پھینکنا۔

"دحورًا" مصدر ہے از باب فتح بمعنی دھتکارنا، دفع کرنا، دور کرنا۔

"واصب" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر الوصب (سمع) بمعنی ہمیشہ رہنا، ثابت ہونا۔

❺ حفظًا اور دحورًا کے منصوب ہونے کی وجہ:۔ حفظًا مفعول لہٗ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے دوسرا احتمال مفعول مطلق ہونے کا ہے اس صورت میں اس کا فعل محذوف ہوگا حفظنها حفظا۔ دحورًا بھی مفعول لہٗ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اس میں دوسرا احتمال مفعول مطلق ہونے کا ہے۔ اگر مفعول مطلق ہو تو یقذفون سے مفعول مطلق ہوگا من غیر لفظہ۔ تیسرا احتمال دحورًا مصدر اسم فاعل کے معنی میں ہو کر حال ہوگا یقذفون کی ضمیر فاعل سے۔

الشق الثانی ...... حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝ (پ۲۴۔ حٰم سجدہ: ۱تا۵)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر تحریر کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے حروف مقطعات کی مراد سے متعلق اہل علم کا اختلاف تحریر کریں، تنزیل، قرانا اور بشیرا کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق (۴) حروف مقطعات کا اختلاف (۵) تنزیل، قُرٰانا اور بشیرًا کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ حم (الله اعلم بمراده) یہ قرآن بڑے مہربان نہایت رحم کرنے والے کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے، ایک کتاب ہے الگ الگ کی گئی ہیں اس کی آیتیں، قرآن عربی میں ہے ان لوگوں کیلئے جو عقلمند ہیں، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا، پس اعراض کیا ان میں سے اکثر لوگوں نے پس وہ نہیں سنتے اور وہ کہتے ہیں ہمارے دل پردوں میں ہیں اس بات سے جس کی طرف تو بلاتا ہے ہمیں اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ یعنی ثقل ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان پردہ ہے پس تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کررہے ہیں۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ حٰم سے کسی خاص بات کی طرف اشارہ کرکے قرآن مجید کا اللہ کی کتاب ہونا بیان فرمایا ہے کہ بندوں کی حاجت روائی کے لئے اس رحمن رحیم نے یہ کتاب نازل کی ہے جس میں یہ صفتیں ہیں کہ یہ ایسی کتاب ہے جس میں آیات تفصیل سے ہیں، ابہام نہیں کہیں وعظ ونصیحت ہے کہیں مسائل حلت وحرمت ہیں اور کہیں آخرت کا ذکر ہے اور کہیں پہلوں کا عبرت انگیز نصیحت خیز حال ہے۔ عربی زبان میں عرب کی سہولت کیلئے بشیر ونذیر ہے، کتاب اللہ کی خوبی اور اس کی ضرورت کے بعد اعرض سے غفلون تک کفار کی اس سے اعراض اور نفرت بیان کرکے ان کی بدبختی اور حماقت کو بیان کیا گیا ہے۔

❸ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق:۔ "آذان" اُذُن کی جمع ہے بمعنی کان۔ مصدر اَذَنًا (سمع) بمعنی کان لگانا، سننا۔
"اَكِنَّة" الكِنَان کی جمع ہے بمعنی چیز کی حفاظت اور اس کی پوشیدگی۔ كَنًّا وكُنُوْنًا (نصر) بمعنی چھپانا و بچانا۔
"وَقْر" یہ مصدر ہے (ضرب) بمعنی کان کا بوجھل ہونا یا بہرا ہونا۔
"حِجَاب" پردے کو کہتے ہیں اس کی جمع حُجُب ہے۔ مصدر حَجْبًا وحِجَابًا (نصر) بمعنی چھپانا۔

❹ حروف مقطعات کا اختلاف:۔ حروف مقطعہ جو سورتوں کے شروع میں آئے ہیں انکے متعلق بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ ان سورتوں کے نام ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ یہ اسمائے الہیہ کے رموز ہیں مگر جمہور صحابہ اور تابعین اور علماء امت کے نزدیک راجح یہ ہے کہ یہ حروف رموز واسرار ہیں جس کا علم سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کو نہیں اور ہوسکتا ہے رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم بطور ایک راز کے دیا گیا ہو جس کی تبلیغ امت کیلئے روک دی گئی ہو اس لئے آنحضرت ﷺ سے ان حروف کی تفسیر وتشریح میں کچھ منقول نہیں۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں اسی کو اختیار فرمایا ہے اور ابن کثیر رحمہ اللہ نے قرطبی وغیرہ سے نقل کرکے اسی مضمون کو ترجیح دی ہے اور بعض اکابر علماء سے جو ان کے معانی منقول ہیں اس سے صرف تمثیل، تشبیہ اور تسہیل مقصود ہے یہ نہیں کہ اس سے اللہ کی یقینی مراد یہی ہے۔

❺ تنزیل، قُرٰانا اور بشیرًا کی ترکیبی حیثیت:۔ تنزیل: یہ خبر ہے اور اس کا مبتدا محم ہے گویا کہ حم مبتدا اور تنزیل خبر ہے۔ قُرٰانا: اس کی ترکیب میں دو احتمال ہیں یہ منصوب ہے اس وجہ سے کہ یہ مدح ہے اور یا یہ حال ہونے کی بناء پر منصوب ہے۔ بشیرًا: یہ قرانًا کی صفت ہے۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السؤال الاول﴾ ۱۴۲۹ھ

الشق الاول ...... اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَیَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ کَیْفَ یَشَآءُ وَیَجْعَلُهٗ کِسَفًا فَتَرَی الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِیْنَ ۝ (پ۲۱۔روم: ۴۸،۴۹)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر کریں، خط کشیدہ کلمات کی تحقیق لکھیں، من قبل ان ینزل اور من قبله کا تعلق کس سے ہے؟ وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ کلمات کی تحقیق (۴) من قبل ان ینزل اور من قبله کا تعلق۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اللہ وہ ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ اٹھالاتی ہیں بادل کو پھر پھیلا دیتا ہے وہ ان کو جس طرف چاہے اور کردیتا ہے ان کو ٹکڑے پھر دیکھے گا تو بارش کو نکلتی ہے انکے درمیان سے، پس جب اللہ حکم دیتا ہے اس بارش کو اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے تو اسی وقت وہ خوش ہوجاتے ہیں اگرچہ بارش کے نازل ہونے سے پہلے وہ البتہ ناامید ہونے والے تھے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات سے پہلے (ومن آیته) ہواؤں کے کچھ فوائد کا بیان تھا پھر ایک آیت کو درمیان میں جملہ معترضہ کے طور پر ذکر فرمایا اور پھر ان مذکورہ آیات میں ہواؤں کا تذکرہ ہے اور انکے بعض فوائد کا بیان ہے چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اللہ وہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے یہ ہوائیں بادلوں کو اٹھا کر لاتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان بادلوں کو جیسے چاہے پھیلا دیتا ہے کہ بادلوں کے اندر سے بارش آرہی ہے پھر اللہ ان بارشوں کو اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے پہنچاتا ہے، جنہیں بارش پہنچ گئی وہ خوش ہوجاتے ہیں حالانکہ اس سے پہلے یہ لوگ ناامید ہوچکے تھے ناامیدوں کی امیدوں کو پورا کرنا یہ اللہ کا انعام ہے، بارش آنے پر خوشی بھی منائیں اور شکر بھی کریں۔

❸ خط کشیدہ کلمات کی تحقیق:۔ "یبسط" صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر البسط (نصر) بمعنی پھیلانا۔

"تُثِیْرُ" صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معلوم از مصدر الاثارۃ (افعال) بمعنی جوش دلانا، بلند کرنا۔

"کِسَفًا" کِسْفَةٌ کی جمع ہے بمعنی ٹکڑا اور کسفة کی دوسری جمع کساف اور کسوف آتی ہے۔

"خِلٰل" یہ خَلَلٌ کی جمع ہے بمعنی سستی، فساد، شگاف (سوراخ) دراڑ۔

"یستبشرون" صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معروف از مصدر استبشار (استفعال) بمعنی خوش ہونا۔

"مُبْلِسِیْنَ" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر ابلاس (افعال) بمعنی شکستہ دل ہونا، غمگین ہونا۔

❹ من قبل ان ینزل اور من قبله کا متعلق:۔ من قبله ثانی، اول کی تاکید ہے اور یہ مبلسین کے متعلق ہے۔

الشق الثانی ...... اُولٰٓئِکَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ فَوَاکِهُ وَهُمْ مُّکْرَمُوْنَ ۝ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۝ عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ۝ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِکَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ۝ بَیْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ ۝ لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ ۝ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِیْنٌ ۝ کَاَنَّهُنَّ بَیْضٌ مَّکْنُوْنٌ ۝ (پ۲۳۔صٰفٰت: ۴۱تا۴۹)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں، فواکه ومتقابلین ترکیب میں کیا واقع ہیں؟ وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ کلمات کی تحقیق (۴) فواکه اور متقابلین کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ...... ❶ **آیات کا ترجمہ:۔** یہی لوگ ہیں جن کے لئے روزی معلوم ہے یعنی میوے اور انہی کو نعمتوں کے باغات میں عزت دی جائے گی، تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے ہوں گے ان میں صاف شراب کا دور چلے گا جو سفید ولذیذ ہوگی پینے والوں کے لئے، نہ اس میں دردِ سر ہوگا اور نہ اس سے مخمور (نشہ والا) ہوں گے، ان کے پاس نیچی نگاہ رکھنے والی بڑی آنکھوں والی عورتیں ہوں گی گویا کہ وہ پردوں میں چھپے ہوئے انڈے ہیں۔

❷ **آیات کی تفسیر:۔** ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے جنت میں ملنے والے انعامات کو ذکر فرمایا کہ جو اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں ان کے لئے عمدہ رزق اور بہت سی انواع واقسام کے جنتی میوے ہوں گے اور بلند تختوں پر بیٹھ کر ایک دوسرے کا نظارہ کریں گے اور ان پر شراب طہور اور معین کا دور چلے گا لیکن وہ شراب دنیا کی شراب کی طرح نہیں ہوگی بلکہ عمدہ، صاف وپاکیزہ ہوگی جس کو پی کر انسان مخبوط الحواس نہیں ہوں گے اور ان کے لئے شرم وحیاء کی پیکر بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی جو اپنے شوہروں کے سوا کسی کی طرف نظریں اُٹھا کر نہیں دیکھیں گی اور صفائی اور خوبصورتی میں گویا گرد وغبار سے محفوظ انڈے ہیں۔

❸ **خط کشیدہ کلمات کی تحقیق:۔** "فَوَاكِهُ" فاكهة کی جمع ہے بمعنی ہر قسم کا پھل جس کو کھا کر لذت حاصل کی جائے۔

"مُكْرَمُوْنَ" صیغہ جمع مذکر بحث اسم مفعول از مصدر اکرام (افعال) بمعنی عزت واکرام کرنا۔

"سُرُرٍ" سرير کی جمع ہے بمعنی تخت عموی وتخت شاہی۔ "غَوْلٌ" اسم ہے بمعنی دردِ سر اور غول مصدر (نصر) بمعنی ہلاک کرنا۔

"يُنْزَفُوْنَ" صیغہ جمع مذکر غائب مضارع مجہول از مصدر نَزْف (سمع) بمعنی بدمست ہونا اور بے عقل ہونا۔

❹ **فواكه اور متقابلين کی ترکیبی حیثیت:۔** فواكه کی ترکیب میں دو احتمال ہیں ① یہ بدل ہے رزق معلوم سے ② یہ خبر ہے مبتداء محذوف هو کی۔ متقابلين یہ مكرمون سے حال ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۹ھ

الشق الاول ...... حٰمٓ ۚ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۙ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۞ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۙ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۭ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۞ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۙ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۞ (پ۲۵۔ دخان ۱ تا ۷)۔

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، ليلة مبركة کی تعیین کریں، امرا اور رحمة کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) ليلة مبركة کی تعیین (۴) امرًا اور رحمة کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ...... ❶ **آیات کا ترجمہ:۔** حم (الله اعلم بمراده) قسم ہے واضح کتاب کی بیشک ہم نے اس کتاب کو مبارک رات میں نازل کیا کیونکہ بلاشبہ ہمیں ڈرانا مقصود تھا۔ اسی میں جدا کیا جاتا ہے ہر ایک امر حکمت والا جو حکم ہماری طرف سے ہوتا ہے کیونکہ ہم رسول بنا کر بھیجنے والے ہیں۔ آپ کے رب کی رحمت سے بیشک وہ سننے والا جاننے والا ہے اور وہ آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے وہ اس کا رب ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو۔

❷ **آیات کی تفسیر:۔** حم کی مراد تو اللہ ہی جانتے ہیں قسم ہے اس کتاب واضح المعنی کی ہم نے اس کو لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر ایک برکت والی رات (شب قدر) میں اتارا ہے کیونکہ ہم بوجہ شفقت کے اپنے ارادہ میں اپنے بندوں کو آگاہ کرنے والے تھے یعنی ہم کو یہ منظور ہوا کہ ان کو مضرتوں سے بچانے کیلئے خیر وشر پر مطلع کر دیں یہ قرآن کو نازل کرنے کا مقصد تھا آگے اس شب کے برکات ومنافع کا بیان ہے کہ اس رات میں ہر حکمت والا معاملہ ہماری پیشی سے حکم صادر ہو کر طے کیا جاتا ہے یعنی سال بھر کے معاملات جو

سارے کے سارے ہی حکمت پر مبنی ہوتے ہیں جس طرح انجام دینے اللہ کو منظور ہوتے ہیں اسی طریقے کو متعین کر کے انکی اطلاع متعلقہ فرشتوں کو کر کے انکے سپرد کر دیئے جاتے ہیں چونکہ وہ رات ایسی ہے اور نزول قرآن سب سے حکمت والا امر تھا اسلئے اس کیلئے بھی یہی رات منتخب کی گئی اور قرآن اسلئے نازل کیا گیا کہ ہم بوجہ رحمت جو آپ کے رب کی طرف سے ہوئی آپ کو پیغمبر بنانے والے تھے تا کہ آپ کی معرفت اپنے بندوں کو آگاہ کریں بیشک وہ بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے اسلئے بندوں کی رعایت کرتا ہے اور وہ اللہ ایسا ہے جو آسمان اور زمین اور جو کچھ انکے درمیان ہے سب کا مالک ہے اگر تم یقین کرنا چاہو تو یہ توحید کے دلائل یقین کرنے کیلئے کافی ہیں۔

③ **لیلۃ مبٰرکۃ کی تعیین:۔** اس سے مراد جمہور مفسرین کے نزدیک شب قدر ہے جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے اور بعض مفسرین عکرمہ رحمہ اللہ وغیرہ سے منقول ہے کہ اس سے مراد نصف شعبان کی رات یعنی شب براءۃ ہے۔

④ **امرًا اور رحمۃ کی ترکیبی حیثیت:۔** "امرًا" بمعنی فرقًا یہ مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے (یفرق فرقًا) یا مفعول مطلق من غیر لفظہ ہے۔ "رحمۃ" یہ مفعول لہٗ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

﴿الورقۃ الاولٰی : فی التفسیر﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاول ...... وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۗ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۗ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۗ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۗ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۗ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ۗ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ (پ ۱۔ بقرہ ۱۰۲)

آیت کریمہ کا سلیس ترجمہ کریں، شان نزول تحریر کریں، سحر کا حکم واضح کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں: ① آیت کا ترجمہ ② آیت کا شان نزول ③ سحر کا حکم ④ الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ...... ① **آیت کا ترجمہ:۔** اور اتباع کی انہوں نے اس علم کی جو پڑھتے تھے شیاطین سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت کے وقت اور نہیں کفر کیا سلیمان علیہ السلام نے اور لیکن کفر کیا شیاطین نے کہ وہ سکھلاتے تھے لوگوں کو جادو اور (اتباع کی انہوں نے) اس علم کی جو نازل کیا گیا دو فرشتوں پر بابل شہر میں۔ یعنی ہاروت و ماروت پر اور نہیں سکھلاتے تھے وہ دونوں فرشتے کسی کو یہاں تک کہ کہہ دیتے وہ کہ بیشک ہم آزمائش ہیں۔ پس تو کافر مت ہو پھر سیکھتے لوگ ان فرشتوں سے وہ (جادو) کہ جدائی ڈالتے وہ اس کے ذریعہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان اور وہ نہیں نقصان پہنچا سکتے تھے اس کے ذریعہ کسی کو مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور سیکھتے لوگ وہ چیز جو نقصان پہنچائے ان کو اور نہ نفع پہنچائے ان کو اور البتہ تحقیق وہ جان چکے ہیں کہ جس شخص نے اختیار کیا اس (جادو) کو تو نہیں ہے اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ اور البتہ بہت بُری ہے وہ چیز کہ بیچا انہوں نے اس کے بدلہ میں اپنے نفسوں کو اگر وہ جانتے ہوتے۔

② **آیت کا شان نزول:۔** ایک زمانہ میں بابل اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں جادوگری کا بہت زیادہ رواج اور چرچا تھا حتی کہ لوگوں نے جادوگروں کے مقابلہ میں انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی تعلیمات کو بھی چھوڑ دیا تھا۔ اور ہمہ تن انہی لایعنی مشاغل میں منہمک ہو گئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے انکی اصلاح کیلئے ہاروت و ماروت نامی دو فرشتے باقاعدہ اس کام کے لئے مقرر کئے اور انہوں نے بابل کو اپنا مرکز بنایا اور اپنا کام اس طرح شروع کیا کہ سحر کے اصول وفروع اچھی طرح ظاہر کر کے لوگوں کو اس سے بچنے اور جادوگروں سے پرہیز ونفرت کی تلقین

کرنے لگے۔ اس مقصد کیلئے لوگ آتے اور اس بدعملی و بداعتقادی سے بچنے کیلئے اسکے اصول و فروع سیکھنے کی درخواست کرتے، پھر یہ فرشتے ان کو آگاہ کردیتے کہ ہم اور ہماری آمد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہے کہ کون سحر کی تعلیم حاصل کر کے اسکی آفات و شرور سے بچتا ہے اور کون شیاطین و غیر اللہ سے مدد طلب کر کے اپنا ایمان اور آخرت برباد کرتا ہے اس تنبیہ کے ساتھ وہ اپنا اطمینان کر کے لوگوں میں تعلیم جاری کرتے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں چونکہ اسی سحر کا چرچا تھا، شیاطین آسمانی باتیں چوری کر کے ساحروں کو بتلاتے اور وہ ان کو باقاعدہ مدون و مرتب کرلیا کرتے تھے۔ اس طرح لوگوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ جنات غیب کی باتیں جانتے ہیں۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان کتابوں کو جمع کر کے دفن کردیا تھا تاکہ لوگوں کے عقائد خراب نہ ہوں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد شیاطین نے پھر لوگوں کی ان کتابوں کی طرف رہنمائی کی اور انہوں نے ان کتابوں کو نکالا تو اس میں سحر تھا اس کی وجہ سے مشہور ہوگیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اسی سحر کی بنیاد پر حکومت کرتے تھے لوگوں کے اسی نظریہ کو ختم کرنے کے لئے فرشتوں کا نزول ہوا تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہود ساحر سمجھتے تھے اور ان کی سلطنت کی بنیاد بھی اسی سحر کو قرار دیتے تھے۔ جب آپ ﷺ لوگوں کے سامنے حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر کرتے تو لوگ کہتے کہ محمد ﷺ کو دیکھو کہ سلیمان علیہ السلام کو بھی انبیاء علیہم السلام میں شمار کر رہا ہے۔ حالانکہ وہ تو ساحر اور جادوگر تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہود کے نظریہ کی تردید اور حضرت سلیمانؑ کی براءت کے لئے یہ آیات نازل فرمائیں۔

③ <u>سحر کا حکم:</u>۔ جس سحر میں کوئی کفریہ عمل اختیار کیا گیا ہو جیسے شیاطین سے مدد طلب کرنا یا ستاروں کی تاثیر کو مستقل ماننا وغیرہ یہ سحر بالاجماع کفر ہے اور جس میں افعال کفر نہ ہوں مگر معاصی کا ارتکاب ہو وہ گناہ کبیرہ ہے اور اگر سحر میں صرف مباح اور جائز اُمور سے کام لیا جائے اور کسی ناجائز مقصد کے لئے استعمال نہ کیا جائے تو پھر جائز ہے اور اگر قرآنی کلمات اور احادیث وغیرہ سے کام لیا جائے مگر ناجائز مقصد کے لئے ہو تب بھی ناجائز ہے۔

④ <u>الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:</u>۔ "بَابِلَ" دریائے فرات کے کنارے پر واقع مشہور شہر ہے۔

- "اِتَّبَعُوْا" صیغہ جمع مذکر غائب ماضی معروف از مصدر اَلْاِتِّبَاعُ (افتعال) بمعنی پیروی کرنا۔
- "تَتْلُوْ" صیغہ واحد مؤنث غائب مضارع معروف از مصدر تِلَاوَةً (نصر) بمعنی پڑھنا۔
- "هاروت و ماروت" دو فرشتوں کے نام ہیں جو سحر کی تعلیم کے لئے زمین پر اتارے گئے تھے۔
- "بِضَارِّيْنَ" صیغہ جمع مذکر اسم فاعل از مصدر ضَرَرٌ (نصر) بمعنی نقصان پہنچانا۔
- "بِئْسَ" فعل از افعال ذم ہے اور جامد ہے مذمت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔
- "شَرَوْا" صیغہ جمع مذکر غائب بحث ماضی معروف از مصدر شِرَاءٌ (ضرب) بمعنی خرید و فروخت کرنا۔

الشق الثانی ...... سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ۚ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۞ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۗ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ۚ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ۗ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۞ (پ۲۔ بقرہ: ۱۴۲،۱۴۳)

آیات کا ترجمہ کریں۔ تحویل قبلہ کا واقعہ لکھیں۔ أمة وسطا اور لتكونوا شهداء على الناس کا کیا مطلب ہے؟ وما كان الله ليضيع ايمانكم سے کیا مراد ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں: ① آیات کا ترجمہ ② تحویلِ قبلہ کا واقعہ ③ أمةً وسطًا اور لتكونوا شهداء على الناس کا مطلب ④ وما كان الله ليضيع ايمانكم کی مراد۔

جواب ...... ❶ __آیات کا ترجمہ:__۔ اب کہیں گے بیوقوف لوگ کہ کس چیز نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کے قبلہ سے جس پر وہ تھے، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی کا ہے مشرق اور مغرب وہ جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔ اور اسی طرح بنایا ہم نے تم کو امت معتدل تا کہ تم گواہ بنو لوگوں پر اور رسول تم پر گواہی دینے والا ہو اور نہیں مقرر کیا تھا ہم نے وہ قبلہ کہ جس پر آپ پہلے تھے مگر اس لئے کہ معلوم کریں کون رسول کی اتباع کرتا ہے اور کون پھر جاتا ہے الٹے پاؤں اور بیشک یہ بات بھاری ہوئی مگر ان لوگوں پر جن کو اللہ نے ہدایت عطاء فرمائی اور اللہ ایسا نہیں کہ ضائع کرے تمہارا ایمان بیشک اللہ لوگوں پر بہت شفیق نہایت مہربان ہے

❷ __تحویلِ قبلہ کا واقعہ:__۔ ابتداءِ اسلام میں مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس تھا آپ ﷺ جب مکہ میں تھے تو اس طور پر نماز پڑھتے تھے کہ آپ ﷺ کا رخ بیت المقدس اور بیت اللہ دونوں کی طرف ہوتا تھا مگر جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اب دونوں کی طرف رخ کرنا ناممکن تھا کیونکہ دونوں مخالف سمت پر واقع تھے۔ اجتماع نہیں ہوسکتا تھا تو آپ ﷺ سولہ سترہ ماہ تک صرف بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے مگر آپ ﷺ کی دلی خواہش تھی کہ آپ ﷺ کے آبائی قبلہ (بیت اللہ) کو ہی آپ ﷺ کا قبلہ قرار دیا جائے چنانچہ آیت کریمہ فول وجهك شطر المسجد الحرام نازل ہوئی کہ اپنا رخ بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف پھیر لو تو اس طرح تحویلِ قبلہ کا یہ حکم ہجرت سے چھ ماہ بعد نصف رجب کو پیر کے دن نازل ہوا۔ (کمالین)

❸ __أمةً وسطًا اور لتكونوا شهداء على الناس کا مطلب:__۔ امتِ وسط یعنی معتدل کا مطلب یہ ہے کہ یہ امت ٹھیک سیدھی راہ پر ہے۔ جس میں کچھ بھی کجی کا شائبہ نہیں اور افراط وتفریط سے بالکل بری ہے۔

جیسے تمہارا قبلہ کعبہ ہے جو تمام قبلوں سے افضل ہے ایسا ہی ہم نے تم کو سب امتوں سے افضل اور تمہارے پیغمبر کو سب پیغمبروں سے کامل اور برگزیدہ کیا تا کہ اس فضیلت اور کمال کی وجہ سے تم تمام امتوں کے مقابلہ میں گواہ مقبول الشہادۃ قرار دیئے جاؤ اور محمد ﷺ تمہاری عدالت وصداقت کی گواہی دیں۔ احادیث میں وارد ہے کہ جب پہلی امتوں کے کافر اپنے پیغمبروں کے دعوے کی تکذیب کرینگے اور کہیں گے کہ ہمیں تو کسی نے بھی دنیا میں ہدایت نہیں کی اس وقت آپ ﷺ کی امت انبیاء علیہم السلام کے دعوے کی صداقت پر گواہی دے گی اور رسول اللہ ﷺ جو اپنے امتیوں کے حالات سے پورے واقف ہیں ان کی صداقت وعدالت پر گواہ ہونگے اسوقت وہ امتیں کہیں گی کہ انہوں نے تو نہ ہمارا زمانہ پایا نہ ہم کو دیکھا پھر گواہی کیسے مقبول ہوسکتی ہے اس وقت آپ کی امت جواب دیگی کہ ہم کو خدا کی کتاب اور اس کے رسول کے بتلانے سے اس امر کا علم یقینی ہوا اس کی وجہ سے ہم گواہی دیتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

❹ __وما كان الله ليضيع ايمانكم کی مراد:__۔ یہود نے کہا کہ اگر کعبہ اصلی قبلہ ہے تو اتنی مدت کی نماز جو بیت المقدس کی طرف پڑھی تھی وہ ضائع ہوئی بعض مسلمانوں کو شبہ ہوا کہ بیت المقدس جب اصلی قبلہ نہ تھا تو جو مسلمان اسی حالت پر مر گئے ان کے ثواب میں نقصان رہا باقی زندہ رہنے والے تو آئندہ اس کا تدارک کرلیں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جب تم نے بیت المقدس کی طرف نماز محض مقتضائے ایمانی اور اطاعتِ حکم خداوندی کے سبب پڑھی ہے تو تمہارے اجر وثواب میں کسی طرح کا نقصان نہ ڈالا جائے گا۔ (ایضا)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاول ...... إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ إِنَّ اللهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا أَطِيْعُوا اللهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ

فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾ (پ۵۔نساء:۵۸،۵۹)

آیات کا شانِ نزول اور متعلقہ واقعہ تفصیل کے ساتھ ذکر کیجئے "اولی الامر" کی تعیین میں اہل علم کے اقوال ذکر کر کے انکی اطاعت کی حدود بیان کیجئے، آیات کا سلیس ترجمہ وتفسیر کرتے ہوئے امانات کا مصداق بیان کریں اور **نعما یعظکم به** کی نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں: ① آیات کا شانِ نزول وواقعہ ② **اولی الامر** کی تعیین اور اطاعت کی حد بندی ③ آیات کا ترجمہ ④ آیات کی تفسیر ⑤ امانات کا مصداق ⑥ **نعما یعظکم به** کی ترکیب۔

جواب...... ❶ آیات کا شانِ نزول وواقعہ:۔ یہود کی عادت تھی کہ امانت میں خیانت کرتے تھے اور خصومات میں رشوت کی وجہ سے خلافِ حق کا حکم دیتے تھے۔ تو اس آیت میں مسلمانوں کو ان دونوں بُری باتوں سے منع فرمایا گیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب آنحضرت ﷺ فتح مکہ کے موقعہ پر بیت اللہ میں داخل ہونے لگے تو عثمان بن طلحہ نے بیت اللہ کی چابی دینے سے انکار کر دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے زبردستی چابی چھین کر بیت اللہ کا دروازہ کھول دیا۔ جب آنحضرت ﷺ بیت اللہ سے باہر تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے درخواست کی کہ یہ چابی مجھے مل جائے تو اس موقع پر آیت نازل ہوئی اور چابی عثمان بن طلحہ کے حوالہ کر دی گئی۔

❷ **اولی الامر** کی تعیین اور اطاعت کی حد بندی:۔ **اولی الامر** لغت میں ان لوگوں کو کہتے ہیں جن کے ہاتھ میں کسی چیز کا نظام وانتظام ہو۔ اسی لئے حضرات مفسرین ابن عباس، مجاہد رحمہ اللہ اور حسن بصری نے **اولی الامر** کا مصداق علماء وفقہاء کو قرار دیا ہے کہ وہ رسول اکرم ﷺ کے نائب وخلیفہ ہیں اور نظام دین ان کے ہاتھ میں ہے اور ایک جماعتِ مفسرین جن میں حضرت ابو ہریرہؓ بھی شامل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ **اولی الامر** سے مراد حکام وامراء ہیں جن کے ہاتھ میں نظام حکومت ہے اور تفسیر ابن کثیر ومظہری میں ہے کہ یہ لفظ علماء اور حکام وامراء دونوں طبقوں کو شامل ہے کیونکہ نظام امر انہی دونوں کے ساتھ وابستہ ہے اور اولی الامر سے مراد حاکم بادشاہ قاضی صوبہ دار لشکر کا سردار اور ہر شعبہ کا نگران ہوسکتا ہے اور انکی اطاعت اس وقت تک لازم ہے جب تک واضح حکم خداوندی کی مخالفت کا حکم نہ کریں۔

❸ آیات کا ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے تم کو اس بات کا کہ ادا کرو تم امانتیں ان کے اہل کی طرف اور جب تم فیصلہ کرنے لگو تو (حکم دیتا ہے) فیصلہ کرو تم عدل وانصاف کے ساتھ۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت اچھی نصیحت کرتا ہے تم کو بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔ اے ایمان والو! اطاعت کرو (حکم مانو) اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور اپنے میں سے **اولی الامر** کی۔ پھر اگر نزاع کرو تم کسی چیز کے بارے میں تو لوٹاؤ تم اس کو اللہ اور رسول کی طرف اگر تم اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بات اچھی ہے اور بہت بہتر ہے انجام کے اعتبار سے۔

❹ آیات کی تفسیر:۔ اللہ تعالیٰ ان آیات میں مسلمانوں کو ادائے امانت اور عدل کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔ جیسا کہ شانِ نزول سے واضح ہو چکا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو ادائے امانت اور عدل کے موافق فیصلہ کرنے کا حکم دیا ہے یہ سراسر تمہارے لئے مفید ہے اور اللہ تعالیٰ تمہاری ظاہری وباطنی، موجودہ اور آئندہ باتوں کو خوب جانتا ہے لہٰذا اگر تمہیں کہیں ادائے امانت یا عدل مفید معلوم نہ ہو تب بھی حکم الٰہی کا اعتبار کرو۔

پہلی آیت میں حکام کو اداء امانت اور عدل وانصاف کا حکم دیا اور دوسری آیت میں عمومی طور پر رعایا کو اللہ تعالیٰ کی، رسول ﷺ کی اور حکام کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دیا جا رہا ہے اور اس سے اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ حکام کی اطاعت ومتابعت اسی وقت واجب ہے جب وہ حق کی اطاعت کریں اور عدل وانصاف قائم کریں۔

حاکم بادشاہ، صوبہ دار، قاضی، سردار لشکر اور کسی بھی شعبہ کا نگران وغیرہ کی اطاعت اس وقت تک لازم ہے جب تک وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے صریح خلاف حکم نہ کرے ورنہ اس کی اطاعت لازم نہیں ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ اگر تمہارا حکام کے ساتھ کسی بات میں اختلاف ہو جائے کہ یہ حکم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے موافق ہے یا مخالف تو اسکو قرآن وسنت کی طرف رجوع کر کے طے کرو کیونکہ قرآن وسنت کا حکم فی الحقیقت اللہ اور اسکے رسول ﷺ کا حکم ہے۔ لہٰذا قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنے سے جو بات محقق ہو جائے اس پر عمل واجب ہے اختلاف کو ترک کر دینا چاہئے۔ بشرطیکہ تمہارا اللہ اور روز قیامت پر ایمان ہو کیونکہ ایمان باللہ والیوم الآخرۃ والا شخص اختلاف کی صورت میں رجوع الی اللہ کرے گا اور اس کے دل میں خوف خدا ہوگا اور وہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی مخالفت سے ڈرے گا اور آپس کے اختلافات اور جھگڑوں میں خود بخود اپنی رائے کے موافق فیصلہ کرنے سے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے حکم اور قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنا بہتر ہے۔

⑤ امانات کا مصداق:۔ امانات کا مصداق عام ہے تمام قسم کی امانتوں کو شامل ہے۔ خواہ وہ مال کی صورت میں ہو، گواہی کی صورت میں ہو یا مشورہ کی صورت میں ہو۔

⑥ نعمّا یعظکم به کی ترکیب:۔ نعم فعل از افعال مدح اس میں ہو ضمیر مبہم ممیز ما بمعنی شیأ موصوف یعظ فعل اس میں ہو ضمیر اس کا فاعل کم ضمیر مفعول بہ با حرف جار "ہ" ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق فعل، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت، موصوف صفت ملکر تمیز، ممیز اپنی تمیز سے ملکر فاعل ہوا فعل مدح کا اور مخصوص بالمدح محذوف ہے جو تأدیة الامانة والحكم بالعدل ہے۔ فعل مدح اپنے فاعل اور مخصوص بالمدح سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

الشق الثانی ...... حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (پ ۶۔ مائدہ ۳) آیت کریمہ کا ترجمہ کریں۔ آیت میں مذکور محرمات کی وضاحت کریں۔ الّا ما ذکّیتم کا مطلب وضاحت کریں۔ شکاری جانور کے ذریعے پکڑے جانے والے شکار کا کیا حکم ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل چار امور ہیں ① آیت کا ترجمہ ② محرمات کی وضاحت ③ الّا ما ذکّیتم کا مطلب ④ شکاری جانور کے ذریعے پکڑے جانے والے شکار کا حکم۔

جواب ...... ① آیت کا ترجمہ:۔ حرام ہے تم پر مردہ جانور اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جانور کہ (بوقت ذبح) نام لیا گیا ہو اس پر غیر اللہ کا اور وہ جانور جو مر گیا ہو گلا گھونٹنے سے اور چوٹ لگنے سے اور اونچائی سے گر کر اور سینگ مارنے سے اور جس کو کھایا ہو درندے نے (یہ سب حرام ہیں) مگر وہ جس کو تم نے ذبح کر لیا ہو اور (حرام ہے) وہ جانور جو ذبح کیا گیا ہو کسی نصب پر اور (حرام ہے) یہ کہ تقسیم کرو تم جوئے کے تیروں سے یہ فسق (گناہ) ہے آج ناامید ہو گئے کافر لوگ تمہارے دین سے پس نہ ڈرو ان سے اور ڈرو مجھ سے۔ آج پورا کر دیا میں نے تمہارے لئے تمہارا دین اور پورا کر دیا میں نے تم پر اپنا احسان اور پسند کر لیا میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین۔ پس جو شخص مجبور ہو جائے بھوک میں کہ نہ مائل ہونے والا ہو گناہ کی طرف تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا، مہربان ہے۔

② محرمات مذکورہ کی وضاحت:۔ "اَلْمَيْتَةُ" وہ جانور جو بغیر ذبح کے کسی بیماری یا طبعی موت سے مر جائیں، مچھلی اور ٹڈی اس حکم سے حدیث کی رو سے خارج ہے۔ "مَا أَكَلَ السَّبُعُ" وہ جانور جو کسی درندہ کے چیرنے پھاڑنے سے ہلاک ہو گیا ہو۔

"اَلدَّمُ" اس سے مُراد بہنے والا خون ہے اسی وجہ سے جگر اور تلی اس حکم سے خارج ہے وہ حلال ہے۔

"لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ" خنزیر (سور) کا گوشت بھی حرام ہے گوشت سے مراد مکمل بدن ہے لہٰذا چربی، پٹھے وغیرہ سب حرام ہیں

"مَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ" وہ جانور جو غیر اللہ کے لئے نامزد کر دیا گیا ہو اور بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا جائے تو یہ واضح شرک ہے اور بالاتفاق مردار کے حکم میں ہے۔ "اَلْمُتَرَدِّیَةُ" وہ جانور جو کسی پہاڑ، ٹیلہ یا اونچی عمارت سے یا کنویں میں گر کر مر جائے۔

"اَلْمُنْخَنِقَةُ" وہ جانور جو گلا گھونٹ کر ہلاک کیا گیا یا خود ہی کسی جال وغیرہ میں پھنس کر دم گھٹنے سے مر گیا۔

"اَلْمَوْقُوْذَةُ" وہ جانور جو ضرب شدید مثلاً لاٹھی یا پتھر وغیرہ سے مارا گیا ہو یا تیر کی دھار کے بغیر ضرب شدید سے مر جائے۔

"اَلنَّطِیْحَةُ" وہ جانور جو کسی ٹکر یا تصادم وغیرہ سے ہلاک ہو جائے مثلاً جانور کے ٹکر مارنے سے یا ریل وغیرہ کی زد میں آ کر ہلاک ہو جائے۔

"مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ" وہ جانور جو نصب پر ذبح کیا گیا ہو۔ نصب سے مراد وہ پتھر ہیں جو دور جاہلیت میں لوگوں نے بیت اللہ کے گرد کھڑے کیے ہوئے تھے اور ان کی پرستش کرتے تھے اور اپنے جانور انکے پاس لا کر ذبح کرتے اور اس کو عبادت سمجھتے تھے۔

"یَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ" وہ جانور جس کو تیروں کے ذریعہ تقسیم کیا جائے وہ بھی حرام ہے، عرب کی عادت تھی کہ جانور کو برابر حصوں کی بجائے تیروں کے ذریعہ قرعہ اندازی سے تقسیم کرتے۔ تیروں کے حصے مختص ہوتے تھے کسی تیر والے کو زیادہ، کسی کو کم اور کوئی بالکل محروم رہتا۔ تو فرمایا کہ یہ تمام کے تمام جانور حرام ہیں۔ ان کو کھانا حلال نہیں ہے۔

③ **اِلَّا مَا ذَكَّیْتُمْ کا مطلب:۔** یعنی وہ جانور حلال ہے جس کو مرنے سے پہلے تم ذبح کر پاؤ۔

تذکیہ کی حقیقت صرف یہ ہے کہ جانور کی طبعی حرارت کو بدن سے نکال دیا جائے لیکن شریعت میں ہر طریقہ سے ازالۂ حرارت کو تزکیہ نہیں کہا جاتا بلکہ ایک خاص طریقہ سے ابطال حیات کا نام تزکیہ ہے یعنی بالارادہ اللہ کا نام لے کر حلق ولبہ کو کاٹ کر یا چھید کر ابطال حیات کرنے کا نام شرعاً تزکیہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ درندہ کا زخمی کیا ہوا یا کچھ کھایا ہوا جانور اس وقت حلال ہے جب مرنے سے پہلے اس کو ذبح کر لیا جائے۔ (تفسیر مظہری)

④ **شکاری جانور کے ذریعے پکڑے جانے والے شکار کا حکم:۔** شکاری جانور کا پکڑا ہوا شکار حلال ہونے کی امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک پانچ شرائط ہیں: ① کتا اور باز سدھایا اور سکھایا ہوا ہو اور ان کے سکھانے کا یہ اصول ہے کہ جب تم کتے کو شکار پر چھوڑ دو تو وہ شکار کو پکڑ کر تمہارے پاس لائے خود اس کو نہ کھانے لگ جائے اور باز کیلئے اصول یہ ہے کہ جب اسے شکار پر چھوڑا جائے تو جب واپس بلاؤ وہ فوراً واپس آ جائے ② خود اپنے ارادے سے کتے یا باز کو شکار کے پیچھے چھوڑو، نہ کہ وہ خود بخود شکار کریں ③ شکاری جانور خود شکار سے نہ کھائیں بلکہ تمہارے پاس لے آئیں ④ کتے یا باز کو چھوڑتے وقت تسمیہ یعنی بسم اللہ اللہ اکبر پڑھے ⑤ شکاری جانور شکار کو زخمی بھی کرے اسکی طرف الجوارح میں اشارہ موجود ہے۔ (معارف القرآن ج۳ ص۲۶)

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاول ---- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ۚ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۚ هُنَالِكَ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا ۞ (پ۲۱-الاحزاب:۹-۱۱)

آیات کا ترجمہ کریں۔ متعلقہ غزوہ کی تعیین کریں اور اس غزوہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کا واقعہ بیان کریں۔ جآؤ وکم من فوقکم، ومن اسفل حکم، اذ زاغت الأبصار، بلغت القلوب

الحناجر کا مطلب بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں ① آیات کا ترجمہ ② غزوہ کی تعیین اور حضرت جابر ؓ کی دعوت وحضرت سعد بن معاذ ؓ کے زخمی ہونے کا واقعہ ③ جملہ کا مطلب۔

جواب...... ① __آیات کا ترجمہ:۔__ اے ایمان والو! اللہ کی نعمت جو تمہیں ملی ہے اسے یاد کرو جبکہ تمہارے پاس لشکر آگئے سو ہم نے ان پر ہوا بھیج دی اور لشکر بھیج دیئے جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور اللہ ان کاموں کو دیکھنے والا ہے جو تم کرتے ہو جبکہ وہ لوگ تمہارے اوپر آچڑھے اور تمہارے نیچے کی طرف سے بھی اور جبکہ آنکھیں پھٹی رہ گئیں اور دل حلق کو پہنچ گئے اور تم اللہ کے ساتھ طرح طرح کے گمان کررہے تھے اس موقع پر مومنین کی جانچ کی گئی اور انہیں سختی کے ساتھ جھنجھوڑا گیا۔

② __غزوہ کی تعیین اور حضرت جابر ؓ کی دعوت وحضرت سعد بن معاذ ؓ کے زخمی ہونے کا واقعہ:۔__ ان آیات کا تعلق غزوۂ خندق واحزاب سے ہے۔

حضرت جابر ؓ کی دعوت: اسی غزوۂ خندق کے دوران وہ مشہور واقعہ پیش آیا کہ ایک روز حضرت جابر ؓ نے حضور ﷺ کو دیکھ کر یہ محسوس کیا کہ بھوک کے سبب آپ ﷺ متاثر ہو رہے ہیں، اپنی اہلیہ سے جا کر کہا کہ تمہارے پاس کچھ ہو تو پکالو حضور ﷺ پر بھوک کا اثر نہیں دیکھا جاتا، اہلیہ نے بتلایا کہ ہمارے گھر میں ایک صاع بھر جَو رکھے ہیں ان کو پیس کر آٹا بناتی ہوں ایک صاع ہمارے وزن کے اعتبار سے تقریباً ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے، اہلیہ پیسنے پکانے میں لگی گھر میں ایک بکری کا بچہ تھا حضرت جابر ؓ نے اس کو ذبح کر کے گوشت تیار کیا اور آپ ﷺ کو بلانے کیلئے چلے تو اہلیہ نے پکار کر کہا کہ حضور ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام ؓ کا بڑا مجمع ہے صرف حضور ﷺ کو تنہا بلائیں مجھے رسوا نہ کیجئے کہ صحابہ کرام ؓ کا بڑا مجمع چلا آئے، حضرت جابر ؓ نے آپ ﷺ سے پوری حقیقت حال عرض کردی کہ صرف اتنا کھانا ہے مگر آپ ﷺ نے پورے لشکر میں اعلان فرمادیا کہ چلو جابر کے گھر دعوت ہے۔ حضرت جابر ؓ حیران تھے تو اہلیہ نے سخت پریشانی کا اظہار کیا اور پوچھا کہ تم نے آپ ﷺ کو اصل حقیقت اور کھانے کی مقدار بتا دی تھی؟ جابر ؓ نے فرمایا کہ ہاں وہ میں بتلا چکا ہوں تو اہلیہ محترمہ مطمئن ہوئیں کہ پھر ہمیں کچھ فکر نہیں حضور ﷺ مالک ہیں جس طرح چاہیں کریں، خود حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے روٹی اور سالن سب کو دینے اور کھلانے کا اہتمام فرمایا اور پورے مجمع نے شکم سیر ہو کر کھایا اور حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ سب مجمع کے فارغ ہونے کے بعد بھی نہ ہماری ہنڈیا میں سے گوشت کم نظر آتا تھا اور نہ گوندھے ہوئے آٹے میں کوئی کمی معلوم ہوتی تھی، ہم سب گھر والوں نے بھی شکم سیر ہو کر کھایا، باقی پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا، اس طرح چھ روز میں جب خندق سے فراغت ہوگئی تو احزاب کا لشکر آپہنچا اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ؓ نے جبل سلع کو اپنی پشت کی طرف رکھ کر فوج کی صف بندی کر دی۔

حضرت سعد بن معاذ ؓ کے زخمی ہونے کا واقعہ: غزوۂ خندق میں دونوں طرف سے تیراندازی اور پتھراؤ کا سلسلہ جاری تھا، حضرت سعد بن معاذ ؓ بنی حارثہ کے قلعہ میں جہاں عورتوں کو محفوظ کر دیا گیا تھا اپنی والدہ کے پاس گئے، حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں بھی اس وقت اسی قلعہ میں تھی ابھی تک پردے کا حکم نہیں آیا تھا میں نے دیکھا کہ سعد بن معاذ ؓ ایک چھوٹی سی زرہ پہنے ہوئے ہیں جن میں سے ان کے ہاتھ نکل رہے تھے اور ان کی والدہ انہیں کہہ رہی ہیں کہ جاؤ جلدی کرو رسول اللہ ﷺ کے لشکر میں شامل ہو جاؤ، حضرت سعد بن معاذ ؓ لشکر میں پہنچے تو ان کو تیر لگا جس نے ان کی رگ اکحل کو کاٹ ڈالا، اس وقت حضرت سعد بن معاذ ؓ نے یہ دعا کی کہ یا اللہ اگر آئندہ بھی کوئی حملہ قریش کا رسول اللہ ﷺ کے مقابلے پر ہونا مقدر ہے تو

مجھے اس کے لئے زندہ رکھئے کیونکہ اس سے زیادہ میری کوئی تمنا نہیں کہ میں اس قوم سے مقابلہ کروں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایذائیں پہنچائیں، وطن سے نکالا، آپ ﷺ کی تکذیب کی اور اگر آئندہ آپ کے علم میں جنگ کا یہ سلسلہ ختم ہو چکا ہے تو مجھے شہادت کی موت عطا فرما مگر اس وقت تک مجھے موت نہ آئے جب تک بنو قریظہ سے ان کی غداری کا انتقام لیکر میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دونوں دعائیں قبول فرمائیں۔

③ **جملے کا مطلب:۔** **اذجاؤکم من فوقکم:** وہ تمہارے بالائی جانب سے تم پر آ گئے یعنی مشرق کی طرف سے وادی کی بالائی جانب سے۔ یہ آنے والے بنی اسد بنی غطفان اور بنی قریظہ تھے۔

ومن اسفل منکم: تمہاری نشیبی جانب سے یعنی بطن وادی سے (مغرب کی طرف سے) بنی کنانہ اور قریش آئے تھے۔ ابو سفیان ان کا کمانڈر تھا اور ابوالاعور عمرو بن سفیان سلمی خندق کی جانب تھا۔

واذ زاغت الابصار: جبکہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔ **وبلغت القلوب الحناجر:** کلیجے منہ کو آنے لگے تھے۔ خوف کی وجہ سے پھیپھڑے پھول جاتے ہیں اور پھیپھڑوں کے پھولنے کی وجہ سے دل اوپر کو حلق کی طرف اٹھنے لگتا ہے۔ کلیجے کا منہ کو آنا ایک مثل ہے جو شدت خوف کو ظاہر کرتی ہے۔ (تفسیر مظہری)

الشق الثانی ...... وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۙ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۭ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۭ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِۨ الْكَوَاكِبِ ۙ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۚ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۤ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۙ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝ (پ ۲۳۔ الصافات: ۱۰ تا ۱)

آیات کا ترجمہ کریں۔ شیاطین آسمانوں پر کیوں جاتے تھے؟ اور ان کے وہاں جانے پر پابندی کب لگی؟ کیا یہ مضمون قرآن کریم میں کسی اور جگہ بھی ہے؟ شہاب ثاقب سے کیا مراد ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① آیات کا ترجمہ ② شیاطین کے آسمانوں پر جانے کا مقصد، پابندی اور شہاب ثاقب کی مراد۔

جواب ...... ① **آیات کا ترجمہ:۔** کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثالث ۱۴۳۸ھ

② **شیاطین کے آسمانوں پر جانے کا مقصد، پابندی اور شہاب ثاقب کی مراد:۔** شیاطین غیبی خبروں کی سن گن لینے کیلئے آسمان کے قریب جاتے ہیں، لیکن انہیں فرشتوں کی باتیں سننے کا موقع نہیں دیا جاتا۔ کوئی شیطان اگر کوئی آدھی تہائی بات سن بھاگتا ہے تو اسے ایک دہکتے ہوئے شعلہ کے ذریعے مار لگائی جاتی ہے، تاکہ وہ دنیا میں پہنچ کر اپنے معتقد کاہنوں اور نجومیوں کو کچھ بتا نہ سکے، اسی دہکتے ہوئے شعلے کو شہاب ثاقب کہا گیا ہے۔ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل تک شیاطین آسمانی خبریں فرشتوں کی باہمی گفتگو سے سن لیا کرتے تھے، بعثت نبوی کے بعد حفاظتِ وحی کا مزید یہ انتظام ہوا کہ شیاطین کو اس چوری سے بھی بذریعہ شہاب ثاقب روک دیا گیا۔ اور یہ مضمون سورۂ حجر میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔ (معارف القرآن)

﴿یا ربّ صلّ وسلّم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلّهم﴾

الورقة الثانية
حديث
معارف الحدیث (ج-۱-۵-٦-۷)

﴿الورقة الثانية: فی الحدیث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ۔۔۔۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَسِیْرُ فِیْ طَرِیْقِ مَكَّةَ فَمَرَّ عَلٰی جَبَلٍ یُقَالُ لَهٗ جُمْدَانُ فَقَالَ سِیْرُوْا هٰذَا جُمْدَانُ سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَالذَّاكِرَاتِ۔ عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَیْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِیْكِكُمْ وَأَرْفَعِهَا فِیْ دَرَجَاتِكُمْ وَخَیْرٍ لَّكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَیْرٍ لَّكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا أَعْنَاقَهُمْ وَیَضْرِبُوْا أَعْنَاقَكُمْ ؟ قَالُوْا بَلٰی قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ۔

احادیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ ھذا جمدان کہنے کی وجہ تحریر کریں نیز اللہ کے ذکر کے پانچ فضائل بھی تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں۔ (۱) احادیث پر اعراب (۲) احادیث کا ترجمہ (۳) ھذا جمدان کہنے کی وجہ (۴) ذکر اللہ کے پانچ فضائل۔

جواب ...... ❶ **احادیث پر اعراب:۔** كما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ **احادیث کا ترجمہ:۔** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے، راستے میں جمدان نامی پہاڑ سے گزر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ پہاڑ جمدان ہے، مفردون سبقت لے گئے، عرض کیا گیا مفردون کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا زیادہ ذکر کرنے والے بندے اور زیادہ ذکر کرنے والی بندیاں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو وہ عمل بتاؤں جو تمہارے سارے اعمال میں بہتر اور تمہارے مالک کی نگاہ میں پاکیزہ تر ہے اور تمہارے درجوں کو دوسرے تمام اعمال سے زیادہ بلند کرنے والا ہے اور راہِ خدا میں سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بھی زیادہ اس میں خیر ہے اور اس جہاد سے بھی زیادہ تمہارے لئے اس میں خیر ہے جس میں تم اپنے دشمنوں اور خدا کے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتارو اور وہ تمہیں ذبح کریں اور شہید کریں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ، ایسا قیمتی عمل ضرور بتایئے، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اللہ کا ذکر ہے۔

❸ **ھذا جمدان کہنے کی وجہ:۔** جمدان مدینہ طیبہ کے قریب ایک دن کی مسافت پر واقع ایک پہاڑی کا نام ہے اور متعدد احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ زمین کے جس حصہ پر اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اُس ذکر کا شعور اور احساس اُس زمین کو ہوتا ہے چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ ایک پہاڑ دوسرے سے پوچھتا ہے کہ کیا آج اللہ کا نام لینے والا بندہ تیرے اوپر سے گزرا؟ جب وہ جواب میں ہاں کہتا ہے تو پہلا پہاڑ کہتا ہے کہ تجھے بشارت ہو اور مبارک ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ جمدان پہاڑ سے گزرتے ہوئے آپ ﷺ پر یہ بات منکشف ہوئی تھی اس وجہ سے آپ ﷺ نے اگلی بات کہنے سے قبل فرمایا کہ ھذا جمدان۔

❹ **ذکر اللہ کے پانچ فضائل:۔** ① ذکر کرنیوالا دل زندہ اور ذکر نہ کرنے والا دل مُردہ قرار دیا گیا ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ارشادِ خداوندی ہے جس وقت بندہ میرا ذکر کرتا ہے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں اُس وقت میں اپنے اُس بندہ کے ساتھ ہوتا ہوں۔ ③ ارشادِ خداوندی ہے تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا، یاد کرنے سے مراد یہ ہے کہ اپنی نعمتوں اور رحمتوں سے تمہیں نوازوں گا۔ ④ ارشادِ خداوندی ہے کہ تم کثرت سے ساتھ اللہ کا ذکر کرو تا کہ تم فلاح اور کامیابی حاصل کر سکو۔ ⑤ ارشادِ خداوندی ہے کہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت

﴿الورقة الثانية: فی الحديث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ...... عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيْرُ فِیْ طَرِيْقِ مَكَّةَ فَمَرَّ عَلٰى جَبَلٍ يُقَالُ لَهٗ جُمْدَانُ فَقَالَ سِيْرُوْا هٰذَا جُمْدَانُ سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ الذّٰكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرَاتُ. عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ وَ اَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ وَاَرْفَعِهَا فِیْ دَرَجَاتِكُمْ وَ خَيْرٍ لَّكُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرٍلَّكُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَ يَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ ؟ قَالُوْا بَلٰى قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ.

احادیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ هذا جمدان کہنے کی وجہ تحریر کریں نیز اللہ کے ذکر کے پانچ فضائل بھی تحریر کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں۔(۱) احادیث پر اعراب (۲) احادیث کا ترجمہ (۳) هذا جمدان کہنے کی وجہ (۴) ذکر اللہ کے پانچ فضائل۔

جواب ...... ❶ **احادیث پر اعراب:** کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ **احادیث کا ترجمہ:۔** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے، راستے میں جمدان نامی پہاڑ سے گزر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ پہاڑ جمدان ہے، مفردون سبقت لے گئے، عرض کیا گیا مفردون کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا زیادہ ذکر کرنے والے بندے اور زیادہ ذکر کرنے والی بندیاں۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو وہ عمل بتاؤں جو تمہارے سارے اعمال میں بہتر اور تمہارے مالک کی نگاہ میں پاکیزہ تر ہے اور تمہارے درجوں کو دوسرے تمام اعمال سے زیادہ بلند کرنے والا ہے اور راہ خدا میں سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بھی زیادہ اس میں خیر ہے اور اس جہاد سے بھی زیادہ تمہارے لئے اس میں خیر ہے جس میں تم اپنے دشمنوں اور خدا کے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتارو اور وہ تمہیں ذبح کریں اور شہید کریں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہاں یارسول اللہ، ایسا قیمتی عمل ضرور بتائیے، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اللہ کا ذکر ہے۔

❸ **هذا جمدان کہنے کی وجہ:۔** جمدان مدینہ طیبہ کے قریب ایک دن کی مسافت پر واقع ایک پہاڑی کا نام ہے اور متعدد احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ زمین کے جس حصہ پر اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اُس ذکر کا شعور اور احساس اُس زمین کو ہوتا ہے چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ ایک پہاڑ دوسرے سے پوچھتا ہے کہ کیا آج اللہ کا نام لینے والا بندہ تیرے اوپر سے گزرا؟ جب وہ جواب میں ہاں کہتا ہے تو پہلا پہاڑ کہتا ہے کہ تجھے بشارت ہو اور مبارک ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ جمدان پہاڑ سے گزرتے ہوئے آپ ﷺ پر یہ بات منکشف ہوئی تھی اس وجہ سے آپ ﷺ نے اگلی بات کہنے سے قبل فرمایا کہ هذا جمدان۔

❹ **ذکر اللہ کے پانچ فضائل:۔** ① ذکر کرنیوالا دل زندہ اور ذکر نہ کرنے والا دل مُردہ قرار دیا گیا ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ارشاد خداوندی ہے جس وقت بندہ میرا ذکر کرتا ہے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں اس وقت میں اپنے اُس بندہ کے ساتھ ہوتا ہوں۔ ③ ارشاد خداوندی ہے تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا، یاد کرنے سے مراد یہ ہے کہ اپنی نعمتوں اور رحمتوں سے تمہیں نوازوں گا۔ ④ ارشاد خداوندی ہے کہ تم کثرت سے ساتھ اللہ کا ذکر کرو تا کہ تم فلاح اور کامیابی حاصل کرسکو۔ ⑤ ارشاد خداوندی ہے کہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتوں کے لئے اللہ تعالی نے مغفرت

اوراجر عظیم یعنی خاص بخشش اور عظیم ثواب تیار کر رکھا ہے۔

الشق الثانی ...... عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَثِيْرًا مَا يَقُوْلُ لَنَا مَعْشَرَ أَصْحَابِيْ مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تُكَفِّرُوْا ذُنُوْبَكُمْ بِكَلِمَاتٍ يَسِيْرَةٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هِيَ ؟ قَالَ تَقُوْلُوْنَ مَقَالَةَ أَخِيْ الْخِضْرِ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كَانَ يَقُوْلُ ؟ قَالَ كَانَ يَقُوْلُ ؟ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تُبْتُ إِلَيْكَ مِنْهُ ثُمَّ عُدْتُ فِيْهِ وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا أَعْطَيْتُكَ مِنْ نَفْسِيْ ثُمَّ لَمْ أُوْفِ لَكَ بِهٖ وَأَسْتَغْفِرُكَ لِلنِّعَمِ الَّتِيْ أَنْعَمْتَ بِهَا عَلَيَّ فَتَقَوَّيْتُ بِهَا عَلٰى مَعَاصِيْكَ وَأَسْتَغْفِرُكَ لِكُلِّ خَيْرٍ أَرَدْتُ بِهٖ وَجْهَكَ فَخَالَطَنِيْ فِيْهِ مَا لَيْسَ لَكَ اَللّٰهُمَّ لَا تُخْزِنِيْ فَإِنَّكَ بِيْ عَلِيْمٌ وَلَا تُعَذِّبْنِيْ فَإِنَّكَ عَلَيَّ قَادِرٌ۔ (ص۲۱۵)

حدیث مبارکہ پراعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز استغفار کے فوائد بھی تحریر کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور حل طلب ہیں۔(۱) حدیث پراعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) استغفار کے فوائد

جواب ...... ❶ حدیث پراعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں سے اکثر فرمایا کرتے تھے اے میرے ساتھیو! تمہارے لئے کیا چیز اس سے مانع ہو سکتی ہے کہ چند آسان کلموں کے ذریعے اپنے گناہوں کی صفائی کرلیا کرو، عرض کیا گیا یارسول اللہ! وہ کون سے کلمے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ کہا کرو جو میرے بھائی خضر کہا کرتے تھے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ! وہ کیا کہا کرتے تھے؟ فرمایا: وہ کہا کرتے تھے (اے اللہ! میں تجھ سے معافی اور بخشش چاہتا ہوں اُن گناہوں کی جن سے میں نے تیرے حضور میں توبہ کی ہو اور شامت نفس سے پھر پلٹ کر ہی گناہ دوبارہ کئے ہوں اور میں تجھ سے معافی اور بخشش چاہتا ہوں اس عہد کے بارے میں جو میں نے اپنی ذات کی طرف سے تجھ سے کیا ہو اور پھر میں نے اس کو وفا نہ کیا ہو بلکہ عہد شکنی کی ہو اور میں تجھ سے معافی اور بخشش چاہتا ہوں اُن نعمتوں کے بارے میں جن سے طاقت وقوت حاصل کر کے میں نے تیری نافرمانیاں کی ہوں اور تجھ سے معافی اور بخشش کا سوال کرتا ہوں ہر اس نیکی کے بارے میں جو میں نے تیری رضا جوئی کی نیت سے کرنی چاہی ہو اور پھر اس میں تیرے ماسوا دوسرے اغرض کی آمیزش ہوگئی ہو۔ اے میرے اللہ! مجھے دوسروں کے سامنے رسوا نہ کرنا۔ بیشک تو مجھے خوب جانتا ہے تجھ سے میرا کوئی راز ڈھکا چھپا نہیں ہے اور میرے گناہوں پر مجھے عذاب نہ دینا، تجھے مجھ پر ہر طرح قدرت حاصل ہے (اور میں بالکل عاجز اور تیرے قبضہ واختیار میں ہوں)۔

❸ استغفار کے فوائد:۔ استغفار وتوبہ کے وقت بندہ اپنی گناہگاری اور تقصیر کے احساس کی وجہ سے انتہائی ندامت اور احساس پستی کی حالت میں ہوتا ہے اور گناہ کی گندگی کی وجہ سے مالک کو منہ دکھانے کے قابل نہیں سمجھتا اور اپنے آپ کو مجرم وخطاوار سمجھ کر معافی وبخشش مانگتا ہے اور آئندہ کیلئے توبہ کرتا ہے اسلئے بندگی، تذلل اور قصورواری کے احساس کی جو کیفیت استغفار وتوبہ کے وقت ہوتی ہے وہ کسی دوسری دعا کے وقت نہیں ہوتی۔ اس بناء پر استغفار وتوبہ اعلیٰ درجہ کی عبادت اور قرب الٰہی کا بلند ترین مقام ہے۔

توبہ واستغفار کرنیوالے بندوں کیلئے صرف معافی اور بخشش ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ومحبت اور پیار کی بشارت ہے۔ اس سے بڑھ کر توبہ واستغفار کی اور کیا فضیلت ہو سکتی ہے کہ آپ ﷺ نے کثرت کے ساتھ توبہ واستغفار کرنے کی ترغیب دی ہے اور خود بھی ایک دن میں سو سو مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے۔ توبہ واستغفار مجرموں اور گناہگاروں کیلئے مغفرت اور رحمت کا ذریعہ ہے صالحین اور معصومین ومقربین کے لئے درجات قرب ومحبوبیت میں انتہائی ترقی کا وسیلہ ہے۔

توبہ واستغفار کے نتیجے میں بندہ گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے وہ ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاول ...... عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَقُّ الْجَارِ إِنْ مَرِضَ عُدْتَهُ وَإِنْ مَاتَ شَيَّعْتَهُ وَإِنِ اسْتَقْرَضَكَ أَقْرَضْتَهُ وَإِنْ أَعْوَزَ سَتَرْتَهُ وَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ هَنَّأْتَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ عَزَّيْتَهُ وَلَا تَرْفَعْ بِنَائَكَ فَوْقَ بِنَائِهِ فَتَسُدَّ عَلَيْهِ الرِّيحَ وَلَا تُؤْذِيهِ بِرِيحِ قِدْرِكَ إِلَّا أَنْ تَغْرِفَ لَهُ مِنْهَا۔ (ص۳۶۹)

حدیث مبارکہ کا سلیس ترجمہ کریں نیز حدیث مبارکہ کا مفہوم بھی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امور توجہ طلب ہیں۔(۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کا مفہوم۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پڑوسی کے حقوق تم پر یہ ہیں کہ اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت اور خبر گیری کرو اور اگر انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ اور اگر وہ قرض مانگے تو اس کو قرض دو اور اگر وہ کوئی برا کام کر بیٹھے تو پردہ پوشی کرو اور اگر اسے کوئی نعمت ملے تو اس کو مبارکباد دو اور اگر کوئی مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو اور اپنی عمارت اس کی عمارت سے اس طرح بلند نہ کرو کہ اس کے گھر کی ہوا بند ہو جائے اور تمہاری ہانڈی کی مہک اسکے لئے باعث ایذاء نہ ہو الّا یہ کہ اس میں سے تھوڑا سا کچھ اس کے گھر بھی بھیج دو۔

❷ حدیث کا مفہوم:۔ اس حدیث کے اندر رسول اللہ ﷺ نے ہمسایوں کے حقوق بیان کئے ہیں کہ اُس کی عیادت و خبر گیری کی جائے، اُسکے جنازہ میں شرکت کی جائے، اگر وہ حاجت مند ہو تو مدد کی جائے، اگر اُس سے کوئی برا عمل ہو جائے تو پردہ پوشی کی جائے، اگر اُسے کوئی نعمت ملے تو مبارکباد دی جائے، اگر اُسے کوئی مصیبت پہنچے تو تعزیت کی جائے اور اپنے گھر کی تعمیر میں اس بات کا لحاظ رکھو کہ اپنے گھر کی دیواریں اس طرح بلند نہ کرو کہ پڑوسی کے گھر کی ہوا بند ہو جائے اور اُسے تکلیف پہنچے اور گھر میں جب بھی کوئی اچھی و مرغوب چیز پکے تو ہانڈی کی مہک پڑوسی کے گھر نہ جانے پائے اسلئے کہ یہ مہک اُس کیلئے یا اس کے بچوں کیلئے ایذاء و تکلیف کا باعث ہوگی لہٰذا یا تو کھانے میں سے کچھ اپنے پڑوسی کے گھر بھیجو یا اس بات کا اہتمام کرو کہ ہانڈی کی مہک پڑوسی کے گھر تک نہ جائے۔

الشق الثانی ...... عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِي مَنْزِلِ أَبِي طَلْحَةَ فَنَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ أُخْرُجْ فَانْظُرْ مَا هٰذَا الصَّوْتُ؟ قَالَ فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ هٰذَا مُنَادٍ يُنَادِي أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ لِي إِذْهَبْ فَأَهْرِقْهَا قَالَ فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ قَالَ وَكَانَتْ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيخَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ قُتِلَ قَوْمٌ وَهِيَ فِي بُطُونِهِمْ قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا۔ (ص۳۶۵)

حدیث کا ترجمہ لکھیں، حرمت شراب کے تدریجی احکام کی تفصیل بیان کریں نیز لیس علی الذین اٰمنوا الخ کا شانِ نزول بھی تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں۔(۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حرمت شراب کے تدریجی احکام کی تفصیل (۳) لیس علی الذین اٰمنوا الخ کا شانِ نزول۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں مجلس قائم تھی اور شراب کا دور چل رہا تھا اور میں پلانے والا تھا تو رسول اللہ ﷺ پر شراب کی حرمت کا حکم نازل ہو گیا تو آپ ﷺ نے اسی وقت ایک منادی کو حکم دیا کہ وہ اس کا اعلان مدینہ میں کر دے چنانچہ اس نے اعلان کیا تو ابوطلحہ نے مجھ سے کہا کہ انس باہر جا کر دیکھو کہ یہ کیسی پکار ہے اور کیا اعلان ہو رہا ہے؟ میں نے کہا کہ منادی آواز لگا رہا ہے کہ شراب حرام ہو گئی تو ابوطلحہ نے مجھے حکم دیا کہ جاؤ اور ساری شراب کو

باہر لے جاکر بہادو چنانچہ شراب مدینہ کی گلیوں میں بہنے لگی۔انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس دن وہ شراب وہ تھی جو "فضیخ" بولی جاتی ہے پھر بعض لوگوں کی زبان پر یہ بات آئی کہ بہت سے بندگانِ خدا ایسی حالت میں شہید ہوئے ہیں کہ شراب ان کے پیٹ میں تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا جس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ شراب کی قطعی حرمت کے اس حکم کے آنے سے پہلے اس دنیا سے جاچکے اور ان کی زندگی ایمان اور عمل صالح اور تقویٰ والی تھی تو اس پچھلے دور کے کھانے پینے کے بارے میں ان سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔

❷ **حرمت شراب کے تدریجی احکام کی تفصیل:۔** حرمت شراب کے احکام تدریجی طور پر نازل ہوئے۔سب سے پہلے صالح طبیعت رکھنے والے مسلمانوں نے محسوس کیا ہوگا کہ اسلام کی اعلیٰ تعلیمات اور پاکیزہ مزاج سے شراب اور جواء میل نہیں کھاتے، اس بناء پر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے شراب اور جوئے کے متعلق دریافت کیا تو اُن کے سوال کے جواب میں سب سے پہلی آیت یہ نازل ہوئی يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۔اس آیت میں شراب اور جوئے کو قطعی طور پر حرام قرار نہیں دیا گیا چنانچہ کچھ لوگ اس آیت کے بعد بھی شراب پیتے رہے حتیٰ کہ ایک دن مہاجرین میں سے ایک شخص جو اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے اور امامت کروا رہے تھے تو انہوں نے نشہ کی وجہ سے قراءت میں کچھ گڑبڑ کردی اور غلط پڑھ گئے جس کے نتیجہ میں دوسری آیت نازل ہوئی یٰایها الذین اٰمنوا لاتقربوا الصلوٰة وانتم سُكٰرٰى حتى تعلموا ماتقولون ۔اس آیت میں نشہ کی حالت میں نماز کے قریب جانے سے منع کیا گیا تھا اس لئے کچھ لوگ نماز کے قریب تو شراب نہیں پیتے تھے مگر دیگر اوقات میں شراب پی لیتے تھے پھر تیسری آیت (یٰایها الذین اٰمنوا انما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجسٌ من عمل الشيطٰن فاجتنبوه لعلكم تفلحون) نازل ہوئی۔اس میں واضح طور پر شراب، جواء وغیرہ کو گندگی اور ناپاک قرار دیا گیا اور شیطانی اعمال میں سے قرار دیا گیا اور فرمایا کہ ان سے مکمل طور پر پرہیز کرو تاکہ تم کامیابی حاصل کرسکو۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت (جس میں واضح طور پر شراب کو حرام کیا گیا ہے) سن ۸ ہجری میں نازل ہوئی۔

❸ **لیس علی الذین اٰمنوا الخ کا شانِ نزول:۔** اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت حرمت شراب کے احکامات نازل ہوئے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ میں شراب بہادوں اور اس موقع پر شراب مدینہ کی گلیوں میں پانی کی طرح بہنے لگی، اس موقع پر بعض لوگوں نے یہ شبہ ظاہر کیا کہ جو اللہ کے نیک بندے اس حالت میں شہید ہوئے ہیں کہ شراب ان کے پیٹ میں تھی تو ایسے لوگوں کا کیا انجام ہوگا، نامعلوم ان کی بخشش ہوگی یا نہیں ہوگی تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی جس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ شراب کی قطعی حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہوگئے اور ان کی زندگی ایمان اور نیک اعمال والی تھی تو ان سے سابقہ کھانے پینے کی چیزوں کے بارے میں کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل..... عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَیَّ ثَوْبٌ دُوْنٌ فَقَالَ لِیْ اَلَكَ مَالٌ ؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مِنْ اَیِّ الْمَالِ؟ قُلْتُ مِنْ كُلِّ الْمَالِ قَدْ اَعْطَانِیَ اللّٰهُ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ قَالَ فَاِذَا اٰتَاكَ اللّٰهُ مَالًا فَلْيُرٰى اَثَرُ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَكَرَامَتِهٖ . (ص۳۷۶)

عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ دَعَاهُ اللّٰهُ

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنْ اَيِّ حُلَلِ الْاِيْمَانِ يَلْبَسُهَا (ص۳۳۳)

احادیث کا ترجمہ و مفہوم بیان کریں نیز بظاہر احادیث میں تعارض معلوم ہو رہا ہے تو دونوں احادیث میں تطبیق واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں۔(۱) احادیث کا ترجمہ (۲) احادیث کا مفہوم (۳) احادیث میں تطبیق۔

جواب ...... ❶ احادیث کا ترجمہ:۔ ابوالاحوص تابعی اپنے والد (مالک بن فضلہ) سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں بہت معمولی اور گھٹیا قسم کے کپڑے پہنے ہوئے تھا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ مال و دولت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں (اللہ کا فضل ہے) آپ ﷺ نے پوچھا کہ کس نوع کا مال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے اللہ نے ہر قسم کا مال دے رکھا ہے، اونٹ بھی ہیں، گائے بیل بھی ہیں، بھیڑ بکریاں بھی ہیں، گھوڑے بھی ہیں، غلام باندیاں بھی ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اللہ نے تم کو مال و دولت سے نوازا ہے تو پھر اللہ کے انعام و احسان اور اس کے فضل و کرم کا اثر تمہارے اوپر نظر آنا چاہیے۔ معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ بڑھیا لباس کی استطاعت کے باوجود از راہِ تواضع و انکساری اس کو استعمال نہ کرے اور سادہ معمولی لباس ہی پہنے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ساری مخلوقات کے سامنے بلا کر اختیار دے گا کہ وہ ایمان کے جوڑوں میں سے جو جوڑا بھی پسند کرے اس کو زیب تن کرے۔

❷ احادیث کا مفہوم:۔ پہلی حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو مال و متاع دیا ہو تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے مال و متاع اور انعام و احسان کا اظہار کرے اور اُس کا فضل اُس کے اوپر نظر آنا چاہیے یعنی حیثیت کے مطابق اچھا لباس، اچھی شکل و صورت اور ہیئت اختیار کرنی چاہیے۔

دوسری حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اتنا مال و متاع دیا کہ وہ قیمتی لباس استعمال کر سکتا ہے مگر وہ اس جذبہ کے تحت عمدہ و قیمتی لباس نہیں پہنتا کہ اس کی وجہ سے دوسروں کے اوپر میری بڑائی ظاہر ہوگی اور اس کی وجہ سے کسی غریب اور نادار آدمی کا دل ٹوٹے گا تو اس کا یہ جذبہ انتہائی قابل قدر اور مبارک ہے ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کے سامنے انتہائی انعام و اکرام سے نوازیں گے اور اہل ایمان جنتیوں کے اعلیٰ سے اعلیٰ جوڑوں کے متعلق کہا جائے کہ ان میں سے جو جوڑا چاہو لے لو۔

❸ احادیث میں تطبیق:۔ بظاہر دونوں احادیث میں تعارض ہے اسلئے کہ پہلی حدیث میں استطاعت کی صورت میں عمدہ لباس پہننے کی ہدایت دی گئی ہے جبکہ دوسری حدیث میں استطاعت کے باوجود اچھا لباس نہ پہننے پر انعام و اکرام کی بشارت سنائی گئی ہے۔

تطبیق کا حاصل یہ ہے کہ دونوں احادیث میں کوئی تعارض و تضاد نہیں ہے دونوں احادیث کا محل الگ الگ ہے۔ پہلی حدیث کے مخاطب وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی مالی وسعت کے باوجود کنجوسی کی وجہ سے یا طبیعت کے لااُبالی پن کی وجہ سے پھٹے ہوئے خستہ کپڑے پہنیں اور دیکھنے سے یوں معلوم ہو کہ شاید اُن کے پاس اچھا کپڑا ہے ہی نہیں، ایسے لوگوں کو اچھا لباس پہننے کا حکم دیا گیا ہے اور دوسری حدیث کا مصداق وہ لوگ ہیں جو لباس کی بہتری کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور لباس کے معاملہ میں بہت زیادہ تکلف سے کام لیتے ہیں گویا انکے نزدیک آدمی کی قدر و قیمت کا معیار و پیمانہ لباس ہی ہے تو ایسے لوگوں کو ہدایت فرمائی کہ اگر وہ بڑائی اور دوسرے کی دل شکنی سے بچنے کیلئے عمدہ کپڑوں کی قربانی دیں گے ایسے لوگوں کو اہل ایمان کے جوڑوں میں سے اعلیٰ جوڑے کے انتخاب کا اختیار دیا جائیگا۔

الشق الثانی ...... عَنْ اَنَسٍ قَالَ غَلَا السِّعْرُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَعِّرْ لَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ اَلْقٰى رَبِّيْ وَلَيْسَ اَحَدٌ مِنْكُمْ يَطْلُبُنِيْ بِمَظْلَمَةٍ بِدَمٍ وَّلَا مَالٍ۔ (ص۵۳۶)

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا اِبْتَاعَ غُلَامًا فَاَقَامَ عِنْدَهٗ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ وَجَدَ بِهٖ عَيْبًا فَخَاصَمَهٗ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَدَّهٗ عَلَيْهِ فَقَالَ الرَّجُلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَدِ اسْتَغَلَّ غُلَامِيْ فَقَالَ ﷺ اَلْخِرَاجُ بِالضَّمَانِ۔ (ص۵۳۳)

احادیث کا ترجمہ کریں۔خیارِ عیب کی وجہ سے بیع کا حکم بیان کریں نیز حدیث کے آخری جملہ الخراج بالضمان کی تشریح تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال کا تین امور توجہ طلب ہیں۔(۱)احادیث کا ترجمہ (۲)خیارِ عیب کی وجہ سے بیع کا حکم (۳)الخراج بالضمان کی تشریح۔

جواب ...... ❶ احادیث کا ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک دفعہ مہنگائی بڑھ گئی تو لوگوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ حضرت (ﷺ) آپ نرخ مقرر فرمادیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نرخ کم وبیش کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے، وہی تنگی یا فراخی کرنے والا ہے، وہی سب کا روزی رساں ہے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملوں کہ کوئی مجھ سے جان و مال کے ظلم اور حق تلفی کا مطالبہ کرنے والا نہ ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کسی دوسرے سے ایک غلام خریدا اور وہ (کچھ دن) جتنے اللہ نے چاہا اس کے پاس رہا پھر اسے معلوم ہوا کہ غلام میں ایک عیب ہے تو وہ شخص اس معاملہ کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور آپ ﷺ سے فیصلہ چاہا تو آپ ﷺ نے (اس عیب کی بنیاد پر) غلام واپس کردینے کا فیصلہ فرمادیا۔ مدعا علیہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس بھائی نے (اتنے دن تک) میرے غلام سے کام لیا ہے اور فائدہ اٹھایا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا الخراج بالضمان (یعنی نفع کا مستحق وہی ہے جو نقصان کا ضامن ہے)۔

❷ خیارِ عیب کی وجہ سے بیع کا حکم:۔ ائمہ کرام کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ اگر خریدی ہوئی چیز میں کوئی ایسا عیب نکل آئے جس کی وجہ سے اس کی قیمت اور حیثیت کم ہوجائے اور یہ بات ثابت ہوجائے کہ یہ عیب خرید وفروخت کے معاملہ سے پہلے کا ہے تو اس صورت میں خریدار کو معاملہ فسخ کرنے اور خریدی ہوئی چیز واپس کرکے اپنی اداشدہ قیمت واپس لینے کا اختیار ہے۔(ص۵۳۵)

❸ الخراج بالضمان کی تشریح:۔ اس جملہ کا لفظی مفہوم یہ ہے کہ نفع کا مستحق وہی شخص ہے جو نقصان کا ضامن ہے۔ یہ جملہ شریعت کے اُن اصولی قواعد میں سے ہے جن سے فقہاء نے بے شمار مسائل کا استخراج کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ منفعت کا مستحق وہی شخص ہے جو نقصان کا ذمہ دار ہے یعنی اگر کوئی مبیع کسی خریدار کے پاس کسی حادثہ کے نتیجہ میں ہلاک ہوجائے مثلاً غلام یا جانور مرجائے یا اُس کا کوئی عضو ٹوٹ جائے تو یہ نقصان خریدار کا ہی ہوتا ہے۔ اس لئے اس غلام یا جانور سے فائدہ اُسی خریدار نے اٹھایا ہے جو کہ اُس کا حق تھا لہٰذا اب نقصان بھی اُسی کے ذمے ہے۔

﴿الورقة الثانية: فى الحديث﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاول ...... عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ۔

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ذَاقَ طَعْمَ الْاِيْمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا۔ (ص۳۰)

احادیث مبارکہ پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کریں نیز احادیث کی واضح تشریح بھی کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں۔ (۱) احادیث پر اعراب (۲) احادیث کا ترجمہ (۳) احادیث کی تشریح۔

جواب ...... ① **احادیث پر اعراب:۔** کما مرّ فی السوال آنفا۔

② **احادیث کا ترجمہ:۔** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی ستر سے بھی کچھ اوپر شاخیں ہیں اور ان میں سب سے اعلیٰ اور افضل تو لا الٰہ الا اللہ کا قائل ہونا یعنی توحید کی شہادت دینا ہے اور ان میں ادنیٰ درجے کی چیز اذیت اور تکلیف دینے والی چیزوں کا راستے سے ہٹانا ہے اور حیاء ایمان کی ایک اہم شاخ ہے۔

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے کہ ایمان کا مزہ اُس نے چکھا اور اسکی لذت اسے ملی جو اللہ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین اور محمد ﷺ کو اپنا رسول و ہادی ماننے پر دل سے راضی ہو گیا۔

③ **احادیث کی تشریح:۔** پہلی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ستر سے زائد ایمان کے شعبوں کا تذکرہ کیا ہے اور ستر سے زائد کا لفظ صرف کثرت کے لئے مبالغہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے اگرچہ بعض حضرات نے اس سے خاص طور پر ۷۷ کا عدد ہی مراد لیا ہے لیکن راجح یہی ہے کہ اس سے کوئی خاص عدد و معین مراد نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ایمان کا سب سے اعلیٰ شعبہ لا الٰہ الا اللہ کو قرار دیا اور سب سے ادنیٰ درجہ راستے سے تکلیف دہ چیز کے ہٹانے کو قرار دیا۔ اب درمیان کے تمام امور خیر جن کا تصور کیا جا سکتا ہے وہ سب ایمان میں داخل ہو گئے خواہ ان کا تعلق حقوق اللہ سے ہو یا حقوق العباد سے ہو۔ حدیث کے آخر میں آپ ﷺ نے خصوصیت کے ساتھ حیاء کا ذکر فرمایا کہ وہ بھی ایمان کا ایک اہم شعبہ ہے۔ خصوصیت کے ساتھ اس کا ذکر یا تو ارشاد کے وقت کسی صحابی سے حیاء کے معاملہ میں کسی کوتاہی کی وجہ سے ہے یا حیاء کے متعلق اسلئے متنبہ فرمائی کہ انسانی اخلاق میں حیاء کا مقام بہت بلند ہے اور حقیقت میں حیاء ہی وہ خصلت ہے جو آدمی کو بہت سے گناہوں اور برائیوں سے روکتی ہے اس وجہ سے ایمان اور حیاء میں بہت گہرا رشتہ ہے۔

دوسری حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح لذیذ اور ذائقہ دار مادی غذاؤں میں ایک لذت ہوتی ہے جس کو وہی آدمی محسوس کرتا ہے جس کی قوت ذائقہ کسی بیماری کی وجہ سے خراب نہ ہو اسی طرح ایمان میں ایک خاص لذت اور حلاوت ہے اور اس کو بھی وہی خوش قسمت لوگ محسوس کر سکتے ہیں جنہوں نے پوری خوشدلی اور رضائے قلبی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو اپنا مالک اور پروردگار، رسول اللہ ﷺ کو نبی اور رسول، اسلام کو اپنا دین اور زندگی کا دستور العمل بنالیا ہو۔ اللہ کی بندگی، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور طریقہ اسلام کی پیروی کو ان کے دل نے اپنا لیا ہو یعنی اللہ اور اس کے رسول اور اسلام کے ساتھ اُن کا تعلق محض رسمی نہ ہو بلکہ ان کے ساتھ دلی تعلق ہو جس کو یہ چیز نصیب نہیں یقیناً ایسا شخص ایمانی لذت و حلاوت سے محروم ہے۔

الشق الثانی ...... عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ، قُلْتُ مَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ وَ خَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ وَ حُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ هُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ مَنْ تَرَكَهُ مِنْ جَبَّارٍ قَصَمَهُ اللّٰهُ وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدٰى فِيْ غَيْرِهٖ اَضَلَّهُ اللّٰهُ وَهُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَتِيْنُ وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيْمُ وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ هُوَ الَّذِيْ لَا تَزِيْغُ بِهِ الْاَهْوَاءُ وَلَا تَلْتَبِسُ بِهِ الْاَلْسِنَةُ وَلَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ وَلَا يَخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا يَنْقَضِيْ عَجَائِبُهٗ هُوَ الَّذِيْ لَمْ تَنْتَهِ الْجِنُّ اِذْ سَمِعَتْهُ حَتّٰى قَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ مَنْ قَالَ بِهٖ صَدَقَ وَمَنْ عَمِلَ بِهٖ اُجِرَ وَمَنْ حَكَمَ بِهٖ عَدَلَ وَمَنْ دَعَا اِلَيْهِ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ. (ص ۶۸)

حدیث مبارکہ پر اعراب لگا ترجمہ کریں نیز حدیث کی واضح تشریح بھی کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں۔ (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) حدیث کی تشریح۔

جواب ...... ① **حدیث پر اعراب:** کمامرّ فی السوال آنفاً۔

② **حدیث کا ترجمہ:** حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ ایک بڑا فتنہ آنے والا ہے، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اُس سے بچنے کا ذریعہ کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کتاب اللہ، اس میں تم سے پہلی امتوں کے واقعات ہیں اور تمہارے بعد تمہارے مابعد والے زمانے کی اطلاعات ہیں اور تمہارے درمیان جو مسائل پیدا ہوں گے قرآن میں ان کا حکم اور فیصلہ موجود ہے وہ قول فیصل ہے وہ فضول گوئی نہیں ہے جو کوئی جابر اور سرکش آدمی اُس کو چھوڑ دے گا اللہ تعالیٰ اُس کو توڑ کر رکھ دے گا اور جو شخص ہدایت کو قرآن کے بغیر تلاش کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے گمراہ کر دے گا اور قرآن کریم ہی اللہ تعالیٰ سے تعلق کا مضبوط وسیلہ ہے اور وہ محکم نصیحت نامہ ہے اور وہی صراط مستقیم ہے وہ ایسا حق ہے جسکی اتباع خیالات کو کجی سے محفوظ رکھتی ہے اور زبانیں اس میں گڑبڑ نہیں کر سکتیں اور علماء کبھی اس کے علم سے سیراب نہ ہوں گے اور بار بار پڑھنے کی وجہ سے یہ پرانا نہیں ہوگا اور اسکے عجائبات کبھی ختم نہ ہوں گے اس کی شان یہ ہے کہ جب جنوں نے اس کو سنا تو خاموش نہ رہ سکے یہاں تک کہ بول اُٹھے (ترجمہ: کہ بیشک ہم نے قرآن کریم سنا جو عجیب ہے، بھلائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے پس ہم اُس پر ایمان لائے)۔ جس نے بھی اس کے موافق بات کہی اُس نے سچ کہا اور جس نے بھی اس پر عمل کیا وہ اجر کا مستحق ہوا اور جس نے اس کے ساتھ فیصلہ کیا اُس نے عدل کیا اور جس نے اس کی طرف دعوت دی اُس کو صراط مستقیم کی ہدایت نصیب ہوئی۔

③ **حدیث کی تشریح:** اس حدیث کے اندر قرآن کریم کی عظمت اور فضیلت کو ایک جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ فتنوں کے زمانہ میں شر ورفتن سے بچنے کا ذریعہ قرآن کریم ہوگا کیونکہ اس میں سابقہ امتوں کے اعمال ونتائج کو بھی بیان کیا گیا ہے اور آنے والے لوگوں کے مسائل اور ان کے حل کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ یہ حق وباطل، صحیح وغلط کے درمیان فیصلہ کرنے والا کلام ہے، اس میں کوئی فضول گوئی نہیں ہے، اگر کوئی متکبر وسرکش آدمی اس سے منہ موڑے گا تو سوائے محرومی اور بدبختی کے اُسے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ یہ کلام اللہ تعالیٰ سے تعلق کا انتہائی مضبوط ترین وسیلہ ہے اور صحیح معنوں میں صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرنے والا ہے، اس کی اتباع اور پیروی کے ذریعے آدمی گمراہ نہیں ہوتا اور تا قیامت یہ ہر قسم کی تحریف سے محفوظ رہے گا۔ اہل علم اس میں ہمیشہ حقائق ومعارف تلاش کرتے رہیں گے اور کبھی یہ حقائق ومعارف اپنی انتہاء کو نہ پہنچیں گے کہ علم حاصل کرنے والا یہ محسوس کرے کہ میں نے قرآن کریم پر پورا عبور حاصل کر لیا ہے بلکہ اس کے طالبین کا ہمیشہ یہی حال رہے گا کہ وہ قرآن کریم کے علوم میں جتنے آگے بڑھتے جائیں گے اتنی ہی ان کو ترقی کی طلب ہوتی رہے گی اور اُن کو اس بات کا احساس ہوگا کہ ہم نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ اُس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جو ہم نے حاصل نہیں کیا اور اس کی تلاوت کرنے والا کبھی اس سے نہیں اُکتائے گا کہ جیسے عام کتابوں کے پڑھنے والا بار بار پڑھنے کے نتیجے میں اُکتا جاتا ہے بلکہ اس کا پڑھنے والا جتنا پڑھتا جائے گا اتنا ہی اُس کے لطف وسرور میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا، اس کی باریکیاں اور لطائف، حقائق ومعارف کبھی ختم نہ ہوں گے حتیٰ کہ اس کی تلاوت کا جنات کے اوپر یہ اثر ہوا کہ وہ ایمان لائے بغیر نہ رہ سکے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاول ......عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ ان عبدا اذنب ذنبا فقال رب اذنبت فاغفره فقال ربه اعلم عبدی ان له ربا يغفر الذنب ويأخذ به غفرت لعبدی ثم مكث ماشاء الله ثم اذنب ذنبا قال رب اذنبت ذنبا فاغفره فقال اعلم عبدی ان له ربا يغفر الذنب ويأخذ به غفرت لعبدی ثم مكث ماشاء الله ثم اذنب ذنبا قال رب اذنبت ذنبا آخر فاغفره لی فقال اعلم عبدی ان له ربا يغفر

الذنب ویاخذ به غفرت لعبدی فلیفعل ماشاء۔ (ص۳۰۳)

حدیث کا ترجمہ اور مفہوم بیان کریں نیز غفرت لعبدی فلیفعل ماشاء کی واضح تشریح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا لب لباب تین امور ہیں۔(۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کا مفہوم (۳) غفرت لعبدی فلیفعل ماشاء کی وضاحت۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا اللہ کے کسی بندے نے کوئی گناہ کیا پھر اللہ سے عرض کیا اے میرے مالک! مجھ سے گناہ ہو گیا مجھے معاف فرمادے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہوں پر پکڑ بھی سکتا ہے اور معاف بھی کر سکتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کا گناہ بخش دیا اور اس کو معاف کردیا۔ اسکے بعد جب تک اللہ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رُکا رہا اور پھر کسی وقت گناہ کر بیٹھا اور پھر اللہ سے عرض کیا میرے مالک! مجھ سے گناہ ہو گیا تو اس کو بخش دے اور معاف فرمادے تو اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا کہ میں نے اپنے بندے کا گناہ معاف کردیا۔ اسکے بعد جب تک اللہ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رُکا رہا اور کسی وقت پھر کوئی گناہ کر بیٹھا اور پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے میرے مالک دمولیٰ! مجھ سے گناہ ہو گیا تو مجھے معاف فرمادے اور میرا گناہ بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے پھر ارشاد فرمایا کہ میرے بندے کو یقین ہے کہ اس کا کوئی مالک و مولیٰ ہے جو گناہ معاف بھی کرتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اب جو اس کا جی چاہے وہ کرے۔

❷ حدیث کا مفہوم:۔ اس حدیث میں کسی اللہ کے بندے کے بار بار گناہ کرنے اور بار بار استغفار کرنے کے واقعہ کو ذکر کیا گیا ہے۔ شارحین نے لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ سابقہ امتوں میں سے کسی امتی کا واقعہ ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک کردار کا بیان ہے اور اللہ تعالیٰ کے لاکھوں بلکہ کروڑوں بندے ایسے ہوں گے جن کا یہی حال اور کردار ہوگا کہ اللہ اور آخرت پر ایمان کے باوجود ان سے گناہ ہو جائے تو وہ نادم و پشیمان ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرتے ہیں اس کے بعد پھر گناہ سرزد ہو جاتا ہے پھر سچے دل سے استغفار کرتے ہیں، پھر گناہ سرزد ہو جاتا ہے الغرض بار بار گناہ سرزد ہوتا ہے اور بار بار ہی استغفار کرتے ہیں۔ آخری دفعہ کے استغفار اور معافی کے اعلان کے ساتھ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ غفرت لعبدی فلیفعل ماشاء کہ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اب اس کا جو جی چاہے وہ کرے۔

❸ غفرت لعبدی فلیفعل ماشاء کی وضاحت:۔ اس جملے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اس گناہگار شخص کو اب گناہوں کی بھی اجازت دے دی گئی ہے کہ اب جو مرضی گناہ کرتا رہ تجھے اجازت ہے بلکہ ان الفاظ میں اللہ رب العزت کی طرف سے بندے کے لئے خصوصی لطف وکرم کے اعلان کا ذکر ہے کہ اے میرے بندے تو جتنی بار بھی گناہ کرے گا اور پھر حقیقی معنوں میں دل کی شرمندگی کے ساتھ استغفار کرتا رہے گا تو میں تجھے معاف کرتا رہوں گا اور تو کبھی اپنے سچے استغفار کی وجہ سے گناہوں کے نتیجہ میں ہلاک نہ ہوگا بلکہ تیرا یہ حقیقی استغفار ہمیشہ گناہوں کے لئے تریاق کا کام کرتا رہے گا۔

الشق الثانی ...... عن بریدة قال کنا فی الجاهلیة اذا ولد لاحدنا غلام ذبح شاة ولطخ راسه بدمها فلما جاء الاسلام کنا نذبح شاةً یوم السابع ونحلق راسه ونلطخه بزعفران.

عن الحسن عن سمرة بن جندب ان رسول الله ﷺ قال کل غلام رهینةٌ بعقیقته تذبح عنه یوم سابعه ویحلق ویسمّٰی۔ (ص۳۷۱) احادیث کا ترجمہ کریں۔ عقیقہ کا مفہوم و حکم بیان کریں۔

کل غلام رهینة بعقیقته کا مطلب واضح کریں نیز کیا بچے کا نام کسی بھی رکھا جا سکتا ہے یا عقیقہ کے دن نام رکھنا ضروری ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں۔(۱) احادیث کا ترجمہ (۲) عقیقہ کا مفہوم اور حکم (۳) کل غلام

رهينة بعقيقته کا مطلب (۴) عقیقہ کے دن بچے کا نام رکھنے یا نہ رکھنے کی وضاحت۔

جواب ...... ❶ **احادیث کا ترجمہ:۔** حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ہم لوگوں کا یہ دستور تھا کہ جب کسی کے لڑکا پیدا ہوتا تو وہ بکری یا بکرا ذبح کرتا اور اسکے خون سے بچے کے سر کو رنگ دیتا پھر جب اسلام آیا تو (رسول اللہ ﷺ کی تعلیم وہدایت کے مطابق) ہمارا طریقہ یہ ہوگیا کہ ہم ساتویں دن عقیقہ کی بکری یا بکرے کی قربانی کرتے اور بچے کا سر صاف کرا کے سر پر زعفران لگا دیتے ہیں۔

حضرت حسن بصری نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر بچہ اپنے عقیقہ کے جانور کے عوض رہن ہوتا ہے جو ساتویں دن اس کی طرف سے قربانی کیا جائے اور اس کا سر منڈ وا دیا جائے اور نام رکھا جائے۔

❷ **عقیقہ کا مفہوم اور حکم:۔** جب کوئی بچہ یا بچی پیدا ہوتی ہے تو ساتویں دن اس کے بال منڈوائے جاتے ہیں اور نام رکھ کر جانور کی قربانی کی جاتی ہے تا کہ نو مولود بچہ تمام آفات وبلاؤں سے محفوظ رہے اس قربانی کو عقیقہ کہتے ہیں۔ دنیا کی تقریباً تمام امتوں میں بچہ کی پیدائش کو ایک نعمت اور خوشی کی بات سمجھا جاتا ہے اور کسی تقریب کے ذریعے اس خوشی کا اظہار بھی کیا جاتا ہے، یہ انسانی فطرت کا تقاضا بھی ہے اس میں یہ مصلحت بھی ہے کہ اس سے نہایت لطیف اور خوبصورت طریقہ پر یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ باپ اس بچے کو اپنا ہی بچہ سمجھتا ہے اور اس معاملہ میں اپنی بیوی پر کوئی شک وشبہ نہیں کرتا جس سے بہت سے فتنوں کا دروازہ بند ہو جاتا ہے، عربوں میں دور جاہلیت میں بھی اس عقیقے کا رواج تھا، رسول اللہ ﷺ نے اسی طریقہ کو باقی رکھتے ہوئے اسکے متعلق مناسب ہدایات بھی دیں اور عقیقہ کر کے عملی نمونہ بھی پیش کیا۔

یہ عقیقہ کرنا فرض واجب نہیں بلکہ مسنون ہے۔

❸ **كل غلام رهينة بعقيقته کا مطلب:۔** شارحین نے اس جملے کے متعدد مطلب بیان کئے ہیں، اُن میں سے سب سے بہتر یہ مطلب ہے کہ بچہ اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے اور صاحب استطاعت کے لئے عقیقہ کی قربانی اس کا شکرانہ اور فدیہ ہے اور جب تک یہ شکرانہ اور فدیہ ادا نہ کیا جائے اُس وقت تک یہ بچے پر بار اور بوجھ رہتا ہے اور گویا بچہ اس کے عوض رہن رہتا ہے۔

❹ **عقیقہ کے دن بچے کا نام رکھنے یا نہ رکھنے کی وضاحت:۔** اگر عقیقہ کرنے کا ارادہ ہو تو پھر عقیقہ کے ساتھ ساتویں دن ہی بچے کا نام رکھنا افضل واولیٰ ہے اور اگر عقیقہ کرنے کا ارادہ نہ ہو تو پھر ولادت کے دن ہی یا عقیقہ سے قبل ہی بچے کا نام رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اگر عقیقہ سے پہلے نام نہ رکھا ہو تو عقیقہ کے دن بہرصورت نام رکھ دینا چاہیے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاول ......عن ابى هريرة قال قال رسول الله ﷺ ان الله تعالٰى يقول يوم القيٰمة يا ابن آدم مرضت فلم تعدنى قال يا رب كيف اعودك وانت رب العٰلمين قال اما علمت ان عبدى فلانًا مرض فلم تعده اما علمت انك لو عدته لوجدتنى عنده يا ابن آدم استطعمتك فلم تطعمنى قال يا رب كيف اطعمك وانت رب العٰلمين قال اما علمت انه استطعمك عبدى فلان فلم تطعمه اما علمت انك لو اطعمته لوجدت ذلك عندى يا ابن آدم استسقيتك فلم تسقنى قال يا رب كيف اسقيك وانت رب العٰلمين قال استسقاك عبدى فلان فلم تسقه اما انك لو سقيته وجدت ذلك عندى. (ص۳۱۸)

عن ابى ذر قال قال رسول الله ﷺ اخوانكم جعلهم الله تحت ايديكم فمن جعل الله اخاه تحت يديه فليطعمه مما ياكل وليلبسه مما يلبس ولايكلفه من العمل ما يغلبه ان كلفه ما يغلبه فليعنه عليه.

احادیث مبارکہ کا ترجمہ کریں نیز مختصر الفاظ میں احادیث سے مستنبط سبق تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل دو امور ہیں۔(۱)احادیث کا ترجمہ(۲)احادیث سے مستنبط سبق۔

جواب...... ❶ <u>احادیث کا ترجمہ:۔</u> حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ابن آدم سے فرمائے گا کہ اے ابن آدم میں بیمار پڑا تھا تو نے میری خبر نہیں لی؟ بندہ عرض کرے گا اے میرے مالک اور پروردگار! میں کیسے تیری تیمارداری یا بیمار پرسی کرسکتا تھا تو تو رب العالمین ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں ہوا تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار پڑا تھا تو نے اسکی عیادت نہیں کی اور خبر نہیں لی؟ کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اس کی خبر لیتا اور تیمارداری کرتا تو مجھے اس کے پاس ہی پاتا؟ اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے مجھے نہیں کھلایا، بندہ عرض کرے گا (خداوندا!) میں تجھے کیسے کھانا کھلا سکتا تھا تو تو رب العالمین ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے اس کو کھانا نہیں دیا، کیا تجھے علم نہیں ہے کہ اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو اس کو میرے پاس پالیتا۔ اے ابن آدم! میں نے پینے کیلئے تجھ سے (پانی) مانگا تھا تو نے مجھے نہیں پلایا، بندہ عرض کرے گا: میں تجھے پانی کیسے پلاتا تو تو رب العالمین ہے تجھے پینے سے کیا واسطہ؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے پینے کیلئے پانی مانگا تھا تو نے اس کو نہیں پلایا سن! اگر تو اسکو پانی پلادیتا تو اس کو میرے پاس پالیتا۔

حضرت ابوذر غفاری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (یہ بیچارے غلام) تمہارے بھائی ہیں، اللہ نے ان کو تمہارا زیر دست (محکوم) بنادیا ہے، تو اللہ جس کے زیر دست (ماتحت و محکوم) اس کے کسی بھائی کو کردے تو اس کو چاہیے کہ اس کو وہ کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہ پہنائے جو خود پہنتا ہے اور اس کو ایسے کام کا مکلف نہ کرے جو اس کے لئے بہت بھاری ہو اور اگر ایسے کام کا مکلف کرے تو پھر اس کام میں خود اس کی مدد کرے۔

❷ <u>احادیث سے مستنبط سبق:۔</u> پہلی حدیث میں آپ ﷺ نے ایک مؤثر اور غیر معمولی انداز میں بیماروں کی عیادت و تیمارداری اور بھوکے و پیاسے لوگوں کو کھانا کھلانے اور پانی پلانے کی ترغیب دی ہے کہ جو شخص کسی حاجت مند کی حاجت پوری کرے گا یا کسی بیمار کی عیادت و تیمارداری کرے گا وہ اُس کو اللہ تعالیٰ کے پاس پائے گا اور اسی طریقے سے جو کسی بھوکے و پیاسے کو کھانا کھلائے گا یا پانی وغیرہ پلائے گا تو اس کا اجر و ثواب بھی اُسے پروردگار سے ملے گا۔

دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے اپنے غلاموں اور ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہے کہ یہ بھی حقیقت میں تمہارے بھائی ہی ہیں، آدم علیہ السلام کی اولاد ہی ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارا محکوم و ماتحت بنایا ہے لہٰذا اس مظلوم طبقہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، پس جو خود کھاؤ وہی اُن کو کھلاؤ اور جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ اور ان کو ایسے کام کا حکم نہ دو جس کام کی ان میں ہمت واستطاعت نہ ہو، اگر بالفرض اگر کسی ایسے کام کا ان کو حکم کردیا گیا ہے تو پھر اس کام کے نمٹانے میں ان کی مدد بھی کرو۔

الشق الثانی......عن جابر ان النبی ﷺ مر واصحابه بامراة فذبحت لهم شاة واتخذت لهم طعاما فاخذ لقمة فلم يستطع ان يسيغها فقال هذه شاة ذبحت بغير اذن اهلها فقالت المرأة يا رسول الله انا لا نحتشم من آل معاذ نأخذ منهم ويأخذون منا (ص۵۲۷)

حدیث مبارکہ کا سلیس ترجمہ کرکے واضح تشریح کریں نیز حدیث سے مستنبط سبق بھی تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں۔(۱)حدیث کا ترجمہ(۲)حدیث کی تشریح(۳)حدیث سے مستنبط سبق۔

جواب...... ❶ <u>حدیث کا ترجمہ:۔</u> حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے چند اصحاب ورفقاء کا گزر ایک خاتون کی طرف سے ہوا اور اس نے آپ ﷺ سے کھانا تناول فرمانے کی درخواست کی آپ ﷺ نے قبول فرمالیا

تو اس نے ایک بکری ذبح کی اور کھانا تیار کیا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے ایک لقمہ لیا مگر اس کو آپ ﷺ حلق سے نہیں اتار سکے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ بکری اصل مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کرلی گئی ہے۔ اس خاتون نے عرض کیا کہ ہم لوگ (اپنے پڑوسی) معاذ کے گھر والوں سے کوئی تکلف نہیں کرتے ہم ان کی چیز لے لیتے ہیں اور اسی طرح وہ ہماری چیز لے لیتے ہیں۔

② حدیث کی تشریح:۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ کسی صحابیہ عورت نے آپ ﷺ سے کھانا تناول کرنے کی درخواست کی اور ایک بکری ذبح کر کے کھانا تیار کیا مگر آپ ﷺ کے حلق میں اُس کا لقمہ نہ اتر سکا اور آپ ﷺ پر یہ بات منکشف کردی گئی کہ یہ بکری اصل مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی ہے۔

جس طرح عام انسانوں کو کھانے پینے کی چیزوں کے بارے میں ایک خاص ذوق اور احساس دیا گیا ہے جس کے نتیجہ میں کڑوی و بدذائقہ چیز حلق سے نہیں اترتی اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو ناجائز غذاؤں سے حفاظت کے لئے ایسا ذوق عطاء فرماتے ہیں جس کے نتیجہ میں ناجائز غذا ان کے حلق میں نہیں اتر سکتی اور مذکورہ واقعہ اسی خاص نوعیت و عنایت کا ظہور ہے۔

③ حدیث سے مستنبط سبق:۔ حدیث کے الفاظ سے معلوم ہورہا ہے کہ یہ بکری نہ ہی چرائی گئی تھی اور نہ ہی غصب کی گئی تھی بلکہ باہمی اعتماد، تعلق اور رواج و چلن کی وجہ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی تھی اور بغیر اجازت ذبح کرلی گئی تھی اس کے باوجود اس میں ایسی خباثت اور خرابی پیدا ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ اس کونہیں کھاسکے۔ پس معلوم ہوا کہ دوسروں کی چیز اجازت کے بغیر استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

﴿الورقة الثانية: في الحديث﴾

﴿السوال الأول﴾ ۱۴۲۸ھ

الشق الأول ......عن المقداد بن الأسود قال: قال رسول الله ﷺ: إذا رأيتم المداحين فاحثوا في وجوههم التراب . (ص۴۱۲)

حدیث کا ترجمہ کریں۔ مداحین کا معنی لکھیں۔ خط کشیدہ جملے کے کم از کم دو مطلب لکھیں۔

﴿ خلاصہ سوال ﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں۔ (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) مداحین کا معنی (۳) مخطوط جملے کا مطلب۔

جواب ...... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم بہت زیادہ مدح کرنے والوں کو دیکھو تو اُن کے منہ پر خاک ڈالو۔

② مداحین کا معنی:۔ مداحین کا لغوی معنی تو تعریف کرنے والے ہیں مگر مراد وہ لوگ ہیں جو خوشامد و چاپلوسی کیلئے پیشہ وارانہ طور پر مبالغہ آمیز تعریفیں اور قصیدہ خوانی کرتے ہیں۔

③ مخطوط جملے کا مطلب:۔ ① یہ جملہ حقیقت پر مشتمل ہے کہ اظہار ناراضگی کے طور پر ان کے منہ پر حقیقتاً خاک ڈال دو۔ ② یہ مجاز پر مشتمل ہے مطلب یہ ہے کہ انہیں کسی قسم کے انعام واکرام سے نہ نوازو گویا منہ پر خاک ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ انہیں کچھ نہ دو، انہیں محروم و نامراد واپس لوٹا دو۔ ③ مداحین سے کہہ دو کہ تمہارے منہ میں خاک ہو گویا یہ کہنا ہی انکے منہ میں خاک ڈالنا ہے۔

البتہ اگر اچھی نیت اور کسی دینی مصلحت سے کسی شخص کی سچی تعریف اُس کے سامنے یا اُس کی پشت کے پیچھے کی جائے اور عجب پسندی و خود فہمی کا خطرہ نہ ہو تو ایسی تعریف کی ممانعت نہیں ہے بلکہ اچھی نیت کے مطابق اس پر اجر وثواب ملے گا۔

الشق الثاني ......عن أبي هريرة قال: رسول الله ﷺ: من ضرب مملوكه ظلماً أقيد منه يوم القيمة (ص۳۱۲)

حدیث کا ترجمہ کر کے تشریح کریں۔ اسلام نے غلاموں کو جو حقوق دیئے ہیں احادیث کی روشنی میں ان پر ایک تفصیلی نوٹ لکھیں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں۔(۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) اسلام میں غلاموں کے حقوق۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اپنے غلام کو ظلماً مارا تو قیامت کے دن اس سے اس کا بدلہ لیا جائے گا۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ ترجمہ سے مطلب واضح ہے کہ بلاوجہ ظلماً اپنے ماتحت اور غلام کے ساتھ زیادتی و مار پیٹ نہیں کرنی چاہیے اور اس کو انتقاماً سزائیں دینی چاہیے۔ وگرنہ روزِ محشر اس زیادتی کے بارے میں بھی باز پرس ہوگی لیکن اگر اصلاح و تادیب کے لئے کچھ سرزنش کی ضرورت ہو تو مالک کو اس کا پورا حق حاصل ہے اور بسا اوقات غلام کے حق میں یہی سرزنش بہتر ہوتی ہے۔

❸ اسلام میں غلاموں کے حقوق:۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت غلاموں کا طبقہ موجود تھا، فاتح قومیں مفتوح قوموں کو غلام بنالیتی تھیں پھر وہ ان کی ملکیت ہو جاتے تھے اور ان سے جانوروں کی طرح محنت و مشقت کے کام لئے جاتے اور ان کا کوئی حق نہیں سمجھا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک طرف غلاموں کے آزاد کرنے کو بہت سے گناہوں کا کفارہ اور بہت بڑا کارِ ثواب قرار دیا دوسری طرف اُن کے ساتھ بہتر سلوک کا حکم دیا کہ اُن پر زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے، اُن کے کھانے پینے اور پہننے والی بنیادی ضرورتوں کا مناسب انتظام کیا جائے حتیٰ کہ فرمایا کہ جیسا خود کھاؤ ویسا اُن کو کھلاؤ، جیسا خود پہنو ویسا اُن کو پہناؤ۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے آخر عمر میں خصوصیت کے ساتھ فرمایا کہ ان غلاموں کے بارے میں اپنے پروردگار سے ڈرتے رہنا۔ نیز ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ اگر غلام اور خادم سے غلطی سرزد ہو جائے تو اسے معاف کرو حتیٰ کہ اگر ایک دن میں ستر مرتبہ بھی غلطی ہو جائے تو اسے معاف کر دیا جائے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاول ...... عن أبی هریرة قال: قال رسول الله ﷺ: لاتجعلوا بیوتکم قبورا ولاتجعلوا قبری عیدا وصلّوا علیّ فإن صلاتکم تبلغنی حیث کنتم. (ص۳۳۶)

حدیث کا ترجمہ کریں۔ حدیث میں تین جملے ہیں، ہر جملے کا واضح مطلب بیان کریں۔ آپ ﷺ پر درود کا حکم بیان کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں۔(۱) حدیث کا ترجمہ (۲) مذکورہ جملوں کا مطلب (۳) آپ ﷺ پر درود کا حکم۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور میری قبر کو میلہ نہ بنالینا اور مجھ پر درود بھیجا کرو تم جہاں بھی ہو گے مجھے تمہارا درود پہنچے گا۔

❷ حدیث میں مذکورہ جملوں کا مطلب:۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے تین ہدایات فرمائیں۔ ① اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ یعنی جس طرح قبروں میں مردے ذکر و عبادت نہیں کرتے اور قبریں ذکر و عبادت سے خالی رہتی ہیں تم بھی اپنے گھروں کو ایسا ہی نہ بناؤ بلکہ اُن کو ذکر و عبادت سے آباد رکھو۔ معلوم ہوا کہ جن گھروں میں ذکر اللہ و عبادت نہ ہو وہ زندوں کے گھر نہیں بلکہ مُردوں کے قبرستان ہیں۔ ② میری قبر کو عید و میلہ نہ بناؤ یعنی جس طرح سال کے کسی معین دن میں میلوں پر لوگ جمع ہوتے ہیں اسی طرح میری قبر پر کوئی میلہ نہ لگانا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ جیسے عید سال بھر میں ایک مرتبہ آتی ہے اسی طرح میری قبر پر ایک آدھ مرتبہ نہ آنا بلکہ میری قبر کی زیارت کے لئے بار بار آنا اور زیارت کے لئے کوئی خاص دن بھی مقرر نہ کرنا۔ ③ تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود پڑھتے رہنا اس لئے کہ تم دنیا کے کسی بھی کونہ میں ہو تمہارا درود مجھ تک ضرور پہنچے گا۔

❸ آپ ﷺ پر درود کا حکم:۔ فقہاء امت اس بات پر متفق ہیں کہ آیت کریمہ إن الله وملائكته يصلون على النبى الخ

کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام بھیجنا امت کے ہر فرد پر فرض ہے۔ پھر امام شافعیؒ وامام احمدؒ اس بات کے قائل ہیں کہ قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد درود شریف کا پڑھنا واجبات نماز میں سے ہے اگر نماز میں درود شریف نہ پڑھا تو نماز ہی نہ ہوگی لیکن امام مالکؒ وامام ابوحنیفہؒ اور اکثر فقہاء کا مسلک یہ ہے قعدہ اخیرہ میں مستقلاً درود شریف پڑھنا فرض اور واجب نہیں بلکہ ایک اہم سنت ہے جس کے چھوٹ جانے سے نماز میں نقص رہ جاتا ہے۔ اس آیت کریمہ کی روشنی میں درود شریف پڑھنے کیلئے کسی وقت اور تعداد کا تعین نہیں کیا گیا اور اس کا ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ آدمی زندگی بھر میں ایک بار ضرور درود شریف پڑھے اور پھر اس پر قائم رہے۔ بہت سے فقہاء اس بات کے قائل ہیں کہ جب بھی کوئی امتی آپ ﷺ کا ذکر کرے یا سنے تو اُس وقت آپ ﷺ پر درود بھیجنا واجب ہے۔ پھر ایک رائے یہ ہے کہ ایک ہی نشست میں بار بار آپ کا ذکر آئے تو ہر دفعہ درود پڑھنا واجب ہے اور دوسری رائے یہ ہے کہ اس صورت میں ایک مرتبہ درود پڑھنا تو واجب ہے اور ہر دفعہ پڑھنا مستحب ہے اور محققین کا یہی مسلک ہے۔

الشق الثانی ......عن أسماء بنت يزيد......قالت: إنها طلقت على عهد رسول الله ﷺ: ولم يكن للمطلقة عدة فأنزل الله العدة للطلاق. (ص ۲۸۵)

عدت کا معنی ومطلب لکھیں۔ عدت کی مصلحتیں اور حکمتیں قلم بند کریں۔ سوگ کیا ہے اور اس کی مدت کیا ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں۔ (۱) عدت کا معنی ومطلب (۲) عدت کی مصلحتیں وحکمتیں (۳) سوگ کی مراد ومدت۔

جواب ...... ❶ **عدت کا معنی ومطلب:۔** عدت کا لغوی معنی شمار کرنا ہے اور اصطلاح کے اندر عدت کا مطلب یہ ہے کہ طلاق یافتہ عورت کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک قانون اور حکم بیان کیا ہے کہ جس بیوی کو اس کا شوہر طلاق دے دے تو وہ ایک مخصوص مدت تک عدت گزارے گی۔ جسکی تفصیل یہ ہے کہ اگر عورت کو حیض آتا ہو تو حیض کے پورے تین دور گزر جائیں اور اگر عمر کی کمی یا زیادتی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو اور عورت حاملہ بھی نہ ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہے اور اگر عورت حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے خواہ وہ کم ہو یا زیادہ ہو۔

❷ **عدت کی مصلحتیں وحکمتیں:۔** عدت کے قانون میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی مصلحتیں اور حکمتیں پوشیدہ رکھی ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔ ① اس کے ذریعے رشتہ نکاح کی عظمت وتقدس کا اظہار ہوتا ہے اگر عدت کا قانون نہ ہوا اور عورت کو اجازت ہو کہ وہ شوہر کی طرف سے طلاق کے بعد فوراً نکاح کرلے تو یہ بات یقیناً نکاح کی عظمت وشان کے خلاف ہے، اس صورت میں نکاح بچوں کے کھیل کی طرح ایک معمولی عمل بن جائے گا۔ ② طلاق رجعی کی صورت میں خاص مصلحت یہ ہے کہ عدت کی مدت میں مرد کیلئے اس بات کا امکان موجود ہوگا کہ وہ معاملہ پر اچھی طرح غور وفکر کرکے رجوع کرے اور پھر دونوں میاں بیوی بن کر ایک اچھی زندگی گزاریں۔ یہی بات اللہ اور اُس کے رسول کو پسندیدہ ہے۔ اسی طرح طلاق رجعی کی صورت میں عدت کے دوران عورت کیلئے بننے سنورنے کے اہتمام کا حکم دیا ہے۔ اور طلاق بائنہ کی صورت میں اگرچہ رجوع کا امکان تو نہیں رہتا مگر زمانہ عدت میں عورت کو دوسرا نکاح نہ کرسکنے کی وجہ سے اس کی گنجائش رہتی ہے کہ دونوں باہمی راضی ہو کر دوبارہ نکاح کے ذریعے اپنا ٹوٹا ہوا رشتہ جوڑ لیں۔ ③ عدت کی وجہ سے عورت سے آئندہ پیدا ہونے والے بچے کے نسب میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ غالباً انہی حکمتوں اور مصلحتوں کی وجہ سے دنیا کی اکثر مہذب قوموں میں میاں بیوی کی علیحدگی کی صورت میں کسی نہ کسی طرح عدت کا ضابطہ موجود ہے۔

❸ **سوگ کی مراد ومدت:۔** جس طرح طلاق کے بعد عورت کو ایک مخصوص مدت تک عدت کے ذریعے سے دوسرے نکاح سے منع کیا گیا ہے اسی طرح بیوہ عورت کیلئے بھی عدت کا حکم دیا گیا ہے کہ جس کا شوہر انتقال کر جائے اُس کیلئے بھی قرآن کریم کا حکم یہ

ہے کہ وہ عورت چار ماہ دس دن تک اپنے آپ کو دوسرے نکاح سے رُو کے رکھے اور اگر وہ عورت حاملہ ہے تو پھر اُسکی عدت بھی وضع حمل ہے۔ اس عدت میں عورت کو سوگ کا حکم بھی ہے یعنی بیوہ ہونے والی عورت پر لازم ہے وہ اس عدت میں زیب وزینت اور سنگھار وغیرہ کے لئے استعمال ہونے والی اشیاء بالکل استعمال نہ کرے اور مدت میں اُس کی شکل وصورت اور لباس وہیئت سے ہی اُس کا بیوہ اور غمزدہ ہونا ظاہر ہو اور سوگ کی یہ مدت صرف بیوہ ہونے والی عورت کے لئے ہے، شوہر کے علاوہ کسی دوسرے عزیز واقارب، بھائی، باپ وغیرہ کے انتقال پر کوئی عورت اپنے ولی صدمہ کے اظہار کے لئے صرف تین دن تک سوگ کی اجازت ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاول ......عن سهل بن سعد قال:قال رسول الله ﷺ: إني فرطكم على الحوض،من مرعليّ شرب ومن شرب لم يظمأ أبدا، ليردن عليّ اقوام أعرفهم ويعرفونني ثم يحال بيني وبينهم فأقول:إنهم مني فيقال:إنك لاتدري ماأحدثوابعدك فأقول:سحقاسحقا لمن غيّربعدي۔ (ص۱۳۸)

حدیث کا ترجمہ مختصر تشریح کریں۔ بدعت کے نقصانات پر روشنی ڈالیں۔ حوض کوثر، صراط اور میزان کی مراد واضح کریں نیز کیا اعمال کا وزن ممکن ہے؟

﴿ خلاصۂ سوال ﴾...... اس سوال میں پانچ امور توجہ طلب ہیں۔(۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) بدعت کے نقصانات (۴) حوض کوثر، صراط اور میزان کی مراد (۵) اعمال کا وزن ممکن ہونے کی وضاحت۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت سہل بن سعد ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں حوض کوثر پر تمہارا امیر ساماں ہوں جو شخص میرے پاس پہنچے گا وہ آب کوثر سے پیئے گا اور جو شخص آب کوثر سے پیئے گا وہ دوبارہ کبھی پیاس میں مبتلا نہ ہوگا اور میرے پاس ایسی قومیں بھی آئیں گی کہ جن کو میں بھی پہچانتا ہوں گا اور وہ بھی مجھے پہچانتے ہونگے مگر میرے اور اُن کے درمیان رکاوٹ ڈال دی جائیگی، پس میں کہوں گا کہ یہ بیشک میرے امتی ہیں پس مجھے جواب دیا جائیگا کہ آپ کو معلوم نہیں انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی بدعتیں ایجاد کی تھیں، پھر میں کہوں گا کہ بربادی اور دوری ہواُن لوگوں کیلئے جنہوں نے میرے بعد دین میں ردوبدل کرڈالا۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث میں بدعت کی قباحت وشناعت کو بیان کیا گیا ہے کہ سب لوگ حوض کوثر پر آب کوثر پئیں گے مگر کچھ لوگوں کو دور کردیا جائے گا اور بعد میں معلوم ہوگا کہ وہ لوگ بدعتی تھے۔

❸ بدعت کے نقصانات:۔ ①بدعت ایک گمراہی ہے ②بدعتی شخص کو کبھی توبہ کی توفیق نہیں ہوتی اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو دین پر سمجھ رہا ہوتا ہے اور توبہ کی توفیق ہمیشہ اسی کو ہوتی ہے جو اپنے آپ کو غلط سمجھے۔ ③اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدعتی شخص کو حوض کوثر سے دور کردیا جائے گا۔ ④بدعتی شخص کے عمل سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہوتی ہے۔ ⑤بدعتی شخص سے قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ اپنی برات کا اظہار کریں گے۔

❹ حوض کوثر،صراط اور میزان کی مراد:۔ حوض کوثر: یہ جنت سے باہر ایک حوض ہے جس میں جنت میں سے پانی آتا ہے، اہل ایمان جنت میں جانے سے پہلے اس حوض پر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں اس کا نہایت سفید وشفاف اور بے انتہا لذیذ ومیٹھا پانی پئیں گے اور اس کا مرکزی چشمہ جنت میں ہے اور جنت کے طول وعرض میں اس کی شاخیں نہروں کی شکل میں ہر طرف جاری ہیں۔

صراط: احادیث کی روشنی میں پل صراط ایک مخصوص پل ہے، تمام لوگ اُس پل کے اوپر سے گزریں گے جس کے اوصاف میں یہ لکھا گیا ہے کہ یہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے اور اہل ایمان آرام سے سکون اور تیزی کے ساتھ اُس کے

اوپر سے گزر جائیں گے، اس پل کے نیچے جہنم ہے جو ناکام لوگ ہوں گے وہ اس پل سے نیچے گر کر جہنم میں چلے جائیں گے اور جو شخص اس پل کو پار کر جائے گا وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔

میزان: میزان کا معنی ترازو ہے، اب یہ کس قسم کا ترازو ہے جس میں تمام دنیا کے اعمال تولے جائیں گے اور اُس کی شکل وصورت وہیئت کیا ہے اس کا صحیح تصور دنیا میں ممکن نہیں ہے اس کی حقیقی وصحیح صورت سامنے آنے کے بعد ہی معلوم ہوگی۔

⑤ اعمال کا وزن ممکن ہونے کی وضاحت:۔ آج کل کی گاڑیوں میں ہوا اور موسمی حالات وجسمانی بخارات کو ماپنے والے آلات کی موجودگی میں اعمال کا وزن ممکن نظر آتا ہے کہ جیسے ان آلات سے ہوا وغیرہ کا پریشر اور وزن کیا جاسکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے کیا بعید ہے کہ وہ ہمارے کئے ہوئے اعمال کا وزن کریں۔

الشق الثانی ......إنما الأعمال بالنيات وإنما لكل امرئ مانوى فمن كانت هجرته إلى الله ورسوله فهجرته إلى الله ورسوله ومن كانت هجرته إلى دنيا يصيبها أو امرأة يتزوجها فهجرته إلى ما هاجر إليه.

حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور اس کا مقصد واضح کریں۔ اگر کوئی برے کام اچھی نیت سے کرے تو کیا یہ اعمال صالحہ میں شمار ہوں گے؟ تفصیل سے واضح کریں، مذکورہ بالا حدیث شریف کی خصوصی اہمیت اجاگر کیجئے۔ (ص۴۴)

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں۔ (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کا مقصد (۳) برے اعمال اچھی نیت سے کرنے کا حکم (۴) حدیث کی اہمیت۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ بیشک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر آدمی کو وہی بدلہ ملے گا جو اُس نے نیت کی پس جس شخص کی ہجرت اللہ اور اسکے رسول کی طرف ہو پس اسکی ہجرت حقیقت میں اللہ اور اسکے رسول کی طرف ہی ہوگی اور جس شخص نے کسی دنیاوی غرض کیلئے یا کسی عورت سے نکاح کیلئے ہجرت کی تو اسکی ہجرت حقیقت میں اسی غرض کیلئے ہوگی جس غرض کی اس نے نیت کی۔

❷ حدیث کا مقصد:۔ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ تمام اعمال کی درستگی وفساد، قبولیت اور مردودیت کا دارومدار نیت پر ہے اور عمل صالح وہی عمل کہلائے گا اور اللہ کے ہاں اُسی عمل کی قدر وقیمت ہوگی جو نیک نیت سے کیا گیا ہوگا اور جو نیک عمل کسی بری غرض یا بری نیت سے کیا گیا ہو وہ مقبول نہ ہوگا اگرچہ ظاہری شکل میں وہ نیک عمل ہی ہو۔

❸ برے اعمال اچھی نیت سے کرنے کا حکم:۔ جب اعمال کا دارومدار نیت پر ہی ہے تو اس صورت میں کوئی برا کام اچھی نیت سے کیا جائے تو کیا اُس پر بھی اجر وثواب ملے گا یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو کام بذاتہ برے ہیں اور جن سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع کیا ہے اُن میں نیک اور اچھی نیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہ ہر حال میں برے ہیں اور غضب الٰہی کے موجب ہیں۔ اُن کے ساتھ اچھی نیت کرنا اور اُن پر ثواب کی امید رکھنا یہ سزا میں زیادتی کا باعث تو ہوسکتا ہے اجر کا باعث نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ اللہ کے دین کے ساتھ کھیل اور مذاق ہے۔

❹ حدیث کی اہمیت:۔ حدیث کی تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث دین اسلام کی بنیادی واہم احادیث میں سے ہے کیونکہ اس کے اندر خصوصیت کے ساتھ نیت کا ذکر کیا گیا ہے اور نیت پر اعمال کا دارومدار رکھا گیا ہے اور حقیقت میں نیت ہی ایسی چیز ہے جس کا اعمال کے صحیح وغلط ہونے میں بنیادی دخل ہے۔ یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے، الفاظ میں مختصر ہے مگر "دریا بکوزہ" کا مصداق ہے کیونکہ یہ دین کے ایک اہم حصہ کو سمیٹے ہوئے ہے حتیٰ کہ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ حدیث دین کا تہائی حصہ ہے کیونکہ اصولی طور پر دین کو ایمان، اعتقاد واخلاق میں تقسیم کیا گیا ہے اور یہ حدیث اخلاص پر مشتمل ہونے کی وجہ سے گویا تہائی دین ہے۔

﴿الورقة الثانية: في الحديث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ......عن عمر بن الخطاب قال بینما نحن عند رسول الله ﷺ ذات یوم ......۔ (ص۳۶ج۱)

حدیث جبرائیل علیہ السلام کا ترجمہ یا مفہوم لکھئے، ملائکہ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ تفصیل سے لکھئے، حدیث کے لفظ "ما الاحسان؟" کی وضاحت کیجئے کہ مقامِ احسان کس کو کہتے ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث جبرائیل علیہ السلام کا مفہوم (۲) ملائکہ کا تعارف (۳) ما الاحسان؟ کی وضاحت۔

جواب ...... ❶ حدیث جبرائیل علیہ السلام کا مفہوم:۔ حدیث جبرائیل علیہ السلام کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہم لوگ جمع تھے کہ اچانک ایک شخص حاضرِ خدمت ہوا جس کے کپڑے بالکل صاف وسفید اور بال بالکل سیاہ تھے اور اُس پر سفر کا کوئی اثر نہیں تھا مگر ہم میں سے کوئی اسے جانتا بھی نہیں تھا، بہرحال وہ آپ ﷺ کے سامنے آکر دوزانو ہو کر بیٹھ گیا اور اپنے گھٹنے آپ ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ ملا لئے اور اپنے ہاتھ آپ ﷺ کی رانوں پر رکھ دیئے اور کہا کہ اے محمد! مجھے اسلام کے متعلق بتلائیے کہ اسلام کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کے ارکان یہ ہیں کہ تم دل اور زبان سے اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور تم نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، اگر حج ادا کرنے کی استطاعت ہو تو حج بھی ادا کرو۔ اُس سائل نے کہا کہ آپ ﷺ نے سچ فرمایا۔ پھر اُس نے عرض کیا کہ ایمان کیا چیز ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کو، اُس کے فرشتوں اور کتابوں کو، اس کے رسولوں اور آخرت کے دن کو حق جانو اور حق مانو اور خیر و شر کی تقدیر کو بھی حق جانو اور مانو۔ سائل نے پھر کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ سائل نے پھر عرض کیا کہ احسان کیا چیز ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تم اپنے پروردگار کی عبادت اس حال میں کرو کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اگر تم اُسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے۔ پھر سائل نے کہا کہ مجھے قیامت کے وقوع کی بھی خبر دیجئے کہ وہ کب واقع ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے وقتِ خاص کا علم جس طرح تجھے نہیں ہے وہ مجھے بھی نہیں ہے، پھر اُس نے کہا کہ چلو کچھ اُس کی علامات اور نشانیاں ہی بتلا دو، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اُس کی علامات میں سے چند علامات یہ ہیں کہ لونڈی اپنی مالک اور آقا کو جنے گی، تہی دست جوتے و کپڑے سے محروم بکریاں چرانے والے لوگ بڑی بڑی عمارتیں بنائیں گے اور ایک دوسرے پر سبقت کرنے کی کوشش کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان سوال وجواب کے بعد وہ شخص چلا گیا اور پھر کچھ عرصہ کے بعد آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ اے عمر تمہیں پتہ ہے کہ وہ سائل کون تھا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں، اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ فرشتوں کے سردار جبرائیل علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لئے اُس مجلس میں آئے تھے۔

❷ ملائکہ کا تعارف:۔ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں جو نور سے پیدا کیے گئے ہیں، ہماری نظروں سے غائب ہیں، نہ مرد ہیں اور نہ عورت ہیں، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور کوئی گناہ نہیں کرتے اور جن کاموں پر اللہ تعالیٰ نے اُن کی ڈیوٹی لگائی ہے وہ اُسی کام میں لگے رہتے ہیں۔ فرشتوں کی گنتی و تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

❸ ما الاحسان؟ کی وضاحت:۔ عام محاورہ میں احسان کا معنی کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے مگر یہاں احسان سے خاص اصطلاح مراد ہے جسے آپ ﷺ نے ان الفاظ میں بیان کیا کہ اللہ کی بندگی اس طرح کی جائے کہ جیسے وہ تمہارو قدوس اور

ذوالجلال والجبروت ذات ہماری آنکھوں کے سامنے ہے، گویا ہم اُسے دیکھ رہے ہیں تو جیسے دنیاوی معاملات میں غلام اپنے آقا کی موجودگی میں ہر کام طریقے اور سلیقے سے سرانجام دیتا ہے جبکہ آقا کی غیر موجودگی میں اُس طریقے اور سلیقے کا لحاظ نہیں کرتا اسی طرح مؤمن کو عبادت اور بندگی اس انداز میں کرنی چاہیے کہ میں اپنے آقا کو دیکھ رہا ہوں اور وہ میرے سامنے ہے۔ اگر یہ کیفیت حاصل نہ ہو سکے تو کم از کم یہ خیال کرے کہ میرا حقیقی آقا و مالک مجھے دیکھ رہا ہے۔

الشق الثانی ...... عن عبداللّٰہ بن عمرو قال قال رسول اللّٰہ ﷺ اربع من کن فیہ کان منافقا خالصا ومن کانت فیہ خصلة منهن کانت فیہ خصلة من النفاق حتی یدعها......

حدیث کا ترجمہ کر کے ان چار عادات کو لکھیے جن کی وجہ سے بندہ منافق شمار کیا جاتا ہے، نفاق کی کتنی قسمیں ہیں؟ ہر ایک کی تفصیل لکھیے، کیا آج کے زمانے میں ساری قسمیں پائی جاتی ہیں؟ وسوسہ کسے کہتے ہیں؟ کیا وسوسہ ایمان کے منافی ہے؟ کیا اس پر مواخذہ ہوگا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) منافق کی چار عادات (۳) نفاق کی اقسام اور موجودہ زمانہ میں ان کا وجود (۴) وسوسہ کی تعریف (۵) وسوسہ کے ایمان کے منافی ہونے کی وضاحت اور اسکا مواخذہ۔

جواب ...... ❶ **حدیث کا ترجمہ:۔** حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں وہ پائی جائیں وہ خالص منافق ہوگا اور جس شخص میں اُن میں سے کوئی ایک خصلت پائی جائے تو اُس میں نفاق کی خصلت پائی جاتی ہے حتیٰ کہ وہ اسے چھوڑ دے۔

❷ **منافق کی چار عادات:۔** آپ ﷺ نے اس حدیث میں منافق کی خصلتوں اور عادتوں کا ذکر فرمایا ہے کہ جس شخص میں یہ چاروں علامتیں پائی جائیں وہ منافق ہے اور اگر کسی میں ان میں سے بعض پائی جائیں تو گویا اس میں علامت نفاق پائی جاتی ہے جب تک وہ ان خصلتوں کو چھوڑے گا نہیں اس وقت تک وہ عملی منافق رہے گا اور وہ چار علامات یہ ہیں۔ ① جب امانت رکھوائی جائے تو اُس میں خیانت کرے ② جب بات کرے تو جھوٹ بولے ③ جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے ④ جب لڑائی جھگڑا کرے تو فسق و فجور گالم گلوچ پر اتر آئے۔

❸ **نفاق کی اقسام اور موجودہ زمانہ میں ان کا وجود:۔** نفاق کی دو قسمیں ہیں:

① اعتقادی: یہ حقیقی اور اصلی نفاق ہے اور یہ انسان کی سب سے بدترین حالت کا نام ہے کہ آدمی دل سے تو اسلام کو قبول نہ کرے یعنی دل سے منکر و مخالف ہو مگر کسی وجہ سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے، یہ قسم کفر کی بدترین قسم ہے۔

② عملی: یعنی انسان عقیدے کے اعتبار سے تو مسلمان ہو مگر اُسکے اندر کچھ ایسی عادات و خصلتیں ہوں جن کی منافقین نے خاص نسبت اور مناسبت ہے اور درحقیقت وہ منافق کی ہی عادات و خصلتیں ہیں، پس اگر کوئی شخص عقیدے کے اعتبار سے تو مسلمان ہے مگر سیرت اور کردار و عمل کے اعتبار سے منافق ہے تو اُسے چاہیے کہ اس منافقانہ سیرت اور منافقانہ اعمال و اخلاق کی گندگی سے بھی اپنے آپ کو بچائے۔ اور آج کل کے زمانے میں نفاق کی دونوں صورتیں پائی جاتی ہیں مگر نفاق اعتقادی کی بنسبت نفاق عملی زیادہ ہے۔

❹ **وسوسہ کی تعریف:۔** وسوسہ لغت میں پست آواز کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں وہ خیالات جو برے فکر و عمل اور گناہ کی طرف دعوت دیں وہ وسوسہ کہلاتے ہیں۔ وسوسہ و الہام میں فرق یہ ہے کہ وسوسہ بُرے خیال و داعی کو کہتے ہیں جبکہ الہام وہ اچھے خیالات ہیں جو اچھی فکر و طاعت اور نیک عمل کی طرف دعوت دیں۔

❺ **وسوسہ کے ایمان کے منافی ہونے کی وضاحت اور اسکا مواخذہ:۔** وسوسہ کی ابتداءً دو اقسام ہیں ضروری و اختیاری۔

① وسوسہ ضروریہ: جوانسان کے اختیار میں نہ ہو، دل میں ابتداءً آ جائے اور انسان اُس کے دفع کرنے پر قادر بھی نہ ہو، یہ وسوسہ تمام اُمتوں کو معاف کر دیا گیا ہے۔ "لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا"

② وسوسہ اختیاریہ: جوانسان کے دل میں آنے کے بعد دائم رہتا ہے اور انسان اُس خیال سے لذت بھی حاصل کرتا رہتا ہے اور اُس کو حاصل کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے مگر کامیاب نہیں ہوتا، یہ قسم آپ ﷺ کی امت سے آپ کے تکرم وتشرف کی وجہ سے خاص طور پر معاف کر دی گئی ہے البتہ عقائد فاسدہ اور اخلاق ذمیمہ اس وسوسہ میں ہرگز داخل نہیں ہیں۔

پھر وسوسہ اختیاریہ کی پانچ اقسام ہیں: ① هاجس: وہ خیال جو دل میں پیدا ہو اور فوراً نکل جائے، دل میں قرار ہی نہ پکڑے ② حدیث النفس: وہ خیال جو دل میں پیدا ہو اور قرار بھی حاصل ہو اور اُس کو کرنے نہ کرنے کا داعیہ بھی پیدا ہو مگر کسی جانب کو ترجیح نہ ہو۔ یہ ③ خاطر: وہ خیال جو دل میں پیدا ہو اور اُس کو کچھ قرار بھی حاصل ہو لیکن اُسکے کرنے اور نہ کرنے کا داعیہ پیدا نہ ہو۔ تینوں قسمیں امت محمدیہ سے معاف ہیں، ان میں نہ مؤاخذہ ہے اور نہ ثواب ہے جبکہ پہلی امتوں کے لئے صرف هاجس معاف تھا بقیہ دو قسموں پر مؤاخذہ تھا۔ ④ هم: وہ خیال جو دل میں پیدا ہو اور اُس کو قرار بھی حاصل ہو، کرنے کا داعیہ بھی پیدا ہو، کسی جانب کو ترجیح بھی حاصل ہو مگر وہ ترجیح ضعیف ہو اس میں ثواب ہے، عذاب نہیں۔ ⑤ عزم: کہ اُس خیال کو کرنے کا داعیہ بھی پیدا ہو جائے اور جانب فعل کو ترجیح قوی بھی حاصل ہو جائے اور اسباب مہیا ہونے پر کرنے کا نہایت پختہ ارادہ ہو جائے، یہ عزم بالجزم ہے اس میں عذاب بھی ہے اور ثواب بھی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے اَلْقَاتِلُ وَ الْمَقْتُوْلُ كِلَاهُمَا فِي النَّارِ۔ (خیر التوضیح ص۱۳۳ ج۱)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ...... عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ من فتح له منكم باب الدعاء فتحت له ابواب الرحمة وما سئل الله شيئا يعني احب اليه من ان يسأل العافية.

حدیث شریف کا ترجمہ کیجئے اور عافیت کا مطلب لکھئے، دعا کا مطلب اور مفہوم لکھئے، کن مواقع پر دعائیں قبول ہوتی ہیں؟ دعائیں کب قبول ہوتی ہیں؟ اور کب نہیں؟ وجوہات لکھئے۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) عافیت کا مطلب (۳) دعا کا مطلب اور مفہوم (۴) دعا کی قبولیت وعدم قبولیت کے مواقع۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے جس شخص کے لئے دعا کا دروازہ کھل گیا اُس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے اور اللہ تعالیٰ کے سوالوں میں سے سب سے محبوب سوال یہ ہے کہ اُس سے عافیت کا سوال کیا جائے۔

❷ عافیت کا مطلب:۔ عافیت کا مطلب یہ ہے کہ تمام دنیاوی واُخروی، ظاہری وباطنی مصائب وآفات اور بلیات سے سلامتی اور تحفظ ہو، تو جو شخص اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا مانگتا ہے وہ گویا اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ اللہ کی حفاظت اور سلامتی وتحفظ کے بغیر نہ وہ زندہ رہ سکتا ہے اور نہ کسی مصیبت وتکلیف سے اپنے آپ کو بچا سکتا ہے۔

❸ دعا کا مطلب اور مفہوم:۔ دعا محض ہمارے معاشرہ والے دعائی الفاظ کا نام نہیں ہے جو محض زبان سے ادا کئے جاتے ہیں، یہ محض دعا کا لباس اور صورت ہے۔ دعا حقیقت میں انسان کے دل اور روح کی طلب وتڑپ کا نام ہے لہٰذا جس قدر دلی طور پر طلب وتڑپ زیادہ ہوگی اتنا ہی دعا میں اثر زیادہ ہوگا۔

حدیث

❷ <u>دعا کی قبولیت وعدم قبولیت کے مواقع:۔</u> وہ دعائیں جو خصوصیت کے ساتھ قبول ہوتی ہیں اُن میں ایک مسلمان بھائی کی دوسرے مسلمان بھائی کے لئے غائبانہ دعا ہے۔ نیز خاص احوال واوقات کے اعتبار سے بھی دعائیں قبول ہوتی ہیں مثلاً فرض نماز کے بعد، ختم قرآن کریم کے بعد، اذان واقامت کے درمیان، جنگ کے دوران، بارش کے نزول کے وقت، کعبۃ اللہ پر نظر پڑتے وقت، ایسے جنگل وبیابان میں نماز کے بعد جہاں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دیکھنے والا نہ ہو، میدانِ جہاد میں جب کمزور ساتھیوں نے بھی ساتھ چھوڑ دیا ہو اور رات کے آخری حصہ میں مانگی جانے والی دعائیں خصوصیت سے قبول ہوتی ہیں۔

حدیث میں حرام کھانے، پینے، پہننے اور حرام غذا سے نشو ونما پانے والے شخص کی دعا کی عدم قبولیت ذکر کی گئی ہے۔

الشق الثانی ...... صلوٰۃ وسلام کے بارے میں فقہاء کے مسالک کیا ہیں؟ مختصراً درج کریں۔ درود وسلام کا مقصد اور حکمت خاص لکھئے، مندرجہ ذیل حدیث کی تشریح کریں۔ **لاتجعلوا بیوتکم قبورا ولاتجعلوا قبری عیدا وصلوا علیّ فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم۔**

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) صلوٰۃ وسلام کے بارے میں فقہاء کے مسالک (۲) درود وسلام کا مقصد اور حکمت خاص (۳) **لاتجعلوا بیوتکم قبورا الخ** کی تشریح۔

جواب ...... ❶ و ❸ <u>صلوٰۃ وسلام کے بارے میں فقہاء کے مسالک اور حدیث کی تشریح:۔</u> کمامرّ فی الشق **الاوّل من السوال الثانی ۱۴۳۸ھ۔**

❷ <u>درود وسلام کا مقصد اور حکمت خاص:۔</u> رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام کا مقصد آپ ﷺ کی ذات پاک کو نفع پہنچانا نہیں کیونکہ ہماری دعاؤں کی آپ ﷺ کو قطعاً کوئی ضرورت نہیں، بادشاہوں کو فقراء ومساکین کے ہدایہ وتحائف کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا بندوں پر حق ہے کہ اسکی عبادت اور حمد وتسبیح کے ذریعے اپنی عبدیت ومعبودیت کا نذرانہ اسکے حضور پیش کریں، اس سے اللہ تعالیٰ کو کوئی نفع نہیں پہنچتا بلکہ یہ چیزیں خود ہماری ضرورت ہیں، ان کا نفع ہمیں ہی پہنچتا ہے اسی طرح آپ ﷺ کے محاسن وکمالات، پیغمبرانہ خدمات، امت پر آپ ﷺ کے عظیم احسانات کا یہ حق ہے کہ آپ ﷺ کے حضور میں عقیدت ومحبت، وفاداری اور نیاز مندی کا ہدیہ اور ممنونیت وسپاس گزاری کا نذرانہ پیش کریں، اس مقصد کیلئے درود وسلام کا یہ طریقہ مقرر کیا گیا ہے۔

انبیاء ﷺ اور بالخصوص آپ ﷺ کی خدمت میں عقیدت ومحبت، وفاداری اور نیاز مندی کا ہدیہ اور ممنونیت وسپاس گزاری کا نذرانہ پیش کرنے کیلئے درود وسلام کا طریقہ مقرر کرنے کی سب سے بڑی حکمت یہ ہے کہ اس سے شرک کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے مقدس ومحترم ہستیاں انبیاء ﷺ ہیں، اُن میں سب سے افضل آپ ﷺ ہیں جب اُن کے متعلق یہ حکم دیا گیا کہ اُن پر درود وسلام بھیجا جائے یعنی اللہ تعالیٰ سے اُن کیلئے خاص عنایت ورحمت اور سلامتی کی دعا کی جائے تو معلوم ہوا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت اور نظر کرم کے محتاج ہیں اور اُن کا حق ومقام عالی یہی ہے کہ اُن کیلئے اللہ تعالیٰ سے اعلیٰ سے اعلیٰ دعائیں کی جائیں، اسکے بعد شرک کیلئے کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا کرم ہے کہ اُسکے اس حکم نے اُمتیوں کیلئے انبیاء ﷺ ورسولوں اور بالخصوص سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کا دعا گو بنا دیا اور جو بندہ ان مقدس ہستیوں کا دعا گو ہو وہ کسی مخلوق کا پرستار نہیں ہوسکتا۔ (ج۵ص۳۳۵)

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ...... **عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ من لبس ثوب شھرۃ فی الدنیا البسہ اللہ ثوب مذلۃ یوم القیٰمۃ۔**

حدیث شریف کا ترجمہ کیجئے، حدیث کی تشریح کیجئے، ایک مسلمان مرد یا عورت کا لباس کیسا ہونا چاہیے؟ تفصیل مطلوب ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) مسلمان مرد اور عورت کے لباس کی تفصیل۔

جواب ...... ❶ **حدیث کا ترجمہ:۔** حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو آدمی دنیا میں نمائش وشہرت کے کپڑے پہنے گا اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن ذلت اور رسوائی کے کپڑے پہنائے گا۔

❷ **حدیث کی تشریح:۔** اس حدیث میں شہرت والے لباس سے مراد وہ لباس ہے جو اپنی شان وشوکت کی نمائش کیلئے اور لوگوں کی نظروں میں بڑا بننے کیلئے پہنا جائے۔ اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو لوگوں کی نظروں میں علامہ یا مقدس بزرگ بننے کیلئے کوئی خاص لباس پہنیں اور وہ لوگ بھی شامل ہیں جو درویشی وفقیری کی نمائش کیلئے ایسے کپڑے پہنیں جن کی وجہ سے لوگ انہیں فقیر ودرویش سمجھیں۔ گویا جو شخص بھی اپنی کسی بھی طرح کی شخصیت وشہرت کو ظاہر کرنے کیلئے کوئی لباس پہنتا ہے تو اسے قیامت کے دن ذلت ورسوائی کا لباس پہنایا جائے گا۔

❸ **مسلمان مرد اور عورت کے لباس کی تفصیل:۔** لباس کے معاملہ میں آپ ﷺ کی تعلیمات وہدایات کی اساس وبنیاد سورۂ اعراف کی یہ آیت ہے "**یٰبنی آدم قد انزلنا علیکم لباسًا یواری سوأتکم وریشًا ط ولباس التقوی ذلک خیر**" (الاعراف، رع ۳)۔ (ترجمہ: اے فرزندانِ آدم ہم نے تم کو پہننے کے کپڑے عطا کئے جن سے تمہاری ستر پوشی ہو اور تجمل و آسائش کا سامان اور تقوے والا لباس تو سراسر خیر اور بھلائی ہے)۔ اس آیت میں لباس کے دو خاص فائدے ذکر کئے گئے ہیں۔ ایک ستر پوشی یعنی انسانی جسم کے ان حصوں کو چھپانا جن پر غیروں کی نظر نہیں پڑنی چاہیے اور دوسرا زینت وآرائش یعنی یہ کہ دیکھنے میں آدمی بھلا اور آراستہ معلوم ہو اور جانوروں کی طرح ننگ دھڑنگ نہ پھرے۔

آخر میں فرمایا گیا ہے "**ولباس التقوی ذالک خیر**" یعنی اللہ کے نزدیک اور فی الحقیقت وہ لباس اچھا ہے اور سراسر خیر ہے جو خدا ترسی اور پرہیزگاری کے اصول سے مطابقت رکھتا ہو، اس میں اللہ کی ہدایت اور اسکے احکام کی خلاف ورزی نہ کی گئی ہو بلکہ اسکی نازل کی ہوئی شریعت کے مطابق ہو۔ ایسا ہر لباس بلاشبہ سراسر خیر ونعمت اور شکر کے ساتھ اس کا استعمال قرب الٰہی کا وسیلہ ہے۔

پس ایک مسلمان کو لباس میں ستر پوشی اور جمال ووقار کا مظاہرہ کرنا چاہیے جس میں تنفر وتوحش نہ ہو، افراط وبے جا اسراف نہ ہو شان وشوکت کی نمائش اور برتری کا اظہار وتفاخر بھی نہ ہو، غریب ونادار لوگوں کی دل شکنی اور ان کے مقابلہ میں برتری کی نمائش نہ ہو۔ مرد ریشمی کپڑے، باریک کپڑے، شوخ سرخ رنگ کے کپڑے، عورتوں کی مشابہت والے کپڑے استعمال نہ کریں اور مرد کیلئے سفید کپڑا پہننا محبوب ومسنون قرار دیا گیا ہے۔ عورتیں زیادہ باریک کپڑے اور مردوں کی مشابہت والے کپڑے استعمال نہ کریں۔

السؤال الثانی ...... **عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ یأتی علی الناس زمان لایبالی المرء ما اخذ منه من الحلال ام من الحرام ...... فانی ذلک لاتجاب لهم دعوة** ۔

حدیث شریف کا سلیس ترجمہ کریں، حدیث شریف کی واضح تشریح کریں، رزق حلال کی فضیلت کو احادیث کی روشنی میں مدلل لکھیں اور خط کشیدہ جملے کا مطلب واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) رزق حلال کی فضیلت (۴) فانی ذلک لاتجاب لهم دعوة کا مطلب۔

جواب ...... ① **حدیث کا ترجمہ:۔** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی کو اس چیز کی پرواہ نہ ہوگی کہ جو چیز وہ لے رہا ہے وہ حلال ہے یا حرام ہے، پس جب یہ حالات ہوں گے تو اُس وقت لوگوں کی دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی۔

② **حدیث کی تشریح:۔** حدیث کی تشریح یہ ہے کہ قربِ قیامت میں ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ حلال اور حرام، جائز و ناجائز میں تمیز نہیں کریں گے، مال و متاع کی زیادتی کے حرص میں زیادہ سے زیادہ مال و متاع جمع کرنے اور سمیٹنے کی کوشش کریں گے خواہ وہ حلال ہو یا حرام ہو۔ جب ایسے حالات ہوں گے یعنی کھانے، پینے، پہننے میں جائز و ناجائز اور حلال و حرام کی تمیز نہیں رہے گی تو اُس وقت لوگوں کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوں گی۔

③ **رزقِ حلال کی فضیلت:۔** ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ رزقِ حلال حاصل کرنے کی فکر اور کوشش کرنا بنیادی ارکان اور فرائض کے بعد ایک فرض ہے۔ کیونکہ بندہ اگر اس سے غفلت برتے گا اور کوتاہی کرے گا تو خطرہ ہے کہ کہیں حرام روزی سے پیٹ بھرنے کے نتیجے میں آخرت کے عذاب سے دوچار نہ ہو۔ پس معلوم ہوا کہ کسبِ حلال کی فکر اور کوشش اور اس میں مشغول ہونا عین دین و عبادت اور موجبِ اجر و ثواب ہے۔　ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ کاروباری معاملات میں سچائی اور امانت و دیانت کا مظاہرہ کرنے والا تاجر انجام کے اعتبار سے آخرت میں انبیاء علیہم السلام، صدیقین و شہداء کے ساتھ ہوگا۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاتھ کی محنت مزدوری سے کمائی حاصل کرنے والا شخص اللہ رب العزت کا دوست ہے۔ اسی طرح فرمایا کہ سب سے اچھی کمائی وہ ہے جو خود اپنے دست و بازو اور محنت سے ہو، اسی طرح اُس تجارت کی کمائی بھی پاکیزہ ہے جو شریعت کے احکام کے مطابق اور دیانتداری کے ساتھ ہو۔

④ **فاذ ذلك لاتجاب لهم دعوة کا مطلب:۔** اس کا مطلب تشریح کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

﴿الورقة الثانية: في الحديث﴾

﴿السوال الاول﴾　۱۴۴۰ھ

الشق الاول ..... عن أنس بن مالك أن النبي ﷺ ومعاذ رديفه على الرحل قال يا معاذ بن جبل! قال لبيك يا رسول الله وسعديك قال يا معاذا قال لبيك يا رسول الله وسعديك ثلاثا، قال: ما من أحد يشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله صدقا من قلبه الا حرّمه الله على النار قال يا رسول الله أفلا أخبر به الناس فيستبشروا؟ قال اذا يتكلوا واخبر بها معاذ عند موته تأثما.

حدیث کا ترجمہ کریں۔ اذًا يتكلوا کا کیا مفہوم ہے؟　جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اس خوش خبری کے نقل کرنے سے روکا گیا تھا تو وفات سے پہلے انہوں نے کیوں خبر دی تھی؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② اذًا يتّكلوا کا مفہوم ③ منع کے باوجود حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے خوش خبری کو نقل کرنے کی وجہ۔

جواب ...... ① **حدیث کا ترجمہ:۔** حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت معاذ سے فرمایا جب کہ حضرت انس آپ ﷺ کے ساتھ ایک ہی کجاوے پر سوار تھے: اے معاذ! عرض کیا لبیک یا رسول الله وسعدیك، پھر پکارا: اے معاذ! عرض کیا لبیک یا رسول الله وسعدیك، تین مرتبہ ایسے ہی ہوا، پھر فرمایا: جو شخص سچے دل سے گواہی دے کہ اللہ

کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ دوزخ پر ایسے شخص کو حرام کر دیتے ہیں۔ حضرت معاذؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا لوگوں کو اسکی خبر نہ دیدوں کہ وہ خوش ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے، پھر حضرت معاذؓ نے اپنی موت کے وقت کتمان علم کے خوف سے یہ حدیث بیان کی تھی۔

② **اذاً یتکلوا کا مفہوم:۔** لوگ اس ارشاد کو سن کر محض کلمۂ طیبہ کے اقرار پر اکتفاء کریں گے اور اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے اور اعمال کو ترک کر دیں گے، اسلئے ان کو یہ خوشخبری نہ سناؤ۔

③ **منع کے باوجود حضرت معاذؓ کے خوش خبری کو نقل کرنے کی وجہ:۔** آپ ﷺ کے ایک ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ میری طرف سے تمہیں اگر ایک آیت بھی پہنچے تو اسکو لوگوں تک پہنچا دو۔ اس ارشاد کے ضمن میں لکھا ہے کہ تمہیں جس مسئلہ کا علم ہے اسے چھپانا حرام ہے اور گناہ ہے۔ تو حضرت معاذؓ نے زندگی کے آخری ایام میں کتمان علم (علم چھپانا) والے گناہ سے بچنے کیلئے یہ حدیث لوگوں کو بیان کر دی تھی۔

الشق الثانی ......"عن انس بن مالك قال: قال رسول الله ﷺ: اُمرتُ ان اُقاتل الناس حتى يقولوا لااله الا الله فاذاً قالوها و صلوا صلاتنا واستقبلوا قبلتنا وذبحوا ذبيحتنا فقد حرمت علينا دماؤ هم وامو الهم الا بحقها وحسابهم على الله"۔

حدیث کا ترجمہ کریں۔ الا بحقها کے استثناء کا کیا مطلب ہے؟ کیا وسوسہ ایمان کے منافی ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② الا بحقها کے استثناء کا مطلب ③ وسوسہ کے ایمان کے منافی ہونے کی وضاحت۔

جواب ...... ① **حدیث کا ترجمہ:۔** حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں لوگوں سے اس وقت تک قتال کا حکم دیا گیا ہوں جب تک کہ وہ کلمۂ طیبہ کا اقرار نہ کرلیں، پس جب وہ کلمۂ طیبہ کا اقرار کرلیں، ہماری طرح نماز پڑھیں، ہمارے قبلہ کا استقبال کریں اور ہماری طرح جانور ذبح کریں تو تحقیق ان کے خون اور ان کے اموال ہم پر حرام ہو جائیں گے مگر حق اسلام کی وجہ سے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔

② **الا بحقها کے استثناء کا مطلب:۔** اس استثناء کا مطلب یہ ہے کہ کلمۂ طیبہ کا اقراری اور ضروریات دین پر عمل کرنے والا شخص محفوظ الدم ہو جاتا ہے مگر اسلامی حق کی وجہ سے اس کا قتل جائز ہے مثلاً وہ شادی شدہ زانی ہے یا کسی مسلمان کا قاتل ہے تو اسکے مسلمان ہونے کے باوجود اسکو سنگسار و قتل کیا جائے گا۔

③ **وسوسہ کے ایمان کے منافی ہونے کی وضاحت:۔** کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۳۹ھ

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاول ......عن عليّ قال انى قد سمعت رسول الله ﷺ يقول الا انها ستكون فتنة فقلت ما المخرج منها يا رسول الله؟ قال كتاب الله فيه نبأ ماكان قبلكم و خبر ما بعدكم وحكم ما بينكم وهو الفصل ليس بالهزل من تركه من جبار قصمه الله ومن ابتغى الهدى فى غيره أضله الله وهو حبل الله المتين وهو الذكر الحكيم وهو الصراط المستقيم هو الذى لا تزيغ به الاهواء ولا تلتبس به الالسنة ولا يشبع منه العلماء ولا يخلق على كثرة الرد ولا تنقضى عجائبه هو الذى لم تنته الجن اذا سمعته حتى

قالوا (انا سمعنا قرآنا عجبا ، یهدی الی الرشد) من قال به صدق ومن عمل به أجرو من حکم به عدل ومن دعا الیه هدی صراط مستقیم ۔

۔ حدیث کا ترجمہ کریں۔ حدیث کی تشریح کریں؟ "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" کی کیا فضیلت ہے؟

﴿ خلاصہ سوال ﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کی فضیلت ۔

جواب ...... ① و ② حدیث کا ترجمہ و تشریح: کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۳۷ھ

③ **لا حول ولا قوۃ الا باللہ کی فضیلت:** ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلمہ جنت کے خزانوں میں سے خاص خزانہ ہے اور مجھ پر اس کا نزول عرش الٰہی سے ہوا ہے ۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ جب کوئی مومن یہ کلمات کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ بندہ اپنی انا و تکبر سے نکل کر میرا تابعدار و فرمانبردار ہو گیا ہے ۔ صوفیاء نے فرمایا کہ عملی زندگی درست کرنے یعنی معصیات و منکرات سے بچنے اور نیکی کی راہ پر چلنے میں یہ کلمہ خاص اثر رکھتا ہے ۔

الشق الثانی ...... عن البراء بن عازب قال: قال لی رسول اللہ ﷺ: اذا أتیت مضجعك فتوضأ وضوءك للصلاۃ ثم اضطجع علی شقك الایمن وقل: اللّٰھمّ أسلمت وجھی ..... الخ

حدیث مبارک میں سونے سے پہلے کیا آداب بتائے گئے ہیں؟ حدیث میں مذکور سونے سے پہلے کی دعا تحریر کریں؟ سخت خطرے کی حالت میں کیا دعا بتائی گئی ہے؟

﴿ خلاصہ سوال ﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① سونے سے پہلے کے آداب ② سونے سے پہلے کی دعا ③ سخت خطرے کی حالت کی دعا ۔

جواب ...... ① **سونے سے پہلے کے آداب:** ۔ اس حدیث میں سونے سے قبل کے دو آداب ذکر کیے گئے ہیں: باوضو لیٹنا اور دائیں کروٹ پر لیٹنا ۔ احادیث میں آپ ﷺ کے سونے کا معمول یہ منقول ہے کہ رسول اکرم ﷺ عموماً باوضو سوتے جب بستر پر جاتے تو اس کو جھاڑتے تھے اس کے بعد پہلے داہنا پاؤں بستر پر رکھتے پھر دائیں ہاتھ پر داہنا رخسار رکھ کر دائیں کروٹ پر اس طرح لیٹتے کہ قبلہ کی طرف رخ ہوتا ، پھر مختلف دعاؤں واذکار کا اہتمام کرتے ہوئے سوتے ۔

② **سونے سے پہلے کی دعا:** ۔ اللّٰھمّ أسلمت وجھی الیك وفوّضتُ امری الیك وألجأتُ ظهری الیك رهبةً و رغبةً الیك لاملجأ و لا منجأ منك الّا الیك آمنتُ بکتابك الذی انزلتَ و نبیّك الذی ارسلتَ ۔

③ **سخت خطرے کی حالت کی دعا:** ۔ ① اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَ آمِنْ رَوْعَاتِنَا ② اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ ۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاول ...... عن معاویة بن حیدۃ قال قال رسول اللہ ﷺ: حق الجار إن مرض عدته وان مات شیعته وان استقرضك اقرضته وان اعوز سترته وان اصابه خیر هنأته وان اصابته مصیبة عزیته ولا ترفع بناءك فوق بنائه فتسد علیه الریح ولا تؤذه بریح قدرك الا أن تغرف له منها ۔

حدیث کا ترجمہ کریں ۔ ماں باپ کے ذمے اولاد کے کیا حقوق ہیں؟ تفصیل سے تحریر کریں ۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② والدین کے ذمے اولاد کے حقوق کی تفصیل۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۳۶ھ

② والدین کے ذمے اولاد کے حقوق کی تفصیل:۔ والدین کے ذمہ بچے کے حقوق کا خلاصہ یہ ہے: بچے کی پیدائش کے بعد بچے کو غسل دینے کے بعد اس کے کان میں اذان واقامت کہی جائے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نقل کرتی ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش پر آپ ﷺ نے ان کے کان میں اذان واقامت کہی۔ اس اذان کی برکت سے بچے کو ام الصبیان کی بیماری نہ ہوگی۔ اذان واقامت کے الفاظ کی بدولت شیطان دور بھاگتا ہے اور بچے کو ابتداء ہی سے اسلام اور عبادت الٰہی کی طرف دعوت دی جاتی ہے اور شیطان کی دعوت سے پہلے رحمان کی دعوت دی جاتی ہے تاکہ عقیدہ توحید وایمان کی حفاظت ہو۔ بچے کی پیدائش پر کھجور وغیرہ چبا کر بچے کے منہ میں ڈالی جائے (اسے تحنیک کہتے ہیں) اگر کھجور موجود نہ ہو تو کوئی بھی میٹھی چیز مصری، شہد وغیرہ اس کے تالو میں لگانا چاہیے تاکہ سنت پر عمل ہو۔ منہ کی رگیں اور پٹھے مضبوط ہوں، ماں کی چھاتی سے دودھ چوسنے کی استعداد وصلاحیت پیدا ہو۔ ساتویں دن بچے کے سر کے بال مونڈے جائیں اور ان بالوں کے برابر چاندی فقراء وغرباء میں صدقہ کرنا مستحب ہے۔ بچے کو دوسرے بچوں سے ممتاز کرنے اور تعارف کے لئے بچے کا نام رکھا جائے۔ دین اسلام نے اس سلسلہ میں احکام بیان کئے کہ ساتویں دن جب عقیقہ کیا جائے اُس وقت نام رکھا جائے اور نام پیارا اور اچھا بھی ہونا چاہیے کیونکہ قیامت کے دن انسان کو اپنے اور والدین کے نام سے پکارا جائے اس لئے اچھا نام رکھنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کو سب سے پسندیدہ نام ''عبداللہ'' اور ''عبدالرحمن'' ہیں۔ ایسا نام رکھنا منع ہے جس سے بچے کی شخصیت متاثر ہو اور وہ مذاق کا سبب بنے۔ ساتویں دن جب بچے کے بال کاٹے جائیں اور اُس کا نام رکھا جائے تو اُس کی طرف سے بکرا یا بکری ذبح کی جائے تاکہ وہ آلائشوں سے محفوظ رہے اور یہ عقیقہ کرنا مستحب ہے، فرض یا واجب نہیں ہے۔ عقیقے کا مستحب وقت ساتواں دن ہے اگر ساتویں دن نہ کر سکے تو چودھویں یا اکیسویں دن کرے۔ ختنہ کرنے کو فطرت سلیمہ کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ حنفیہ کے نزدیک ختنہ کرنا سنت ہے، ختنہ بلوغ سے قبل کر دینا چاہیے بہتر ہے کہ عقیقہ کے ساتھ ہی کر دیا جائے اس سے بچے کو زیادہ تکلیف بھی نہیں ہوتی اور حیاء کا مسئلہ بھی درپیش نہیں آتا۔ جب بچہ و بچی بالغ ہو جائیں تو فوراً اس کے نکاح وشادی کا بندوبست کیا جائے تاکہ وہ کسی قسم کے گناہ میں مبتلا نہ ہو۔ (اسلام وتربیت اولاد)

الشق الثانی ..... عن النعمان بن بشیر یقول: سمعت رسول الله ﷺ یقول: الحلال بیّن والحرام بیّن وبینهما مشبهات لا یعلمها کثیر من الناس فمن اتقی المشبهات استبرأ لدینه وعرضه ومن وقع فی الشبهات کراع یرعی حول الحمی یوشك ان یواقعه ألا وان لکل ملك حمی ألا ان حمی الله فی ارضه محارمه ألا وان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله ألا وهی القلب۔

حدیث کا ترجمہ کریں۔ حدیث سے کیا سبق ملتا ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث سے حاصل شدہ سبق۔

جواب ..... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کچھ چیزیں حلال اور کچھ چیزیں حرام ہیں، مگر کچھ چیزیں ایسی ہیں جو واضح نہیں ہیں ان کو اکثر لوگ نہیں جانتے، جو شخص بھی ان مشتبہ اشیاء وامور سے بچا رہے گا اس کی عزت اور اس کا دین محفوظ رہے گا اور جو شخص ان امور واشیاء میں مبتلا ہو جائے گا (اس کا دین اور عزت داغدار ہو جائے گی ایک نہ ایک دن وہ مشتبہ امور سے تجاوز کرتے ہوئے حرام امور کا ارتکاب کرلے گا اسلئے ان مشتبہ امور سے بچنا ضروری ہے، اس کے بعد آپ ﷺ اسی بات کو مثال کے ذریعہ سمجھا رہے ہیں کہ) جیسے شاہی چراگاہ کے اردگرد جو جانور چرتے ہیں عنقریب

وہ جانور اس شاہی چراگاہ کے اندر داخل ہو جائیں گے، ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے، آگاہ رہو! اللہ تعالیٰ کی چراگاہ روئے زمین پر اسکی حرام کردہ اشیاء ہیں۔ آگاہ رہو! جسم میں خون کا ایک لوتھڑا ہے، جب وہ صحیح و تندرست ہو تو سارا جسم ہی تندرست ہوتا ہے اور جب وہ خراب ہو تو سارا جسم ہی خراب ہوتا ہے، آگاہ رہو! وہ دل ہے۔

۲. <u>حدیث سے حاصل شدہ سبق:۔</u> مشتبہ اشیاء و امور سے بچو، جو شخص ان امور و اشیاء میں مبتلا ہو جائے گا اس کا دین اور عزت داغدار ہو جائے گی ایک نہ ایک دن وہ مشتبہ امور سے تجاوز کرتے ہوئے حرام امور کا ارتکاب کرلے گا اسلئے ان مشتبہ امور سے بچنا ضروری ہے تاکہ دین و عزت دونوں محفوظ رہیں۔

﴿لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین﴾

الورقة الثالثة
فقہ
بہشتی زیور (ج-۵-۶-۷)

﴿الورقۃ الثالثۃ : فی الفقہ﴾

﴿السؤال الاوّل﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ......وکیل کسے کہتے ہیں؟ وکیل اگر حکم سے زائد یا حکم کے خلاف چیز لے آیا تو کیا زائد چیز کا لینا مؤکل پر واجب ہے؟ وکیل کے برطرف ہونے یا نہ ہونے کی تفصیل قلمبند کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں۔(۱) وکیل کی مراد (۲) حکم سے زائد چیز لانے پر مؤکل کیلئے حکم (۳) وکیل کے برطرف ہونے یا نہ ہونے کی تفصیل۔

جواب ...... ❶ <u>وکیل کی مراد:۔</u> جو کام آدمی خود کر سکتا ہے وہ کام کسی اور سے کہہ کر کروا بھی سکتا ہے جیسے بیچنا، خریدنا، کرایہ پر دینا، لینا وغیرہ۔ تو جس شخص سے وہ کام کروایا جائے اُسے وکیل کہتے ہیں۔

❷ <u>حکم سے زائد چیز لانے پر مؤکل کیلئے حکم:۔</u> مؤکل نے مخصوص مقدار میں کوئی چیز منگوائی اور وکیل حکم سے زیادہ لے آیا یا مؤکل نے ایک مخصوص چیز مثلاً گائے کا گوشت منگوایا اور وکیل کوئی سبزی وغیرہ لے آیا تو ایسی صورت میں اپنے حکم کے مطابق چیز لینا اور بقیہ کو لوٹا دینا جائز ہے اور حکم کے خلاف لانے کی صورت میں بالکل نہ لینا جائز ہے۔

❸ <u>وکیل کے برطرف ہونے یا نہ ہونے کی تفصیل:۔</u> مؤکل اپنے وکیل کو برطرف کرنا چاہے تو کر سکتا ہے، برطرف ہونے کے بعد وکیل کیلئے کوئی معاملہ کرنا صحیح نہیں ہے۔ اگر مؤکل نے خود وکیل کو منع نہیں کیا بلکہ خط لکھا یا آدمی کے ذریعے اطلاع بھیجی تب بھی وکیل برطرف ہو جائے گا اور اگر مؤکل نے اطلاع نہ دی، کسی آدمی نے اپنے طور پر اسے برطرف ہونے کی اطلاع دی تو اگر دو آدمیوں نے اطلاع دی یا ایک معتبر آدمی نے اطلاع دی تو وکیل برطرف ہو جائے گا ورنہ وکیل کا حکم کے مطابق خرید و فروخت و معاملات کرنا جائز ہے۔

الشق الثانی ......گروی رکھنے کا مفہوم و حکم بیان کریں۔ اگر قرض کے مقابلہ میں زائد مالیت کی چیز گروی رکھی اور وہ ہلاک ہو گئی تو اس کا کیا حکم ہے؟ نیز بتلائیں کہ گروی رکھی ہوئی چیز سے نفع اٹھایا جا سکتا ہے یا نہیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں کا حل تین امور ہیں۔(۱) گروی رکھنے کا مفہوم و حکم (۲) گروی چیز کے ہلاک ہونے کا حکم (۳) گروی چیز سے نفع اٹھانے کا حکم۔

جواب ...... ❶ <u>گروی رکھنے کا مفہوم و حکم:۔</u> کسی آدمی نے کوئی قرض لیا یا کوئی چیز خریدی اور اعتبار کے لئے اپنی کوئی چیز اُس کے پاس رکھوا دی کہ جب رقم ادا کروں گا تو اپنی یہ چیز واپس لے لوں گا تو اسے "گروی رکھنا" کہتے ہیں۔

جس وقت قرض پر لی ہوئی رقم ادا کی جائے گی اُس وقت گروی رکھی ہوئی چیز واپس مل جائے گی۔

❷ <u>گروی چیز کے ہلاک ہونے کا حکم:۔</u> اگر قرض کے بدلہ میں کوئی چیز گروی رکھی گئی اور وہ ہلاک ہو گئی اور اس کی مالیت قرض کے برابر ہے یا قرض سے زیادہ ہے تو ایسی صورت میں نہ قرض واپس لیا جا سکتا ہے اور نہ گروی رکھی ہوئی چیز کی مالیت واپس لی جا سکتی ہے۔ اور اگر گروی رکھی ہوئی چیز کی مالیت کم ہو اور قرض زیادہ ہو تو زائد قرض ادا کرنا لازم ہوگا۔

❸ <u>گروی چیز سے نفع اٹھانے کا حکم:۔</u> گروی رکھی ہوئی چیز قرضہ ادا کئے بغیر مانگنے اور واپس لینا درست نہیں ہے۔ اگر گروی رکھی ہوئی چیز نفع کے قابل ہو تو جس شخص کے پاس گروی رکھی گئی ہے اُس کیلئے اس سے نفع اٹھانا، اُس کا پھل، دودھ وغیرہ استعمال کرنا درست نہیں ہے۔ اگر گروی رکھی ہوئی چیز جانور وغیرہ ہو تو اُس کا دودھ وغیرہ بیچ کر اسکے ثمن بھی گروی میں شامل ہو سکے۔

﴿السؤال الثانی﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاول ...... مہر کی تعریف کریں۔ مہر زیادہ مقرر کرنے کے متعلق شرعی حکم کی وضاحت کریں۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مہر کی تفصیل تحریر کریں۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾...... اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں۔(۱) مہر کی تعریف (۲) مہر زیادہ مقرر کرنے کے متعلق شرعی حکم (۳) سیدہ فاطمۃ الزہراء اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مہر کی تفصیل۔

جواب ...... ❶ مہر کی تعریف:۔ عقد نکاح کے نتیجہ میں عورت اپنا نفس مرد کے سپرد کر دیتی ہے، شریعت کی طرف سے اس صورت میں مرد پر کچھ مال وغیرہ کی ادائیگی لازم کی گئی ہے جسے مہر کہتے ہیں۔

❷ مہر زیادہ مقرر کرنے کے متعلق شرعی حکم:۔ شریعت کی طرف سے کم یا زیادہ ہر طرح سے مہر مقرر کرنے کی اجازت ہے البتہ حنفیہ کے نزدیک کم سے کم مہر کی مقدار دس درہم ہے لیکن ضرورت واستطاعت سے زیادہ مہر مقرر کرنا محض اپنی عزت اور شہرت کے لئے یہ خلاف سنت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ خبردار خواہ مخواہ زیادہ مہر مقرر نہ کرو اس لئے کہ اگر یہ دنیا میں عزت کی بات ہوتی یا اللہ کے نزدیک تقویٰ کی بات ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اس کے زیادہ مستحق تھے اور وہ اپنا یا اپنی ازواج کا زیادہ سے زیادہ مہر مقرر کرتے مگر مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی زوجہ سے نکاح کیا ہو یا اپنی کسی صاحبزادی کا نکاح کیا اور ساڑھے بارہ اوقیہ (۱۳۷ روپے) چاندی سے زائد مہر مقرر کیا ہو۔

❸ سیدہ فاطمۃ الزہراء اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مہر کی تفصیل:۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا مہر چار سو مثقال چاندی تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مہر ۵۰۰ درہم یا اس کی مالیت کے بقدر اونٹ تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مہر کوئی استعمال کی چیز تھی جس کی مالیت دس درہم تھی۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا مہر ۴۰۰ درہم تھا۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا مہر ۴۰۰ دینار تھا جو حبشہ کے بادشاہ نے ادا کیا تھا۔ حضرت زینب بنت خذیمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا مہر ۵۰۰ درہم تھا۔

الشق الثانی ...... مُردے کو نہلانے وکفن پہنانے کی فضیلت قلمبند کریں۔ موت پر رونا دھونا، خواہ مخواہ شور وشغب کرنا اور ماتم کرنا کپڑے پھاڑنا کیسا ہے۔ یتیم کا مال کھانے کا حکم بیان کریں۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾...... اس سوال کا حل تین امور ہیں۔(۱) مُردے کو نہلانے وکفن پہنانے کی فضیلت (۲) موت پر رونے دھونے وماتم کا حکم (۳) یتیم کا مال کھانے کا حکم۔

جواب ...... ❶ مُردے کو نہلانے وکفن پہنانے کی فضیلت:۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مُردے کو غسل دے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو اور جو شخص کسی مُردے پر کفن ڈالے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا جوڑا پہنائیں گے اور جو کسی غمزدہ کو تسلی دے تو اللہ تعالیٰ اُسے پرہیزگاری کا لباس اور جنتی جوڑا پہنائیں گے۔

❷ موت پر رونے دھونے وماتم کا حکم:۔ کسی کی موت پر رونا اور دلی طور پر غمگین ہونا اور آنسو بہانا ایک فطری عمل ہے۔ شریعت نے اس کی اجازت دی ہے، یہ ممنوع نہیں ہے البتہ کسی کی موت پر شور وشغب کرنا، سینہ پیٹنا، نوحہ وماتم کرنا، کپڑے پھاڑنا جائز نہیں ہے ایسے لوگوں پر لعنت کی گئی ہے اور آپ ﷺ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ جو شخص سینہ پیٹے، چہرہ وبال نوچے، کپڑے وگریبان پھاڑے اور دورِ جاہلیت کی طرح کوئی عمل کرے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

❸ یتیم کا مال کھانے کا حکم:۔ یتیم کا مال کھانا ممنوع قرار دیا گیا ہے ارشاد خداوندی ہے کہ غلط طریقہ سے یا کھانے کی نیت سے یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ، یہ انتہائی برا عمل ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن بعض لوگ قبروں

سے اس طرح اٹھیں گے کہ اُن کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے۔ پوچھنے پر فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ارشاد خداوندی ہے جو لوگ یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ……صحیح و غلط کی نشاندہی کریں۔

① سونا و چاندی کی ایک دوسرے سے بیع ہو تو برابری ضروری ہے۔ (غلط)
② گائے، بھینس، بکری کو دودھ پینے کے لئے کرایہ پر لینا درست نہیں ہے۔ (صحیح)
③ پڑھنے کے لئے کتاب کرایہ پر لینا درست ہے۔ (غلط)
④ نابالغ بچے کا وصیت کرنا درست نہیں ہے۔ (صحیح)
⑤ خیرات کا ثواب دس گنا اور قرض دینے کا ثواب اٹھارہ گنا ہے۔ (صحیح)

جواب ……کمامرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی ……درج ذیل سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔

① نابالغ بچے کا کسی کی ذمہ داری قبول کرنا درست ہے۔ (نہیں)
② کچھ دینے کے بعد دینے یا لینے والا مر جائے تو واپسی درست نہیں ہے۔ (ہاں)
③ کھائے جانے والے جانور کو دل بہلانے کے لئے قتل کرنا جائز ہے۔ (نہیں)
④ نفل روزہ شوہر کی اجازت کے بغیر رکھنا درست ہے۔ (نہیں)
⑤ دو رکعت مسواک کے ساتھ پڑھنا بغیر مسواک ستر رکعت پڑھنے سے افضل ہے۔ (ہاں)

جواب ……کمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الثالثة : فی الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ……اجارہ فاسد کی چند صورتیں و مثالیں ذکر کریں نیز اجارہ فاسد کا حکم بیان کریں۔ اجارہ کے ٹوٹنے اور توڑنے کی تین مثالیں ذکر کریں۔ کن صورتوں میں تاوان لینا درست ہے؟۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ …… اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں۔ (۱) اجارہ فاسد کی صورتیں و مثالیں (۲) اجارہ فاسد کا حکم (۳) اجارہ کے ٹوٹنے اور توڑنے کی مثالیں (۴) تاوان وصولی کے درست ہونے کی صورتیں۔

جواب …… ❶ **اجارہ فاسد کی صورتیں و مثالیں:۔** ① مکان یا دکان کرایہ پر لیتے ہوئے مدت یا کرایہ متعین نہیں کیا یا مکان و دکان اس وعدہ پر دی کہ اسکی مرمت ہی اس کا کرایہ ہوگا۔ ② گانا بجانے، ناچنے، بندر نچانے وغیرہ کے لئے اجارہ کی تمام بیہودہ صورتیں۔ ③ کسی حافظ قرآن کو کسی قبر پر بیٹھ کر قرآن کریم پڑھنے اور ثواب بخشنے کا اجارہ۔ ④ بکری، گائے، بھینس وغیرہ کو گابھن کروانے کا اجارہ۔ ⑤ جانور کو نصف پیداوار کے بدلے اُجرت پر دینا مثلاً یہ کہ مرغیاں، بکریاں وغیرہ لے جاؤ اور پرورش کرو ان سے جو پیداوار ہوگی وہ آدھی تمہاری اور آدھی میری ہوگی۔

❷ **اجارہ فاسد کا حکم:۔** اجارہ فاسد کا حکم یہ ہے کہ جو اجرت طے ہوئی ہے وہ ادا نہ کی جائے گی بلکہ اُس کام کے لئے مزدوری کا

جو دستور ہو یا اُس مکان و دکان وغیرہ کے کرائے کا جو دستور ہو وہی ادا کیا جائے گا۔ البتہ اگر دستور زیادہ ادائیگی کا ہو اور اُجرت کم طے ہوئی ہو تو پھر مقررہ اُجرت ہی ادا کی جائے گی دستور کے موافق ادائیگی نہ کی جائے گی۔

③ اجارہ کے ٹوٹنے اور توڑنے کی مثالیں:۔ ① کوئی گھر، مکان یا دکان اُجرت پر لیا مگر وہ بہت ٹپکتا ہے یا اس کا کوئی حصہ گر پڑا، یا اس میں کوئی ایسا عیب نکل آیا جس کی وجہ سے رہنا مشکل ہے تو اجارہ توڑ دینا درست ہے۔ ② اگر مکان یا دکان وغیرہ بالکل گر پڑا تو اجارہ خود بخود ٹوٹ جائے گا مالک کی رضامندی ضروری نہیں۔ ③ اجرت پر لینے والا یا دینے والا مر جائے تو اجارہ ٹوٹ جائے گا۔ ④ ایسا عذر پیدا ہو جائے کہ اجارہ کو توڑنا پڑے تو مجبوری کے وقت توڑنا صحیح ہے مثلاً کہیں جانے کے لئے سواری کرایہ پر لی مگر جانے کا ارادہ بدل گیا تو اجارہ توڑ دینا صحیح ہے۔

④ تاوان وصولی کے درست ہونے کی صورتیں:۔ رنگریز، دھوبی، درزی وغیرہ کسی بھی پیشہ سے وابستہ آدمی سے کوئی کام کرایا تو اُس کو جو چیز دی گئی ہے وہ اسکے پاس امانت ہے اگر چوری ہو جائے یا بلاقصد و مجبوری ضائع ہو جائے تو تاوان لینا درست نہیں البتہ اگر اس انداز میں رنگا، دھویا یا سلائی کی کہ کپڑا پھٹ گیا یا خراب ہو گیا تو تاوان لینا جائز ہے۔ اسی طرح کپڑا وغیرہ تبدیل کر دیا تو تاوان لینا درست ہے۔ اسی طرح اگر کپڑا کہیں کھو گیا اور وہ کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ کپڑا کہاں گیا تب بھی تاوان لینا درست ہے۔ اور اگر وہ کہے کہ کپڑا چوری ہو گیا ہے تو پھر تاوان لینا درست نہیں۔ کسی مزدور کو گھی، تیل وغیرہ پہنچانے کیلئے اُجرت پر لیا تو اُس نے راستہ میں وہ سامان گرا دیا تو تاوان لینا جائز ہے۔ اگر کوئی مزدور پیشہ ور نہیں ہے بلکہ خاص تمہارے کام کیلئے ہی مقرر ہے مثلاً گھر کا نوکر چاکر مزدور وغیرہ، اسکے ہاتھ سے اگر کوئی نقصان ہو جائے تو تاوان لینا جائز نہیں البتہ اگر وہ خود قصداً نقصان کرے تو پھر تاوان لینا درست ہے۔ بچے کو کھلانے پر جو نوکر مقرر ہے اسکی غفلت سے بچے کا زیور وغیرہ گم ہو گیا تو تاوان لینا درست نہیں۔

الشق الثانی ...... ماں باپ کی زندگی و موت کے تین تین حقوق تحریر کریں۔ مسلمان پر مسلمان کے ذمہ دس عمومی حقوق قلمبند کریں۔ ہمسایہ کے حقوق تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا لب لباب تین امور ہیں۔ (۱) ماں باپ کی زندگی و موت کے تین تین حقوق (۲) مسلمان پر مسلمان کے ذمہ دس عمومی حقوق (۳) ہمسایہ کے حقوق۔

جواب ...... ① ماں باپ کی زندگی و موت کے تین تین حقوق:۔ ① زندگی میں اُن کو تکلیف نہ پہنچائی جائے اگر چہ اُن کی طرف سے زیادتی بھی ہو۔ ② زبان اور عملی برتاؤ سے ان کی تعظیم کی جائے۔ ③ جائز کاموں میں ان کی اطاعت کی جائے۔ ④ اگر وہ حاجت مند ہوں تو مال کے ذریعے اُن کی خدمت کی جائے اگر چہ وہ کافر ہوں۔

① موت کے بعد ان کیلئے دعائے مغفرت و رحمت کی جائے نیز نفلی عبادات اور خیرات وغیرہ کا ثواب پہنچایا جائے۔ ② ان کے ملنے جلنے والوں کے ساتھ احسان اور خدمت کا معاملہ کیا جائے۔ ③ اُن کے ذمے جو قرض ہو یا انہوں نے کسی جائز کام کی وصیت کی ہو اور باری تعالیٰ نے استطاعت بھی دی ہو تو اُس کو ادا کیا جائے۔

② مسلمان پر مسلمان کے ذمہ دس عمومی حقوق:۔ ① خطاء کو معاف کیا جائے۔ ② رونے پر رحم کیا جائے۔ ③ عیب کو چھپایا جائے۔ ④ عذر کو قبول کیا جائے۔ ⑤ تکلیف کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ ⑥ خیر خواہی کا برتاؤ کیا جائے۔ ⑦ عہد کا خیال کیا جائے۔ ⑧ بیمار پرسی کی جائے۔ ⑨ مر جائے تو دعائے مغفرت کی جائے۔ ⑩ دعوت دے تو قبول کی جائے۔

③ ہمسایہ کے حقوق:۔ ① احسان اور رعایت کا معاملہ کیا جائے۔ ② بیوی بچوں اور عزت و آبرو کی حفاظت کی جائے۔

④ کبھی کبھاراُس کے گھر تحفہ وغیرہ بھیجا جائے۔ ⑤ تکلیف نہ دی جائے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاول ...... لینے دینے کے پانچ معاملات ذکر کریں۔ مل جل کر بیٹھنے کے پانچ آداب سپردِ قلم کریں۔ پیری مریدی کے متعلق پانچ تعلیمات ذکر کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور حل طلب ہیں۔(۱) لینے دینے کے پانچ معاملات (۲) مل جل کر بیٹھنے کے پانچ آداب (۳) پیری مریدی کے متعلق پانچ تعلیمات۔

جواب ...... ❶ لینے دینے کے پانچ معاملات:۔ ① کوئی مصیبت زدہ مجبوری میں اپنی کوئی چیز بیچے تو اس کو صاحب ضرورت سمجھ کر اُس کی قیمت نہ گرائی جائے بلکہ اُس کی مدد کی جائے یا مناسب قیمت پر وہ چیز خریدی جائے۔ ② اگر قرض دار غریب ہو تو اس کو پریشان نہ کیا جائے بلکہ مہلت دی جائے یا معاف کر دیا جائے۔ ③ جہاں تک ممکن ہو کسی سے قرض مت لو، اگر مجبوری سے قرض لو تو ادا کرنے کا خیال رکھو، بے پرواہ نہ بنو۔ جس کا قرض ہے اگر وہ کچھ کہے تو اُس کو جواب مت دو۔ اگر قرض کی ادائیگی کیلئے مال موجود ہو تو پھر قرض خواہ کو ٹالنا ظلم ہے۔ ④ مزدور سے مزدوری کروا کر مزدوری دینے میں کوتاہی و تاخیر نہ کی جائے۔ ⑤ اگر کسی کے ساتھ مالی لین دین ہو یا کسی کی امانت تمہارے پاس رکھی ہو تو یا اُس کو لکھ کر محفوظ رکھو یا دو چار آدمیوں کے سامنے اس کا ذکر کر دو تا کہ تمہارے مرنے کے بعد تمہارے ذمے کسی کا مال نہ رہ جائے۔

❷ مل جل کر بیٹھنے کے پانچ آداب:۔ ① کسی کو اُس کی جگہ سے اُٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھو۔ ② اگر دو آدمی کسی محفل میں اکٹھے بیٹھے ہوں تو اُن کے درمیان میں جا کر نہ بیٹھو۔ ③ محفل میں سردار بن کر نہ بیٹھو بلکہ جہاں جگہ ہو وہاں غریبوں کی طرح بیٹھ جاؤ۔ ④ جب چھینک آئے تو منہ پر کپڑا یا ہاتھ رکھ لو اور پست آواز سے چھینکو۔ ⑤ محفل میں کسی کی طرف پاؤں نہ پھیلاؤ۔

❸ پیری مریدی کے متعلق پانچ تعلیمات:۔ ① پیر کا خوب ادب کیا جائے اور اللہ کا نام لینے کا وہ جو طریقہ بتلائے اُس پر عمل کیا جائے اور اپنے متعلق یہ اعتقاد رکھے کہ میرے دل کے درست ہونے کا جتنا فائدہ مجھے اس سے پہنچ سکتا ہے اُتنا کسی اور بزرگ سے نہیں پہنچ سکتا۔ مگر کسی بزرگ کی توہین نہ کرے۔ ② کسی کتاب میں کوئی وظیفہ یا کوئی عمل دیکھ کر اپنی عقل سے کچھ نہ کیا جائے بلکہ پیر سے پوچھ کر کیا جائے۔ ③ پیر کے سامنے بے پردگی کا مظاہرہ نہ کیا جائے۔ ④ اگر بیعت ہونے والی عورت ہو تو پیر کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دے بلکہ رومال یا کسی کپڑے وغیرہ سے مرید ہو سکتی ہے۔ ⑤ پیر کے متعلق یہ نظریہ قائم کرنا کہ اُسے ہمارا سب حال معلوم ہے یہ گناہ ہے۔

الشق الثانی ...... بچہ پیدا ہونے کی پانچ رسمیں ذکر کریں۔ منگنی و نکاح کی پانچ رسمیں ذکر کریں۔ مرنے کے متعلق پانچ رسموں کی تفصیل قلمبند کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں۔(۱) بچہ پیدا ہونے کی پانچ رسمیں (۲) منگنی و نکاح کی پانچ رسمیں (۳) مرنے کے متعلق پانچ رسمیں۔

جواب ...... ❶ بچہ پیدا ہونے کی پانچ رسمیں:۔ ① بچہ پیدا ہونے کے بعد گھر والوں کے ساتھ خاندان کی عورتیں بطور نیوتہ کے کچھ مال وغیرہ جمع کر کے دائی کو دیتی ہیں جو کہ درست نہیں۔ ② زچہ کے کپڑے، بچھونا اور جوتی وغیرہ تمام اشیاء کو دائی کا حق سمجھنا کہ جو دائی زچگی کے وقت آئے گی یہ سارا سامان اُسے دے دیا جائے گا۔ ③ زچہ کو بالکل نجس سمجھنا، اُس سے الگ بیٹھنا، اُس کے چھوئے ہوئے برتن کو نجس سمجھنا بالکل بیہودہ اور لغو عمل ہے۔ ④ زچہ کے پاک ہونے تک اُس کے شوہر کو اُس کے بالکل قریب

نہ آنے دیا جاتا اور اس کو عیب یا برا سمجھنا۔ ⑤ زچہ کو تین مرتبہ نہلانے کو ضروری سمجھنا۔

② منگنی و نکاح کی پانچ رسمیں:۔ ① جب منگنی ہوتی ہے تو نائی خط لے کر آتا ہے، لڑکی والے کی طرف سے شکرانہ بنا کر نائی کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ ② لڑکی والا نائی کو کپڑے کا جوڑا اور کچھ رقم دیتا ہے۔ ③ نائی کے لوٹنے سے پہلے سب عورتیں جمع ہو کر گانے بجانے کی رسمیں ادا کرتی ہیں۔ ④ کچھ عرصہ کے بعد لڑکی والوں کی طرف سے مٹھائی، انگوٹھی، کپڑے وغیرہ نشانی کے طور پر بھیجے جاتے ہیں۔ ⑤ جو نائی وغیرہ یہ مٹھائی اور سامان لے کر آتا ہے اُس کو جوڑا اور کچھ رقم دے کر رخصت کیا جاتا ہے اور اس مٹھائی کو خاندان کی بڑی بوڑھی عورتیں برادری میں برابر تقسیم کرتی ہیں۔

① بارات سے ایک دن قبل دلہا والوں کا نائی مہندی لے کر اور دلہن والوں کا نائی جوڑا لے کر اپنے اپنے مقام سے چلتے ہیں اور ایک دوسرے کے گھر پہنچاتے ہیں۔ ② جوڑا لانے والے نائی کو جوڑا پہنچانے کے وقت کچھ انعام دیا جاتا ہے اور یہ جوڑا ساری برادری میں دکھایا جاتا ہے۔ ③ دلہا شہر کے کسی مشہور متبرک مزار پر جا کر کچھ نقد چڑھا کر بارات میں شامل ہوتا ہے۔ ④ بارات ایک جگہ ٹھہرتی ہے دونوں طرف کی برادری کے سامنے لڑکی کی بَری کھولی جاتی ہے اور ریاء وافتخار وغیرہ کا اظہار کیا جاتا ہے۔ ⑤ صبح کو بارات کے بھنگی دلہن والوں کے گھر دَف بجاتے ہیں جو کہ بارات کے ساتھ آئے ہوتے ہیں۔

③ مرنے کے متعلق پانچ رسمیں:۔ ① غسل، کفن اور تدفین میں بہت دیر کی جاتی ہے حالانکہ شریعت میں حکم ہے کہ جنازے کو اٹھانے میں تاخیر نہ کی جائے۔ ② مرنے والے کے کپڑے اور دیگر استعمال کی اشیاء غرباء میں تقسیم کر دی جاتی ہیں حالانکہ یہ میراث کا حصہ ہوتا ہے جو تمام ورثاء کی خوشی ورضامندی کے بغیر تقسیم کرنا جائز نہیں۔ ③ مرنے کے بعد مقررہ تاریخوں میں یا ان کے آگے پیچھے کر کے کچھ کھانا وغیرہ پکا کر برادری میں تقسیم کرنا۔ ④ میت والوں کے لئے قریبی رشتے دار کے گھر سے کھانا آتا ہے جو کہ اَدلے کا بدلہ ہوتا ہے کہ اُس نے ہماری میت پر کھانا بھیجا تھا اس لئے ہم نے بھی بھیجا ہے وغیرہ۔ ⑤ کچھ حافظوں کو اُجرت دے کر قرآن مجید پڑھوایا جاتا ہے کہ مُردے کو ثواب بخشا جائے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ......قیامت کی چند علامات ونشانیاں تحریر کریں۔ قیامت کے دن کے کچھ احوال اور جنت کی کچھ نعمتوں، جہنم کی کچھ مصیبتوں کا ذکر کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال میں کا خلاصہ تین امور ہیں۔ (۱) قیامت کی چند علامات ونشانیاں (۲) قیامت کے دن کے احوال (۳) جنت کی کچھ نعمتوں وجہنم کی کچھ مصیبتوں کا ذکر۔

جواب ...... **①** قیامت کی چند علامات ونشانیاں:۔ احادیث میں قیامت کی متعدد علامات ونشانیاں ذکر کی گئی ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔ مالِ زکوٰۃ کو اپنی مِلک سمجھا جائے گا۔ زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا۔ مرد عورتوں کی تابعداری کریں گے اور والدین کی نافرمانی کریں گے۔ دوست کو اپنا سمجھیں گے اور باپ کو غیر سمجھیں گے۔ دین کا علم دنیا کمانے کے لئے حاصل کیا جائے گا۔ حکومت کرنے والے بدذات، لالچی اور بدخلق لوگ ہوں گے۔ لوگ ظالموں کی تعظیم اُن کے خوف کی وجہ سے کریں گے۔ شراب کھلم کھلا پی جائے گی۔ ناچ گانے والی عورتوں کا عام رواج ہوگا۔ ناچ گانے کے آلات عام ہو جائیں گے۔ آنے والے لوگ پہلے لوگوں کے بزرگوں کو برا بھلا کہیں گے۔

② قیامت کے دن کے احوال:۔ جب پہلی مرتبہ صُور پھونکا جائے گا تو تمام دنیا فناء ہو جائے گی پھر چالیس سال کے بعد حکم

خدا تعالیٰ کے حکم سے دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا پھر زمین و آسمان اُسی طرح قائم ہو جائیں گے اور مُردے قبروں سے زندہ ہو کر نکل پڑیں گے اور میدانِ حشر میں اکٹھے کر دیئے جائیں گے۔ سورج انتہائی نزدیک ہو جائے گا جس کی گرمی سے دماغ پکنے لگیں گے، لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے پسینہ سے شرابور ہوئے بھوکے پیاسے کھڑے ہوں گے اور نیک لوگوں کے لئے زمین کی مٹی میدے کی مثل بنا دی جائے گی وہ اُس کو کھا کر پیاس بجھانے کے لئے حوضِ کوثر پر جائیں گے پھر جب لوگ کھڑے کھڑے تھک جائیں گے تو حساب و کتاب کی سفارش کیلئے یکے بعد دیگرے تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس جائیں گے، سب پیغمبر عذر پیش کریں گے آخر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سفارش کی درخواست کی جائے گی، پھر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم سے درخواست کو قبول فرما کر مقامِ محمود میں تشریف لے جا کر شفاعت فرمائیں گے اور باری تعالیٰ اُس سفارش کو قبول کریں گے۔ سب سے پہلے آسمان سے فرشتے اتریں گے اور تمام لوگوں کو گھیر لیں گے پھر حق تعالیٰ کا عرش اترے گا اس پر حق تعالیٰ کی تجلی ہوگی اور حساب و کتاب شروع ہو جائے گا۔ ایمان والوں کے نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں اور بے ایمانوں کے نامۂ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور میزان قائم کیا جائے گا جس کے ذریعے سب کی نیکیاں اور برائیاں تولی جائیں گی اور پل صراط پر چلنے کا حکم ہوگا جس کی نیکیاں زیادہ ہوں گی وہ پل صراط سے پار ہو کر جنت میں پہنچ جائے گا اور جس کے گناہ زیادہ ہوں گے اور باری تعالیٰ معاف نہ کریں گے وہ دوزخ میں گر جائے گا اور جس کی نیکیاں و گناہ برابر ہوں گے وہ جنت اور دوزخ کے درمیان ایک مقام (اعراف) میں رہ جائے گا۔ اُس کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام، علماء، صلحاء، شہداء، حفاظ، یہ سب گناہگار لوگوں کو بخشوانے کیلئے سفارش کریں گے، ان کی سفارش قبول کی جائے گی، جس کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس طرح جو لوگ اعراف میں ہوں گے ان کو بھی جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور دوزخ میں صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جو کافر و مشرک ہوں گے۔ پھر جنت اور جہنم کے درمیان موت کو ایک مینڈھے کی صورت میں لا کر سب جنتیوں اور جہنمیوں کے سامنے ذبح کر دیا جائیگا اور ارشادِ باری ہوگا کہ اب نہ جنتیوں کو موت آئے گی اور نہ جہنمیوں کو موت آئے گی۔ سب اپنے اپنے ٹھکانے پر ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اس کے بعد نہ جنتیوں کی خوشی کی کوئی انتہاء ہوگی اور نہ جہنمیوں کے غم و حسرت کی کوئی انتہاء ہوگی۔

⓬ <u>جنت کی کچھ نعمتوں و جہنم کی کچھ مصیبتوں کا ذکر:</u>۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ارشادِ باری ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں کہ جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں، نہ کسی کان نے سنی ہیں، نہ کسی آدمی کے دل میں اُن کو خیال گزرا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی عمارت میں ایک اینٹ سونے اور ایک چاندی کی ہے۔ اینٹوں کو جوڑنے کا گارا خالص مشک کا ہے۔ جنت کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں اور وہاں کی مٹی زعفران ہے جو شخص جنت میں چلا جائے گا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رنج و غم سے آزاد ہو کر خوشی خوشی وہاں رہے گا۔ نہ جنتیوں کے کپڑے میلے ہوں گے نہ ان کی جوانی ختم ہوگی اور فرمایا کہ جنت میں دو باغ ایسے ہیں کہ جن کے برتن اور سب سامان چاندی کا ہے اور دو باغ ایسے ہیں کہ جن کے سب برتن اور ساز و سامان سونے کا ہے اور فرمایا کہ جنت کے اوپر نیچے سو درجے ہیں اور ایک درجے سے دوسرے درجے کا فاصلہ زمین و آسمان کا درمیانی فاصلہ ہے اور سب درجوں سے بڑا درجہ فردوس ہے اسی سے جنت کی چاروں نہریں یعنی دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں نکلی ہیں۔ اس درجہ سے اوپر عرش ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم جب بھی اللہ تعالیٰ سے مانگو تو جنت الفردوس مانگو اور فرمایا کہ جنت کا ہر درجہ اتنا بڑا ہے کہ اگر تمام دنیا کے انسان اس میں بھر جائیں تو وہ اس میں سما جائیں اور جنت کے درختوں کے تنے سونے کے ہیں، نہ وہاں پیشاب کی ضرورت ہوگی اور نہ پاخانہ و تھوک وغیرہ کی۔ کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ ایک ڈکار آئے گا جس کے نتیجہ میں جنتیوں کا کھانا مشک کی خوشبو بن کر ختم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ جنتیوں سے پوچھیں گے کہ کیا تم خوش ہو؟ تو سب جنتی کہیں گے کہ ہم خوش ہیں۔ ارشاد ہوگا ان سب نعمتوں سے بڑھ کر تم کو کوئی چیز دی جائے؟ تو وہ عرض کریں گے کہ وہ کیا چیز ہے؟ جواب دیا جائے گا کہ میں تم سے خوش رہوں گا کبھی ناراض نہ ہوں گا۔ پھر آخر میں دیدار الٰہی کی نعمت حاصل ہوگی جس کے سامنے جنت کی سب نعمتیں ہیچ نظر آئیں گی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہنم کو ہزار برس تک دہکایا گیا، حتیٰ کہ اس کا رنگ سرخ ہو گیا پھر ہزار برس تک دہکایا گیا حتیٰ کہ اس کا رنگ سفید ہو گیا پھر ہزار برس تک دہکایا گیا حتیٰ کہ وہ سیاہ ہو گئی اب وہ بالکل سیاہ و تاریک ہے اور فرمایا کہ تمہاری یہ آگ دوزخ کی آگ کے سترویں حصے سے بھی کم ہے۔ اور جہنم کی آگ اس سے ستر حصے زیادہ تیز ہے۔ اور فرمایا کہ اگر ایک بڑا بھاری پتھر دوزخ کے کنارے سے چھوڑا جائے تو ستر برس چلنے کے بعد جہنم کی انتہا کو پہنچے گا اور فرمایا کہ جہنم کو لایا جائے گا اُس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی اور ہر ایک باگ کو ستر ہزار فرشتے پکڑے ہوئے ہوں گے اور فرمایا کہ جہنم میں سب سے ہلکا عذاب ایک شخص کو ہوگا کہ اُس کے پاؤں میں صرف آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی مگر اُس کے نتیجہ میں اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح پکے گا اور وہ یہ سمجھے گا کہ مجھ سے بڑھ کر کسی کو عذاب نہیں ہو رہا۔ اور فرمایا کہ دوزخ میں اونٹ کی شکل بڑے بڑے سانپ ہیں اگر وہ ایک دفعہ کاٹ لیں تو چالیس برس تک زہر ختم نہ ہو اور پالان کسے ہوئے خچر کے برابر بڑے بڑے بچھو ہیں اگر وہ کاٹ لیں تو چالیس برس تک اُس کی لہر اٹھتی رہے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ کر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے آج نماز میں جنت اور جہنم کا ہو بہو نقشہ دیکھا۔ میں نے آج تک نہ جنت جیسی کوئی اچھی چیز دیکھی اور نہ دوزخ سے زیادہ کوئی تکلیف دہ چیز دیکھی۔

الشق الثانی ......صحیح وغلط کی نشاندہی کریں۔ ① حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا مہر ۴۰۰ درہم تھے۔ (غلط)

② کسی کی گائے یا بکری از خود گھر میں آ گئی تو اس کا دودھ دوہنا جائز ہے۔ (غلط)

③ نشہ آور مقدار سے کم افیون علاج کے لئے استعمال کرنا جائز ہے۔ (صحیح)

④ حیض ونفاس وناپاکی کی حالت میں ذکر اور درود شریف پڑھنا جائز نہیں۔ (غلط)

⑤ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں ایک بکری ذبح کی گئی۔ (صحیح)

جواب ......کما مرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقۃ الثالثۃ : فی الفقہ﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ...... بیع سلم کی تعریف کریں اور اس کی شرائط قلمبند کریں۔ غلہ اناج کے علاوہ دیگر اشیاء میں بیع سلم کے جائز ہونے کی صورت بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں دو امور توجہ طلب ہیں۔ (۱) بیع سلم کی تعریف و شرائط (۲) غلہ اناج کے علاوہ دیگر اشیاء میں بیع سلم کے جائز ہونے کی صورت۔

جواب ...... ① **بیع سلم کی تعریف و شرائط:۔** فصل کٹنے سے پہلے یا کٹنے کے بعد کسی کو رقم ادا کرنا اور یہ کہنا کہ فلاں مہینے میں فلاں تاریخ تک ہم تم سے اس رقم کے بدلے میں فلاں غلہ، اناج لیں گے اور نرخ وریٹ طے کر لیا تو اس کو بیع سلم کہتے ہیں۔

بیع سلم کے صحیح ہونے کے لئے متعدد شرائط ہیں۔ ① مبیع کی کیفیت واضح طور پر بتلا دی جائے کہ لیتے وقت دونوں میں جھگڑا

پیدا نہ ہو مثلاً فلاں قسم کی گندم ہو، باریک یا پالہ ماری ہوئی نہ ہو، عمدہ ہو، اس میں کوئی اور چیز مثلاً چنے، مٹر، چاول وغیرہ نہ ملے ہوئے ہوں۔ ② ریٹ بھی طے کرلیا جائے مثلاً پانچ روپے میں دس سیر وغیرہ۔ ③ مکمل رقم بیان کردی جائے کہ اتنی رقم کے بدلے میں یہ چیز لی جائے گی۔ ④ اسی وقت اُسی جگہ پر مکمل رقم ادا کردی جائے۔ ⑤ لینے کی مدت کم سے کم ایک مہینہ مقرر کی جائے کہ ایک مہینہ کے بعد فلاں تاریخ کو ہم یہ چیز وصول کریں گے۔ مہینے سے کم مدت مقرر کرنا صحیح نہیں ہے۔ ⑥ مبیع سپرد کرنے کی جگہ بھی مقرر کردی جائے کہ فلاں جگہ پر یہ چیز وصول کی جائے گی۔ ⑦ جس وقت معاملہ کیا ہے اس وقت سے لے کر ادائیگی اور وصولی کے زمانے تک وہ چیز بازار میں دستیاب رہے اگر اس دوران وہ چیز بالکل بازار سے نایاب ہوگئی تو بیع سلم باطل ہو جائے گی۔

اگر یہ تمام شرائط پائی جائیں گی تو بیع سلم درست ہوگی ورنہ نہیں۔

② **غلہ اناج کے علاوہ دیگر اشیاء میں بیع سلم کے جائز ہونے کی صورت:۔** غلہ اناج وغیرہ کے علاوہ دیگر اشیاء جن کی کیفیت بیان کرکے مقرر کردی جائے کہ ادائیگی کے وقت جھگڑے کا اندیشہ نہ ہو اُن میں بھی بیع سلم درست ہے مثلاً انڈے، اینٹیں، کپڑا وغیرہ کہ اینٹ میں سائز، چوڑائی، موٹائی وغیرہ، کپڑے میں سوتی یا اونی، باریک یا موٹا ہونا اور انڈے میں دیسی یا فارمی وغیرہ ہونا ذکر کردیا جائے۔

الشق الثانی ...... عورت کے لئے شوہر کے حقوق کی ادائیگی پر جو احادیث وارد ہیں ان میں سے پانچ احادیث درج کریں۔ اولاد کی پرورش کے متعلق کتاب میں مذکور دس ہدایات ذکر کریں۔ محفل میں اٹھنے، بیٹھنے و گفتگو کا طریقہ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا لب لباب تین امور ہیں۔ (۱) شوہر کے حقوق کے متعلق احادیث (۲) اولاد کی پرورش سے متعلق ہدایات (۳) محفل میں اٹھنے، بیٹھنے و گفتگو کا طریقہ۔

جواب ...... ① **شوہر کے حقوق کے متعلق احادیث:۔** شریعت نے شوہر کے بڑے حقوق بیان کئے ہیں اور اُسے بہت عزت و بزرگی عطاء کی ہے۔ حتیٰ کہ شوہر کو راضی اور خوش رکھنے کو بڑی عبادت قرار دیا گیا ہے اور اُس کے ناخوش و ناراض ہونے کو گناہ قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت نمازوں کی ادائیگی کرے، رمضان کے روزے رکھے اور اپنی آبرو کی حفاظت رکھے یعنی پاک دامن اور اپنے شوہر کی تابعداری و فرمانبرداری کرتی رہے تو اسے اختیار ہے کہ وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے یعنی جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے اس کے لئے داخلے کی اجازت ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس عورت کی موت اس حالت میں آئے کہ اُس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ جنتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو سجدے کا حکم دیتا تو وہ عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مرد اپنی عورت کو ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ تک پتھر اٹھانے کا حکم دے اور دوسرے سے تیسرے پہاڑ تک پتھر لے جانے کا حکم دے تو اس کے لئے تابعداری ضروری ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شوہر اپنی عورت کو کام کے لئے بلائے تو وہ ضرور اس کے پاس آئے اگرچہ وہ چولہے پر بیٹھی ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی مرد نے اپنی عورت کو ہمبستری کے لئے بلایا اور وہ نہ آئی اور وہ مرد غصے کے ساتھ لیٹ گیا تو صبح تک سارے فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

② **اولاد کی پرورش سے متعلق ہدایات:۔** ① نیک بخت، دین دار عورت کے ذریعے اس کو دودھ پلایا جائے۔ ② بچہ کو دودھ پلانے کے لئے اور کھانا کھلانے کیلئے اوقات مقرر کئے جائیں تا کہ وہ تندرست رہے۔ ③ اگر نومولود لڑکی ہے تو جب تک پردہ میں بیٹھنے کے لائق نہ ہو جائے اسے زیور نہ پہنایا جائے۔ ④ بچے کے ہاتھ سے غریبوں کو کھانا، کپڑا، پیسہ وغیرہ دلوایا جائے تا کہ اُن

میں سخاوت کی عادت پیدا ہو۔ ⑤ اگر لڑکا ہو تو سفید کپڑے کی رغبت اُس کے دل میں پیدا کی جائے اور رنگین اور تکلف والے لباس سے اُس کو نفرت دلائی جائے۔ اور اگر لڑکی ہو تو پھر زیادہ مانگ، چوٹی وغیرہ اور تکلف والے کپڑوں کی عادت نہ ڈالی جائے۔ ⑥ بچے کی تمام ضدیں پوری نہ کی جائیں اس سے مزاج بگڑتا ہے۔ ⑦ غصہ، جھوٹ، حرص، چوری، چغلی، بے فائدہ باتیں، بلاوجہ زیادہ ہنسنا، دھوکہ دینا، بھلی بری بات کا نہ سوچنا، ان ساری باتوں سے نفرت دلائی جائے۔ ⑧ رات کو جلدی سونے اور صبح کو جلدی اٹھنے کی عادت ڈالی جائے۔ ⑨ بچہ سات برس کا ہو جائے تو نماز کی عادت ڈالی جائے اور جب مکتب میں جانے کے قابل ہو جائے تو قرآن مجید کی تعلیم دی جائے۔ ⑩ ایسی کتابیں پڑھائی جائیں جن میں دین کی باتیں اور دنیا کی ضروری کارروائی آ جائے، عاشقی معشوقی والی کتابیں یا خلافِ شرع مضامین اور بیہودہ قصے وغزلیں وغیرہ والی کتابوں سے دور رکھا جائے۔

③ محفل میں اٹھنے، بیٹھنے و گفتگو کا طریقہ:۔ جس سے ملو ادب سے ملو اور نرمی سے بولو، محفل میں تھوکو نہیں، وہاں ناک صاف نہ کرو اگر ضرورت ہو تو وہاں سے الگ ہو جاؤ، اگر جمائی یا چھینک آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ لو، کسی کی طرف پشت و پیر نہ کرو۔ ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھو، انگلیاں نہ چٹخاؤ، بلاضرورت بار بار کسی کی طرف نہ دیکھو، بات بات پہ قسم نہ کھاؤ۔ جب تک ممکن ہو خود کلام شروع نہ کرو کوئی دوسرا شخص بات کرے تو خوب توجہ سے سنو البتہ اگر گناہ کی بات ہو تو پھر نہ سنو منع کر دو یا وہاں سے اٹھ جاؤ۔ جب تک کسی کی بات پوری نہ ہو درمیان میں بات نہ کرو۔ باہر سے کوئی آدمی آئے اور جگہ نہ ہو تو تھوڑا تھوڑا کھسک جاؤ تا کہ جگہ بن جائے۔ ملتے وقت اور رخصت ہوتے وقت سلام کرو۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاول ..... عقیقہ کس کو کہتے ہیں؟ اور اس میں رائج کم از کم تین رسمیں درج کریں۔ کتا پالنے اور تصاویر رکھنے کا کیا حکم ہے؟ تفصیل سے قلمبند کریں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کا واقعہ مختصراً ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال کا حاصل تین امور ہیں۔ (۱) عقیقہ کی تعریف اور اس میں رائج رسمیں (۲) کتا پالنے اور تصاویر رکھنے کا حکم (۳) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کا واقعہ۔

جواب ..... ① عقیقہ کی تعریف اور اس میں رائج رسمیں:۔ بچہ کی پیدائش کے بعد ساتویں دن بچہ کے لئے دو بکرے یا بکریاں اور بچی کیلئے ایک بکرا یا بکری ذبح کی جاتی ہے کہ تا کہ وہ ہر قسم کی الا بلا سے محفوظ رہے اس عمل کو عقیقہ کہتے ہیں اس کا گوشت کچا یا پکا تقسیم کرنا اور بالوں کے برابر چاندی وخیرات کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اس شرعی حکم کے علاوہ اس عمل میں متعدد رسمیں پیدا ہو گئی ہیں۔ ① برادری کے لوگ جمع ہو کر بچے کا سر مونڈنے کے بعد کسی برتن میں جس میں کچھ اناج وغیرہ رکھا ہوتا ہے، کچھ نقدی وغیرہ ڈالتے ہیں جو نائی کا حق سمجھا جاتا ہے اور اس نقدی کو گھر والے کے ذمے قرض سمجھا جاتا ہے۔ ② جس وقت بچے کے سر پر استرا رکھا جائے فوراً اسی وقت بکرا ذبح کیا جانا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ ③ جانور کا سر نائی کو اور ران دائی کو دینا ضروری سمجھا جاتا ہے۔

② کتا پالنے اور تصاویر رکھنے کا حکم:۔ کتا پالنا اور گھر کے اندر جاندار کی تصاویر رکھنا شریعت کے اندر منع کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے اُس گھر کے اندر داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا یا تصویر ہو۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزِ محشر سب سے زیادہ سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو دیا جائے گا نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مویشی کے حفاظت، کھیت کی حفاظت اور شکار کے علاوہ کسی اور فائدہ یا غرض کے لئے کتا پالے اس کے ثواب میں سے ہر روز ایک قیراط کم کر دیا جاتا ہے۔

③ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کا واقعہ:۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس دولت عظمیٰ کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے کم عمر ہونے کا عذر فرمایا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شرماتے ہوئے خود حاضر ہو کر عرض کیا اور آپ ﷺ پر فوراً حکم الٰہی بھی آیا تو آپ ﷺ نے اُن کی عرض کو قبول کر لیا اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر ساڑھے پندرہ سال اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر اکیس برس تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے انس جاؤ ابوبکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت انصار کو بلا لاؤ۔ جب یہ سب حاضر ہو گئے تو آپ ﷺ نے خطبہ پڑھ کر نکاح کر دیا اور ۴۰۰ مثقال چاندی مہر مقرر ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے کسی برتن میں کھجور لیکر حاضرین کو پہنچائیں اسکے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر بھیج دیا پھر خود رسول اللہ ﷺ انکے گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پانی منگوایا، اُس میں آپ ﷺ نے اپنی کلی ڈالی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سینہ مبارک اور سر مبارک پر پانی چھڑکا اور دعا کی کہ اے پروردگار ان دونوں کی اولاد کو شیطان سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں پھر اسی طرح پانی منگوا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوپر بھی چھڑکا اور یہی دعا کی اور پھر دونوں حضرات کیلئے طہارت، آپس میں محبت سے رہنے اور اولاد میں برکت ہونے اور خوش نصیبی کی دعا فرمائی اور آرام کرنے کا حکم دے کر واپس تشریف لے گئے۔

الشق الثانی ......آدابِ نکاح میں سے پانچ آداب ذکر کریں۔ آدابِ طعام میں سے پانچ آداب ذکر کریں۔ قرض لینا کیسا ہے؟ اور ادا نہ کرنے کا ارادہ ہو تو کیا سزا ہے؟۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں: (۱) آدابِ نکاح (۲) آدابِ طعام (۳) قرض لینے کی وضاحت اور ادا نہ کرنے پر سزا کا حکم۔

جواب ...... ① آدابِ نکاح:۔ ① اولاد کے نکاح میں دینداری کا خیال رکھا جائے، مال و دولت کا خیال نہ رکھا جائے۔ ② عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ اجنبی عورتوں کی شکل وصورت اپنے خاوندوں کے سامنے بیان کرتی ہیں، یہ انتہائی برا عمل ہے۔ ③ میاں بیوی اپنی تنہائی کے معاملات کا اپنے دوست و سہیلیوں کے ساتھ تذکرہ کرتے ہیں جو انتہائی برا عمل ہے۔ ④ اگر نکاح کے معاملہ میں کوئی مشورہ لے تو کوئی خرابی یا برائی معلوم ہو تو اس وقت ظاہر کر دی جائے یہ غیبت نہیں ہے۔ ⑤ اگر کسی جگہ پر کہیں سے شادی یا رشتے کا پیغام آیا ہوا ور کچھ بات چیت بھی معلوم ہو رہی ہو تو ایسی جگہ پر کسی اور کے رشتے کا پیغام نہ بھیجا جائے۔

② آدابِ طعام:۔ ① ہاتھ دھو کر، بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے اپنے آگے سے کھانا کھایا جائے۔ البتہ اگر برتن میں مختلف قسم کی چیزیں ہوں مثلاً کئی طرح کے پھل اور میوے وغیرہ ہوں تو پھر جہاں سے مرضی چیز لے سکتے ہیں۔ ② کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لی جائیں، اگر برتن میں سالن ہو تو اسے بھی صاف کر لیا جائے اور لقمہ اگر گر جائے تو اسے بھی صاف کر کے کھا لیا جائے۔ ③ اگر کھجور، انگور اور مٹھائی وغیرہ کے دانے ہوں تو ایک ایک دانہ اٹھایا جائے۔ ④ بدبودار چیز مثلاً پیاز، لہسن وغیرہ کھانے کے بعد منہ صاف کئے بغیر محفل میں نہ بیٹھا جائے۔ ⑤ کھانا کھانے کے بعد اللہ کا شکر ادا کیا جائے۔ ⑥ کوئی مہمان آ جائے تو اس کی خاطر تواضع کی جائے اور کسی کے ہاں دوسرا بن کر مہمان نہ بنا جائے۔ ⑦ پانی تین سانس میں پیئو، سانس لینے کے وقت برتن منہ سے جدا کرو، بسم اللہ پڑھ کر پیئو، پانی برتن میں دیکھ کر پیئو، پینے کے بعد الحمد للہ کہو۔

③ قرض لینے کی وضاحت اور ادا نہ کرنے پر سزا کا حکم:۔ جہاں تک ممکن ہو کسی سے قرض مت لو، اگر مجبوری سے قرض لو تو ادا کرنے کا خیال رکھو، بے پرواہ نہ بنو۔ جس کا قرض ہے اگر وہ کچھ کہے تو اُس کو جواب مت دو۔ اگر قرض کی ادائیگی کیلئے مال موجود ہے تو پھر قرض خواہ کو ٹالنا ظلم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مر جائے اور اس کے ذمے کسی کا کوئی درہم یا دینار رہ گیا

تو وہ اس کی نیکیوں سے پورا کیا جائیگا کیونکہ آخرت میں درہم و دینار نہ ہوگا۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مرجائے اور اس کی قرض ادا کرنے کی نیت ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس کا مددگار رہوں اور جو شخص مرجائے اور اس کی ادا کرنے کی نیت نہ ہو تو ایسے شخص کی نیکیوں سے اس کا قرض ادا کیا جائے گا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاول ...... صحیح یا غلط کی نشان دہی کریں۔

① مردار اگر کسی بھنگی کو کھانے کیلئے دیں تو جائز ہے۔ (غلط) ② گروی شدہ چیز کو اپنے کام میں لانا درست ہے۔ (غلط)
③ چاندی کے بدلے چاندی سونے کے بدلے سونا کمی بیشی کے ساتھ لینا جائز ہے۔ (غلط)
④ سو روپے کی پانچ گھٹڑی بھوسا بطور بیع سلم لیا تو درست ہے۔ (غلط)
⑤ خادم سے گوشت منگوایا، وہ ادھار میں لے آیا تو گوشت والا آپ سے دام کا تقاضا نہیں کرسکتا۔ (صحیح)
⑥ امانت ضائع ہو جائے تو اس کا تاوان بھرنا واجب ہے۔ (غلط)

جواب ...... كمامرّ في السوال آنفا۔

الشق الثانی ...... صحیح یا غلط کی نشان دہی کریں۔

① چاندی کی سرمہ دانی استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (غلط) ② حضرت عائشہ کے ولیمہ میں اونٹ ذبح ہوا تھا۔ (غلط)
③ رجب کے روزہ کا ایک ہزار روزوں کے برابر ثواب ہے۔ (غلط) ④ نابالغ کا وصیت کرنا درست نہیں۔ (صحیح)
⑤ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر ۵۰۰ مثقال چاندی تھا۔ (غلط) ⑥ بیمار کو کھانے پر زیادہ زبردستی نہیں کرنی چاہیے۔ (صحیح)

جواب ...... كمامرّ في السوال آنفا۔

﴿الورقة الثالثة : في الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ...... بیع (بیچنے) کی تعریف کریں اور مثال کے ذریعے واضح کریں۔ ادھار میں لینا دینا صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو کن شرائط کے ساتھ؟ خیار شرط کس کو کہتے ہیں؟ مثال کے ذریعے واضح کریں۔ کوئی چیز بغیر دیکھے خریدلی ہو اس کا کیا حکم ہے؟ مثال بھی دیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) بیع کی تعریف اور وضاحت مع مثال (۲) ادھار لین دین کا حکم وشرائط (۳) خیار شرط کی مراد اور وضاحت مع مثال (۴) کوئی چیز بغیر دیکھے خریدنے کا حکم۔

جواب ...... ❶ <u>بیع کی تعریف اور وضاحت مع مثال:</u> کسی شخص نے کہا کہ میں یہ چیز اتنی مالیت میں بیچتا ہوں، دوسرے نے کہا کہ میں خریدتا ہوں تو وہ چیز فروخت ہوگئی۔ اب خریدار اس چیز کا مالک بن گیا خواہ وہ اُسے آگے بیچے یا اپنے پاس ہی رکھے، اس کو بیع کہتے ہیں مثلاً زید نے کہا کہ میں یہ کتاب دس روپے میں فروخت کرتا ہوں اور بکر نے کہا کہ میں دس روپے میں خریدتا ہوں تو اس معاملہ سے بکر کتاب کا مالک بن جائے گا اور اُس پر زید کو دس روپے ادا کرنا لازم ہوگا۔

❷ <u>ادھار لین دین کا حکم وشرائط:</u> ادھار پر خرید وفروخت کرنا صحیح ہے مگر اس کی شرط یہ ہے کہ ادھار کی مدت مقرر کی جائے مثلاً ایک ماہ، دو ماہ، پندرہ دن کے بعد قیمت ادا کی جائے گی۔ اگر یہ کہا گیا کہ کھیتی کٹنے پر یا بھائی کے واپس آنے پر قیمت ادا کی جائے گی تو مدت میں ایک طرح کا جہل ہونے کی وجہ سے یہ بیع فاسد ہوگی۔

③ خیارِ شرط کی مراد اور وضاحت مع مثال:۔ خریدار نے خریدتے وقت یہ کہا کہ مجھے ایک دن یا دو دن یا تین دن تک لینے یا نہ لینے کا اختیار ہے، دل چاہے گا تو لے لوں گا ورنہ واپس کر دوں گا۔ تو یہ درست ہے اسے خیارِ شرط کہا جاتا ہے لہٰذا جتنے دن کا اُس نے اختیار رکھا ہے اُتنے دن تک اُس چیز کو واپس کرنے کا اختیار ہوگا، چاہے اُس چیز کو لے یا واپس کر دے۔ مثلاً خالد نے کوئی گاڑی فروخت کی، احمد نے کہا کہ میں یہ گاڑی خریدتا ہوں مگر مجھے تین دن تک اختیار ہوگا اگر پسند آئی تو ٹھیک ہے بیع مکمل ہوگی ورنہ تمہاری گاڑی تمہیں واپس کر دوں گا۔ اس صورت میں تین دن تک احمد کو خیارِ شرط حاصل ہے۔

④ کوئی چیز بغیر دیکھے خریدنے کا حکم:۔ اگر کسی شخص نے کوئی چیز بغیر دیکھے خرید لی تو یہ بیع درست ہے مگر جب خریدار اُس چیز کو دیکھے تو اُسے اختیار ہے اگر اُسے پسند ہو تو رکھ لے ورنہ واپس کر دے اگر چہ اُس میں کوئی عیب نہ ہو۔ اور اگر کوئی کھانے پینے کی چیز خریدی تو اس میں صرف دیکھ لینے سے اختیار ختم نہ ہوگا بلکہ چکھنا بھی ضروری ہے، اگر چکھنے کے بعد وہ چیز پسند نہ آئی تو واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔

السؤال الثانی ......عیب دار چیز بیچنا کیسا ہے؟ اور خرید لی تو کیا حکم ہے؟ بیع باطل اور بیع فاسد کی تعریف کر کے دونوں کا فرق مثال کے ذریعے واضح کریں۔ بیع باطل اور بیع فاسد دونوں کا حکم بیان کریں۔ جانور کے پیٹ میں موجود بچے اور اس کے تھن میں موجود دودھ کی بیع کیسی ہے؟

﴿ خلاصۂ سوال ﴾......اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عیب دار چیز بیچنے اور خریدنے کا حکم (۲) بیع باطل اور بیع فاسد کی تعریف اور فرق مع مثال (۳) بیع باطل اور بیع فاسد کا حکم (۴) جانور کے پیٹ میں بچے اور تھن میں موجود دودھ کی بیع کا حکم۔

جواب ...... ① عیب دار چیز بیچنے اور خریدنے کا حکم:۔ اگر کوئی شخص کوئی چیز بیچے تو اُس پر لازم ہے کہ اس میں جو عیب و خرابی ہے اُسے وہ بیان کر دے، اُس خرابی کو بیان نہ کرنا اور دھوکہ دے کر بیچنا حرام ہے۔ خریدار نے خریدنے کے بعد اُس چیز میں کوئی عیب دیکھا مثلاً کپڑے کے تھان کو چوہوں نے خراب کیا ہوا تھا تو اب خریدار کو اختیار ہے چاہے تو اُس تھان کو رکھ لے اور اگر چاہے تو واپس کر دے، البتہ عیب دار چیز رکھنے کی صورت میں پورے ثمن ادا کرنا ہوں گے، اس عیب کی وجہ سے ثمن سے کمی کرنا درست نہ ہوگا۔ البتہ اگر بیچنے والا شخص ثمن کی کمی پر راضی ہو جائے تو پھر ثمن کم کرنا بھی درست ہے۔

② بیع باطل اور بیع فاسد کی تعریف اور فرق مع مثال:۔ جو بیع شرعی طور پر بالکل غیر معتبر اور لغو ہو ایسا سمجھیں جیسا کہ گویا خریدار نے وہ چیز خریدی ہی نہیں اور بائع نے وہ چیز بیچی ہی نہیں تو اس بیع کو بیع باطل کہتے ہیں۔ مثلاً معدوم چیز کی بیع کرنا یا تالاب میں موجود مچھلی کی بیع کرنا یا ہوا میں اڑتے ہوئے پرندے کی بیع کرنا۔

جو بیع عقد کے اعتبار سے تو درست ہو مگر اُس میں کسی خارجی وجہ سے کوئی خرابی آ جائے تو اُس کو بیع فاسد کہتے ہیں۔ مثلاً کوئی شخص اپنا مکان اس شرط پر بیچے کہ ایک مہینہ تک مَیں قبضہ نہیں دوں گا یا اس شرط پر بیچے کہ تم مجھے اتنے روپے قرض دو گے یا کپڑا اس شرط پر خریدے کہ تم مجھے سلائی کر کے دو گے۔

تعریف سے فرق بھی واضح ہو گیا کہ بیع باطل بالکل ملک کا فائدہ نہیں دیتی جبکہ بیع فاسد ملک کا فائدہ دیتی ہے مگر اس میں خارجی خرابی کی وجہ سے اس خرابی کو دور کرنا یا اس بیع کو ختم کرنا لازم ہوگا۔

③ بیع باطل اور بیع فاسد کا حکم:۔ بیع باطل کا حکم یہ ہے کہ خریدار اُس چیز کا مالک نہیں ہوتا، وہ چیز بیچنے والے کی ملک میں ہی ہے اس لئے خریدار نہ اُس چیز کو کھا سکتا ہے نہ آگے کسی اور کو دے سکتا ہے گویا کسی طرح بھی اپنے کام میں لانا درست نہیں ہے۔

بیع فاسد کا حکم یہ ہے کہ جب تک مبیع خریدار کے قبضہ میں نہ آ جائے تب تک وہ چیز اُس کی ملک میں داخل نہیں ہوتی اور جب

خریدار نے اُس پر قبضہ کرلیا تو وہ خریدار کی ملک میں تو آ گئی مگر وہ حلال وطیب نہیں ہے اسلئے اس کو کھانا پینا یا کسی اور طرح اپنے کام میں لانا درست نہیں بلکہ اس بیع کو توڑنا واجب ہے۔ اگر وہ چیز خریدنی ہی ہو تو پھر دوبارہ سے بیع کریں اور معاملہ طے کریں۔ اگر یہ بیع توڑی نہیں گئی بلکہ یہ چیز آگے کسی دوسرے شخص کے ہاتھ بیچ ڈالی تو پہلا خریدار گناہ گار ہوگا اور اس دوسرے خریدار کے لئے اس کا کھانا پینا اور استعمال کرنا جائز ہوگا اور یہ بیع بھی درست ہوگی۔ اگر پہلے خریدار نے بیع فاسد کی صورت میں نفع لے کر آگے وہ چیز بیچ دی تو نفع کو خیرات کرنا لازم ہے اپنے استعمال میں لانا درست نہیں ہے۔

❷ <u>جانور کے پیٹ میں بچے اور تھن میں موجود دودھ کی بیع کا حکم:</u>۔ جانور کے پیٹ میں موجود بچے کی بیع پیدا ہونے سے پہلے باطل ہے البتہ اگر پورا جانور ہی بیچ دیا تو یہ درست ہے اور اگر یہ کہا کہ میں یہ بکری بیچتا ہوں مگر اس کے پیٹ میں موجود بچہ نہیں بیچتا تو یہ بیع فاسد ہے۔

جانور کے تھن میں موجود دودھ کی بیع دوہنے سے پہلے باطل ہے لہٰذا پہلے دودھ دوھ لے پھر بعد میں اُسے بیچے۔ اسی طرح بھیڑ، دنبہ وغیرہ کے بال جب تک کاٹ نہ لے تب تک بیچنا باطل ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱٤۳۹ھ

الشق الاول ...... شادی وبیاہ میں آتش بازی کا حکم کیا ہے؟ اور ممانعت کی وجوہات ضرور لکھیں۔ رسم بسم اللہ کی کم از کم پانچ خرابیاں درج کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) شادی وبیاہ میں آتش بازی کا حکم اور ممانعت کی وجوہات (۲) رسم بسم اللہ کی خرابیاں۔

جواب ...... ❶ <u>شادی وبیاہ میں آتش بازی کا حکم اور ممانعت کی وجوہات:</u>۔ شب برات یا شادی میں انار، پٹاخے یا آتش بازی کرنے میں کئی گناہ ہیں۔ ① پیسہ برباد کرنا اور قرآن کریم میں فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا ہے۔ ② ہاتھ پاؤں کے جلنے یا اندیشہ مکان میں آگ لگنے کا خوف اور اپنی جان یا مال کو ہلاکت وخطرے میں ڈالنا، یہ چیزیں بذاتِ شریعت میں بری ہیں۔ ③ عموماً لکھے ہوئے کاغذ آتش بازی کے کام میں لائے جاتے ہیں اُن میں خود حروف بھی ادب کی چیز ہیں لہٰذا اُن کو اس طرح کے کاموں میں لانا منع ہے بلکہ بعض کاغذوں پر قرآن کریم کی آیات یا احادیث یا انبیاء علیہم السلام کے نام وغیرہ لکھے ہوئے ہوتے ہیں لہٰذا آتشبازی وغیرہ سے احتیاط برتی جائے۔

❷ <u>رسم بسم اللہ کی خرابیاں:</u>۔ ① چار برس، چار مہینے، چار دن کا ہونے پر بسم اللہ کا اہتمام وپابندی کرنا۔ یہ بے اثر ولغو ہے۔ ② مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنے کی پابندی کرنا کہ جس طرح بھی ممکن ہو اسکا انتظام کرنا کہ اگر مٹھائی کا انتظام نہ کیا تو بدنامی ہوگی گویا شہرت اور ریاکاری کیلئے یہ کام کیا جارہا ہے۔ ③ بعض استطاعت والے لوگ چاندی کے قلم ودوات سے چاندی کی تختی پر لکھ کر بچے کو اس پر پڑھواتے ہیں چونکہ چاندی کی چیزوں کو استعمال کرنا اور کام میں لانا حرام ہے اس لئے اس تختی اور قلم ودوات کا استعمال بھی حرام ہے۔ ④ ایسی تقریبات میں بچے کو خلافِ شرع لباس پہنایا جاتا ہے مثلاً ریشمی یا زری یا زعفران کا رنگا ہوا، یہ بھی گناہ ہے۔ ⑤ کیسوں وغیرہ کا اس میں بھی فرض سے بڑھ کر حق سمجھا جاتا ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔

الشق الثانی ...... تقریبات میں عورتوں کے جانے اور جمع ہونے سے کئی خرابیاں لازم آتی ہیں، ان میں سے کم از کم دس خرابیاں شمار کرائیں۔ سلام کرنے کے آداب لکھئے، مجلس میں بیٹھنے کے پانچ آداب لکھئے اور مردے کو ثواب پہنچانے کا شرعی طریقہ لکھئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: (۱) تقریبات میں عورتوں کے جانے سے پیدا ہونے والی خرابیاں (۲) سلام کرنے کے آداب (۳) مُردے کو ثواب پہنچانے کا شرعی طریقہ۔

جواب ...... ❶ تقریبات میں عورتوں کے جانے سے پیدا ہونے والی خرابیاں:۔ تقریبات میں عورتوں کے جانے اور جمع ہونے سے کئی خرابیاں لازم آتی ہیں مثلاً تقریب میں جانے کے لئے عورتوں کو نئے اور قیمتی کپڑوں کی فکر ہوتی ہے کبھی خاوند سے فرمائش اور کبھی خود کپڑے والے کو دروازے پر بلا کر ادھار پر کپڑے لئے جاتے ہیں، یا سودی قرض لے کر کپڑا لیا جاتا ہے۔ اور پھر فخر اور دکھاوے کے لئے تقریب میں وہ کپڑے پہنے جاتے ہیں، اس میں متعدد گناہ ہیں۔

① اس میں فضول خرچی ہے۔ ② اس میں ریاکاری و تکبر ہے۔ ③ خاوند سے اُس کی وسعت سے زائد بلا ضرورت فرمائش کرنا خاوند کو ایذاء پہنچانا ہے۔ ④ سودی لین دین کے ساتھ کپڑا خریدنا۔ ⑤ عورت کی ان بے جا فرمائشوں کی وجہ سے خاوند کی نیت خراب ہونے سے بسا اوقات حرام آمدنی، کسی کی حق تلفی یا رشوت وغیرہ کے ذریعے یہ فرمائشیں پوری کی جائیں گی۔ ⑥ مانگا ہوا زیور پہن کر اُس کو اپنی ملکیت ظاہر کرنا (گویا جھوٹ بولنے کا گناہ)۔ ⑦ مجلس میں کسی کی شکایت، کسی کی غیبت، چغلی اور بہتان وغیرہ کرنا۔ ⑧ دوسری عورت کا کم قیمت لباس دیکھ کر اُس کو حقیر و ذلیل سمجھنا اور تکبر کرنا۔ ⑨ دوسری عورت کا قیمتی لباس دیکھ کر حسد، ناشکری اور حرص کرنا۔ ⑩ ان مجالس میں مشغولیت کی وجہ سے نمازوں کو ضائع کرنا۔ (ص ۳۱۷)

❷ سلام کرنے کے آداب:۔ سلام میں پہل کرنے والے کو زیادہ ثواب ملتا ہے اور وہ تکبر سے بری ہوتا ہے۔ جو شخص کسی دوسرے کی طرف سے سلام لائے تو علیہم و علیکم السلام سے جواب دیا جائے۔ اگر کئی آدمیوں میں سے کسی ایک نے سلام کر لیا تو وہ سب کی طرف سے ہو گیا۔ اسی طرح کئی آدمیوں میں سے کسی ایک نے جواب دے دیا تو وہ بھی سب کی طرف سے ہو گیا۔ ہاتھ کے اشارے سے سلام کرتے وقت جھکنا منع ہے البتہ اگر کوئی شخص دور ہو تو اُس کو سلام کرے یا وہ سلام کرے تو پھر ہاتھ سے اشارہ کرنا جائز ہے مگر پھر بھی زبان سے سلام کے الفاظ ضرور ادا کرنے چاہئیں۔ کافروں کے لئے السلام علیکم کے الفاظ استعمال نہ کئے جائیں۔ (ص ۱۲۷۱)

❸ مُردے کو ثواب پہنچانے کا شرعی طریقہ:۔ مُردے کو ثواب پہنچانے کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ کسی نے کوئی نیک کام کیا اُس پر اُسے جو اجر و ثواب ملا اُس نے اپنی طرف سے وہ اجر و ثواب کسی دوسرے شخص کو دے دیا کہ یا اللہ میرا یہ ثواب فلاں شخص کو پہنچا دے مثلاً اللہ کی راہ میں کوئی صدقہ خیرات کرنا، مسکینوں کو کوئی کھانا کھلانا، کوئی کپڑے وغیرہ دینا، ان امور سے جو اُسے ثواب ملا ہے وہ نیت کرے کہ اے اللہ اس کا ثواب فلاں کو پہنچا دے۔ (ص ۳۳۹)

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاول ......نماز میں دل لگانے کا طریقہ لکھئے، غریب قرض دار کو مہلت دینے کی فضیلت لکھئے اور بیوہ عورت کے نکاح کی فضیلت کیا ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) نماز میں دل لگانے کا طریقہ (۲) غریب قرض دار کو مہلت دینے کی فضیلت (۳) بیوہ عورت کے نکاح کی فضیلت۔

جواب ...... ❶ نماز میں دل لگانے کا طریقہ:۔ نماز میں دل لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کا کوئی بھی کام اور کوئی بھی پڑھائی بغیر ارادے کے نہ ہو بلکہ ہر کام ارادے اور سوچ سے ہو مثلاً اللہ اکبر کہہ کر جب کھڑا ہو تو ہر لفظ پر یہ سوچے کہ میں اب مثلاً سبحانک اللھم پڑھ رہا ہوں پھر سوچے کہ میں و بحمدک کہہ رہا ہوں پھر سوچے کہ میں و تبارک اسمک کہہ رہا ہوں اس طرح ہر ہر لفظ پر الگ

الگ دھیان اور ارادہ کرے اور ہر ہر رکن میں ہر ہر تلاوت و تسبیح کو سوچ سوچ کر کہے۔الغرض منہ سے جو لفظ نکالے اپنا دھیان بھی اُسی کی طرف رکھے اس طرح کرنے سے نماز میں دھیان کسی طرف تقسیم نہ ہوگا بلکہ چند دنوں کے بعد آسانی سے نماز میں دل لگے گا۔(ص ۳۶۲)

② غریب قرض دار کو مہلت دینے کی فضیلت:۔ اگر قرض دار کے پاس ادائیگی کی رقم نہ ہو اور اُس کے حالات تنگ ہوں تو اُس کو مہلت دینی چاہیے۔آپ ﷺ نے فرمایا جب تک قرض ادا کرنے کے وعدے کا وقت نہ آیا ہو اُس وقت تک اگر کسی غریب کو مہلت دے دو تو ہر روز اتنی ہی رقم خیرات کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جب مقرر کردہ وعدے کا وقت آجائے اور پھر مہلت دی جائے تو ہر روز دگنی رقم خیرات کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

③ بیوہ عورت کے نکاح کی فضیلت:۔ بیوہ عورت کے نکاح کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی جتنی بھی ازواج تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ وہ سب کی سب بیوہ تھیں۔سب کے پہلے ایک ایک دو دو نکاح ہو چکے تھے،اس لئے بیوہ عورت کو حقارت سے دیکھنا یا کسی قسم کا طعنہ دینا یا اُس کی تذلیل کرنا انتہائی برا عمل اور بہت بڑا گناہ ہے بلکہ بیوہ کے نکاح کو عیب سمجھنے میں کفر کا خوف بھی ہے۔آج کل محض رسم ورواج کی وجہ سے بیوہ کا دوسرا نکاح نہیں کیا جاتا،اللہ اور اس کے رسول کی رضا اور خوشنودی کے لئے بیوہ کا نکاح کر دینا چاہیے،اگر وہ انکار کرے تو اُس کو رغبت دلائی جائے بلکہ اُس پر دباؤ ڈالا جائے کیونکہ بیوہ عورت بھی محض رواج کی وجہ سے دوبارہ نکاح سے انکار کرتی ہے اور حدیث میں ہے کہ جو شخص میرے چھوڑے ہوئے طریقے کو پھیلائے گا اور جاری کرے گا اُسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا چونکہ بیوہ عورت کے نکاح کو بالکل چھوڑ دیا گیا ہے اور انتہائی معیوب سمجھا جاتا ہے اس لئے جو شخص اس کی کوشش کرے گا یا اس رواج کو پھیلائے گا یا جو بیوہ رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی کے لئے اور بیوہ کے نکاح کو رواج دینے کے لئے اپنا نکاح کرے گی اُسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔(ص ۳۶۸)

﴿الورقة الثالثة:فی الفقه﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاول ...... عقیقہ وغیرہ تقریبات میں چھوٹے بچوں کو جو کچھ دیا جاتا ہے،وہ کس کی ملک ہوتا ہے؟ کچھ دے کر پھر لینے کا کیا حکم ہے؟ بیع سلم کسے کہتے ہیں؟ اور اس کے جواز کی کیا شرائط ہیں؟

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① عقیقہ وغیرہ میں چھوٹے بچوں کو ملنے والی رقم کی ملکیت ② ہبہ واپس لینے کا حکم ③ بیع سلم کی تعریف وشرائط۔

جواب ...... ① عقیقہ وغیرہ میں چھوٹے بچوں کو ملنے والی رقم کی ملکیت:۔ عموماً یہ رقم وغیرہ بچے کو دینی مقصود نہیں ہوتی،بلکہ والدین کو دینا مقصود ہوتی ہے،اسلئے اس رقم وچیز کے والدین ہی مالک ہیں البتہ اگر کوئی خاص طور پر بچہ کو ہی کچھ دے تو پھر وہ بچہ ہی مالک ہے۔

② ہبہ واپس لینے کا حکم:۔ کسی کو دی ہوئی چیز واپس لینا درست نہیں،گناہ ہے۔لیکن اگر وہ واپس لے لے اور جس کو دی تھی وہ خوشی سے واپس دیدے تو یہ دوبارہ مالک بن جائے گا۔(بعض صورتوں میں واپسی کا بالکل اختیار نہیں رہتا جو اپنے مقام پر درج ہے)

③ بیع سلم کی تعریف وشرائط:۔ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۸ھ

الشق الثانی ...... سونے چاندی کی خرید وفروخت کو فقہ کی زبان میں کیا کہتے ہیں؟ اس میں کون سی صورت ناجائز ہے؟ سونا چاندی ادھار خریدنا کیسا ہے؟

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① سونے چاندی کی خرید وفروخت کا نام ② ناجائز صورت اور

اُدھار خریدنے کا حکم۔

جواب ...... ❶ سونے چاندی کی خرید وفروخت کا نام:۔ فقہ کی اصطلاح میں سونا و چاندی کی خرید وفروخت کو بیع صَرف کہتے ہیں
❷ ناجائز صورت اور اُدھار خریدنے کا حکم:۔ سونے کو سونے کے عوض اور چاندی کو چاندی کے عوض کمی بیشی کے ساتھ خرید و فروخت کرنا یا اُدھار خرید وفروخت کرنا ناجائز ہے البتہ غیرِ جنس سے بیچا یعنی سونے کو چاندی کے عوض بیچنے میں کمی بیشی تو جائز ہے مگر اُدھار اس میں بھی جائز نہیں ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاول ...... حوالہ (اپنا قرض کسی دوسرے کے ذمے لگانے) کا کیا حکم ہے؟ اور اس کی کیا شرط ہیں؟
وکیل کسے کہتے ہیں؟ کیا وکیل کو برطرف کیا جاسکتا ہے؟

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① حوالہ کا حکم وشرط ② وکیل کی تعریف و برطرفی کا حکم۔

جواب ...... ❶ حوالہ کا حکم وشرط:۔ حوالہ یعنی اپنا قرض کسی دوسرے کی ذمے لگانا جائز ہے۔ اسکی صحت کی شرط یہ ہے کہ محیل، محتال اور محتال علیہ سب کی رضامندی ضروری ہے۔ (التکمیل الضروری)
❷ وکیل کی تعریف و برطرفی کا حکم:۔ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۶ھ

الشق الثانی ...... شطرنج، تاش وغیرہ کھیلنے کا کیا حکم ہے؟ اللہ کے سوا کسی اور چیز کی قسم کھانا کیسا ہے؟
اگر غصہ میں ایسی قسم کھالے جس کا پورا کرنا گناہ ہو تو کیا کرے؟

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① شطرنج، تاش وغیرہ کھیلنے کا حکم ② غیر اللہ کی قسم کھانے کا حکم ③ گناہ والے کام کی قسم کھانے کا حل۔

جواب ...... ❶ شطرنج، تاش وغیرہ کھیلنے کا حکم:۔ احادیث میں کثرت سے شطرنج کی ممانعت آئی ہے اور تاش وغیرہ بھی شطرنج کی مثل ہے۔ ان میں وقت کا ضیاع ہے، نیز ان کا کھیلنے والا اس قدر ان میں منہمک ہوتا ہے کہ وہ کسی اور کام کا نہیں رہتا۔
❷ غیر اللہ کی قسم کھانے کا حکم:۔ غیر اللہ کی قسم کھانے والے کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اس نے کفر کیا یا اس نے شرک کیا۔ گویا غیر اللہ کی قسم کھانا منع وحرام ہے۔ اگر منہ سے ایسی قسم نکل جائے تو فوراً کلمہ طیبہ پڑھ لے۔
❸ گناہ والے کام کی قسم کھانے کا حل:۔ اگر غصہ میں ایسی قسم کھالے جس کا پورا کرنا گناہ ہو مثلاً والدین سے بات چیت نہ کروں گا یا نماز نہیں پڑھوں گا تو ایسی قسم توڑ کر کفارہ ادا کیا جائے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاول ...... سونے چاندی کے برتن کا استعمال کیسا ہے؟ عقیقہ کب کرنا چاہیے؟ اور اس میں کتنے جانور ذبح کیے جاتے ہیں؟ کیا عورت بال کٹوا سکتی ہے؟ کیا جنابت کی حالت میں ناخن کاٹ سکتے ہیں؟

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① سونے چاندی کے برتن استعمال کرنے کا حکم ② عقیقہ کا وقت اور جانور کی تعداد ③ عورت کے بال کٹوانے کا حکم ④ جنابت کی حالت میں ناخن کاٹنے کا حکم۔

جواب ...... ❶ سونے چاندی کے برتن استعمال کرنے کا حکم:۔ سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا، چمچ وخلال استعمال کرنا سرمہ دانی یا سلائی وغیرہ الغرض کسی بھی صورت میں ان کا استعمال درست نہیں ہے۔

❷ عقیقہ کا وقت اور جانور کی تعداد:۔کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۳۸ھ
❸ عورت کے بال کٹوانے کا حکم:۔ عورت کا بال کٹوانا یا منڈوانا بالکل حرام ہے، حدیث میں ایسی عورت پر لعنت کی گئی ہے۔
❹ جنابت کی حالت میں ناخن کاٹنے کا حکم:۔ جنابت کی حالت میں ناخن کاٹنا، بال ہٹانا، زیر ناف صفائی کرنا مکروہ ہے۔

الشق الثانی ......اگر بُرا خواب دیکھے تو کیا کرنا چاہیے؟ نیت کو خالص کیسے رکھا جائے؟ کیا مزدور کی مزدوری کو روکنا درست ہے؟ اپنی بڑائی دکھانے کے لیے اچھے کپڑے پہننا درست ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① بُرا خواب دیکھنے پر عمل ② نیت خالص رکھنے کی وضاحت ③ مزدور کی مزدوری روکنے کا حکم ④ بڑائی دکھانے کے لیے اچھے کپڑے پہننے کا حکم۔

جواب ...... ❶ بُرا خواب دیکھنے پر عمل:۔ اگر بُرا وڈراؤنا خواب دیکھے تو تین مرتبہ بائیں جانب تھتکاریں، تین بار تعوذ (اعوذ باللہ الخ) پڑھیں، کروٹ بدل کر سو جائیں۔ کسی سے اس خواب کا تذکرہ نہ کریں۔

❷ نیت خالص رکھنے کی وضاحت:۔ کسی بھی کام کے کرتے وقت نیت خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کی ہونی چاہئے، مثلاً گرمی میں پانی کے باوجود وضو کرنے میں نیت میں اجر وثواب اور رضاءِ الٰہی کا حصول ہونا چاہئے، اسکے ضمن میں ٹھنڈک کا حصول خود بخود ہو جائے گا، دل میں یہ نیت نہیں ہونی چاہئے۔

❸ مزدور کی مزدوری روکنے کا حکم:۔ مزدور کی مزدوری روکنا اور خواہ مخواہ اس کو تنگ کرنا انتہائی بُرا عمل ہے، اس سے احادیث میں منع کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ہی اسکی مزدوری دیدو۔ نیز فرمایا کہ صاحب قدرت و غنی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔

❹ بڑائی دکھانے کیلئے اچھے کپڑے پہننے کا حکم:۔ بڑائی دکھانے اور فخر وتکبر کیلئے اچھے کپڑے پہننا درست نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ریاکاری ودکھلاوے اور نام ونمود کیلئے کپڑا پہنے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو ذلت کا لباس پہنائیں گے۔

❀❀❀❀❀❀

﴿حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر﴾

الورقة الرابعة
صرف
ونحو
علم الصرف (ج-٣-٣)
عوامل النحو

﴿الورقة الرابعة : فی التاریخ والادب﴾

﴿السؤال الاوّل﴾ ۱۴۲۴ھ

الشق الاوّل ......وَلٰكِنْ خَافَتْ أُمُّ مُوْسٰى عَلٰى مَوْلُوْدِهَا الْجَمِيْلِ وَكَيْفَ لَاتَخَافُ وَعَدُوُّ الْأَطْفَالِ بِمِرْصَادٍ وَكَيْفَ لَاتَخَافُ وَقَدِ اخْتَطَفَتِ الشُّرْطَةُ عَشَرَاتٍ مِنَ الْأَطْفَالِ مِنْ حِجْرِ الْأُمَّهَاتِ فِيْ أُسْرَتِهَا مَاذَا تَصْنَعُ الْأُمُّ الْمِسْكِيْنَةُ ؟أَيْنَ تُخْفِيْ هٰذَا الْمَوْلُوْدَ الْجَمِيْلَ وَالشُّرْطَةُ لَهُمْ عُيُوْنُ الْغُرَابِ وَشَامَّةُ النَّمْلِ (ص۱۵۰۔جلد۱)

عبارت پر اعراب لگائیے اور سلیس ترجمہ کیجئے، خط کشیدہ کلمات کے معنی لکھئے۔

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) کلمات مخطوطہ کے معانی۔

جواب...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اپنے خوبصورت چھوٹے بچے کے بارے میں گھبرا گئیں اور وہ کیسے نہ گھبرائیں جبکہ بچوں کا دشمن گھات میں ہے اور وہ کیسے نہ گھبرائیں جبکہ پولیس نے دسیوں بچوں کو اپنے خاندان میں موجود ماؤں کی گودوں سے اُچک لیا بیچاری ماں کیا کرے اور اس خوبصورت بچے کو کہاں چھپائے جبکہ پولیس کی کوّے جیسی آنکھیں اور چیونٹی جیسی سونگھنے کی طاقت ہے۔

❸ کلمات مخطوطہ کے معانی:۔ "اِخْتَطَفَتْ" یہ ماضی معلوم کا صیغہ ہے از مصدر اِخْتِطَاف بمعنی چھیننا، کھینچنا، اُچکنا۔
"مِرْصَادٌ" یہ اسم ظرف ہے بمعنی گھات لگانے کی جگہ۔ "أُسْرَتِهَا" یہ مفرد ہے اس کی جمع أُسَرٌ ہے بمعنی خاندان، مضبوط زرہ۔
"شُرْطَةٌ" یہ شُرْطِیٌّ کی جمع ہے بمعنی پولیس و محافظ۔ "شَامَّةٌ" یہ اسم ہے بمعنی سونگھنے کی حس، مصدر شَمًّا و شَمِيْمًا بمعنی سونگھنا۔

الشق الثانی ......وَأَمَرَ اللّٰهُ مُوْسٰى بَعْدَ ذٰلِكَ كُلِّهٖ أَنْ يَشْرَعَ عَمَلَهُ الَّذِيْ خَلَقَهُ لِأَجْلِهٖ، إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ إِنَّ فِرْعَوْنَ أَفْسَدَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ قَوْمَ فِرْعَوْنَ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ إِنَّ قَوْمَ فِرْعَوْنَ أَفْسَدُوْا فِيْ أَرْضِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ، إِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ" فَأَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَذْهَبَ مُوْسٰى إِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ إِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ لٰكِنْ كَيْفَ يَذْهَبُ مُوْسٰى إِلٰى فِرْعَوْنَ وَكَيْفَ يُوَاجِهُ الْجَبَّارَ" (ص۱۷۱۔جلد۱)

• عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی۔

جواب...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ ان تمام (واقعات) کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ وہ اپنا وہ کام شروع کریں جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا فرمایا، بے شک فرعون سرزمین (مصر) میں بہت بڑھ چڑھ گیا، بے شک فرعون نے سرزمین (مصر) میں فساد کیا، بے شک فرعون کی قوم نے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا، بے شک فرعون کی قوم نے اللہ تعالیٰ کی زمین میں فساد کیا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کیلئے کفر کو پسند نہیں فرماتے بلاشبہ اللہ تعالیٰ زمین میں فساد کو پسند نہیں فرماتے سو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کی قوم کے پاس جائیں بلاشبہ وہ نافرمان لوگ ہیں لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس کیسے جائیں اور مغرور سرکش کا سامنا کیسے کریں۔

❸ الفاظ مخطوطہ کے ابواب اور معانی:۔ "أَمَرَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از باب نصر بمعنی حکم کرنا۔
"يَشْرَعَ" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از باب فتح بمعنی شروع کرنا۔
"أَفْسَدَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از باب افعال بمعنی فساد پھیلانا۔

"لَایُحِبُّ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل نفی مضارع معروف از باب افعال بمعنی محبت کرنا۔

"فَأَرَادَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از باب افعال بمعنی ارادہ کرنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل......وَبَعَثَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ آيَةً أُخْرٰى أَرْسَلَ عَلَيْهِمُ الْأَمْطَارَ فَفَاضَ النِّيلُ وَأُمْطِرَتِ السَّمَاءُ وَأَمْطَرَتْ وَأَمْطَرَتْ، حَتّٰى غَرِقَتِ الزُّرُوْعُ وَالْحُقُوْلُ وَتَلِفَتِ الْحُبُوْبُ وَالثِّمَارُ وَعَادَ الْمَطَرُ عَلَيْهِمْ وَبَالًا، وَبَيْنَمَا هُمْ يَشْكُوْنَ قِلَّةَ الْمَاءِ إِذَا هُمْ يَشْكُوْنَ كَثْرَةَ الْمِيَاهِ ثُمَّ أَرْسَلَ عَلَيْهِمُ الْجَرَادَ يَأْكُلُ الزُّرُوْعَ وَالْحُقُوْلَ وَيَقَعُ عَلَى الْأَشْجَارِ فَلَا يَذَرُ مِنْهَا شَيْئًا (ص۱۹۶۔ج۱)

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی بیان فرمائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) الفاظ مخطوطہ کے ابواب اور معانی۔

جواب...... ❶ عبارت پر اعراب:۔کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک نشانی بھیجی، ان پر بارشیں برسائیں تو دریائے نیل بہہ پڑا اور آسمان برسا برسا اور برسا، یہاں تک کہ فصلیں اور سبزیاں غرق ہو گئیں، اناج اور پھل تلف ہو گئے اور بارش ان پر وبال بنی اور جیسے وہ لوگ پہلے پانی کی کمی کی شکایت کرتے تھے تو اب پانی کی کثرت کی شکایت کرنے لگے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر ٹڈیوں کا عذاب بھیجا جو فصلیں اور سبزیاں کھا گئیں اور درختوں پر پل پڑے تو ان میں کچھ نہ چھوڑا۔

❸ الفاظ مخطوطہ کے ابواب اور معانی:۔ "ففاض" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم از باب ضرب بمعنی بہہ پڑنا۔

"عاد" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم از باب نصر بمعنی لوٹنا۔ "یاکل" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معلوم از باب نصر بمعنی کھانا۔

"یشکون" صیغہ جمع مذکر غائب مضارع معلوم از باب نصر بمعنی شکایت کرنا۔

"یقع" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معلوم از باب فتح بمعنی واقع ہونا، پڑنا۔

الشق الثانی......نعمة الله على بنى اسرائيل : وكانوا امة تمتاز عن الامم المعاصرة فى كل زمان بعقيدة التوحيد وذلك سر تفضيلهم على غيرهم وقد قال الله تعالىٰ (يابنى اسرائيل اذكروا نعمتى التى انعمت عليكم وانى فضلتكم على العالمين. (ص۲۶۶۔ج۱) عبارت کا ترجمہ کریں، بنی اسرائیل کیسی امت تھی؟ ان کو بنی اسرائیل کہنے کی کیا وجہ ہے؟ بنی اسرائیل افضل تھے یا امت محمدیہ افضل ہے؟ اس کا جواب عبارت میں موجود ہے غور کر کے جواب دیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) بنی اسرائیل کی کیفیت (۳) بنی اسرائیل کی وجہ تسمیہ (۴) بنی اسرائیل و امت محمدیہ میں سے افضل کی نشاندہی؟

جواب...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کی نعمت: وہ ایسی امت تھی جو عقیدۂ توحید کی وجہ سے ہر زمانہ میں ہم عصر امتوں سے ممتاز تھی اور یہی غیروں پر ان کی فضیلت (فوقیت) کا راز تھا اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے اولاد یعقوب! تم میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تمہیں انعام میں دی تھی اور اس بات کو (یاد کرو) کہ میں نے تمہیں تمام جہان والوں پر فوقیت دی تھی۔

❷ بنی اسرائیل کی کیفیت:۔بنی اسرائیل کے اندر بے شمار انبیاء علیہم السلام آئے مگر بنی اسرائیل علوم ظاہرہ مروجہ کے سامنے جھک گئے روح اور اس کے متعلقات کا انکار کر دیا اور صرف مادی اشیاء و اسباب کے مکلف ہو گئے، حقیقت کی بجائے ظاہر پر اور مغز کی

بجائے چھلکوں سے چمٹنا ان کی فطرت بن گئی تھی، ان کے دل سخت اور طبیعتیں خشک ہو گئیں تھی، کمزور کے لئے رحم نہ کھانا اور فقیر پر مہربانی نہ کرنا ان کی طبیعت میں داخل ہو گیا تھا مدت دراز تک رومی حکومت کے ماتحت اور غلامی میں رہنے کی وجہ سے نفاق، کمینگی، حیلہ سازی، چالاکی اور خفیہ سازش میں اپنی مثال آپ تھے، غرض ہر بری عادت کو اپنے اندر اپنائے ہوئے تھے۔

۴ بنی اسرائیل کی وجہ تسمیہ:۔ اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے چونکہ بنی اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اس وجہ سے ان کو بنی اسرائیل (اسرائیل کی اولاد) کہا جاتا ہے۔

۵ بنی اسرائیل وامت محمدیہ میں سے افضل کی نشاندہی؟:۔ بنی اسرائیل کو صرف اپنے زمانہ کی دیگر امتوں پر فوقیت اور فضیلت حاصل تھی جبکہ امت محمدیہ کو تمام عالم کی تمام امتوں پر فوقیت اور فضیلت حاصل ہے۔

السوال الثالث ۱۴۳۴ھ

الشق الاول ...... عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ کریں اور ان میں سے فاعل ومفعول بہ کی تعیین کریں۔

خلق الله الانسان . ارسل الله محمدا ﷺ . انزل الله القرآن. يغفر الله التائب . يضرب الجلاد مجرمًا . يسوق السائق سيارة . ارضعت الام الولد . شكرت فاطمة الرّبّ . تنصح المعلمة طالبة . تساعد زينب الام.

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں۔(۱) عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ (۲) جملوں میں فاعل ومفعول بہ کی تعیین۔

جواب ...... ۱ و ۲ عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ اور فاعل ومفعول بہ کی تعیین:۔

جملے	ترجمہ	فاعل	مفعول بہ
خلق الله الانسان	اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا	الله	الانسان
ارسل الله محمدا ﷺ	اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو بھیجا	الله	محمدا ﷺ
انزل الله القرآن	اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو نازل کیا	الله	القرآن
يغفر الله التائب	اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کو معاف کرتا ہے	الله	التائب
يضرب الجلاد مجرمًا	جلاد مجرم کو مارتا ہے	الجلاد	مجرمًا
يسوق السائق سيارة	ڈرائیور گاڑی چلاتا ہے	السائق	سيارة
ارضعت الام الولد	ماں نے بچے کو دودھ پلایا	الام	الولد
شكرت فاطمة الرّبّ	فاطمہ نے رب کا شکر ادا کیا	فاطمة	الرّبّ
تنصح المعلمة طالبة	استانی طالبہ کو نصیحت کرتی ہے	المعلمة	طالبة
تساعد زينب الام	زینب ماں کا ہاتھ بٹاتی ہے	زينب	الام

الشق الثانی ...... اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں۔ کان اور اس کے اخوات کا مکمل مثالوں سے واضح کریں۔

(خالد ملازم تھا۔ طالب علم مدرس بن گیا۔ شاہد جامعہ کا چپڑاسی تھا اور اب چوکیدار بن گیا۔ میں مسافر تھا اب مقیم بن گیا ہوں۔ ہوا صاف نہیں ہے۔ کھانا تیار نہیں ہے۔ بیمار رات کو جاگتا رہا اور صبح کے وقت سو گیا)۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں۔(۱) اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ (۲) کان اور اسکے اخوات کا عمل مع امثلہ۔

جواب ...... ۱ اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ كان خالدٌ موظّفًا . صار الطالب مدرسًا . كان شاهدٌ

فراشًا للمدرسة والآن صار حفيرًا۔ كنت مسافرًا والآن صرت مقيمًا۔ ليس الجوّ نقيًا۔ ليس الطعام متهيًا۔ بات المريض مستيقظًا واصبح نائمًا۔

❸ کان اور اسکے اخوات کا عمل مع امثلہ:۔ کان اور اس کے اخوات جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں۔ جملہ کے پہلے جز (مبتداء) کو رفع دیتے ہیں اور وہ ان کا اسم کہلاتا ہے اور دوسرے جز (خبر) کو نصب دیتے ہیں اور وہ ان کی خبر کہلاتی ہے اور ان الفاظ کو افعالِ ناقصہ کہا جاتا ہے جیسے مذکورہ تمام مثالوں میں پہلے اسم کو رفع دیا گیا ہے اور دوسرے اسم میں نصب دیا گیا ہے۔

«الورقة الرابعة: في التاريخ والادب»

«السوال الاوّل» ١٤٣٥ھ

الشق الاوّل ...... وَ فُتِحَ الصُّنْدُوْقُ فَإِذَا فِيْهِ غُلَامٌ جَمِيْلٌ يَبْتَسِمُ وَتَحَيَّرَ النَّاسُ كُلُّهُ يَأْخُذُهٗ وَيَرَاهُ وَ تَحَيَّرَ فِرْعَوْنُ وَرَآهُ قَالَ بَعْضُ الْخَدَمِ إِنَّ هٰذَا الْغُلَامَ إِسْرَائِيْلِيٌّ وَلَا بُدَّ لِلْمَلِكِ أَنْ يَذْبَحَهٗ وَرَأَتْهُ الْمَلِكَةُ وَدَخَلَ حُبُّهٗ فِيْ قَلْبِهَا فَضَمَّتْهُ إِلٰى صَدْرِهَا وَقَبَّلَتْهُ وَ شَفِعَتْ لَهٗ عِنْدَ الْمَلِكِ وَقَالَتْ (قُرَّةُ عَيْنٍ لِيْ وَلَكَ لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰى أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا) وَهٰكَذَا دَخَلَ مُوْسَى بْنُ عِمْرَانَ قَصْرَ فِرْعَوْنَ وَعَاشَ عَلٰى رَغْمِ فِرْعَوْنَ وَشُرْطَتِهٖ وَلَمْ يَهْتَدِ الشُّرْطَةُ إِلٰى هٰذَا الْمَوْلُوْدِ الْإِسْرَائِيْلِيِّ وَلَهُمْ عُيُوْنُ الْغُرَابِ وَشَامَّةُ النَّمْلِ۔ (ص ۱۵۲۔ ثانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، خط کشیدہ کلمات کی تحقیق لکھیں۔ قرة عين لی کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) کلمات مخطوطہ کی تحقیق (۴) قرة عين لی کی ترکیب۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ كما مرّ في السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ صندوق کھولا گیا پس ناگہاں (اچانک) اس میں خوبصورت بچہ مسکرا رہا ہے اور حیران ہو گئے لوگ، ہر ایک اس کو پکڑتا اور اسے دیکھتا، فرعون بھی حیران ہوا اور اسے دیکھا، نوکروں میں سے کسی نے کہا کہ بے شک یہ بچہ اسرائیلی ہے، بادشاہ پر لازم ہے کہ اسے ذبح کرے اور دیکھا اسے ملکہ نے اور داخل ہو گئی بچہ کی محبت ملکہ کے دل میں پس اس نے اس کو اپنے سینہ سے لگایا اور اسے بوسہ دیا اور بادشاہ کے پاس اسکی سفارش کی اور کہا کہ (یہ بچہ) میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، امید ہے کہ یہ ہمیں نفع دے یا ہم اس کو بیٹا بنالیں اور اس طرح داخل ہوئے موسیٰ بن عمران فرعون کے محل میں، فرعون اور اسکی پولیس کی ناپسندیدگی کے باوجود زندہ رہے اور پولیس کو اس اسرائیلی بچہ کا پتہ نہ چلا، باوجود یہ کہ ان کیلئے کوے جیسی آنکھیں اور چیونٹی جیسی سونگھنے کی طاقت تھی۔

❸ کلمات مخطوطہ کی تحقیق:۔ "يَبْتَسِمُ" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از مصدر ابتسام (افتعال) بمعنی مسکرانا۔ "تَحَيَّرَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر تَحَيُّرٌ (تفعّل) بمعنی حیران ہونا۔ "شَامَّةٌ" اسم ہے بمعنی سونگھنے کی حس۔ "اَلْمَلِكَةُ" صیغہ واحد مؤنث بحث صفت مشبہ بمعنی بادشاہ کی زوجہ۔ "اَلشُّرْطَةُ" یہ شرطی کی جمع ہے بمعنی پولیس۔ "عُيُوْنٌ" یہ عین کی جمع ہے بمعنی آنکھ۔ "اَلْغُرَابُ" صیغہ واحد بحث اسم بمعنی کوا اس کی جمع اَغْرُبٌ اور اَغْرِبَةٌ ہے۔

❹ قرة عين لی کی ترکیب:۔ "قرة عين لی" یہ جملہ مبتدا محذوف یعنی هذا الغلام کی خبر ہے۔

الشق الثانی ...... اَلدَّعْوَةُ إِلَى اللهِ: وَعَجَزَ فِرْعَوْنُ وَلَمْ يَجِدْ جَوَابًا فَأَرَادَ أَنْ يَتَخَلَّصَ "فَقَالَ" وَمَا رَبُّ الْعَالَمِيْنَ "الَّذِيْ أَسْمَعُكَ تَذْكُرُهٗ؟" قَالَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ مُوْقِنِيْنَ "غَضِبَ

إِذْعَوْنُ مِنْ هٰذَا الْجَوَابِ وَأَرَادَ أَنْ يَغْضَبَ أَهْلُ الْمَجْلِسِ وَيَتَعَجَّبُوْا". (ص۲۱۷۔ثانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا: اور فرعون عاجز ہوگیا اور کوئی جواب نہ پایا، پس ارادہ کیا اس نے یہ کہ چھٹکارا حاصل کرے، پس کہا اس نے کہ رب العالمین کی ماہیت کیا ہے کہ سنتا ہوں میں تمہیں اس کا تذکرہ کرتے ہوئے؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے (ان تمام چیزوں) کا رب ہے، اگر تم یقین کرنے والے ہو، غضبناک ہوگیا فرعون اس جواب سے اور اس نے چاہا کہ مجلس والے بھی غضبناک ہوں اور تعجب کریں۔

③ الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "عَجِزَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر عِجْزٌ (سمع صحیح) بمعنی عاجز ہونا۔

"لَمْ يَجِدْ" صیغہ واحد مذکر غائب نفی جحد بلم معروف از مصدر وِجْدَانٌ (ضرب مثال) بمعنی پانا، حاصل کرنا۔

"يَتَخَلَّصَ" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از مصدر تَخَلُّصٌ (تفعّل صحیح) بمعنی خلاصی پانا، چھٹکارا حاصل کرنا۔

"تَذْكُرُ" صیغہ واحد مذکر حاضر مضارع معروف از مصدر ذِكْرٌ (نصر صحیح) بمعنی یاد کرنا، تذکرہ کرنا۔

"مُوْقِنِيْنَ" صیغہ جمع مذکر اسم فاعل از مصدر اِيْقَانٌ (افعال مثال) بمعنی یقین کرنا۔

"يَتَعَجَّبُوْا" صیغہ جمع مذکر غائب مضارع معروف از مصدر تعجب (تفعّل صحیح) بمعنی تعجب کرنا، حیران ہونا، مضارع کے آخر سے نون اعرابی أن کی وجہ سے گر گیا ہے جو بواسطہ عطف اس پر داخل ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۵ھ

الشق الاوّل.....كَانُوْا لَا يَقِرُّوْنَ عَلٰى شَيْئٍ وَكَانُوْا لَا يَسْكُنُوْنَ إِلٰى شَيْئٍ وَكَانُوْا فِيْ طِبَاعِهِمْ أَطْفَالًا وَكَانُوْا قَلِيْلِي الشُّكْرِ كَثِيْرِي الشَّكْوٰى سَرِيْعِي الْمَلَّةِ يُحِبُّوْنَ مَا مُنِعُوْا وَيَكْرَهُوْنَ مَا أُعْطُوْا، تَعَجَّبَ مُوْسٰى مِنْ هٰذَا السُّؤَالِ الْغَرِيْبِ وَقَالَ بِصَوْتٍ فِيْهِ الْإِنْكَارُ وَفِيْهِ الْإِسْتِغْرَابُ وَفِيْهِ الْعِتَابُ. أَبَقْوَلًا وَخُضَرًا مَكَانَ طُيُوْرٍ وَحَلْوٰى لَمْ تَمَسَّهَا يَدُ إِنْسَانٍ لَطَعَامِ الْفَلَّاحِيْنَ بَدَلَ طَعَامِ الْمُلُوْكِ يَا لَفَسَادِ الذَّوْقِ يَا لَسُوْءِ الْإِخْتِيَارِ۔

مذکورہ عبارت پر مکمل اعراب لگائیں، سلیس ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔ (ص۲۰۶۔ثانیہ)

﴿خلاصہ سوال﴾.....اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب..... ① عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ وہ ایک چیز پر نہیں ٹھہرتے تھے اور ایک چیز سے آرام نہیں لیتے تھے اور وہ اپنی عادت میں بچے تھے وہ کم شکر کرنے والے، زیادہ شکایت کرنے والے اور جلدی اُکتا جانے والے تھے، پسند کرتے وہ اس چیز کو جو نہیں دی جاتی اور ناپسند کرتے وہ اس چیز کو جو انہیں دی جاتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تعجب کیا اس عجیب وغریب سوال سے اور ایسی آواز میں فرمایا جس میں انکار تھا اور جس میں تعجب تھا اور جس میں ملامت تھی، کیا تم ترکاریوں اور سبزیوں کو (پسند کرتے ہو) پرندوں اور میٹھے میوے کی جگہ کہ جن کو کسی انسان کے ہاتھ نے نہیں چھوا؟ کیا تم بادشاہوں کے کھانے کے بدلے میں کاشتکاروں کا کھانا؟ (پسند کرتے ہو) ہائے ذوق کا بگاڑ، ہائے برا انتخاب۔

③ الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "لایسکنون" لایقرون کی طرح از مصدر سُكُوْنٌ (نصر صحیح) بمعنی ٹھہرنا۔

"لایقرون" صیغہ جمع مذکر غائب نفی مضارع معروف از مصدر قَرَارًا و قُرُوْرًا (سمع و ضرب مضاعف) بمعنی ٹھہرنا، قرار پکڑنا۔
"طباع" طبعٌ کی جمع ہے بمعنی پیدائشی عادت، مثال، نمونہ۔ "التشکی" مصدر باب تفعل بمعنی گلہ کرنا، شکایت کرنا۔
"سریعی" سُرْعَۃٌ مصدر سے جمع کا صیغہ ہے بمعنی جلد باز۔ "السامۃ" مصدر ہے (سمع) بمعنی اُکتا جانا۔
"الغریب" اس کی جمع غرباء ہے بمعنی اجنبی، وطن سے دور، مسافر۔ "الانکار" باب افعال کا مصدر ہے بمعنی انکار کرنا۔
"استعجاب" باب استفعال کا مصدر ہے بمعنی تعجب کرنا۔ "بقول" بَقْلٌ کی جمع ہے بمعنی سبزی و ترکاری۔
"الاختیار" باب افتعال کا مصدر ہے بمعنی اختیار کرنا، پسند کرنا۔ "خضر" خضرۃ کی جمع ہے بمعنی ترکاری۔
"لم تمسها" صیغہ واحد مؤنث غائب نفی جحد بلم معروف از مصدر مَسًّا (سمع) بمعنی چھونا۔

الشق الثانی ......وَجَاءَ السَّحَرَةُ وَاَقْبَلُوْا بِخُيَلَائِهِمْ وَفَخْرِهِمْ وَخَرَجُوْا فِيْ مَلَابِسَ مُلَوَّنَةٍ وَخَرَجُوْا يَحْمِلُوْنَ الْعِصِيَّ وَالْحِبَالَ، يَضْحَكُوْنَ وَيَمْرَحُوْنَ. اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْفَنِّ (فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِيْنَ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ). (ص ۱۷۷، ثانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، الفاظ مخطوطہ کی لغوی تحقیق کریں، بتائیں کہ یہ عبارت کس نبی کے قصے سے متعلق ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) الفاظ مخطوطہ کی لغوی تحقیق (۴) مذکورہ قصہ والے نبی کی نشاندہی۔

جواب ...... ❶ <u>عبارت پر اعراب:</u> کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ <u>عبارت کا ترجمہ:</u> اور جادوگر آگئے اور آئے وہ اپنے غرور اور فخر کے ساتھ اور نکلے وہ اپنے رنگین لباسوں میں اور نکلے وہ لاٹھیاں اور رسیاں اٹھائے ہوئے ہنستے اور اتراتے ہوئے آج فن (جادوگری) کا دن ہے۔ پس جب آگئے جادوگر تو کہا انہوں نے فرعون سے کہ کیا ہمارے لئے بڑا صلہ (انعام) ہے اگر ہم غالب آگئے؟ فرعون نے کہا کہ ہاں اور (مزید یہ کہ) تم اس وقت میرے مقرب لوگوں میں ہو جاؤ گے۔

❸ <u>الفاظ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:</u> "السَّحَرَةُ" ساحر کی جمع ہے بمعنی عالم، جادوگر۔ "مَلَابِسَ" مَلْبَسٌ کی جمع ہے بمعنی لباس۔
"مُلَوَّنَةٍ" اسم مفعول کا صیغہ ہے از مصدر تَلْوِيْنًا (تفعیل) بمعنی رنگین کرنا۔
"اَلْعِصِيَّ" عَصًا کی جمع ہے بمعنی لاٹھی، سہارے کی چیز۔ "اَلْحِبَالَ" حَبْلٌ کی جمع ہے بمعنی رسّی، باندھنے کی چیز۔
"يَمْرَحُوْنَ" مضارع کا صیغہ ہے از مصدر مَرَحًا (سمع) بمعنی بہت زیادہ خوش ہونا، اترانا۔
"اَلْمُقَرَّبِيْنَ" اسم مفعول کا صیغہ ہے از مصدر تَقْرِيْبًا (تفعیل) بمعنی قریب کرنا، خاص بنانا۔

❹ <u>مذکورہ قصہ والے نبی کی نشاندہی:</u> مذکورہ عبارت کا تعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے کے ساتھ ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱٤۳۵ھ

الشق الاول ......عربی سوالات کا عربی میں جواب دیں نیز تمام سوال و جواب کا اردو میں ترجمہ بھی کریں۔

این کان کمال یلعب؟ مع من کان یلعب؟ هل کسر کمال کرسیًا؟ بماذا أخبر امه؟ وهل غضب امه؟ وهل ضربته؟ لماذا سامحته امه ؟ هل کذب کمال فی قوله؟ هل کتم عن امه ما فعل؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں فقط عربی سوالات کا عربی میں جواب اور اردو میں ترجمہ مطلوب ہے۔

جواب ...... <u>عربی سوالات کا عربی میں جواب اور اردو میں ترجمہ:</u>

سوال	جواب
این کان کمالٌ یلعب؟ کمال کہاں کھیل رہا تھا؟	کان کمال یلعب فی المنزل کمال گھر میں کھیل رہا تھا
مع من کان یلعب؟ وہ کس کے ساتھ کھیل رہا تھا؟	کان یلعب مع اختہ وہ اپنی بہن کے ساتھ کھیل رہا تھا
هل کسر کمالٌ کرسیًا؟ کیا کمال نے کرسی توڑی تھی؟	لا، بل کسر کمالٌ زهریّةً جمیلةً نہیں! بلکہ کمال نے خوبصورت گلدان توڑا تھا
بماذا اخبر امہ؟ اس نے اپنی ماں کو کس چیز کی خبر دی؟	اخبر امہ بما فعل اس نے ماں کو اُس کام کی خبر دی جو اس نے کیا تھا
وهل غضب امہ؟ اور کیا اس کی والدہ ناراض ہوئی؟	ماغضبت امہ اس کی والدہ ناراض نہیں ہوئی
وهل ضربتہ؟ اور کیا اُس نے اِسے مارا؟	ماضَرَبَتْهُ اُس نے اس کو نہیں مارا
لماذا سامحتہ امہ ؟ اس کی ماں نے کس وجہ سے درگزر کیا؟	سامحتہ امّہ لاجل صدقہ اس کی ماں نے اسکی سچائی کی وجہ سے درگزر کیا
هل کذب کمالٌ فی قولہٖ؟ کیا کمال نے اپنی بات میں جھوٹ بولا؟	ما کذب کمالٌ فی قولہٖ کمال نے اپنی بات میں جھوٹ نہیں بولا۔
هل کتم عن امہ ما فعل؟ کیا اس نے جو کچھ کیا تھا اپنی والدہ سے چھپایا؟	ما کتم عن امہ ما فعل ، بل اظهره اس نے جو کیا وہ اپنی والدہ سے نہیں چھپایا بلکہ اسکو ظاہر کردیا

الشق الثانی ...... اِنّ واخواتها کو عربی جملوں میں استعمال کریں اور ترجمہ بھی کریں نیز اِنّ واخواتها کا عمل بھی ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امور توجہ طلب ہیں۔(۱) اِنّ واخواتها کا عربی جملوں میں استعمال مع ترجمہ (۲) اِنّ واخواتها کا عمل۔

جواب ...... ❶ **اِنّ واخواتها کا عربی جملوں میں استعمال مع ترجمہ:۔** ان اللہ علی کل شئٍ قدیر (بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے)۔ علمت انک تاجرٌ (میں نے جان لیا کہ بے شک تو تاجر ہے)۔ کأنّ الکتاب استاذ (گویا کہ کتاب بھی ایک استاذ ہے)۔ لیت لی مالا انفقہ (کاش کہ میرے پاس مال ہوتا، میں اُسے خرچ کرتا)۔ لعل المریض نائمٌ (شاید کہ مریض سو رہا ہو)۔ المسجد قدیم لکن المدرسة جدیدة (مسجد قدیم ہے لیکن مدرسہ جدید ہے)۔

❷ **اِنّ واخواتها کا عمل:۔** اِنّ اور اس کے اخوات جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں۔ جملہ کے پہلے جز (مبتداء) کو نصب دیتے ہیں اور وہ ان کا اسم کہلاتا ہے اور دوسرے جز (خبر) کو رفع دیتے ہیں اور وہ ان کی خبر کہلاتی ہے جیسے مذکورہ تمام مثالوں میں پہلے اسم کو نصب دیا گیا ہے اور دوسرے اسم میں رفع دیا گیا ہے۔

﴿الورقة الرابعة : فی التاریخ والادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ...... وَلَمَّا اَتَمَّتْ اُمُّ مُوْسٰی رَضَاعَتَهٗ رَدَّتْهُ اِلَی الْقَصْرِ وَ نَشَأَ مُوْسٰی فِیْ قَصْرِ الْمَلِكِ كَمَا يَنْشَأُ اَبْنَاءُ الْمُلُوْكِ وَهٰكَذَا زَالَتْ مِنْ قَلْبِ مُوْسٰی مَهَابَةُ الْمُلُوْكِ وَالْاَغْنِيَاءِ وَرَاٰى مُوْسٰی بِعَيْنِهٖ كَيْفَ يَنْعَمُ فِرْعَوْنُ وَاَهْلُهٗ وَكَيْفَ يَشْقٰی بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ لِيَنْعَمَ فِرْعَوْنُ وَاَهْلُهٗ وَكَيْفَ يَجُوْعُ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ لِتَشْبَعَ دَوَابُّ فِرْعَوْنَ وَكَيْفَ يُعَامِلُوْنَ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ مُعَامَلَةَ الْحَمِيْرِ وَالدَّوَابِّ وَكَيْفَ يَسْتَخْدِمُوْنَهُمْ وَيَسُوْمُوْنَهُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ وَكَانَ مُوْسٰی يَرٰی ذٰلِكَ صَبَاحًا وَمَسَاءً وَيَسْكُتُ وَلٰكِنْ كَانَ مُوْسٰی يَغِيْظُهٗ ذٰلِكَ وَكَيْفَ لَايَغِيْظُهٗ اِهَانَةُ قَوْمِهٖ وَاُسْرَتِهٖ وَهُمْ اَبْنَاءُ الْاَنْبِيَاءِ وَهُمْ اَبْنَاءُ الْكِرَامِ (ص۱۵۷۔ج۲)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) الفاظ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفاً۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ جب پورا کرلیا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے موسیٰ علیہ السلام کے دودھ پینے کی مدت کو تو لوٹا دیا موسیٰ علیہ السلام کو محل کی طرف، اور نشوونما پائی موسیٰ علیہ السلام نے بادشاہ کے محل میں جیسا کہ نشوونما پاتے ہیں بادشاہوں کے بیٹے اور اس طرح موسیٰ علیہ السلام کے دل سے بادشاہوں اور مالداروں کا رعب نکل گیا اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ فرعون اور اس کے گھر والے کیسے خوشحال ہیں اور بنی اسرائیل کیسے محروم رہتے ہیں تاکہ فرعون اور اس کے گھر والے خوشحال ہوں اور کیسے بھوکے رہتے ہیں بنی اسرائیل تاکہ شکم سیر ہوں فرعون کے جانور اور وہ کیسے معاملہ کرتے ہیں بنی اسرائیل سے گدھوں اور جانوروں کی طرح اور کیسے ان سے خدمت لیتے ہیں اور انہیں بڑا عذاب دیتے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام صبح شام اس کو دیکھتے تھے اور خاموش رہتے تھے اور لیکن یہ (سلوک و معاملہ) موسیٰ علیہ السلام کو غصہ پر برانگیختہ کرتا اور ان کی قوم اور خاندان کی توہین کیسے انہیں غصہ پر برانگیختہ نہ کرتی حالانکہ وہ انبیاء اور معزز ہستیوں کی اولاد ہیں۔

❸ الفاظ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "يَشْقٰی" یہ مضارع کا صیغہ ہے از مصدر شقاوت (سمع) بمعنی بد بخت ہونا، محروم ہونا۔

"قَصْر" اسم جامد ہے بمعنی محل اس کی جمع قصور ہے۔ "اَبْنَاءُ" ابن کی جمع ہے بمعنی بیٹا۔

"اَلْمُلُوْكُ" ملِك کی جمع ہے بمعنی بادشاہ۔ "مَهَابَةُ" مصدر ہے (سمع) بمعنی خوف کرنا۔

"اَلْاَغْنِيَاءُ" غنی کی جمع ہے بمعنی مالدار۔ "اَلْحَمِيْرُ" حمار کی جمع ہے بمعنی گدھا۔

"اَلدَّوَابُّ" دابۃ کی جمع ہے بمعنی چوپایہ، جاندار۔ "نَشَأَ" یہ ماضی کا صیغہ ہے نشأ مصدر سے بمعنی جوانی کو پہنچنا۔

الشق الثانی ...... اِنَّكَ لَوْلَمْ تَاْمُرْ بِقَتْلِ الْاَطْفَالِ لَمَا اَلْقَتْنِیْ اُمِّیْ فِی النِّيْلِ وَمَا وَقَعْتُ بِيَدِكَ اِنَّكَ عَامَلْتَ قَوْمِیْ كُلَّهُمْ مُعَامَلَةَ الْحَمِيْرِ وَالدَّوَابِّ وَكُنْتَ تَزْجُرُهُمْ زَجْرَ الْكِلَابِ وَكُنْتَ تَسُوْمُهُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ فَلَیْ فَضْلٍ لَكَ اِذَا كَفَلْتَ طِفْلًا مِنْهُمْ وَذٰلِكَ اَيْضًا عَنْ جَهْلٍ وَخَطَأٍ (وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَیَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ)۔ (ص۱۶۷۔ج۲)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں۔ زجر الکلاب کی ترکیبی حیثیت بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق (۴) زجر الکلاب کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ...... ① **عبارت پر اعراب:** کما مرّ فی السوال آنفا۔

② **عبارت کا ترجمہ:** اگر تو بچوں کو قتل کرنے کا حکم نہ دیتا تو نہ ڈالتی میری والدہ مجھے دریائے نیل میں اور میں تیرے ہاتھ نہ لگتا۔ بے شک تو نے میری ساری قوم کے ساتھ گدھوں اور جانوروں والا سلوک کیا ہے تو ان کو کتوں کی طرح دھتکارتا تھا اور تو ان کو سخت آزاری میں مبتلا کرتا تھا تو تیرا کونسا فضل (احسان) ہے کہ اگر تو نے ان میں سے ایک بچہ کی کفالت کی اور وہ بھی نادانی اور غلطی سے؟ اور وہ نعمت جس کا تو مجھ پر احسان جتلاتا ہے یہ ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنایا۔

③ **کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق:** "اَلْقَتْنِیْ" یہ ماضی کا صیغہ ہے از مصدر القاء (افعال) بمعنی ڈالنا۔

"اَلْحَمِیْرُ" حمار کی جمع ہے بمعنی گدھا۔ "اَلدَّوَابُّ" دابۃ کی جمع ہے بمعنی چوپایہ، جانور۔

"تَزْجُرُ" یہ مضارع کا صیغہ ہے از مصدر اَلزَّجْرُ (نصر) بمعنی منع کرنا، ڈانٹنا، دھتکارنا۔

"تَسُوْمُ" یہ مضارع کا صیغہ ہے از مصدر سَوْم (نصر) بمعنی تکلیف دینا۔

"کَفَلْتَ" یہ ماضی کا صیغہ ہے از مصدر کَفَالَۃٌ (نصر) بمعنی نان ونفقہ کا ذمہ دار ہونا۔

"تَمُنُّ" یہ مضارع کا صیغہ ہے از مصدر اَلْمَنُّ (نصر) بمعنی احسان جتلانا۔

④ **زجر الکلاب کی ترکیبی حیثیت:** یہ مضاف ومضاف الیہ ملکر تزجر فعل کا مفعول مطلق ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاول ...... وَلَمَّا طَغٰی فِرْعَوْنُ وَاَسْرَفَ فِی الْغَفْلَۃِ وَالْعِنَادِ اَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یُنَبِّہَہٗ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ وَکَانَ فِرْعَوْنُ بَلِیْدًا ضَاعَتْ فِیْہِ الْحِکْمَۃُ وَالْمَوْعِظَۃُ وَالْحِمَارُ لَا یَتَنَبَّہُ حَتّٰی یُضْرَبَ۔ فَاَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یُنَبِّہَہٗ۔ وَمِصْرُ بِلَادٌ مُخْصِبَۃٌ خَضْرَاءُ بِلَادُ الْخَیْرَاتِ وَالْاَثْمَارِ وَبِلَادُ الْحُبُوْبِ وَقَدْ عَلِمْتُمْ کَیْفَ اَنْجَدَتْ مِصْرُ بِلَادًا بَعِیْدَۃً اَیَّامَ الْمَجَاعَۃِ فِیْ عَهْدِ یُوْسُفَ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ (ص۱۹۲۔حصہ ثانی)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی اور صرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ...... ① **عبارت پر اعراب:** کما مرّ فی السوال آنفا۔

② **عبارت کا ترجمہ:** جب فرعون سرکش ہو گیا، غفلت اور مخالفت میں حد سے بڑھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اسے تنبیہ فرمائیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں فرماتے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ زمین میں فساد کو پسند نہیں فرماتے، فرعون نہایت کند ذہن تھا، حکمت اور نصیحت اس پر ضائع ہو گئی اور گدھا نہیں سمجھتا یہاں تک کہ اسے مارا جائے، تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ فرعون کو تنبیہ فرمائیں اور مصر (کی زمین) زرخیز وسرسبز شاداب سرزمین تھی عمدہ چیزوں اور پھلوں کی سرزمین تھی اور غلہ جات کی سرزمین تھی اور تمہیں معلوم ہو چکا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں قحط کے دنوں میں مصر نے دور دراز ملکوں کی کیسے مدد کی۔

③ **کلمات مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:** "حُبُوْبٌ" یہ جمع کا صیغہ ہے اس کا مفرد حَبٌّ ہے بمعنی دانہ وغلہ۔

"اَسْرَفَ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر اِسْرَافًا (افعال، صحیح) بمعنی حد سے تجاوز کرنا۔

"ضَاعَتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب ماضی معلوم از مصدر ضَیْعًا، ضَیْعَۃً، ضَیَاعًا (ضرب، اجوف) بمعنی ضائع وتلف ہونا۔

"لَا یَتَنَبَّہُ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث نفی مضارع معلوم از مصدر تَنَبُّهًا (تفعل، صحیح) بمعنی سمجھنا۔

"مُخْصِبَةٌ" صیغہ واحد مؤنث بحث اسم فاعل از مصدر اِخْصَابًا (افعال، صحیح) بمعنی سرسبز ہونا۔

الشق الثانی ......وَفِي الْيَوْمِ الثَّانِيْ يَرٰى مُوْسٰى ذٰلِكَ الْإِسْرَائِيْلِيَّ فِيْ قِتَالٍ وَ خِصَامٍ مَعَ قِبْطِيٍّ اٰخَرَ وَمَا اسْتَحْيَ الْإِسْرَائِيْلِيُّ بَلْ صَرَخَ وَنَادٰى مُوْسٰى لِنُصْرَتِهٖ قَالَ مُوْسٰى إِنَّكَ رَجُلٌ وَقِحٌ أَلَّا تَزَالُ فِيْ قِتَالٍ وَجِدَالٍ مَعَ النَّاسِ وَلَاتَزَالُ تَصْرُخُ وَتُنَادِيْ أَلَّا أَزَالُ أَنْصُرُكَ وَأُسَاعِدُكَ إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ . (ص۱۲۰،عشرہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کیجئے "انك لغوى مبين" کی ترکیب کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق (۴) "إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ" کی ترکیب۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب: کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ: دوسرے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی اسرائیلی کو ایک دوسرے قبطی کے ساتھ لڑائی جھگڑے میں (مصروف) دیکھا، اسرائیلی نے شرم نہ کی بلکہ وہ زور سے چیخا (اس نے فریاد کی) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی مدد کے لئے پکارا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ بلاشبہ تو بے حیا آدمی ہے کیا تو ہمیشہ لوگوں کے ساتھ لڑائی جھگڑے میں رہے گا اور تو ہمیشہ چیختا فریاد کرتا رہے گا اور مجھے پکارتا رہے گا؟ کیا میں تیری نصرت کرتا رہوں گا اور تیری مدد کرتا رہوں گا؟ بلاشبہ تو کھلا گمراہ ہے۔

❸ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق: "خِصَامٌ" یہ باب مفاعلہ کا مصدر ہے بمعنی لڑائی جھگڑا کرنا۔

"صَرَخَ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر صُرَاخًا (نصر، صحیح) بمعنی چیخنا چلانا۔

"وَقِحٌ" صیغہ صفت از مصدر وِقْحَةً (ضرب، مثال) وَقَحًا (سمع) وَقَاحَةً (کرم) بمعنی بے شرم و بے حیا ہونا۔

"أُسَاعِدُ" صیغہ واحد متکلم بحث فعل مضارع معلوم از مصدر مُسَاعَدَةً (مفاعلة، صحیح) بمعنی مدد کرنا۔

"غَوِيٌّ" صیغہ صفت بمعنی گمراہ۔ مصدر غَيًّا وَ غَوَايَةً (ضرب و سمع، لفیف) بمعنی گمراہ ہونا۔

❹ "إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ" کی ترکیب: "إِنَّ" حرف مشبہ بالفعل "كَ" اسکا اسم "لام" تاکیدیہ "غوى مبين" موصوف صفت ملکر خبر، إنّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الأول ......عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ کریں۔(نزل عابدٌ من السيارة. اشترٰى خالدٌ تذكرة السفر. حجز خالدٌ مقعدًا فى القطار. جلس الركاب فى قاعة الانتظار. اقلعت الطائرة فى الساعة السابعة تمامًا. هبطت الطائرة على المطار. سافرت الطفلة مع الوالدين. شوارع كراتشى مزدحمةٌ بالسيارات. وقفت السيارات عند اشارة المرور. وكان شرطيّ المرور موجودًا)۔

مفرد الفاظ کے معانی بیان کریں۔ فَأْسٌ، حَمَامَةٌ، مِنْقَارٌ، قَفَصٌ، اَلْحِدَاءَةُ، اَلْغُرَابُ۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں۔(۱) عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ (۲) مفرد الفاظ کے معانی۔

جواب ...... ❶ عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ: عابد گاڑی سے اترا۔ خالد نے سفر کا ٹکٹ خریدا۔ خالد نے ریل گاڑی میں سیٹ روکی۔ سواریاں انتظار گاہ میں بیٹھ گئیں۔ ہوائی جہاز پورے سات بجے اُڑا۔ ہوائی جہاز ایئرپورٹ پر اُترا۔ بچی نے والدین کے ساتھ سفر کیا۔ کراچی کی سڑکیں گاڑیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ گاڑیاں اشارہ کے پاس رکیں اور ٹریفک پولیس والا موجود تھا۔

❷ مفرد الفاظ کے معانی:۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
فَأْس	کلہاڑا	حَمَامَة	کبوتری	مِنقَار	چونچ
قَفَص	گھونسلا	اَلحِدَاَة	چیل	اَلغُرَاب	کوا

الشق الثانی ......عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ کریں۔(الشوارع الواسعة نعمةٌ من الله تعالى تمرّ فيها السيارات بسهولةٍ. ولايحصل الاصطدام. وعند ملتقى الشوارع اشارة المرور. اذا رأيت ضوءًا احمر فقف. واذ رأيت ضوءًا اصفر فاستعد. واذ رأيت ضوءًا اخضر فتحرّك. ولاتسق السيارة في غفلةٍ)

اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں۔(عدل وانصاف اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہیں۔اسلام نے عدل کا حکم دیا ہے۔ اگر چہ دشمن ہی کیوں نہ ہو۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہدایت کے ستارے ہیں۔وہ نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے۔اور آپ کی مدد کی۔آپ کے ساتھ ہجرت کی۔آپ کے ساتھ مل کر جہاد کیا۔آپ سے دین سیکھا اور پھر اسے دنیا میں پھیلایا۔اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔)

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال کا حل دو امور ہیں۔(۱)عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ (۲)اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ۔

جواب ...... ❶ عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ:۔ کھلی سڑکیں اللہ کی نعمت ہیں ان میں گاڑیاں آسانی سے گزر جاتی ہیں۔ اور چوک پر ٹریفک کا اشارہ ہوتا ہے۔جب آپ سرخ بتی دیکھیں تو رک جائیں۔اور جب آپ زرد بتی دیکھیں تو تیار ہو جائیں۔اور جب آپ سبز بتی دیکھیں تو چل پڑیں۔اور گاڑی کو بے پرواہی سے مت چلائیں۔

❷ اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ العدل والقسط من تعاليم الاسلمية الاسلامية. الاسلام يامر بالعدل ولو كان مع العدو. الصحابة الكرام نجوم الهداية. أمنوا بالنبى الكريم ﷺ و نصروه و هاجروا معه وقاتلوا معه وتعلّموا الدين منه ثم نشروه فى العالم. رضى الله عنهم ورضوا عنه.

﴿الورقة الرابعة : فى التاريخ والادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ......مِنْ مِصْرَ اِلٰى مَدْيَنَ: وَلٰكِنْ اِلٰى اَيْنَ يَذْهَبُ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ مِصْرُ كُلُّهُ مَمْلَكَةٌ لِفِرْعَوْنَ، وَشُرْطَةُ لِفِرْعَوْنَ بِالْمِرْصَادِ ، وَلَهُمْ عُيُوْنُ الْغُرَابِ وَشَامَّةُ النَّمْلِ،اَلْهَمَ اللّٰهُ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ يَّذْهَبَ اِلٰى مَدْيَنَ الْبَلَدِ الْعَرَبِيِّ حَيْثُ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ يَدُ فِرْعَوْنَ اِنَّ مَدْيَنَ بَادِيَةٌ وَ قُرًى لَيْسَ فِيْهَا مَدِيْنَةٌ مِصْرَ وَلَيْسَ فِيْهَا قُصُوْرٌ وَ اَسْوَاقُ مِصْرَ۔(ص۱۷۱۔ج۲) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں،درج ذیل جملوں کی ترکیب کریں لهم عيون الغراب وشامة النمل،الهم الله موسٰى ان يذهب الى مدين البلد العرب.

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں(۱)عبارت پر اعراب (۲)عبارت کا ترجمہ (۳)جملوں کی ترکیب۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔كما مرّ فى السوال آنفا.

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ مصر سے مدین کی طرف: لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کہاں جائیں،پورا مصر فرعون کی سلطنت ہے،فرعون کی پولیس گھات میں ہے،ان کی کوے جیسی آنکھیں اور چیونٹی جیسی سونگھنے کی طاقت ہے،اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں ڈالا کہ وہ عربی ملک مدین کو چلے جائیں جہاں فرعون کا ہاتھ ان تک نہیں پہنچتا،مدین صحراء اور دیہاتوں کا علاقہ ہے جس میں مصر

جیسی شہری زندگی نہیں ہے، اس میں مصر کے محلات اور مصر کے بازار نہیں ہیں۔

❸ **جملوں کی ترکیب:۔** "لھم عیون الغراب وشامۃ النعل" ل حرف جار ھم ضمیر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا ثابتۃ اسم فاعل کے، اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر مقدم، عیون مضاف الغراب مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ شامۃ مضاف النعل مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتداء مؤخر، مبتداء مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"الھم اللّٰہ مومنی ان یذھب الی مدین البلد العربی" الھم فعل اللّٰہ فاعل مومنی مفعول بہ اول ان ناصبہ مصدریہ یذھب فعل اس میں ہو ضمیر اس کا فاعل الی حرف جار مدین مبدل منہ البلد موصوف العربی صفت، موصوف صفت مل کر بدل، مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل مصدر مفعول بہ ثانی فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی ...... وَعِنْدَ فِرْعَوْنَ: وَجُنَّ جُنُوْنُ فِرْعَوْنَ وَقَامَ فِرْعَوْنُ وَقَعَدَ وَبَرِقَ فِرْعَوْنُ وَرَعَدَ، مِسْكِيْنٌ فِرْعَوْنُ وَقَعَ مَا لَمْ يَكُنْ يَرْجُوْهُ إِنَّهُ أَرَادَ أَنْ يَهْزِمَ مُوْسٰى بِالسَّحَرَةِ فَأَصْبَحَ السَّحَرَةُ جُنْدَ مُوْسٰى ۔ (ص ۱۸۱۔ ثانیہ)

مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں، سلیس ترجمہ کریں، خط کشیدہ جملہ کی ترکیب نحوی کر کے مطلب واضح کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾...... اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) ترجمہ (۳) جملہ مخطوطہ کی ترکیب (۴) جملہ مخطوطہ کا مطلب۔

جواب ...... ❶ **عبارت پر اعراب:۔** کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ **عبارت کا ترجمہ:۔** فرعون کی دھمکی: اور فرعون غصہ سے پاگل ہو گیا، فرعون اٹھا اور بیٹھا، فرعون چمکا اور گرجا، بیچارہ فرعون، وہ ہوا جسکی اسے امید نہ تھی بیشک اس نے چاہا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو جادوگروں کے ذریعہ شکست دیدے مگر جادوگر موسیٰ علیہ السلام کا لشکر بن گئے۔

❸ **جملہ مخطوطہ کی ترکیب:۔** "فا" تعقیبیہ "اصبح" فعل ناقص "السحرۃ" اس کا اسم "جند موسیٰ" مضاف و مضاف الیہ ملکر خبر، اصبح اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

❹ **جملہ مخطوطہ کا مطلب:۔** مذکورہ جملہ کا مطلب یہ ہے کہ فرعون کے جادوگروں کا لشکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر میں تبدیل ہو گیا یعنی موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کو دیکھ کر وہ سب موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے اور مؤمنین بن گئے۔ اس طرح وہ موسیٰ علیہ السلام کا لشکر بن گئے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۷ھ

الشق الاول ...... وَ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ لَا يَضِيْعَ بَنُوْإِسْرَائِيْلَ كَمَا ضَاعَتْ أُمَمٌ بِغَيْرِ كِتَابٍ وَهُدًى مِنَ اللّٰهِ وَ أَرَادَ أَنْ لَا يَخْبِطُوْا خَبْطَ عَشْوَاءَ كَمَا خَبَطَتْ أُمَمٌ خَبْطَ عَشْوَاءَ أَمَرَ اللّٰهُ مُوْسٰى أَنْ يَتَطَهَّرَ وَأَنْ يَصُوْمَ ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ يَأْتِيَ إِلَى طُوْرِ سِيْنَآءَ حَتّٰى يُكَلِّمَهُ رَبُّهُ وَيَتَلَقّٰى كِتَابًا يَكُوْنُ لَهُمُ الْإِمَامُ ۔ (ص ۲۱۳۔ ثانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کیجئے، خط کشیدہ حصہ کی لغوی تشریح کر کے مفہوم واضح کیجئے۔

﴿خلاصہ سوال﴾...... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت مخطوطہ کی لغوی تشریح و مفہوم۔

جواب ...... ❶ **عبارت پر اعراب:۔** کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ **عبارت کا ترجمہ:۔** اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ بنی اسرائیل ضائع نہ ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت اور کتاب کے بغیر (سابقہ) امتیں ضائع ہو گئیں اور چاہا کہ وہ اس اونٹنی کی طرح ٹیڑھا نہ چلیں (سابقہ) امتیں سامنے نظر نہ آنے والی اونٹنی کی طرح

نیز حاچلیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ وہ پاک وصاف ہوں اور تیس دن روزہ رکھیں پھر طور سینا تشریف لے آئیں تا کہ ان کا رب ان سے کلام فرمائے اور ایسی کتاب عطا کریں (جو بنی اسرائیل) کے لئے امام (یعنی صحیفہ آسانی) ہو۔

③ عبارت مخطوطہ کی لغوی تشریح ومفہوم:۔ "خَطْوًا" کا معنی ہے نیز حاچلنا اور "عَشْوَة" اس اونٹنی کو کہتے ہیں جسے سامنے کی طرف نظر آئے مطلب یہ ہے کہ جیسے وہ اونٹنی جسے سامنے نظر نہ آتا ہو وہ اندازے سے حیرانگی میں نیز ھا اور اِدھر اُدھر پاؤں مارتے ہوئے چلتی ہے اسی طرح سابقہ امتیں ٹیڑھے غلط راستہ پر چلیں۔ طور یہ جملہ بغیر بصیرت وبغیر ہدایت کسی کام کو حیرانی سے کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

الشق الثانی ......وَعَلَتْ الذِّئَابُ فِي الْغَابَةِ وَعَلَتْ الْحَيَّاتُ وَ الْعَقَارِبُ فِي الْبَلَدِ وَلَمْ يَتَعَرَّضْ لَهَا اَحَدٌ وَلٰكِنْ مَا كَانَ لِمَوْلُوْدٍ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ اَنْ يَعِيْشَ فِيْ مَمْلَكَةِ فِرْعَوْنَ وَذُبِحَ الْوُفُ مِنَ الْاَطْفَالِ اَمَامَ آبَائِهِمْ وَ اُمَّهَاتِهِمْ وَكَانَ الْيَوْمُ الَّذِيْ يُوْلَدُ فِيْهِ مَوْلُوْدٌ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ يَوْمًا عَسِيْرًا وَكَانَ يَوْمَ حُزْنٍ وَ بُكَاءٍ وَكَانَ الْيَوْمُ الَّذِيْ يُوْلَدُ فِيْهِ مَوْلُوْدٌ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ يَوْمَ تَعْزِيَةٍ وَرِثَاءٍ . (س۔ہ۔حنیہ) اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کیجئے۔

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب...... ① عبارت پر اعراب:۔کما مر فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ بھیڑیے جنگل میں زندگی بسر کر رہے تھے اور سانپ اور بچھو شہر میں زندگی بسر کر رہے تھے، کوئی ان سے تعرض نہ کرتا لیکن بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے بچے کو حق نہیں تھا کہ وہ فرعون کی بادشاہی میں زندہ رہے، ہزاروں بچے اپنے ماں باپ کے سامنے ذبح کر دیئے گئے، جس دن بنی اسرائیل میں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو وہ سخت دن ہوتا اور وہ غم اور رونے کا دن ہوتا، جس دن بنی اسرائیل میں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو وہ تسلی دینے اور مرثیہ کے اشعار کہنے کا دن ہوتا۔

③ کلمات مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "عَـاشَـتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر عَيْـشٌ، عِيْشَةٌ، مَعِيْشٌ، مَعِيْشَةٌ (ضرب، اجوف) بمعنی زندہ رہنا۔ "اَلْعَقَارِبُ" یہ عَقْرَبٌ کی جمع ہے بمعنی نر و مادہ بچھو۔ (غالب مادہ بچھو ہے)

"اَلذِّئَابُ" یہ ذِئْبٌ کی جمع ہے بمعنی بھیڑیا۔ "اَلْحَيَّاتُ" یہ حَيَّةٌ کی جمع ہے بمعنی مذکر و مؤنث سانپ۔

"تَعْزِيَةٌ" یہ باب تفعیل (ناقص) کا مصدر ہے بمعنی تسلی دینا۔ "اَلْوُفٌ" یہ اَلْفٌ کی جمع ہے بمعنی ہزار۔

"رِثَاءٌ" یہ باب ضرب (ناقص) کا مصدر ہے بمعنی رونا، محاسن کو شمار کرنا، مرثیہ کے اشعار کہنا۔ "اَلْغَابَةُ" یہ اسم ہے بمعنی جنگل۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۷ھ

الشق الاول......عربی جملوں کا اردو میں اور اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں۔ تین پھل وتین پھولوں کے عربی نام تحریر کریں۔

(کـان رسـول الله ﷺ جالسًا مع اصحابه فرفرفت فوق راسه الشريف حملة ترتعد خوفًا فقال لاصـحـابه: من آذى هذه الحملة؟ فقال احدهم: انا اخذت صغارها فامره رسول الله ﷺ بردها الى مكانها شفقةً عليها) (ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تنگدستی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ تو اس نے کہا: نہیں، تو آپ ﷺ نے اس کو دو درہم دیئے اور اسے کہا: جا، ان میں سے ایک سے کھانا خرید اور دوسرے کے ساتھ کلہاڑی، پھر لکڑیاں کاٹ اور بیچ اور یہ تیرے لئے سوال کرنے سے بہتر ہے)

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں۔(۱) عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ (۲) اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ (۳) تین پھل وتین پھولوں کے عربی نام۔

جواب ...... ❶ عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ ؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے تو آپ ﷺ کے سر مبارک پر ایک کبوتری پھڑ پھڑائی جو خوف سے تھرتھرا رہی تھی تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ ؓ سے پوچھا: کس نے اس کبوتری کو تکلیف دی؟ تو ان میں سے ایک نے جواب دیا: میں نے اس کے چھوٹے بچوں کو پکڑا ہے تو آپ ﷺ نے اسے ان بچوں کو ان کی جگہ واپس رکھنے کا کہا، ان بچوں پر شفقت کرتے ہوئے۔

❷ اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ **شكا الرجل الى النبي ﷺ شدة الفقر فقال له: اما عندك شئ ؟ قال: لا فاعطاه درهمين وقال له : اذهب فاشتر باحدهما طعامًا وبالآخر فاسًا فاحتطب وبع وهذا خيرٌ لك من المسألة.**

❸ تین پھل و تین پھولوں کے عربی نام:۔ پھل: تُفَّاحَةٌ (سیب) عِنَبٌ (انگور) تَمَرٌ (کھجور)۔

پھول: وَرْدَةٌ (گلاب کا پھول) یاسمین (چنبیلی کا پھول) نرجس (نرگس کا پھول)۔

الشق الثانی ......اردو عبارت کا عربی میں ترجمہ کریں۔(سستی ایک بری عادت ہے جو انسان کو دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے محروم کر دیتی ہے۔ وقت کو فضول کاموں میں صَرف کرنا بھی بری عادت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ فضول کاموں کو چھوڑ دے۔ طالب علم کا زیادہ تعلقات بڑھانا بہت مضر ہے۔ یہ تعلقات اس کے ذہن کو پراگندہ کر دیتے ہیں۔)

عربی عبارت کا اردو میں ترجمہ کریں۔(**صرف المال فی المحرمات اسراف. وصرف المال فی غیر محله اسراف. وصرفه اکثر من الحاجة اسراف. التاجر المسلم لایکذب ولا یحلف الکذب ولا یغش احدًا. واذا یزن یرجحُ. ویسامح الناس**) تین پرندوں و تین جانوروں کے عربی نام لکھیں۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾......اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں۔(۱) اردو عبارت کا عربی میں ترجمہ (۲) عربی عبارت کا اردو میں ترجمہ (۳) تین پرندوں و تین جانوروں کے عربی نام۔

جواب ...... ❶ اردو عبارت کا عربی میں ترجمہ:۔ **الكسل عادةٌ قبيحة التي يخيب الانسان من نعم الدنيا والآخرة، بذل الوقت فيما لا يعني ايضًا عادةٌ قبيحة قال النبي ﷺ من حسن اسلام المرء تركه مالا يعنيه كثرة العلاقات مضرة جدًا لطالبٍ هذه العلاقات يشتّت ذهنه۔**

❷ عربی عبارت کا اردو میں ترجمہ:۔ مال کو حرام کاموں میں خرچ کرنا اسراف ہے اور اسے بے جا خرچ کرنا بھی اسراف ہے اور ضرورت سے زائد خرچ کرنا بھی اسراف ہے۔ مسلمان تاجر نہ جھوٹ بولتا ہے اور نہ جھوٹی قسم کھاتا ہے اور نہ کسی کو دھوکہ دیتا ہے اور جب تولتا ہے تو جھکتا ہوا تولتا ہے اور لوگوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرتا ہے۔

❸ تین پرندوں و تین جانوروں کے عربی نام:۔ پرندے: عصفورٌ (چڑیا) غُرابٌ (کوا) حَمَامٌ (کبوتر)۔

جانور: اَسَدٌ (شیر) شاۃ (بکری) اِبِلٌ (اونٹ)۔

﴿الورقة الرابعة : فی التاریخ والادب﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاول ......وَجَلَسَ عَلٰی عَرْشِ مِصْرَمَلِكٌ جَبَّارٌ جِدًا وَكَانَ يَرٰى اَنَّ قَوْمَهُ الْقِبْطَ مِنْ نَوْعٍ وَاَنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ مِنْ نَوْعٍ اٰخَرَ وَكَانَ فِرْعَوْنُ يُعَامِلُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ مُعَامَلَةَ الْحَمِيْرِ وَالدَّوَابِّ، يَسْتَعْمِلُهَا الْاِنْسَانُ وَلَا يُعْطِيْهَا اِلَّا قُوْتَ يَوْمِهَا وَكَانَ مَغْرُوْرًا بِمُلْكِهٖ وَقُصُوْرِهٖ وَقُوَّتِهٖ.(ص۱۳۶-ثانی)

اعراب لگائیں سلیس ترجمہ کریں حضرت یوسف کے بعد بنی اسرائیل کے حالات پر روشنی ڈالیں قبط کون ہے اور بنی اسرائیل کون ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں۔(۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے حالات (۴) قبط اور بنی اسرائیل کا تعارف۔

جواب...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ مصر کے تخت پر ایک بہت سخت بادشاہ ظاہر ہوا اس کا نظریہ تھا کہ اس کی قوم قبط ایک الگ قوم ہے اور بنی اسرائیل الگ لوگ ہیں۔اور فرعون بنی اسرائیل سے گدھوں اور جانوروں والا معاملہ کرتا تھا کہ جن سے انسان خدمت تو لیتا ہے اور انہیں اس دن کی خوراک کے علاوہ کچھ نہیں دیتا،اس کو اپنے محلات اور اپنی بادشاہت اور طاقت پر غرور تھا۔

❸ حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے حالات:۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام وفات پا گئے۔حضرت یوسف علیہ السلام اور مصر والے بہت غمزدہ ہوئے، کچھ عرصہ بعد حضرت یوسف علیہ السلام بھی وفات پا گئے۔وہ دن مصر والوں پر بڑا شاق تھا۔مصر والے اس دن اس پر بہت افسردہ وغمگین ہوئے، پھر لوگ اپنا غم بھول گئے، کچھ عرصہ تک مصر والوں نے اچھی بات کا لحاظ کیا،کنعانیوں کی اہمیت کو مانا اور یہ کنعانی جنہیں بنی اسرائیل کے نام سے پکارا جاتا تھا شرفاء اور مالدار تھے لیکن اس کے بعد حالات تبدیل ہو گئے۔ان کے حالات بگڑ گئے انہوں نے اللہ کی طرف بلانا چھوڑ دیا،مخلوق کو اللہ کی طرف موڑنا چھوڑ دیا،دنیا پر ٹوٹ پڑے،لوگوں کا ان کے ساتھ معاملہ نہ رہا،ان کے مالداروں سے لوگ حسد کرنے لگے،ان کے فقیروں سے حقارت برتنے لگے،مصر والے ان کو ان اجنبیوں کی طرح دیکھنے لگے جو کہ کسی دوسرے شہر سے آیا ہو اور ان کو مصر میں رہنے کا کوئی حق نہ ہو۔اور مصر والوں کو یہ یقین تھا کہ وہی مصر کے رہنے والے ہیں اور مصر صرف مصر والوں کا ہی تھا اور بعض مصریوں کا یہ خیال تھا کہ یوسف علیہ السلام اجنبی تھے جو کہ کنعان سے آئے تھے اور انکو عزیز مصر نے خریدا تھا لہٰذا کنعانیوں کو مصر پر حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے،بہت سے لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کی فضیلت آپ کی شرافت اور آپ کے احسانات کو فراموش کر گئے۔

مصر کے تخت پر فرعون قابض ہو گیا وہ بنی اسرائیل سے بہت ہی زیادہ کینہ رکھتا تھا مصر کے اقتدار پر زیادہ ہی کینہ رکھتا تھا وہ اس بات کو بالکل نہیں دیکھتا تھا کہ بنی اسرائیل،انبیاء کرام کی اولاد میں سے ہیں۔

❹ قبط اور بنی اسرائیل کا تعارف:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر بنی اسرائیل کے مقابلہ میں دوسرا لشکر قبطی کہلاتا ہے۔یہ فرعون کے شاہی خاندانوں کی اولاد تھی۔صاحب قصص القرآن لکھتے ہیں کہ مصر پر مجموعی طور پر اکتیس خاندان حکمران رہے اور یہ انہی حکمرانوں وبادشاہوں کی اولاد تھے جو مصر کو اپنی ملک اور بنی اسرائیل کو اپنا مملوک وغلام سمجھتے تھے۔

اسرائیل عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کا عربی ترجمہ عبداللہ (اللہ کا بندہ) ہے اور یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ نسل جو حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے چلی ان کو بنی اسرائیل کہتے ہیں اور یہود ونصاریٰ کے قدیم خاندان آج بھی اسی نسبت سے منسوب ہیں۔نسب نامہ یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم ہے۔گویا بنی اسرائیل انبیاء علیہم السلام کی اولاد ہیں۔

الشق الثانی......وَكَانَ يَوْمًا جَالِسًا عَلٰى شَاطِئِ النِّيْلِ يَتَنَزَّهُ...... وَكَانَتْ مَعَهٗ مَلِكَةُ مِصْرَ، تَتَنَزَّهُ مَعَ الْمَلِكِ وَتَرٰى إِلَى النِّيْلِ وَبَيْنَمَا يَتَنَزَّهَانِ، إِذْ وَقَعَ بَصَرُهُمَا عَلٰى صُنْدُوْقٍ تَلْعَبُ بِهٖ أَمْوَاجُ النِّيْلِ كَأَنَّمَا تُقَبِّلُهٗ. (ص۱۵۲،رحاب)

اعراب لگائیں ترجمہ کریں اس صندوق میں کون تھا؟ پورا واقعہ قلم بند کریں ملکہ مصر کون تھی؟ اس کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں۔(۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) صندوق والے واقعہ کی وضاحت (۴) ملکہ مصر کا تعارف۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ وہ ایک دن نیل کے کنارے بیٹھا ہوا تفریح کر رہا تھا، اس کے ساتھ ملکہ مصر بھی تفریح میں شریک تھی وہ بھی دریائے نیل کو دیکھ رہی تھی، ان کی اس تفریح کے دوران ان کی نظر اس صندوق پر پڑی جس کے ساتھ نیل کی موجیں اس طرح کھیل رہی تھیں جیسے کہ چوم رہی ہوں۔

❸ صندوق والے واقعہ کی وضاحت:۔ ایک قبطی نجومی فرعون کے پاس گیا اور اس سے کہا بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا اور اس کے ہاتھوں تمہاری بادشاہت ختم ہو جائے گی، فرعون غصے سے پاگل ہو گیا اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں ہر پیدا ہونے والے بچے کو ذبح کر دیں، فرعون اپنے آپ کو لوگوں کا خدا سمجھتا تھا کہ جسے چاہے ذبح کر دیتا۔

معر میں سپاہی پھیل گئے تلاش میں لگ گئے جب ان کو کوئی بچہ ملتا تو اس کو ذبح کر دیتے، ماں باپ کے سامنے ہزاروں بچے ذبح ہو گئے تھے مگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ تھا کہ وہ کام ہو جائے جس سے فرعون ڈرتا ہے اور جس سے بچتا ہے۔

آخر وہ بچہ پیدا ہوا جس کیلئے یہ بات مقدر ہو چکی تھی کہ فرعون کی بادشاہت اس کے قبضے میں چلی جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پولیس اور نگران فورس کی موجودگی کے باوجود تین ماہ تک زندہ رہے۔ لیکن والدہ کو اپنے حسین و جمیل بیٹے کے بارے میں تشویش لگی رہی کہ بچوں کے دشمن گھات لگائے بیٹھے تھے۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے ماں کی مدد کی اور اس کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اس بچے کو صندوق میں رکھ دیں اور دریا میں بہا دیں وغیرہ وغیرہ۔ پھر فرعون نے دریا سے صندوق کو پکڑا اور بچہ کو نکالا اور فرعون کہتا کہ اس کو قتل کریں کہ اس کی بیوی نے قتل نہ کرنے دیا لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے ہوئے۔ ایک دن جا رہے تھے کہ ایک بنی اسرائیل اور قبطی لڑ رہے تھے بنی اسرائیل نے مدد مانگی موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کو مکا مارا اور قتل کر دیا۔ پھر موسیٰ نے دعوت الی اللہ دی، فرعون کو سمجھ آ گئی کہ میرا دشمن ہے لہٰذا موسیٰ علیہ السلام فرعون کو اللہ کی طرف دعوت دیتے رہے۔ بہر حال فرعون نے انکار کیا اور ہلاک ہو گیا۔

❹ ملکۂ مصر کا تعارف:۔ ملکہ مصر فرعون کی بیوی تھی۔ اسکا نام آسیہ تھا جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صندوق سے نکالا گیا اور قتل کا مشورہ ہوا تو اس نے سفارش کی تھی کہ اس کو اپنا بیٹا بنائیں گے اور یہ اندرونِ خانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکی تھی اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگروں پر فتح ملی تو اُس دن اس نے اپنے ایمان کا اظہار کیا۔ آپ ﷺ نے متعدد مقامات پر ان کی مدح فرمائی حتیٰ کہ فرمایا کہ دنیا کی افضل ترین عورتوں میں سے ایک آسیہ امرأۃ فرعون ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۸ھ

الشق الاوّل ......كانوا يشركون بالله غيره، كما كانت امم الأنبياء فى كل عصر وكانوا ينقصون المكيال والميزان ويطففون فى الكيل ويتعرضون للقوافل...... ويعيشون فى الأرض فسادا......(ص۲۳۲۔جنّہ)

ترجمہ کریں۔ اس عبارت میں کس نبی کی امت کا ذکر ہو رہا ہے؟ اس امت کا کچھ حال لکھیں، حضرت داؤد علیہ السلام کا کچھ حال لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں۔ (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) نبی کی نشاندہی اور امت کے احوال (۳) حضرت داؤد علیہ السلام کے حالات۔

جواب ...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اوروں کو شریک ٹھہراتے تھے جس طرح کہ ہر زمانے میں انبیاء کی امتوں نے کیا (بلکہ انہوں نے اس پر اور زیادتی کی) وہ ترازو اور وزن میں کمی کرتے اور وزن میں کم تولتے اور قافلوں والوں کو چھیڑنے آ جاتے، زمین پر فساد پھیلاتے۔

❷ نبی کی نشاندہی اور امت کے احوال:۔ اس میں حضرت شعیب علیہ السلام کا قصہ ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے مدین اور ایکہ والوں

کی طرف بھیجا تھا۔ یہ تاجر لوگ تھے جو بحیرہ احمر کے ساحل پر یمن وشام اور مصر وعراق کے درمیان بڑی تجارتی شاہراہ پر واقع تھے، یہ نافرمان اور مشرک لوگ تھے اور یہ کاروباری لوگ تھے، ناپ تول اور ترازو میں بہت زیادہ کمی بیشی کرتے تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو دعوت دی مگر انہوں نے دعوت ماننے سے انکار کردیا اور طرح طرح کے اعتراضات کئے۔

③ حضرت داؤد علیہ السلام کے حالات:۔ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ نے زمین پر حکومت دی اور ان کو وسیع بادشاہت عطاء کی اور ان دونوں کا علم بڑھایا، ان کو بہت کچھ سکھایا جس سے لوگ ناواقف تھے جہاں تک حضرت داؤد علیہ السلام کی بات ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پہاڑوں، پرندوں کو مسخر کردیا جو دعا اور تسبیح میں ان کے ہم آہنگ ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے زرہ بنانے کا فن سکھایا، لوہے کو ان کے لئے نرم کردیا لیکن حضرت داؤد علیہ السلام زبردست حاکمیت کے باوجود بہت عاجزی اور خشوع والے تھے۔

الشق الثانی ...... وتسلط عليهم القمل فالعياذ بالله ألقمل في الفراش والقمل في الثياب والقمل في الرأس والقمل في الشعر فطار نومهم وباتوا يقصعون القمل ويسبونه حتى يصبحوا وكيف يقاتلونه والقمل لاتعمل فيه السيوف ولاتعمل فيه السهام ولاينجدهم في ذلك جنودهم وشرطتهم. (ص ۱۴۷۔ج ثانی)

عبارت کا سلیس ترجمہ کیجیے خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق کیجیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں۔ (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) الفاظ مخطوطہ کی صرفی تحقیق۔

جواب ...... ① **عبارت کا ترجمہ:۔** اور ان پر کھٹمل مسلط ہو گئے، اللہ کی پناہ: بستر میں کھٹمل اور کپڑوں میں کھٹمل اور سر میں کھٹمل اور بالوں میں کھٹمل پس اُن کی نیند اُڑ گئی اور وہ رات گزارتے کھٹمل کو مارتے اور برا بھلا کہتے ہوئے یہاں تک کہ صبح کردیتے وہ اور وہ کیسے اُن سے لڑ سکتے تھے اس حال میں کہ کھٹمل میں نہ ہی تلواریں کام کرتی تھیں اور نہ ہی تیر اور نہ ہی اُنکے لشکر اُنکے کام آسکتے تھے اور نہ اُنکی پولیس۔

② الفاظ مخطوطہ کی صرفی تحقیق:۔ "اَلْقُمَّلُ" یہ مفرد ہے اس کی جمع قُمَّلَةٌ ہے بمعنی کھٹمل وجوئیں۔

"تَسَلَّطَ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث ماضی معلوم از مصدر تَسَلُّطًا (تفعّل صحیح) بمعنی مسلط ہونا۔

"طَارَ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث ماضی معلوم از مصدر طَيَرَانٌ (ضرب، اجوف) بمعنی اُڑنا۔

"يَقْصَعُوْنَ" صیغہ جمع مذکر غائب بحث مضارع معلوم از مصدر قَصْعًا (فتح صحیح) بمعنی ناخن سے مارنا اور پیسنا۔

"يَسُبُّوْنَهٗ" صیغہ جمع مذکر غائب بحث مضارع معلوم از مصدر سَبًّا (نصر، مضاعف) بمعنی گالی دینا، برا بھلا کہنا۔

"اَلسِّهَامُ" یہ جمع ہے اس کا مفرد سَهْمٌ ہے بمعنی تیر۔ "جُنُوْدُهُمْ" یہ جمع ہے اس کا مفرد جُنْدٌ ہے بمعنی لشکر۔

"لَايَنْجِدُهُمْ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث نفی مضارع معلوم از مصدر نَجْدًا (نصر صحیح) بمعنی مدد کرنا، غالب ہونا۔

"شُرْطَتُهُمْ" یہ جمع ہے اس کا مفرد شُرْطِيٌّ ہے بمعنی پولیس۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاول ...... كان النبي ﷺ اشد الناس تواضعا فكان يعود المريض ويتبع الجنازة ويجيب دعوة المملوك ويساعد اهله في حاجة البيت وكان يمر بالصبيان فيسلم عليهم.

عبارت کا ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ جملہ کی ترکیب نحوی کریں۔ عربی میں ترجمہ کریں۔ (پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو، اپنی صحت کو بیماری سے پہلے، اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اپنی مالداری کو فقر سے پہلے، اپنی فرصت کو مشغولیت سے پہلے، اپنی زندگی کو موت سے پہلے)۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں۔(۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مخطوط جملہ کی نحوی ترکیب (۳) جملوں کا عربی میں ترجمہ

جواب ...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ عاجزی والے تھے۔ آپ مریضوں کی عیادت کرتے تھے، جنازہ کے ساتھ چلتے تھے، غلام کی دعوت کو قبول کرتے تھے، اپنے گھر والوں کے کام کاج میں ہاتھ بٹاتے تھے، بچوں کے ساتھ گزرتے ہوئے اُن کو سلام کرتے تھے۔

❷ مخطوط جملہ کی نحوی ترکیب:۔ فاء تفصیلیہ کان ناقصہ اس میں ھو ضمیر اس کا اسم یعود فعل مع فاعل المریض مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبر ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ یتبع فعل مع فاعل الجنازۃ مفعول بہ فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبر ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

❸ جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ اغتنموا خمسًا قبل خمس، صحتکم قبل المرض، شبابکم قبل الھرم، غناکم قبل الفقر، فراغکم قبل الشغل، حیاتکم قبل الموت۔

الشق الثانی ...... القطار یسیر علی سکة حدیدیة خاصة، أما السیارة فھی تسیر علی الطرق المعبدة، نرکب السفینه فی البحر، ونرکب الطائرة لنطیر فی الجو، ونرکب القطار أو السیارة لنسافر فی البر.

ترجمہ کریں۔ افعال ماضی (وَجَدَ، وَقَفَ، شَکَرَ، کَتَبَ) کو جملوں میں استعمال کریں۔ ان کلمات کا معنی لکھیں (عصفور، شباك، أغصان، الرمل، جند، حرس، السنور)۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں۔(۱) عبارت کا ترجمہ (۲) افعال کا جملوں میں استعمال (۳) مذکورہ کلمات کے معانی۔

جواب ...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ ریل گاڑی لوہے سے بنی ہوئی مخصوص گلی (پٹڑی) پر چلتی ہے۔ بہرحال موٹرکار وہ پختہ سڑک پر چلتی ہے۔ ہم کشتی پر سمندر میں سوار ہوتے ہیں اور ہم طیارے میں سوار ہوتے ہیں تا کہ فضاء میں اُڑیں اور ہم ریل گاڑی یا موٹرکار پر سوار ہوتے ہیں تا کہ خشکی میں سفر کریں۔

❷ افعال کا جملوں میں استعمال:۔ وَجَدَ (مَنْ جَدَّ وَجَدَ)، وَقَفَ (وَقَفَ الطَّالِبُ أَمَامَ الْأُسْتَاذِ)، شَکَرَ (شَکَرَ خَالِدٌ الْعَدِیْرَ)، کَتَبَ (کَتَبَ زَیْدٌ دَرْسَهٗ)۔

❸ مذکورہ کلمات کے معانی:۔ عصفور (چڑیا)، شباك (کھڑکی)، أغصان (ٹہنیاں)، الرمل (ریت)، جند (لشکر)، حرس (محافظ و پہرہ دار)، السنور (بلی)۔

﴿الورقة الرابعة : فی التاریخ والادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ...... نزل عابد من السیارة، اشتری خالد تذکرة السفر، حجز خالد مقعدا فی القطار، جلس الرکاب فی قاعة الانتظار، اقلعت الطائرة فی الساعة العاشرة تمامًا۔

مذکورہ بالا عبارت کا اردو میں ترجمہ کریں، مندرجہ ذیل عبارت کا عربی میں ترجمہ کریں۔

① ریل گاڑی کراچی سے وقت پر چلی ② ہوائی جہاز دیر سے پہنچا ③ ہم سفر میں نماز قصر ادا کرتے ہیں اور اپنے ساتھ جائے نماز لے جاتے ہیں ④ ہم مہمانوں کے استقبال کیلئے ایئرپورٹ گئے ⑤ اپنے سفر کے ساتھی کا اکرام کرو۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) عربی عبارت کا اردو میں ترجمہ (۲) اردو عبارت کا عربی میں ترجمہ۔

جواب ...... ① عربی عبارت کا اردو میں ترجمہ:۔ عابد گاڑی سے اترا، خالد نے سفر کا ٹکٹ خریدا، خالد نے ریل گاڑی میں سیٹ روکی، سواریاں انتظار گاہ میں بیٹھ گئیں، ہوائی جہاز پورے سات بجے اُڑا۔

② اردو عبارت کا عربی میں ترجمہ:۔ ① تحرك القطار من كراتشي على الوقت ② وصلتِ الطائرة بالتاخير ③ نحن نقصر الصلوٰة في السفر ونأخذ معنا سجادةً ④ ذهبنا الى المطار لاستقبال الضيوف ⑤ اكرِم صاحبَ سفرك.

الشق الثانی ...... مدرستك هي المنزل الثاني ، الذي تقضي فيه احسن ساعات حياتك، تعيش فيه مع اسرة تتألف من اخوانك التلاميذ وآبائك المعلمين والطفل يتعلم من البيت ويتعلم من الامام ويتعلم من الاسرة .

عبارت بالا کا ترجمہ کریں، اس عبارت میں موجود تمام افعال مضارع کو الگ کریں۔ مندرجہ ذیل کلمات کے معنی قلم بند کریں:

(فترات الرحلة، رمال، شاطئ، احياء، حمامة، الجوع، غفش، المسافرين، مهندس، حاذق)

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) افعال مضارع کی نشاندہی (۳) الفاظ کے معنی۔

جواب ...... ① عبارت کا ترجمہ:۔ آپ کا مدرسہ آپ کا وہ دوسرا گھر ہے جس میں آپ زندگی کی سب سے اچھی گھڑیاں گزارتے ہیں مدرسہ میں آپ ایسے خاندان کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں جو آپ کے بھائیوں کی طرح طالب علم اور اور آپ کے والد کی طرح اساتذہ سے مل کر بنتا ہے، بچہ گھر سے سیکھتا ہے اور والدہ سے سیکھتا ہے اور خاندان سے سیکھتا ہے۔

② افعال مضارع کی نشاندہی:۔ تقضي، تعيش، تتألف، يتعلم۔

③ الفاظ کے معنی:۔ فترات الراحة (آرام کے وقفے) رمال (ریت) شاطئ (کنارہ) احياء (محلے) حمامة (کبوتری) الجوع (بھوک) غفش المسافرين (مسافروں کا سامان) مهندس (انجینئر)، حاذق (ماہر و تجربہ کار)۔

﴿السوال الثاني﴾ ۱۴۲۹ھ

الشق الاول ...... ولكن تغيرت الاحوال بعد ذلك ، فقد فسدت اخلاقهم وتركوا الدعوة الى الله و دعاء الخلق الى الله وسقطوا على الدنيا . عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے یہ بتائیں کہ اس میں کس قوم کا تذکرہ ہو رہا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانے کا واقعہ قلم بند کریں، شہر مدین میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا واقعات پیش آئے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مذکورہ قوم کی نشاندہی (۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانے کا واقعہ (۴) مدین میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پیش آمدہ واقعات۔

جواب ...... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اور لیکن اُس کے بعد حالات تبدیل ہو گئے اور تحقیق اُن کے اخلاق بگڑ گئے اور انہوں نے اللہ کی طرف دعوت کو اور اللہ کی طرف مخلوق کے بلانے کو ترک کر دیا اور وہ دنیا پر ٹوٹ پڑے۔

② مذکورہ قوم کی نشاندہی:۔ اس عبارت میں اہلِ کنعان (بنی اسرائیل) کا ذکر ہے۔

③ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانے کا واقعہ:۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے محل میں داخل ہوئے تو اس خوبصورت بچہ کو ہر شخص پکڑنے اور چومنے کی کوشش کرتا اور اُسکی تعریف کرتا۔ ملکہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانے کیلئے دودھ پلانے والی کو طلب

گیا، وہ آئی اور اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانے کی کوشش کی آپ علیہ السلام روتے تھے اور دودھ سے انکار کرتے تھے۔ پھر دوسری عورت کو بلایا گیا اسی طرح تیسری، چوتھی، پانچویں کئی عورتوں کو بلایا گیا ان سب نے دودھ پلانے کی کوشش کی مگر آپ انکار کرتے تھے۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ نے اُن کا دودھ موسیٰ علیہ السلام پر حرام کر دیا تھا۔ جب کافی دن گزر گئے تو موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے موسیٰ علیہ السلام کی بہن سے کہا کہ جاؤ اور اپنے بھائی کو دیکھو شاید وہ زندہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میرے بچے کو میری طرف لوٹائے گا۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہن تلاش کرتے کرتے محل تک پہنچ گئی جہاں موسیٰ علیہ السلام کے متعلق عورتیں دودھ نہ پینے کے متعلق بات چیت کر رہی تھیں۔ اُس نے کہا کہ میں شہر میں ایک ایسی عورت کو جانتی ہوں کہ یہ بچہ یقیناً اُس کا دودھ پیئے گا، ایک عورت نے کہا کہ ہم کئی عورتوں کا تجربہ کر چکے ہیں مگر یہ بچہ کسی کا دودھ نہیں پیتا، دوسری نے کہا کہ تجربہ کرنے سے فرق نہیں پڑتا چنانچہ ملکہ کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو بلایا گیا اور خادمہ نے موسیٰ علیہ السلام کو والدہ کی طرف بڑھایا تو آپ اپنی والدہ سے چمٹ گئے اور دودھ پینا شروع کر دیا، گویا کہ آپ اسی کے منتظر تھے۔ پھر فرعون اور ملکہ کی اجازت سے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لیکر دودھ پلانے کیلئے اپنے گھر لوٹیں۔

❷ <u>مدین میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پیش آمدہ واقعات:</u>۔ جب موسیٰ علیہ السلام مصر سے بھاگ کر مدین پہنچے تو وہاں کوئی شخص انہیں جانتا پہچانتا نہ تھا، موسیٰ علیہ السلام اوقات گزارنے کیلئے پریشان تھے، اسی دوران انہوں نے ایک کنواں دیکھا جہاں لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلاتے تھے اور وہاں دو لڑکیاں کنویں سے کچھ فاصلے پر اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے انتظار میں کھڑی تھیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اُن سے پوچھا کہ تم اپنے جانوروں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ طاقتور لوگ ہیں اور ہم کمزور ہیں، ہم ان طاقتوروں کی موجودگی میں اپنے جانوروں کو کیسے پانی پلا سکتی ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ تمہارے گھر میں ان کو پانی پلانے کیلئے کوئی مرد نہیں ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے والد بہت ضعیف ہیں چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اُنکے جانوروں کو پانی پلا کر اُنکے سپرد کر دیا، اُنکے جانے کے بعد موسیٰ علیہ السلام اوقات گزارنے کیلئے پریشان تھے کہ اسی دوران اُن میں سے ایک لڑکی آئی اور کہا کہ ہمارے والد تمہیں بلا رہے ہیں، جب موسیٰ علیہ السلام اُنکے پاس پہنچے تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حالات وغیرہ پوچھے، موسیٰ علیہ السلام نے اپنا پورا واقعہ بیان کیا تو اُس بزرگ نے کہا کہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، آپ میرے پاس مہمان کے طور پر رہیں، یہاں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

اُس کے بعد اُس بزرگ نے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اپنی ان دو بیٹیوں میں سے کسی ایک سے نکاح کرنے کی صورت یہ پیش کی کہ آپ میری بیٹی کے مہر کے طور پر آٹھ سال تک میری خدمت کرو گے، اگر دس سال خدمت کرو تو پھر تمہاری مرضی ہے۔ اس طرح موسیٰ علیہ السلام کی مدین میں شادی بھی ہو گئی۔

الشق الثانی ...... **وقال الرجل الرشيد ان الله قد وهبكم نعمة ولكنكم ماعرفتم فضلها وماقدرتموها حق قدرها حتى اذا ذهبت تأسفتم عليها.**

عبارت کا مطلب خیز ترجمہ کریں، یہ رجل رشید کون ہیں؟ ان کا واقعہ قلم بند کریں۔ فرعون کی غرقابی کا واقعہ قلم بند کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) رجل رشید کی مراد اور ان کا واقعہ (۳) فرعون کی غرقابی کا واقعہ۔

جواب ...... ❶ <u>عبارت کا ترجمہ:</u>۔ اور نیک و ایماندار آدمی نے کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں نعمت عطاء کی اور لیکن تم میں نے اسکی عظمت نہ پہچانی اور نہ تم نے اسکی قدر کی جیسا کہ اسکی قدر کرنے کا حق تھا حتیٰ کہ جب وہ نعمت چلی گئی تو پھر تم نے اُس پر افسوس کیا۔

❷ <u>رجل رشید کی مراد اور ان کا واقعہ:</u>۔ بعض روایات کے مطابق یہ فرعون کا چچازاد بھائی تھا اور اس کا نام شمعان تھا۔ جب فرعون نے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق قتل کا فیصلہ کیا تو شمعان جس نے اپنا ایمان چھپایا ہوا تھا اس نے بنی اسرائیل سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم موسیٰ کو کیوں تکلیف پہنچاتے ہو؟ اور کیوں اس کے درپے ہو؟ جب تم اس پر ایمان نہیں لاتے تو تم اس کو اسکے حال پر چھوڑ دو اگر وہ جھوٹا ہوا تو اسکے جھوٹ کا وبال اسی پر آئے گا اور اگر وہ سچا ہوا اور تم نے اسکی تکذیب کر دی اور اس کو تکلیف پہنچائی تو تمہاری بربادی ہے اور اسکے وعدہ کئے ہوئے عذاب میں سے تمہیں کچھ بھی عذاب پہنچ سکتا ہے اس لئے اے بنی اسرائیل تم اپنی بادشاہی و حکومت پر غرور نہ کرو، اپنی طاقت و لشکر پر ناز نہ کرو، آج تو تمہاری بادشاہی ہے مگر عذاب آنے کی صورت میں کون تمہاری مدد کرے گا؟ اے میری قوم! مجھے خوف ہے کہ کہیں تم پر بھی سابقہ قوموں کی طرح عذاب نازل نہ ہو جائے اے میری قوم! تمہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت میں ایک عظیم نعمت عطا کی تھی، تم نے اس کی قدر نہ کی اور بعد میں تم پشیمان ہوئے، اسی طرح تم موسیٰ کی مدد کرو ورنہ اس کے بعد بھی تمہیں افسوس و شرمندگی ہوگی۔ جب اس آدمی کی وعظ و نصیحت پر بنی اسرائیل نے عمل نہ کیا تو آخر میں اس نے کہا کہ میں تمہیں کامیابی کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے دوزخ اور شرک کی طرف بلاتے ہو آج تو تم میری بات نہیں مان رہے مگر بعد میں تم میری باتوں کو یاد کرو گے اور میں اپنا معاملہ اپنے پروردگار کے سپرد کرتا ہوں وہی ہم سب کا نگران ہے۔

❸ <u>فرعون کی غرقابی کا واقعہ:</u> جب مصر کی سرزمین بنی اسرائیل پر تنگ ہوگئی اور فرعون کے مظالم حد سے بڑھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو لیکر رات کے وقت بیت المقدس کی طرف نکل جائیں چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں پر بارہ امیر مقرر کئے اور چلتے رہے۔ ادھر بنی اسرائیل بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے اور اُدھر فرعونی لشکر پیچھے سے روانہ ہوگیا۔ رات کی تاریکی میں موسیٰ علیہ السلام راستہ بھول گئے، شمال کی طرف چلنے کی بجائے مشرق کی طرف چلتے ہوئے بحر احمر پر پہنچ گئے، صبح کے وقت پیچھے دیکھا تو فرعونی لشکر بھی پیچھے پہنچ چکا تھا۔ بنی اسرائیل نے کہا کہ اے موسیٰ! تو نے ہمیں ہلاک کر دیا، اب ہم نہ آگے جانے کے اور نہ پیچھے لوٹنے کے، اب موت کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے، موسیٰ علیہ السلام نے کہا میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے راستہ دکھائے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے حکم خداوندی سے سمندر میں عصا مارا تو دریا پھٹ گیا، پانی پہاڑ کی طرح ٹھہر گیا اور بارہ قبیلوں کے لئے بارہ راستے بن گئے، بنی اسرائیل دریا عبور کر کے خشکی پر پہنچ گئے، فرعون نے بھی اپنے لشکر کو دریا میں داخل ہونے کا حکم دیا، جب فرعونی لشکر دریا کے درمیان پہنچا تو پانی حرکت میں آگیا اور ان سب کو غرق کر دیا، اس موقع پر فرعون نے کہا کہ میں موسیٰ و ہارون کے رب پر ایمان لاتا ہوں مگر اب بہت دیر ہو چکی تھی۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۹ھ

الشق الاول ...... فبعث الله اليهم رسوله يدعوهم وينذرهم ويقول لهم (يقوم اعبدوا الله مالكم من اله غيره ولا تنقصوا المكيال والميزان انى اركم بخير......) عبارت کا ترجمہ کریں، اس عبارت میں کس قوم اور کس نبی کا تذکرہ ہو رہا ہے؟ تفصیل قلم بند کریں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مذکورہ قوم اور نبی کی نشاندہی (۳) حضرت داؤد علیہ السلام کے حالات۔

جواب ...... ❶ <u>عبارت کا ترجمہ:</u> پھر بھیجا اللہ تعالیٰ نے اُن کی طرف اپنا رسول جو انہیں دعوت دیتا تھا اور برے انجام سے ڈراتا تھا اور اُن سے کہتا تھا کہ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو کہ تمہارا اُس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور ناپ تول میں کمی نہ کرو، بے شک میں تمہیں فراغت کی حالت میں دیکھتا ہوں۔

❷ <u>مذکورہ قوم اور نبی کی نشاندہی:</u> اس عبارت میں قوم مدین اور اُن کی طرف بھیجے گئے پیغمبر حضرت شعیب علیہ السلام کا تذکرہ ہو رہا ہے جن کی تفصیل شق اوّل سوال ثانی ۱۴۲۸ھ میں گزر چکی ہے۔

❸ حضرت داؤد علیہ السلام کے حالات:۔ کمامرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۳۸ھ۔

الشق الثانی ...... فقد سخر الله له الرياح تجري بأمره تحمله من مكان الى مكان فيصل اليه في اقرب وقت واسرع زمان وسخرله الأقوياء والحاذقين من الجن.

عبارت کا ترجمہ کریں اس عبارت میں کس نبی کا ذکر ہے جن کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مختصراً لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مذکورہ نبی کی نشاندہی وحالات (۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات۔

جواب ...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ پس تحقیق تابع کر دیا اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے ہواؤں کو جو اُن کے حکم سے چلتی تھیں اور انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف اٹھا کرلے جاتی تھیں اور وہ اُس جگہ انتہائی کم وقت اور جلد زمانہ میں پہنچ جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے طاقتور و تجربہ کار جنات بھی تابع کر دیئے تھے۔

❷ مذکورہ نبی کی نشاندہی وحالات:۔ اس عبارت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ ہے جن کے احوال ۱۴۳۸ھ میں گزر چکے ہیں۔

❸ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات:۔ یہود اپنے زمانے کے مروجہ علوم کے سامنے جھک گئے تھے، وہ صرف مادی چیزوں کو تسلیم کرتے تھے بغیر سبب اور علت کے کسی چیز کو تسلیم نہ کرتے تھے۔ وہ طاقت کے وقت سخت اور عاجزی کے وقت نرم ہو جاتے، اُن میں ذلت اور غلامی رچ بس گئی تھی کیونکہ ایک طویل عرصہ تک وہ شام اور فلسطین میں رومی حکومت کے ماتحت رہ چکے تھے، اُن میں منافقت، حیلے بہانے، مکر و فریب اور خفیہ تحریکوں وسازشوں کے جذبات پائے جاتے تھے اور ان میں انبیاء علیہم السلام کو گھٹیا و ذلیل سمجھنے اور اُن پر جری ہونے کی عادت رچ بس گئی تھی حتی کہ وہ قتل دسودی معاملات کو درست اور دینی تعلیمات کو فضول اور بیکار سمجھتے تھے۔ اور بنی اسرائیل ایسی امت تھی جو عقیدۂ توحید کی وجہ سے اپنے وقت کی تمام امتوں میں ممتاز تھی۔ مگر یہ لوگ صحیح دین، صاف حق اور حالت کی اصلاح کی طرف بلانے والے شخص کے دشمن بن جاتے اور یہ لوگ بہتان تراشی، من گھڑت جھوٹ، سچ کو چھپانے اور جھوٹی گواہی دینے میں بڑے جری تھے۔ اُن کے عقائد بالکل خراب ہو چکے تھے۔ مصر میں بچھڑے کی پوجا اور حضرت عزیر علیہ السلام کی تقدیم و تقدیس کی وجہ سے وہ حدودِ انسانی کو بھی کراس کر چکے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسباب سے ہٹ کر اُن کی والدہ کے بطن سے پیدا فرمایا اور پھر انہیں نبوت اور وحی سے سرفراز فرمایا اور انجیل جیسی آسمانی کتاب انہیں عطاء فرمائی۔ اندھے اور کوڑھی کو آپ ہاتھ پھیر کر ٹھیک کر دیتے، اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کر دیتے، لوگوں کے لئے مٹی سے شکلیں بنا کر اُن میں پھونکتے تو وہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو جاتے۔ وہ یہودیوں کو اللہ کی طرف بلاتے، انسانوں کے ساتھ رحم و مہربانی، اُن کے احترام اور فقیروں سے ہمدردی کی دعوت دیتے۔ یہ تمام باتیں یہود سے برداشت نہ ہوئیں اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ اُن کے امیر اور طاقتور لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چھوڑ دیا، جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن سے مایوس ہو گئے تو انہیں معجزات دکھائے تا کہ وہ ایمان لے آئیں مگر عام لوگ اور فقراء آپ پر ایمان لائے اور بقیہ سب نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا پھر رفتہ رفتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حالات تنگ ہوتے گئے چنانچہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے رومی حاکم سے درخواست دی کہ یہ ہمارے دین سے نکل گیا ہے، اس نے ہمارے جوانوں کو قابو کر لیا ہے اور ہمارے عقلمندوں کو بیوقوف بنا دیا ہے، یہ کسی نظام و قانون کی پابندی نہیں کرتا، اُن کا مقصد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو راستے سے ہٹانا تھا چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پھانسی کا فیصلہ دیا گیا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں کی طرف اٹھا لیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ پر کسی دوسرے شخص کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں اور وہ قرب قیامت میں زمین پر نزول فرمائیں گے اور آپ ﷺ کی شریعت کے مطابق زندگی گزاریں گے۔

﴿الورقة الرابعة: في التاريخ والأدب العربي﴾

﴿السؤال الأوّل﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الأول ...... اردو میں ترجمہ کریں اوران جملوں میں حروفِ عاملہ کی نشان دہی کریں:

(۱)يريد الطفل أن ينام (۲)ذهب قاسم الى قريته كي يزور أمّه (۳)والله يريد أن يتوب عليكم. (٤)كان الله على كل شيئٍ حسيبا (٥)لكن هذا أصغر من ذلك.

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① اردو میں ترجمہ ② حروفِ عاملہ کی نشان دہی۔

جواب ...... ① اردو میں ترجمہ:۔ (۱) بچہ ارادہ کررہا ہے کہ سو جائے (۲) قاسم اپنی بستی کی طرف گیا تا کہ اپنی والدہ کی زیارت کرے (۳) اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم اُسکی طرف رجوع (توبہ) کرو (۴) اللہ ہر چیز کا حساب کرنے والا ہے (۵) لیکن یہ اس سے چھوٹا ہے۔

② حروفِ عاملہ کی نشان دہی:۔ ① أنْ حرفِ ناصب مصدریہ ہے ② إلى حرفِ جار ہے، كَيْ حرفِ ناصب ہے ③ أنْ حرفِ ناصب مصدریہ ہے ④ عَلٰى حرفِ جار ہے ⑤ مِنْ حرفِ جار ہے۔

الشق الثاني ......اردو میں ترجمہ کریں۔ پھر انہی جملوں کو اسامہ کی بجائے عائشہ کی لحاظ سے لکھیں:

ركب اسامة القطار ليذهب الى لاهور واراد أن يزور اقاربه ورجع من لاهور بعد أسبوعين لكن اصبح مريضاً فما استطاع أن يحضر في الدروس.

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① اردو میں ترجمہ ② مؤنث جملوں میں تبدیلی۔

جواب ...... ① اردو میں ترجمہ:۔ اسامہ لاہور جانے کیلئے ریل میں سوار ہوا اور اس نے رشتہ داروا قارب کی ملاقات کا ارادہ کیا اور وہ لاہور سے دو ہفتوں کے بعد واپس آیا مگر وہ بیمار ہو گیا تھا اور اس میں اسباق میں حاضر ہونے کی طاقت نہ تھی۔

② مؤنث جملوں میں تبدیلی:۔ ركبت عائشة القطار لتذهب الى لاهور و ارادت ان تزور اقاربها و رجعت من لاهور بعد اسبوعين لكن اصبحت مريضة فما استطاعت ان تحضر في الدروس.

﴿السؤال الثاني﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الأول ...... وبعث الله عليهم آية أخرى أرسل عليهم الامطار ففاض النيل وأمطرت السماء وامطرت وامطرت حتى غرقت الزروع و الحقول و تلفت الحبوب والثمار و عاد المطر عليهم وبالاً وبينما هم يشكون قلة الماء اذا هم يشكون كثرة المياه. عبارت کا ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ کلمات کے صیغے بتائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① عبارت کا ترجمہ ② خط کشیدہ کلمات کے صیغے۔

جواب ...... ① عبارت کا ترجمہ:۔ کما مرّ في الشق الاول من السوال الثاني ۱۴۳۴ھ۔

② خط کشیدہ کلمات کے صیغے:۔ أَمْطَرَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل ماضی معلوم از باب افعال بمعنی برسنا۔

غَرِقَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل ماضی معلوم از باب سمع بمعنی غرق ہونا۔

تَلِفَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل ماضی معلوم از باب سمع بمعنی ضائع و برباد ہونا۔

يَشْكُوْنَ: صیغہ جمع مذکر غائب بحث فعل مضارع معلوم از باب نصر بمعنی شکایت کرنا۔

الشق الثاني ......ولما يئس عيسى منهم وشاهد فيهم العناد والكفر ورأى انهم قد جحدوا بما جاء به من

أيـات بينات ومعجزات بلعرات، استيقنتها أنفسهم واستصغروه؛ لأنه لم يكن صاحبَ حول و طول، اقبل على علة الناس وفقرائهم وقدلانت قلوبهم وصفت نفوسهم لانهم يأكلون بكدّ يمينهم وعرق جبينهم.

عبارت کا ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ کلمات کے معانی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① عبارت کا ترجمہ ② خط کشیدہ کلمات کے معانی۔

جواب ...... ① عبارت کا ترجمہ:۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان سے مایوس ہوگئے اور ان میں ضد اور کفر وانکار کا مشاہدہ کرلیا اور جان لیا کہ وہ جو صاف وکھلی نشانیاں اور معجزات لیکر آئے ہیں اس کا انہوں نے انکار کردیا ہے جن کا انہیں یقین کر لینا چاہئے اور وہ انہیں چھوٹا سمجھتے ہیں اسلئے کہ وہ نہ طاقتور ہیں اور نہ قوی ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام عام لوگ اور فقیروں کی طرف متوجہ ہوئے تحقیق ان کے دل نرم ہو چکے تھے اور ان کے نفس صاف و پاکیزہ ہو گئے تھے اسلئے کہ وہ اپنے دائیں ہاتھ کی محنت اور اپنے خون پسینہ کی کمائی سے کھاتے تھے۔

② خط کشیدہ کلمات کے معانی:۔ يَئِسَ: مایوس و نا امید ہونا۔ جَحَدُوْا: انکار کرنا و جھٹلانا۔ عرق: پسینہ۔

اِسْتَصْغَرُوْ: دوسرے کو حقیر و چھوٹا سمجھنا۔ طَوْلٌ: قدرت و قوت۔ جَبِيْنٌ: پیشانی۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱٤٤٠ھ

الشق الاول ...... " مدرسه " پر ایک مضمون عربی میں لکھیں جو دس سطر (لائنوں) سے کم نہ ہو۔

جواب ...... عربی مضمون:۔ ---المدرسة---

هذه مدرستى، اسمها جامعة تعليم النساء خيرالمدارس العربية.

هـذه واقـعة عـلـى شـارع اورنـكـزيـب ببلدة ملتان فيها عشرون معلمةً، يعلمن الطالبات بالجهد والشـفـقـة و يـربـيـن الـطـالـبـات. ويـعلم فى مدرستى القرآن الكريم والتفسير والحديث والفقه واللغة العربية والفارسية والانجليزية والعلوم المفيدة والفنون المروجة و غيرها. وهى اوّل جامعة البـنـات بـپـاكـستـان التى اسمها العالم الشهير فضيلة الشيخ خير محمد الجالندهرى نور الله مرقده. والآن مدير الجامعة ابن ابنه فضيلة الشيخ القارى محمد حنيف الجالندهرى دامت بركاتهم.

الشق الثانی ...... بیماری کی وجہ سے ایک ہفتہ رخصت کی درخواست عربی میں تحریر کریں۔

جواب ...... بیماری کی وجہ سے ایک ہفتہ رخصت کی درخواست:۔

بسم الله الرحمن الرحيم.

السيد مدير الجامعة بتعليم النساء جامعة خيرالمدارس حفظه الله تعالىٰ.

السلام عليكم ورحمة الله و بركاته

بعدالسلام، لقداصابنى مرض شديد وفى جسدى الم شديد ولا استطيع مع المرض الحضور الى المدرسة. فالرجاء التكرم باعطائى اجازة اسبوع للصحة وسوف اطالع الدروس التى تفوتنى ايام مرضى وتقبلوا منى غاية شكرى وارجوالدعاء عنكم للصحة و العافية. والسلام

مقدمته: سميه حامد

الطالبة بالصف الثانى

الورقة الخامسة
تاریخ وادب
طریقۂ عصریہ (ج-۲)
قصص النبیین (ج-۳-۴)

﴿الورقة الخامسة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۲۹ھ

الشق الاول ...... ہفت اقسام میں سے ہرایک کی تعریف واقسام مثالوں کے ساتھ تحریر کریں۔ (ص۳: امدادیہ)

جواب ...... ہفت اقسام کی تعریف واقسام مع امثلہ:۔ عربی اسماء وافعال کی چار قسمیں ہیں، صحیح، مہموز، معتل، مضاعف۔

صحیح: وہ کلمہ جسکے حروف اصلی کے مقابلہ میں ہمزہ، حرف علت اوردوحرف ایک جنس کے نہ ہوں جیسے ضَرَبَ، تَخرَّجَ۔

مہموز: وہ کلمہ جس کے حروف اصلی کے مقابلہ میں ہمزہ ہو، پھراس کی تین قسمیں ہیں:

① اگر فاء کے مقابلہ میں ہمزہ ہوتو مہموز الفاء ہے جیسے أَكَلَ۔

② اگر عین کے مقابلہ میں ہمزہ ہوتو مہموز العین ہے جیسے سَأَلَ۔

③ اگر لام کے مقابلہ میں ہمزہ ہوتو مہموز اللام ہے جیسے قَرَءَ۔

معتل: وہ کلمہ جس کے حرف اصلی کے مقابلے میں کوئی حرف علت ہو، اگر ایک حرف علت ہوتو اس کی تین قسمیں ہیں۔

مثال: وہ کلمہ ہے جسکے فاء کلمہ کے مقابلہ میں حرف علت ہو اگر حرف علت واؤ ہوتو مثال واوی اور اگر یاء ہوتو مثال یائی ہے جیسے وَعَدَ، یَسَرَ۔

اجوف: وہ کلمہ ہے جس کے عین کلمہ کے مقابلہ میں حرف علت ہو اگر حرف علت واؤ ہوتو اجوف واوی اور اگر یاء ہوتو اجوف یائی ہے جیسے قَالَ، بَاعَ۔

ناقص: وہ کلمہ ہے جسکے لام کلمہ کے مقابلہ میں حرف علت ہو اگر حرف علت واؤ ہوتو ناقص واوی اور اگر یاء ہوتو ناقص یائی ہے جیسے دَعَا، رمی۔

لفیف: اگر معتل کے حروف اصلی کے مقابلہ میں دوحرف علت ہوں تو اس کو لفیف کہتے ہیں۔ اگر دونوں حرف علت متصل ہوں تو اسکو لفیف مقرون کہتے ہیں جیسے طَوِیَ۔ اور اگر دونوں حرف علت الگ الگ ہوں تو اس کو لفیف مفروق کہتے ہیں جیسے وَقَی۔

مضاعف: وہ کلمہ ہے، جس کے حروف اصلی کے مقابلہ میں دوحرف ایک جنس کے ہوں، پھر اسکی دوقسمیں ہیں ① مضاعف ثلاثی: جس کا عین ولام کلمہ ایک جنس کے ہوں جیسے مَدَّ، سَبَّ ② مضاعف رباعی: جس کا فاکلمہ اور پہلا لام، عین کلمہ اور دوسرا لام ایک جنس کے ہوں جیسے مَضْمَضَ، زَلْزَلَ۔

الشق الثانی ...... یُؤسٌ، یَسَلُ، عِدَةٌ، بِعْنَ، رَضِیَ کی اصل بتاکر تعلیل ذکر کریں۔ (ص۵،۶،۳۱،۳۶: امدادیہ)

جواب ...... مذکورہ صیغوں کی اصل وتعلیل:۔

یُؤسٌ: اصل میں یُؤْسٌ تھا، ہمزہ منفردہ ساکنہ کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدلا تو یُوْسٌ ہوگیا۔

یَسَلُ: اصل میں یَسْئَلُ تھا، ہمزہ متحرک ماقبل ساکن تھا تو ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دے کر ہمزہ کو گرادیا یَسَلُ ہوگیا۔

عِدَةٌ: اصل میں وِعْدٌ تھا مضارع کی مناسبت سے مصدر کے شروع سے بھی واؤ گرادیا اور اس کے بدلہ میں آخر میں تاء کا اضافہ کردیا عِدَةٌ ہوگیا۔ رَضِیَ: رَضِیَ، اصل میں رَضِوَ تھا واؤ طرف میں کسرہ کے بعد واقع ہوئی یاء سے بدل دیا رَضِیَ ہوگیا۔

بِعْنَ: اصل میں بَیَعْنَ تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا تو بَاعْنَ ہوگیا اب دوساکن جمع ہوگئے الف اور عین، لہٰذا پہلے ساکن الف کو گرادیا تو بَعْنَ ہوگیا پھر باء کے فتحہ کو کسرہ سے بدل دیا تاکہ معلوم ہو کہ جو حرف گرا ہے وہ یاء تھا تو بِعْنَ ہوگیا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۹ھ

الشق الاول ...... الخوف مصدر سے ماضی ومضارع معروف کی گردان تحریر کریں، نیز خِفْنَ اور مَخُوْفٌ کون سے صیغے ہیں، ان میں جو تعلیل ہوئی ہے اسے تحریر کریں۔ (ص۲۳،۲۷،۲۸: امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال کا حل دوامر ہیں (۱) الخوف سے ماضی ومضارع معروف کی گردان (۲) صیغوں کی وضاحت وتعلیل۔

جواب ...... ❶ **الخوف سے ماضی ومضارع معروف کی گردان:۔** ماضی معروف: خَافَ خَافَا خَافُوْا خَافَتْ خَافَتَا خِفْنَ خِفْتَ خِفْتُمَا خِفْتُمْ خِفْتِ خِفْتُمَا خِفْتُنَّ خِفْتُ خِفْنَا۔

مضارع معروف: یَخَافُ یَخَافَانِ یَخَافُوْنَ تَخَافُ تَخَافَانِ یَخَفْنَ تَخَافُ تَخَافَانِ تَخَافُوْنَ تَخَافِیْنَ تَخَافَانِ تَخَفْنَ اَخَافُ نَخَافُ۔

❷ **مذکورہ صیغوں کی وضاحت وتعلیل:۔** **خِیْفَ:** صیغہ واحد مذکر غائب ماضی مجہول از باب سمع، یہ اصل میں خُوِفَ تھا واؤ پر کسرہ دشوار تھا ماقبل کی حرکت دور کر کے واؤ کا کسرہ اس کو دیدیا، خِوْفَ ہوگیا پھر واؤ ساکن کا ماقبل مکسور تھا واؤ کو یاء سے بدلا خِیْفَ ہوگیا۔

مَخُوْفٌ: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول از باب سمع، یہ اصل میں مَخْوُوْفٌ تھا، واؤ متحرک کا ماقبل ساکن تھا واؤ کا ضمہ نقل کر کے خاء کو دیا دو واؤ ساکن جمع ہوئے ایک کو گرا دیا مَخُوْفٌ ہوگیا۔

الشق الثانی ...... فعل معلوم و مجہول، منفی و مثبت اور اسم کی تین قسمیں مصدر، مشتق، جامد ہر ایک کی تعریف مع مثال لکھیں۔ نیز اسم جامد کی حروف کی تعداد کے اعتبار سے کتنی اقسام ہیں؟ ان کی امثلہ تفصیل سے قلمبند کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں تین امور حل طلب ہیں (۱) فعل کی مذکورہ چار اقسام کی تعریف مع امثلہ (۲) اسم کی مذکورہ تین اقسام کی تعریف مع امثلہ (۳) اسم جامد کی اقسام باعتبار تعداد حروف مع امثلہ۔

جواب ...... ❶ **فعل کی مذکورہ چار اقسام کی تعریف مع امثلہ:۔** **فعل معلوم:** وہ فعل جس کا کرنے والا معلوم ہو جیسے ضرب زیدٌ زید نے مارا اکل بکرٌ بکر نے کھایا ان میں فعل کا فاعل معلوم ہے۔

فعل مجهول: وہ فعل جس کا فاعل معلوم نہ ہو جیسے ضُرِبَ زیدٌ زید مارا گیا اس میں فعل کا فاعل معلوم نہیں ہے۔

فعل مثبت: وہ فعل جس میں کسی کام کے ہونے کا ذکر ہو جیسے ضرب زیدٌ زید نے مارا نصر خالدٌ خالد نے مدد کی، ان میں کام کے ہونے کا ذکر ہے۔ **فعل منفی:** وہ فعل جس میں کسی کام کے نہ ہونے کا ذکر ہو جیسے ماضرب زیدٌ زید نے نہیں مارا لم یاکل اس نے نہیں کھایا، ان میں کسی کام کے نہ ہونے کا ذکر ہے۔

❷ **اسم کی مذکورہ تین اقسام کی تعریف مع امثلہ:۔** **جامد:** وہ اسم ہے جو نہ مصدر ہو اور نہ مشتق ہو یعنی نہ وہ خود کسی اسم سے بنا ہو اور نہ اس سے کوئی دوسرا اسم بنا ہو جیسے رجلٌ جعفر۔ **مشتق:** وہ اسم جو مصدر یا فعل سے نکلا ہو جیسے ضارب مخرج۔

مصدر: وہ اسم ہے جو کسی کام کے ہونے یا کرنے پر دلالت کرے اور اس کے فارسی ترجمہ کے آخر میں لفظ دن یا تن ہو۔ بالفاظ دیگر وہ خود تو کسی اسم سے نہ بنا ہو مگر اس سے دوسرے اسماء بنتے ہوں جیسے الضرب زدن، القتل کشتن۔

❸ **اسم جامد کی اقسام باعتبار تعداد حروف مع امثلہ:۔** اسم جامد کی حروف کی تعداد کے اعتبار سے چھ قسمیں ہیں ① ثلاثی مجرد جیسے فَرَسٌ، رَجُلٌ وغیرہ ② ثلاثی مزید فیہ جیسے حِمَارٌ ③ رباعی مجرد جیسے جَعْفَرٌ، دِرْهَمٌ ④ رباعی مزید فیہ جیسے قِرْطَاسٌ، عَنْكَبُوْتٌ ⑤ خماسی مجرد جیسے سَفَرْجَلٌ، قُذَعْمِلٌ ⑥ خماسی مزید فیہ جیسے قَبَعْثَرٰی، عَضْرَفُوْطٌ۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۹ھ

الشق الاوّل ......والی لانتهاء الغاية و قد يكون مابعدها داخلا فی ماقبلها نحو قوله تعالى فاغسلوا وجوهكم وايديكم الى المرافق، وقد لايكون مابعدها داخلا فی ماقبلها نحو قوله تعالى ثم اتموا الصيام الى الليل۔

عبارت کا سلیس ترجمہ کر کے مطلب واضح کریں، عبارت مذکورہ میں صرف مثالوں کی ترکیب کریں۔ (ص۸۔رحمانیہ)

﴿خلاصہ سوال﴾...... اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت کا مطلب (۳) امثلہ کی ترکیب۔

جواب...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ اور الٰی غایت کی انتہا کیلئے آتا ہے اور کبھی داخل ہوتا ہے اس کا مابعد اسکے ماقبل میں جیسے فاغسلوا وجوهكم وايديكم الى المرافق اور کبھی داخل نہیں ہوتا اس کا مابعد اسکے ماقبل میں جیسے ثم اتموا الصيام الى الليل۔

❷ عبارت کا مطلب:۔ اس عبارت میں حروف جارہ میں سے الٰی کا مقصد بیان کر رہے ہیں کہ الٰی غایت کی انتہاء کو بیان کرنے کے لئے آتا ہے اور کبھی تو اس کا مابعد اسکے ماقبل میں داخل ہوتا ہے جیسے فاغسلوا وجوهكم الخ اس مثال میں الٰی کا مابعد مرافق (کہنیاں) ماقبل والے حکم (دھونے) میں داخل ہیں اور کبھی الٰی کا مابعد اس کے ماقبل میں داخل نہیں ہوتا جیسے اتموا الصيام الى الليل اس مثال میں الٰی کا مدخول ماقبل والے حکم میں داخل نہیں ہے۔

❸ امثلہ کی ترکیب:۔ "نحو قوله تعالٰی" نحو مضاف قول مضاف "ہ" ضمیر موصوف تعالٰی جملہ فعلیہ ہو کر صفت، موصوف صفت ملکر مضاف الیہ، مضاف و مضاف الیہ ملکر قول کا مضاف الیہ، مضاف و مضاف الیہ ملکر خبر ہے مبتداء محذوف نحوہ کی، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ فا جزائیہ اغسلوا فعل و فاعل وجوهكم مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ ايديكم مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ الى المرافق جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے، فعل امر اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا ہے شرط (مذکور فی القرآن) اذا قمتم الى الصلوٰة کی، شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر مقولہ ہوا قول کا' قول مقولہ مل کر مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کا مضاف مضاف الیہ مل کر خبر ہے مبتدا محذوف نحوہ کی، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"نحو قوله تعالٰی" کمامرّ سابقا۔ ثم عاطفہ اتموا فعل و فاعل الصيام مفعول بہ الى الليل جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل مفعول بہ و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر مقولہ ہوا قول کا، قول مقولہ مل کر مضاف الیہ ہے نحو مضاف کا، مضاف مضاف الیہ مل کر نحو مبتدا کی خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی...... وهذه الحروف الخمسة تنصب الاسم اذاكان مضافا الىٰ اسم آخر نحو يا عبدالله وايا غلام زيد وهيا شريف القوم واى افضل القوم و اعبدالله، و ترفع الاسم ان لم يكن ذلك الاسم مضافا مثل يا زيد و يارجل ۔ (ص۱۳۔رحمانیہ)

عبارت مذکورہ کا ترجمہ کریں اور مطلب بیان کریں، خط کشیدہ عبارت کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾...... اس سوال میں تین امور قابل توجہ ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت کا مطلب (۳) عبارت مخطوطہ کی ترکیب

جواب...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ اور یہ پانچ حروف نصب دیتے ہیں اسم کو جب کہ وہ اسم مضاف ہوں دوسرے اسم کی طرف جیسے یا عبدالله و ايا غلام زيد وهيا شريف القوم و اى افضل القوم و اعبدالله اور رفع دیتے ہیں اسم کو اگر نہ ہو وہ اسم مضاف جیسے "يا زيديا رجل"۔

❷ عبارت کا مطلب:۔ اس عبارت میں حروف ناصبہ للاسم کے متعلق تفصیل بیان کی گئی ہے۔

جو حروف اسم کو نصب دیتے ہیں ان کی تعداد سات بیان کی جاتی ہے ① واؤ بمعنی مع جیسے استوى الماء والخشبة برابر ہو گیا پانی لکڑی کے ② الا جو کہ استثناء کیلئے مستعمل ہے جیسے جاء نی القوم الا زيدا آئی میرے پاس قوم مگر زید نہیں آیا ③ یا

جو کہ نداءِ قریب و بعید کیلئے مستعمل ہے جیسے یا عبداللہ ④و⑤ ایا، ھیا جو کہ نداءِ بعید کیلئے مستعمل ہیں جیسے ایا غلام زید، ھیا شریف القوم ⑥و⑦ أیْ والھمزۃ المفتوحۃ جو کہ نداءِ قریب کیلئے مستعمل ہیں جیسے أیْ افضل القوم، اعبداللہ آخر والے پانچ حروف جو کہ نداء کے لئے مستعمل ہیں یہ اپنے مابعد والے اسم کو اس وقت نصب دیتے ہیں جبکہ وہ اپنے مابعد کی طرف مضاف ہو جیسا کہ امثلہ سے ظاہر ہے اور اگر ان کا مدخول اپنے مابعد کی طرف مضاف نہ ہو تو پھر یہ اپنے مدخول کو رفع دیتے ہیں جیسے یا زید، یا رجل، ایا غلام، ھیا شریف، ای افضل، أزید۔

④ عبارت مخطوطہ کی ترکیب:۔ واؤ استینافیہ ھذہ اسم اشارہ الحروف الخمسۃ موصوف صفت مل کر مشار الیہ، اشارہ مشار الیہ مل کر مبتداء تنصب فعل وفاعل الاسم مفعول بہ فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا مقدم اذا شرطیہ کان فعل ناقص ھو ضمیر مستتر اس کا اسم مضافا اسم مفعول ھو ضمیر مستتر نائب فاعل الی حرف جار اسم آخر موصوف صفت مل کر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوا اسم مفعول کے، اسم مفعول اپنے نائب فاعل و متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی کان کی کان اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر شرط مؤخر، شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

واؤ عاطفہ ترفع فعل وفاعل الاسم مفعول بہ فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزاء مقدم ان شرطیہ لم یکن فعل ناقص ذلك الاسم اشارہ مشار الیہ مل کر لم یکن کا اسم مضافا خبر، لم یکن فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر شرط، شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ ہو کر معطوف ہوا تنصب پر الخ۔

﴿الورقة الخامسة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۳۰ھ

الشق الاول ..... دَاعٍ، یُقَالُ، خِفْنَ، خَفْنَ، وَقَتْ۔ (ص ۱۶، ۳۶، ۲۷، ۲۸، ۵۱: امدادیہ)

کلمات مذکورہ کون کون سے صیغے ہیں، ہر صیغہ کی اصل بتائیں اور تعلیل بیان کریں۔

جواب ..... مذکورہ صیغوں کی وضاحت، اصل و تعلیل:۔ دَاعٍ: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از باب نصر، یہ اصل میں دَاعِوٌ تھا واؤ اسم فاعل کے آخر میں واقع ہوئی اس کا ماقبل مکسور تھا تو واؤ کو یاء کر دیا دَاعِیٌ ہو گیا پھر یاء پر ضمہ ثقیل تھا اس کو گرا دیا تو دو ساکن جمع ہو گئے یاء کو گرا دیا دَاعٍ ہو گیا۔ یُقَالُ: صیغہ واحد مذکر غائب مضارع مجہول از باب نصر، یہ اصل میں یُقْوَلُ تھا واؤ متحرک ماقبل ساکن تھا واؤ کا فتحہ ماقبل کو دیا پھر یاء کو ماقبل کے فتحہ کی وجہ سے حرف علت الف سے بدلا یُقَالُ ہو گیا۔

خِفْنَ: صیغہ جمع مؤنث غائب ماضی مجہول از باب سمع، یہ اصل میں خُوِفْنَ تھا، واؤ پر کسرہ دشوار تھا ماقبل کی حرکت دور کر کے واؤ کا کسرہ اس کو دیا تو دو ساکن جمع ہو گئے واؤ کو گرا دیا خِفْنَ ہو گیا۔ خَفْنَ: صیغہ جمع مؤنث امر حاضر معروف از باب سمع، یہ اصل میں اِخْوَفْنَ تھا واؤ متحرک کا ماقبل ساکن تھا تو واؤ کا فتحہ ماقبل کو دیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے واؤ حذف ہو گیا اِخَفْنَ ہو گیا، اور فاء کلمہ کے متحرک ہونے کی وجہ سے ہمزہ وصلی کی بھی ضرورت نہ رہی اس کو بھی گرا دیا خَفْنَ ہو گیا۔

وَقَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب ماضی معروف از باب ضرب یہ اصل میں وَقَیَتْ تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح تھا واؤ کو الف سے بدلا اور الف کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا وَقَتْ ہو گیا۔

الشق الثانی ..... الدعاء والدعوۃ مصدر سے صرف صغیر لکھیں، نیز اس باب سے امر حاضر معروف کی گردان لکھ کر صیغہ واحد مذکر حاضر کی تعلیل بھی لکھیں۔ (ص ۳۶، ۳۲: امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور قابلِ توجہ ہیں (۱) الدعاء والدعوۃ سے صرفِ صغیر (۲) الدعاء والدعوۃ سے امرِ حاضر کی گردان (۳) اُدْعُ کی تعلیل۔

جواب ...... ❶ الدعاء والدعوۃ سے صرفِ صغیر:۔ اَلدُّعَاءُ وَالدَّعْوَةُ (نصر، ناقص واوی) بمعنی بلانا۔

دَعَا يَدْعُوْ دُعَاءً وَّدَعْوَةً فَهُوَ دَاعٍ وَدُعِيَ يُدْعٰى دُعَاءً وَّدَعْوَةً فَذَاكَ مَدْعُوٌّ. مَادَعَا مَادُعِيَ، لَمْ يَدْعُ لَمْ يُدْعَ، لَايَدْعُوْ لَايُدْعٰى، لَنْ يَّدْعُوَ لَنْ يُّدْعٰى، لَيَدْعُوَنَّ لَيَدْعُوَنْ، لَيَدْعُوَنَّ لَيُدْعَيَنَّ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اُدْعُ لِتَدْعُ، لِيَدْعُ لِيُدْعَ، اُدْعُوَنَّ لِتُدْعَيَنَّ، لِيَدْعُوَنَّ لِيُدْعَيَنَّ، اُدْعُوَنْ لِتُدْعَيَنْ، لِيَدْعُوَنْ لِيُدْعَيَنْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَاتَدْعُ لَاتُدْعَ، لَايَدْعُ لَايُدْعَ، لَاتَدْعُوَنَّ لَاتُدْعَيَنَّ، لَايَدْعُوَنَّ لَايُدْعَيَنَّ، لَاتَدْعُوَنْ لَاتُدْعَيَنْ، لَايَدْعُوَنْ لَايُدْعَيَنْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَدْعًى مَدْعَيَانِ مَدَاعٍ وَّمُدَيْعٍ وَالْاٰلَةُ مِنْهُ مِدْعًى مِدْعَيَانِ مَدَاعٍ وَّمُدَيْعٍ مِدْعَاةٌ مِدْعَاتَانِ مَدَاعٍ وَّمُدَيْعِيَةٌ مِدْعَاءٌ مِدْعَاءَانِ مَدَاعِيُّ وَمُدَيْعِيُّ اَفْعَلُ التَّفْضِيْلِ اَلْمُذَكَّرُ مِنْهُ اَدْعٰى اَدْعَيَانِ اَدْعَوْنَ اَدَاعٍ اُدَيْعٍ وَالْمُؤَنَّثُ مِنْهُ دُعْيٰى دُعْيَيَانِ دُعْيَيَاتٌ دُعًى وَّدُعَيٰى.

❷ امرِ حاضر معروف کی گردان:۔ اُدْعُ، اُدْعُوَا، اُدْعُوْا، اُدْعِيْ، اُدْعُوَا، اُدْعُوْنَ.

❸ اُدْعُ کی تعلیل:۔ اصل میں اُدْعُوْ تھا حالتِ جزمی میں آخر سے واؤ حذف ہوگیا اُدْعُ ہوگیا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۰ھ

الشق الاول ...... درج ذیل صیغوں میں کون کون سے قاعدے جاری ہوئے ہیں، ہر صیغہ کی اصل بتائیں اور تعلیل ذکر کریں۔

ایمانًا، یهب، میزان، موقن، خفن، رضی، داعٍ، مرمیٌّ۔ (ص۱۲۵: امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حاصل دو امر ہیں (۱) مذکورہ صیغوں میں جاری شدہ قواعد (۲) مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل۔

جواب ...... ❶ و ❷ مذکورہ صیغوں میں جاری شدہ قواعد، صیغوں کی اصل و تعلیل:۔

اِیْمَانًا: (اگر دو ہمزہ ایک کلمہ میں جمع ہوں اور دوسرا ہمزہ ساکن ہو تو اس کو پہلے ہمزہ کی حرکت کے موافق حرفِ علت سے بدلنا واجب ہے) تو ایمانا اصل میں اِئْمَانًا تھا مذکورہ قاعدہ جاری ہو کر ایمانا ہوگیا۔

یَهَبُ: (جو واؤ ساکن علامتِ مضارع مفتوحہ اور عین کلمہ مفتوحہ کے درمیان واقع ہو اور اس کلمہ کا عین یا لام کلمہ حرفِ حلقی ہو تو وہ واؤ گر جاتا ہے) تو یَهَبُ اصل میں یَوْهَبُ تھا مذکورہ قاعدہ جاری ہونے سے یَهَبُ ہوگیا۔

مِیْزَانٌ: (جو واؤ ساکن غیر مشدد ہو اور ماقبل مکسور ہو تو اس واؤ کو یاء سے بدل دیتے ہیں) تو مِیْزَانٌ اصل میں مِوْزَانٌ تھا مذکورہ قانون جاری ہو کر مِیْزَانٌ ہوگیا۔ مُوْقِنٌ: (جو یاء ساکن غیر مشدد ہو اور ماقبل مکسور ہو اس یاء کو واؤ سے بدل دیتے ہیں) تو مُوْقِنٌ اصل میں مُیْقِنٌ تھا مذکورہ قانون جاری ہو کر مُوْقِنٌ ہوگیا۔

خِفْنَ: (جب ماضی مکسور العین کا عین کلمہ واؤ بسبب اجتماعِ ساکنین گر جائے تو فاء کلمہ کو کسرہ دیا جاتا ہے) تو خِفْنَ اصل میں خَوِفْنَ تھا جب واؤ ماقبل کی حرکت کی وجہ سے الف ہوا تو اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے گر گیا پھر فاء کلمہ کو کسرہ دیدیا تاکہ معلوم ہو کہ حذف ہونے والا حرف مکسور تھا پس خِفْنَ ہوگیا۔ رَضِيَ: (جو واؤ آخر کلمہ میں ہو اور اس کا ماقبل مکسور ہو اس واؤ کو یاء سے بدل دیتے ہیں) تو رَضِيَ اصل میں رَضِوَ تھا مذکورہ قاعدہ جاری ہو کر رَضِيَ ہوگیا۔ دَاعٍ: (جو واؤ اسم فاعل کے آخر میں واقع ہو اور اس کا ماقبل مکسور ہو تو وہ واؤ یاء ہو کر گر جاتا ہے) تو دَاعٍ اصل میں دَاعِوٌ تھا مذکورہ قاعدہ جاری ہو کر دَاعٍ ہوگیا۔

مَـرْمِـیٌّ: (جو واؤ اور یاء ایک جگہ جمع ہوں اور ان میں سے پہلا حرف ساکن ہو تو اس واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیتے ہیں اور یاء کی مناسبت سے ماقبل کو کسرہ دیدیتے ہیں) تو مَرْمِیٌّ اصل میں مَرْمُوْیٌ تھا مذکورہ قانون جاری ہو کر مَرْمِیٌّ ہو گیا۔

الشق الثانی ...... ثلاثی مجرد کے مصادر کے اوزان مع امثلہ تحریر کریں۔ اسماءِ مشتقہ کے اسماء و تعریف مع امثلہ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں۔ (۱) ثلاثی مجرد کے مصادر کے اوزان مع امثلہ (۲) اسماءِ مشتقہ کے اسماء و تعریف مع امثلہ۔

جواب ...... ❶ <u>ثلاثی مجرد کے مصادر کے اوزان مع امثلہ:۔</u> (۱) فَعْلٌ جیسے قَتْلٌ (۲) فَعْلٰی جیسے دَعْوٰی (۳) فَعْلَةٌ جیسے رَحْمَةٌ (۴) فَعْلَانٌ جیسے لَیَّانٌ (۵) فِعْلٌ جیسے فِسْقٌ (٦) فِعْلٰی جیسے ذِکْرٰی (۷) فِعْلَةٌ جیسے نِشْدَةٌ (۸) فِعْلَانٌ جیسے حِرْمَانٌ (۹) فُعْلٌ جیسے شُغْلٌ (۱۰) فُعْلٰی جیسے بُشْرٰی (۱۱) فُعْلَةٌ جیسے کُدْرَةٌ (۱۲) فُعْلَانٌ جیسے غُفْرَانٌ (۱۳) مَفْعَلَةٌ جیسے مَنْقَبَةٌ (۱۴) مَفْعَلٌ جیسے مَدْخَلٌ (۱۵) فَعَلٌ جیسے طَلَبٌ (۱٦) فَعْلُوْلَةٌ جیسے قَیْلُوْلَةٌ (۱۷) فَیْعَلُوْلَةٌ جیسے کَیْنُوْنَةٌ (۱۸) فَعَالَةٌ جیسے شَهَادَةٌ (۱۹) فَعَالٌ جیسے کَمَالٌ (۲۰) فَعَالِیَةٌ جیسے کَرَاهِیَةٌ (۲۱) مَفْعِلَةٌ جیسے مَحْمِدَةٌ (۲۲) مَفْعِلٌ جیسے مَرْجِعٌ (۲۳) فَعِلٌ جیسے خَنِقٌ (۲۴) فَعْلُوَةٌ جیسے جَبْرُوَةٌ (۲۵) فَعِیْلَةٌ جیسے قَطِیْعَةٌ (۲٦) فَعِیْلٌ جیسے وَمِیْضٌ (۲۷) فَاعِلَةٌ جیسے کَاذِبَةٌ (۲۸) مَفْعُلَةٌ جیسے مَمْلُکَةٌ (۲۹) مَفْعُوْلٌ جیسے مَکْذُوْبٌ (۳۰) مَفْعُوْلَةٌ جیسے مَکْذُوْبَةٌ (۳۱) فَعُوْلٌ جیسے قَبُوْلٌ (۳۲) فُعُوْلَةٌ جیسے سُهُوْبَةٌ (۳۳) فُعُوْلٌ جیسے دُخُوْلٌ (۳۴) فِعَلٌ جیسے صِغَرٌ (۳۵) فِعَالَةٌ جیسے دِرَایَةٌ (۳٦) فِعَالٌ جیسے ضِرَابٌ (۳۷) فُعَلٌ جیسے هُدٰی (۳۸) فُعَالَةٌ جیسے بُغَایَةٌ (۳۹) فُعَالٌ جیسے سُؤَالٌ (۴۰) فَعَلَاءٌ جیسے رَغْبَاءُ (۴۱) فَعُوْلَةٌ جیسے جَبُوْرَةٌ۔

❷ <u>اسماءِ مشتقہ کے اسماء و تعریف مع امثلہ:۔</u> فعل سے کل چھ اسم مشتق ہوتے ہیں۔

① اسم فاعل: وہ اسم جو کام کرنے والے پر دلالت کرے جیسے ضارب مارنے والا، ناصر مدد کرنے والا۔

② اسم مفعول: وہ اسم جو ایسی ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوا ہے جیسے زید مضروب زید کو مارا پیٹا گیا۔

③ اسم تفضیل: وہ اسم جو بہ نسبت دوسرے کے معنی فاعلیت کی زیادتی پر دلالت کرے جیسے زید اضرب القوم زید قوم سے زیادہ مارنے والا ہے ④ صفت مشبہ: وہ اسم جو کسی ذات کے معنی مصدری کے ساتھ بطور ثبوت متصف ہونے پر دلالت کرے جیسے اللہ سمیع اللہ تعالیٰ بطور دوام و ثبوت سننے والا ہے ⑤ اسم آلہ: وہ اسم جو صدور فعل کے آلہ پر دلالت کرے جیسے مِنْصَرٌ مدد کرنے کا آلہ مِضْرَبٌ مارنے کا آلہ ⑥ اسم ظرف: وہ اسم جو صدور فعل کے وقت یا جگہ پر دلالت کرے جیسے مَسْجِدٌ سجدہ کرنے کی جگہ اور وقت۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱٤۳۰ھ

الشق الاول ...... حروف جارہ کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں، کیا عمل کرتے ہیں، نیز درج ذیل عبارت کی ترکیب نحوی کریں

وحتی لا نتهاء الغایة فی الزمان نحو نمت البارحة حتی الصباح و فی المکان نحو سرت البلد حتی السوق و للمصاحبة نحو قرأت وردی حتی الدعاء وما بعدها فیکون داخلا فی حکم ماقبلها۔ (ص۷۰،۹۰، رحمانیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور حل طلب ہیں (۱) حروف جارہ کی تعداد و نشاندہی (۲) حروف جارہ کا عمل (۳) عبارت کی ترکیب۔

جواب ...... (۱) <u>حروف جارہ کی تعداد و نشاندہی:۔</u> حروف جارہ کی تعداد سترہ ہے جن کو شاعر نے اس شعر میں ذکر کیا ہے:

باء وتاء و کاف و لام و واؤ، منذ، مذ، خلا رب، حاشا، من، عدا، فی، عن، علی، حتی، الی

جیسے زیدٌ فی الدار، عمروٌ کالاسد، کتبتُ بالقلم۔ ان تینوں مثالوں میں حروف جارہ اپنے مابعد والے اسم کو جر دے رہے ہیں۔

❷ حروف جارہ کا عمل:۔ یہ حروف جس اسم پر داخل ہوتے ہیں اس کو جر دے دیتے ہیں جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔

❸ عبارت کی ترکیب:۔ واؤ استینافیہ حتی بتاویل ھذا اللفظ مبتدا لام جارہ انتھاء مصدر مضاف الـغـایۃ مضاف الیہ فی الزمان جار مجرور ملکر معطوف علیہ و اؤ عاطفہ فی المکان جار مجرور ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر متعلق ہوا مصدر کے، مصدر اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر مجرور، جار مجرور ملکر ثابتۃ کے متعلق ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

نحو مضاف نمت فعل و فاعل الھا رحۃ مفعول فیہ حتی الصباح جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل مفعول فیہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر نحوہ مبتدا محذوف کی خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"نحو سرت البلد حتی السوق" اسکی ترکیب بھی نمت الھارحۃ حتی الصباح کی طرح ہی ہے۔

"وللمصاحبۃ" واؤ عاطفہ للمصاحبۃ جار مجرور ملکر ثابتۃ کے متعلق ہوکر مبتدا محذوف ھی کی خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

نحو مضاف قرأت فعل و فاعل وردی مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ حتی الدعاء جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلق سے ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر نحوہ مبتدا محذوف کی خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"ومابعدھا قدیکون داخلا فی حکم ماقبلھا" واؤ عاطفہ ما موصولہ یا موصوفہ بعد ظرف مضاف ھا ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہے ثبت فعل محذوف کا، ثبت فعل اپنے فاعل و مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا ما موصول کا یا صفت ہوئی ما موصوفہ کی، موصول اپنے صلہ سے ملکر یا موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتداء قد برائے تقلیل یکون فعل ناقص ھو ضمیر اسم داخلا صیغہ صفت مع فاعل، فی جار حکم مضاف ما موصولہ قبلھا مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہے فعل محذوف ثبت کا، فعل اپنے فاعل مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر موصول، موصول اپنے صلہ سے ملکر مضاف الیہ سے ملکر مجرور، فی جار کا، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق داخلا کے، داخلا صیغہ صفت اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر، یکون اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی ......حروف ناصبہ اور جازمہ کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں بطور کیا عمل کرتے ہیں نیز درج ذیل عبارت کی ترکیب کریں۔

حروف تـنـصـب الاسم فقط وھی سبعۃ أحرف، الواو بمعنی مع نحو استوی الماء والخشبۃ والا وھی للا ستثناء نحو جاء نی القوم الازیدا۔ (ص۱۲،۱۳، رحمانیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں (۱) حروف ناصبہ و جازمہ کی تعداد و نشاندہی (۲) حروف ناصبہ و جازمہ کا عمل (۳) عبارت کی ترکیب۔

جواب...... ❶ حروف ناصبہ و جازمہ کی تعداد و نشاندہی:۔ حروف ناصبہ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثالث ۱۴۲۹ھ

حروف جازمہ پانچ ہیں (لَمْ، لَمّا، لامِ امر، لاءِ نہی، إنْ شرطیہ) لَمْ کی مثال (لَمْ یَضْرِبْ) لَمّا کی مثال (لَمّا یَضْرِبْ) لامِ امر کی مثال (لِیَضْرِبْ) لاءِ نہی کی مثال (لَاتَضْرِبْ) إنْ شرطیہ کی مثال (إنْ تَضْرِبْ أضْرِبْ)

❷ حروف ناصبہ و جازمہ کا عمل:۔ حروف ناصبہ اپنے مدخول کو نصب دیتے ہیں جیسے یا عبدَاللہ اور جاء نی القوم الا زیدًا اور حروف جازمہ فعل مضارع پر داخل ہوکر اس کو جزم دیتے ہیں جیسے لِیَضْرِبْ۔

۳ عبارت کی ترکیب:۔ حروف موصوف تـنـصـب فعل وفاعل الاسم مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صفت، موصوف صفت مل کر خبر ہے النوع الرابع مبتدا کی، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فـقـط میں فـا فصیحیہ قط اسم فعل بمعنی انتہ فعل امر اس میں انت ضمیر مستتر اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا ہے شرط محذوف اذا نصبت بها الاسم کی، اذا حرف شرط نصبت فعل وفاعل بها جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے الاسم مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومتعلق ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

واؤ استینافیہ هی ضمیر مبتدا مبهمة ممیز "احرف" تمیز، ممیز تمیز مل کر خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الواو ذوالحال بمعنی مع حال، ذوالحال حال مل کر خبر ہے مبتدا محذوف احدها کی، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

نحو مضاف استوی فعل الماء فاعل واؤ بمعنی مع الخشبة مفعول معہ، فعل اپنے فاعل ومفعول معہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر نحوه مبتدا محذوف کی خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

واؤ استینافیہ الاتاویل حد اللفظ مبتدا واؤ زائدہ هی مبتدا للاستثناء جار مجرور مل کر ثابتة کے متعلق ہوکر خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ نـحـو مضاف جاء فعل ن وقایہ کا ی ضمیر مفعول بہ القوم مستثنیٰ منہ الا حرف استثناء زیــــدا مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فاعل ہوا فعل کا، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر "نحوه" مبتدا محذوف کی خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿الورقة الخامسة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱٤۲۱ھ

الشق الاوّل ...... مضاعف میں تغیر کی کون سی تین صورتیں ہیں، مثالوں سے واضح کریں، نیز ذبٌّ سے اسم فاعل واسم مفعول کی گردان لکھیں اور بتائیں کہ تَسْمِیَةٌ اور تَلَقٍّ اصل میں کیا تھے اور ان میں کیا تعلیل ہوئی ہے۔ (ص۵۹،۵۸،۵۲: امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں (۱) مضاعف میں تغیر کی تین صورتوں کی وضاحت مع امثلہ (۲) ذَبٌّ سے اسم فاعل واسم مفعول کی گردان (۳) مذکورہ صیغوں کی اصل وتعلیل۔

جواب ...... ۱ مضاعف میں تغیر کی تین صورتوں کی وضاحت مع امثلہ:۔ مضاعف میں دو حرف کے جمع ہونے سے جو تغیر ہوتا ہے اس کی تین اقسام ہیں: ① ادغام قیاسی: یعنی ایک حرف کا دوسرے میں ادغام قاعدہ اور قیاس کے مطابق ہو جیسے ذَبَّ اصل میں ذَبَبَ تھا ادغام والے ضابطہ کے تحت ادغام ہوا۔ ② حذف سماعی: یعنی ایک حرف کا حذف خلاف ضابطہ محض اہل لغت سے سننے کی وجہ سے ہو جیسے ظَلْتُم اصل میں ظَلَلْتُم تھا دوسرے لام کا حذف خلاف قاعدہ محض سماعی ہے۔ ③ ابدال سماعی: یعنی ایک حرف کو دوسرے حرف سے تبدیل کرنا خلاف قاعدہ محض سماعی ہو جیسے أَمْلَيْتُ اصل میں أَمْلَلْتُ تھا، دوسرے لام کو یاء سے بدلنا محض سماعی ہے۔

۲ الذب سے اسم فاعل واسم مفعول کی گردان:۔ اسم فاعل: ذَابٌّ، ذَابَّانِ، ذَابُّوْنَ، ذَابَّةٌ، ذَابَّتَانِ، ذَابَّاتٌ۔

اسم مفعول: مَذْبُوْبٌ، مَذْبُوْبَانِ، مَذْبُوْبُوْنَ، مَذْبُوْبَةٌ، مَذْبُوْبَتَانِ، مَذْبُوْبَاتٌ۔

۳ مذکورہ صیغوں کی اصل وتعلیل:۔ تَسْمِيَةٌ: اصل میں تَسْمِيْوٌ تھا یاء اور واؤ ایک جگہ جمع ہوئے، ان میں سے اول ساکن تھا، واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا، تَسْمِيٌّ ہوگیا پھر ایک یاء کو تخفیف کی غرض سے گرا دیا اور اس کے عوض میں تاء آخر میں زیادہ کر دی تو تَسْمِيَةٌ ہوگیا۔ تَـلَقٍّ: (جو واؤ اسم کے آخر میں ضمہ کے بعد واقع ہو تو ضمہ کو کسرہ سے اور واؤ

کو یاء سے بدل دیتے ہیں، پھر یاء پر ضمہ دشوار ہونے کی وجہ سے یاء کو ساکن کر دیتے ہیں پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرا دیتے ہیں) تو تَلَقٍّ اصل میں تَلَقُّوٌ تھا واؤ ضمہ کے بعد کلمہ کے آخر میں واقع ہوئی تو ضمہ کو کسرہ سے بدلا، پھر واؤ کو کسرہ کی مناسبت سے یاء سے بدلا تَلَقِّیٌ ہو گیا پھر یاء پر ضمہ ثقیل تھا اس کو گرایا تو دو ساکن جمع ہو گئے یاء کو گرا دیا تَلَقٍّ ہو گیا۔

الشق الثانی ...... رَاسٌ، ذِیبٌ، بُوسٌ، اٰمَنَ، اُوْمِنُ، اِیْمَانًا، یَسَلُ، مِیَرٌ، مذکورہ صیغوں کی اصل بتائیں اور ان میں جن قواعد کے تحت تعلیل ہوئی ہے، ان قواعد کی روشنی میں ان کی تعلیل بیان کریں۔ (ص۶،۵: امدادیہ)

جواب ...... مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل: رَاسٌ ذِیبٌ بُوسٌ: رَاسٌ اصل میں رَأْسٌ، ذِیبٌ اصل میں ذِئْبٌ، بُوسٌ اصل میں بُؤْسٌ تھے، ہمزہ منفردہ ساکنہ کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدلا تو رَاسٌ، ذِیبٌ، بُوسٌ ہو گئے۔

اٰمَنَ، اُوْمِنُ، اِیْمَانًا: اٰمَنَ اصل میں أَأْمَنَ، اُوْمِنُ اصل میں أُؤْمِنُ، اِیْمَانًا اصل میں إِئْمَانًا تھے، دو ہمزہ کلمہ میں ایک جگہ جمع ہوئے ثانی ہمزہ ساکن تھا تو اسکو اول ہمزہ کی حرکت کے موافق وجوبی طور پر حرف علت سے بدل دیا، اٰمَنَ، اُوْمِنُ، اِیْمَانًا ہو گئے۔

یَسَلُ: اصل میں یَسْئَلُ تھا، ہمزہ متحرک ماقبل ساکن تھا تو ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دے کر ہمزہ کو گرا دیا یَسَلُ ہو گیا۔

مِیَرٌ: اصل میں مِئَرٌ تھا ہمزہ منفردہ درمیان کلمہ میں واقع ہوا اور ماقبل مکسور تھا تو ہمزہ کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت یاء سے بدل دیا تو مِیَرٌ ہو گیا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاول ...... القول مصدر سے ماضی مجہول اور مضارع مجہول کی گردان تحریر کریں، نیز قُلْ (امر) اور مَقُوْلٌ (اسم مفعول) میں جو تعلیل ہوئی ہے اس کو ذکر کریں۔ (ص۱۱،۱۶: امدادیہ)

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں سائل دو امر کا طالب ہے (۱) القول سے ماضی و مضارع مجہول کی گردان (۲) قُلْ و مَقُوْلٌ کی تعلیل۔

جواب ...... ① القول مصدر سے ماضی و مضارع مجہول کی گردان: مضارع مجہول: یُقَالُ، یُقَالَانِ، یُقَالُوْنَ، تُقَالُ، تُقَالَانِ، یُقَلْنَ، تُقَالُ، تُقَالَانِ، تُقَالُوْنَ، تُقَالِیْنَ، تُقَالَانِ، تُقَلْنَ، اُقَالُ، نُقَالُ۔

ماضی مجہول: قِیْلَ، قِیْلَا، قِیْلُوْا، قِیْلَتْ، قِیْلَتَا، قُلْنَ، قُلْتَ قُلْتُمَا، قُلْتُمْ، قُلْتِ قُلْتُمَا، قُلْتُنَّ، قُلْتُ، قُلْنَا۔

② قُلْ و مَقُوْلٌ کی تعلیل: قُلْ: اصل میں اُقْوُلْ تھا واؤ متحرک ماقبل ساکن تھا واؤ کی حرکت ماقبل کو دی اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے واؤ کو گرا دیا اُقُلْ ہو گیا پھر فاء کلمہ کے متحرک ہونے کی وجہ سے ہمزہ وصلی کی ضرورت نہ رہی اس کو بھی گرا دیا تو قُلْ ہو گیا۔

مَقُوْلٌ: اصل میں مَقْوُوْلٌ تھا واؤ متحرک ماقبل ساکن تھا واؤ کی حرکت ماقبل کو دی تو دو واؤ ساکن جمع ہو گئے ایک کو گرا دیا مَقُوْلٌ ہو گیا۔

الشق الثانی ...... ثلاثی مجرد کے چھ ابواب کی خاصیات تحریر کریں۔

جواب ...... ثلاثی مجرد کے چھ ابواب کی خاصیات: ① نَصَرَ: اس باب کا مشہور خاصہ مغالبہ ہے یعنی دو شخصوں میں سے ایک کے غلبہ کو ظاہر کرنے کیلئے جیسے خاصمنی زید فخصمتہٗ کہ زید نے میرے سے جھگڑا کیا پس میں جھگڑے میں اس پر غالب آ گیا ② ضَرَبَ: اس باب کی خاصیت بھی مُغَالَبَۃ ہے لیکن اس میں مغالبہ کیلئے شرط یہ ہے کہ باب مغالبہ کے بعد جس فعل کا ذکر ہو وہ ہفت اقسام کے اعتبار سے مثال واوی مثال یائی یا اجوف واوی یا اجوف یائی ہو مثال یُبَایِعُنِیْ زَیْدٌ فَاَبِیْعُہٗ زید مجھ سے خرید و فروخت کرتا ہے مگر میں اس خرید و فروخت میں اس سے بڑھ جاتا ہوں ③ سَمِعَ: یہ زیادہ لازمی آتا ہے اور بیماری، رنج و خوشی، رنگ، عیب

صورت جسمانی کے الفاظ اکثر اسی باب سے آتے ہیں جیسے سَقِمَ بیمار ہوا، حَزِنَ رنجیدہ ہوا، فَرِحَ خوش ہوا، عَوِرَ کانا ہوا ④فَتَحَ: اس باب کی خاصیت لفظی ہے کہ اس کے عین کلمہ یا لام کلمہ کی جگہ حرف حلقی ہوتا ہے جیسے مَنَعَ اس نے روکا، جَحَدَ اس نے انکار کیا، ذَهَبَ وہ گیا ⑤کَرُمَ: یہ باب ہمیشہ لازمی آتا ہے اور اس کے معنی میں خلقی وفطری صفات پائی جاتی ہیں جیسے حَسُنَ خوبصورت ہوا، کَبُرَ بڑا ہوا، صَغُرَ چھوٹا ہوا ⑥حسب: اس باب کا استعمال عام نہیں ہے بعض مخصوص افعال اس باب سے مستعمل ہیں۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۱ھ

الشق الاول ......حُرُوْفُ الْجَرِّ تَجُرُّ الْاِسْمَ فَقَطْ وَهِيَ سَبْعَةَ عَشَرَ حَرْفًا اَلْبَاءُ لِلْاِلْصَاقِ نَحْوُ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَلِلْاِسْتِعَانَةِ نَحْوُ كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ وَلِلتَّعْلِيْلِ نحو اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ وَلِلْمُصَاحَبَةِ نَحْوُ اِشْتَرَيْتُ الْفَرَسَ بِسَرْجِهٖ وَلِلتَّعْدِيَةِ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَذَهَبْتُ بِزَيْدٍ. (ص۷۰، رحمانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ ومطلب واضح کریں اور صرف مثالوں کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال میں چار امور کا حل مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کا مطلب (۴) امثلہ کی ترکیب۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ وہ حروف جو صرف اسم کو جر دیتے ہیں وہ سترہ ہیں، باء الصاق کے لئے آتی ہے جیسے "مورت بزید" اور استعانت کیلئے آتی ہے جیسے کتبت بالقلم اور تعلیل کیلئے آتی ہے جیسے انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل اور مصاحبة کیلئے آتی ہے جیسے اشتریت الفرس بسرجه اور تعدیہ کیلئے آتی ہے جیسے ذهب الله بنورهم، ذهبت بزید۔

❸ عبارت کا مطلب:۔ اس عبارت میں حروف جارہ میں سے باء کی وضاحت ہے کہ یہ کتنے معانی کیلئے مستعمل ہے تو فرمایا کہ باء الصاق کیلئے مستعمل ہوتی ہے یعنی باء یہ بتلاتی ہے کہ کوئی چیز میرے مدخول کے ساتھ چمٹی ہوئی ہے جیسے مررت بزید اس میں باء نے یہ بتلایا کہ متکلم کا مرور (گزرنا) چمٹا ہوا ہے زید کے ساتھ۔ اور کبھی باء استعانت کیلئے استعمال ہوتی ہے یعنی باء یہ بتلاتی ہے کہ میرے مدخول سے مدد لی گئی ہے جیسے کتبت بالقلم اس میں باء نے یہ ظاہر کیا کہ متکلم نے کتابت (لکھنا) میں قلم سے مدد لی ہے۔ اور کبھی باء تعلیل کیلئے آتی ہے یعنی یہ بتلاتی ہے کہ میرا مدخول ماقبل والے فعل کی علت اور سبب بن رہا ہے جیسے ارشاد باری ہے انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل کہ تم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا بچھڑے کو معبود بنانے کی وجہ سے۔ اس میں باء نے ظلم والے فعل کی علت کو بیان کیا کہ ظلم کی علت بچھڑے کی عبادت اور اس کو معبود بنانا تھا۔ اور کبھی باء مصاحبة کیلئے آتی ہے یعنی یہ بتلاتی ہے کہ میرا مدخول میرے ماقبل والے فعل کے معمول کا ساتھی ہے صدور فعل یا وقوع فعل میں جیسے اشتریت الفرس بسرجه کہ خریدا میں نے گھوڑا اسکی زین سمیت، اس میں باء نے بتلایا کہ اشتراء میں فرس کے ساتھ زین بھی شریک ہے اور اسکے ساتھ متصل ہے۔ اور کبھی باء لازمی فعل کو متعدی بنانے کیلئے بھی آتی ہے جیسے ذهب الله بنورهم کہ لے گیا اللہ تعالیٰ ان کے نور کو اور ذهبت بزید کہ لے گیا میں زید کو تو ذهب کا اصل معنی جانا (لازمی) ہے یہاں باء کی وجہ سے ذهب متعدی ہو گیا اب معنی لیکر جانا ہے۔

❹ امثلہ کی ترکیب:۔ "مررت بزید" مررت فعل وفاعل بزید جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ "کتبت بالقلم" یہ بھی مررت بزید کی طرح ہے۔

"انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل" انّ حرف از حروف مشبہ بالفعل کم ضمیر اس کا اسم ظلمتم فعل وفاعل

انفسکم مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ بلواسطہ اتخاذ مصدر مضاف کم ضمیر مضاف الیہ فاعل العجل مفعول بہ اول المعبود مفعول بہ ثانی محذوف، مصدر مضاف اپنے فاعل و دونوں مفعولوں سے ملکر شبہ جملہ ہو کر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل مفعول بہ و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر ان کی خبر ہوئی ان اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"اشتریت الفرس بسرجه" اشتریت فعل و فاعل الفرس مفعول بہ با جارہ سرجہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"ذهب الله بنورهم وذهبت بزيد" ذهب فعل الله فاعل با جارہ نورهم مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ ذهبت فعل و فاعل بزید جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ فعلیہ معطوفہ ہوا۔

الشق الثانی ......والثانی کم، معناه عددمبهم وهو علی نوعین، استفهامية مثل کم رجلا ضربته والثانی خبرية مثل کم عندی رجلا والثالث کاین وهو عدد مبهم مثل کاین رجلا لقیت وقد یکون متضمنا لمعنی الاستفهام مثل کلین رجلا عندك . (ص ۲۱۔ رحمانیہ)

عبارت مذکورہ کا ترجمہ کر کے مطلب بیان کریں، عبارت میں ذکر کردہ مثالوں کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا سلیس ترجمہ (۲) عبارت کا مطلب (۳) امثلہ کی ترکیب۔

جواب ......(۱) عبارت کا ترجمہ:۔ اور دوسرا اسم کم ہے اس کا معنی عدد مبہم ہے اور وہ دو قسم پر ہے ایک ان میں سے استفہامیہ ہے جیسے کم رجلا ضربته کتنے آدمیوں کو تو نے مارا ہے؟ اور دوسرا کم خبریہ ہے جیسے کم عندی رجلا کتنے آدمی ہیں میرے پاس اور تیسرا کاین ہے اور وہ عدد مبہم ہے جیسے کاین رجلا لقیت بہت سے آدمی ہیں کہ میں نے ان سے ملاقات کی اور کبھی کلین استفہام کے معنی کو بھی متضمن ہوتا ہے جیسے کلین رجلا عندك کتنے آدمی ہیں تیرے پاس۔

❷ عبارت کا مطلب:۔ وہ اسماء جو اپنے مابعد کو تمیز ہونے کی بنا پر نصب دیتے ہیں ان میں سے تیسرا اسم کم ہے اور یہ عدد غیر معین پر دلالت کرتا ہے پھر اس کم کی دو قسمیں ہیں ① استفہامیہ ② خبریہ کم استفہامیہ کے ذریعہ عدد مبہم کے متعلق سوال ہوتا ہے جیسے کم رجلا ضربته کتنے آدمیوں کو تو نے مارا ہے؟ اور کم خبریہ کے ذریعہ عدد مبہم کے متعلق خبر دی جاتی ہے جیسے کم عندی رجلا میرے پاس اتنے آدمی ہیں یعنی کم کے ذریعہ زیادتی اور کثرت کو بیان کیا جا رہا ہے کہ میرے پاس کثیر تعداد میں لوگ ہیں۔ اسماء ناصبہ میں سے تیسرا اسم کاین ہے یہ بھی عدد غیر معین پر دلالت کرتا ہے جیسے کاین رجلا لقیت بہت سے لوگوں سے میں نے ملاقات کی اور کبھی کاین معنی استفہام کو بھی متضمن ہوتا ہے یعنی اس کے ذریعہ سے بھی سوال کیا جاتا ہے جیسے کاین رجلا عندك تیرے پاس کتنے آدمی ہیں۔

❸ امثلہ کی ترکیب:۔ "کاین رجلا لقیت" کلین اسم عدد مبہم ممیز رجلا تمیز، ممیز تمیز ملکر مفعول بہ مقدم لقیت فعل با فاعل، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ "کاین رجلا عندك" کاین اسم عدد مبہم ممیز رجلا تمیز، ممیز تمیز ملکر مبتدا عندك مضاف مضاف الیہ ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

﴿الورقة الخامسة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل ...... رَاضٍ، مَرْضِيٌّ، رَامٍ، يَقِيْ، قِ۔ (ص۳۶،۴۶،۵۱:امدادیہ)
کلماتِ مذکورہ کون کون سے صیغے ہیں، ہر صیغہ کی اصل بتا کر تعلیل بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حاصل دو امر ہیں (۱) مذکورہ صیغوں کی وضاحت (۲) مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل۔

جواب ...... ❶ **مذکورہ صیغوں کی وضاحت:۔** رَاضٍ: صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از باب سمع۔
مَرْضِيٌّ: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول از باب سمع۔ رَامٍ: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از باب ضرب۔
يَقِيْ: صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از باب ضرب۔ قِ: صیغہ واحد مذکر امر حاضر معروف از باب ضرب۔

❷ **مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل:۔** رَاضٍ: اصل میں رَاضِوٌ تھا واؤ طرف میں کسرہ کے بعد واقع ہوئی اسے یاء سے بدل دیا رَاضِيٌ ہوگیا پھر یاء پر ضمہ دشوار تھا اس کو گرا دیا، دو ساکن جمع ہو گئے یاء کو گرا دیا رَاضٍ ہو گیا۔

مَرْضِيٌّ: اصل میں مَرْضُوْوٌ تھا ماضی و مضارع کی موافقت سے واؤ کو یاء سے بدلا پھر واؤ اور یاء ایک جگہ جمع ہوئے ان میں سے اول ساکن تھا واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا پھر یاء کی مناسبت سے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدلا تو مَرْضِيٌّ ہو گیا۔

رَامٍ: اصل میں رَامِيٌ تھا، یاء پر ضمہ دشوار تھا اس کو گرا دیا، دو ساکن جمع ہوئے یاء اور تنوین، یاء کو گرا دیا تو رَامٍ ہو گیا۔

يَقِيْ: اصل میں يَوْقِيُ تھا واؤ ساکن علامتِ مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہوئی اس کو گرا دیا يَقِيُ ہو گیا پھر یاء پر ضمہ دشوار تھا اس کو بھی گرا دیا يَقِيْ ہو گیا۔ قِ: مضارع معروف تَقِيْ سے بنایا گیا ہے بایں طور کہ اولاً شروع سے علامتِ مضارع تاء کو گرا دیا پھر جزم کی وجہ سے آخر سے حرفِ علت کو گرا دیا "قِ" ہو گیا۔

الشق الثانی ...... القول مصدر سے اسم فاعل و اسم مفعول کی گردان تحریر کریں، نیز درج ذیل صیغوں کی اصل بتا کر تعلیل تحریر کریں۔ قلن (معروف) قلن (مجہول) قیل، یقال۔ (ص۱۵:امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل دو امر ہیں (۱) القول سے اسم فاعل و اسم مفعول کی گردان (۲) مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل۔

جواب ...... ❶ **القول سے اسم فاعل و اسم مفعول کی گردان:۔**
اسم فاعل: قَائِلٌ، قَائِلَانِ، قَائِلُوْنَ، قَائِلَةٌ، قَائِلَتَانِ، قَائِلَاتٌ۔
اسم مفعول: مَقُوْلٌ، مَقُوْلَانِ، مَقُوْلُوْنَ، مَقُوْلَةٌ، مَقُوْلَتَانِ، مَقُوْلَاتٌ۔

❷ **مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل:۔** قُلْنَ: (معروف) اصل میں قَوَلْنَ تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح تھا واؤ کو الف سے بدل دیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کر دیا اور قاف کو ضمہ دیدیا تا کہ حذفِ واؤ پر دلالت کرے۔

قُلْنَ: (مجہول) اصل میں قُوِلْنَ تھا ضمہ کے بعد واؤ پر کسرہ دشوار تھا ماقبل کا ضمہ دور کر کے واؤ کا کسرہ اس کو دیدیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے واؤ کو حذف کر دیا اور قاف کو ضمہ دیدیا تا کہ حذفِ واؤ پر دلالت کرے۔

قِيْلَ: اصل میں قُوِلَ تھا ضمہ کے بعد واؤ پر کسرہ دشوار تھا ماقبل کے ضمہ کو دور کر کے اس کا کسرہ ماقبل کو دیدیا پھر واؤ ساکن ماقبل مکسور تھا واؤ کو یاء سے بدل دیا قِيْلَ ہو گیا۔ يُقَالُ: اصل میں يُقْوَلُ تھا، واؤ متحرک ماقبل ساکن تھا واؤ کی حرکت ماقبل کو دیدی تو واؤ اصل میں مفتوح تھا اب ماقبل مفتوح ہوا تو واؤ کو الف سے بدل دیا، يُقَالُ ہو گیا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل ...... مدہ، لین، حذف، ابدال، اسکان، ادغام، تعلیل، تخفیف۔ (ص۴،۵:امدادیہ)

مذکورہ اصطلاحات کی تعریف کر کے مثالوں سے واضح کریں۔ ہمزہ اور الف میں فرق مع مثال واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) مذکورہ اصطلاحات کی تعریف مع امثلہ (۲) ہمزہ اور الف میں فرق مع مثال۔

جواب ...... ❶ **مذکورہ اصطلاحات کی تعریف مع امثلہ:** مدہ: جب حرف علت ساکن ہو اور ماقبل کی حرکت اس کے موافق ہو تو اسے مدہ کہتے ہیں یعنی واؤ سے پہلے ضمہ، یاء سے پہلے کسرہ، الف سے پہلے فتحہ ہو جیسے قَالَ، یَقُوْلُ یَبِیْعُ۔

لین: اگر حرف علت ساکن کے ماقبل کی حرکت اس کے موافق نہ ہو تو اس کو لین کہتے ہیں جیسے قَوْلٌ، بَیْعٌ۔

حذف: کلمہ سے حرف علت گرانے کو حذف کہتے ہیں جیسے یَدْعُوْ سے لَمْ یَدْعُ، لَمْ کی وجہ سے واؤ حذف ہو گیا۔

ابدال: ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدلنا ابدال کہلاتا ہے جیسے قَوَلَ سے قَالَ، واؤ الف سے بدل گیا۔

اسکان: کسی حرف سے حرکت گرانے کو اسکان کہتے ہیں جیسے یَدْعُوُ سے یَدْعُوْ، واؤ سے حرکت گر گئی ہے۔

ادغام: جو تغیر اور تبدیلی ہفت اقسام میں سے مضاعف میں ہو اس کو ادغام کہتے ہیں جیسے فَرَّ اصل میں فَرَرَ تھا۔

تعلیل: جو تغیر اور تبدیلی ہفت اقسام میں سے معتل میں ہو اس کو تعلیل کہتے ہیں جیسے قَالَ اصل میں قَوَلَ تھا۔

تخفیف: جو تغیر اور تبدیلی ہفت اقسام میں سے مہموز میں ہو اس کو تخفیف کہتے ہیں جیسے اٰمَنَ اصل میں أَأْمَنَ تھا۔

❷ **ہمزہ اور الف میں فرق مع مثال:** الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور اس کو پڑھنے میں زبان کو جھٹکا نہیں دینا پڑتا بلکہ یہ نہایت سہولت و آسانی سے ادا ہو جاتا ہے جیسے قَالَ۔

جو حرف الف کی صورت میں متحرک ہو یا ساکن ہو اور زبان کو جھٹکا دے کر پڑھا جائے وہ ہمزہ ہے جیسے أَمَرَ، وَأْمُرْ۔

الشق الثانی ...... باب تفعیل کی خاصیات تحریر کریں۔

جواب ...... **باب تفعیل کی خاصیات:** اس باب کی کل تیرہ خاصیات ہیں: ①تعدیہ: یعنی جو مجرد میں لازمی ہو وہ تفعیل میں متعدی ہو جائیگا جیسے نَزَلَ وہ اترا مجرد میں لازم ہے نَزَّلْتُهٗ میں نے اس کو اتارا تفعیل میں متعدی ہو گیا۔

②سلب: یعنی کسی شئ سے ماخذ کو دور کرنا جیسے قَرَّدْتُ الْإِبِلَ میں نے اونٹ سے چیچڑی کو دور کیا۔ اس کا ماخذ قُرَادٌ ہے۔

③صیرورت: یعنی کسی شئ کا صاحب ماخذ ہونا جیسے نَوَّرَ الشَّجَرُ درخت شگوفہ دار ہو گیا۔

④بلوغ: یعنی ماخذ میں پہنچنا اور داخل ہونا جیسے "خَيَّمَ زَيْدٌ" زید خیمہ میں پہنچا اور داخل ہوا۔

⑤تصییر: یعنی کسی چیز کو صاحب ماخذ بنانا جیسے وتّرت القوس میں نے کمان کو توس دار بنایا۔

⑥مبالغه: اس کی تین اقسام ہیں مبالغه في الفعل جیسے صَرَّحَ خوب ظاہر ہوا۔ مبالغہ فی الفاعل جیسے مَوَّتَ الْإِبِلُ اونٹوں میں بہت موت پھیلی۔ مبالغہ فی المفعول جیسے قَطَّعْتُ الثِّيَابَ میں نے بہت کپڑے کاٹے۔

⑦نسبت به ماخذ: یعنی ماخذ کے ساتھ منسوب کرنا جیسے فَسَّقْتُ زيدًا میں نے زید کو فسق سے منسوب کیا۔

⑧الباس ماخذ: یعنی ماخذ پہنانا جیسے جَلَّلْتُ الفرسَ میں نے گھوڑے کو جھول پہنائی جُلّ ماخذ ہے۔

⑨تخلیط ماخذ: یعنی کسی شئ کو ماخذ سے ملمع کرنا جیسے ذَهَّبْتُ السَّيْفَ میں نے تلوار کو سونے کا ملمع کیا۔

⑩تحویل: کسی چیز کو ماخذ یا مثل ماخذ بنانا جیسے نَصَّرَ زيدٌ عمرًوا زید نے عمرو کو نصرانی بنایا اور خَيَّمْتُهٗ میں نے اسکو خیمہ کی مثل بنایا۔

⑪قصر: یعنی اختصار کی غرض سے مرکب کا ایک کلمہ باب تفعیل بنالیا جائے جیسے هَلَّلَ اس نے لااله الا الله پڑھا۔

⑫موافقتِ فعل مجرد: جیسے تَمْرْتُهٗ وتَمَرْتُهٗ کا ایک ہی معنی ہے میں نے اس کو کھجور دی۔ موافقتِ أَفْعَلَ: جیسے

تَمَرُو اَتْمَرَ بمعنی تر کھجور خشک ہوگئی۔ موافقت تَفَعُّل: جیسے تَرَّسَ وَتَتَرَّسَ بمعنی ڈھال کو کام میں لایا۔

⑩ ابتداء: یعنی تفعیل میں یہ معنی ابتداءً ہے جیسے کَلَّمْتُهُ میں نے اس سے کلام کی، مجرد میں کَلَمَ بمعنی زخمی کرنا ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاول ......وعن للبعد و المجاوزة نحو رميت السهم عن القوس و فی للظرفية نحو المال فی الكيس و نظرت فی الكتاب و للاستعلاء نحو قوله تعالى و لا صلبنكم فی جذوع النخل و الكاف للتشبيه نحو زيد كالاسد وقد تكون زائدة نحو قوله تعالى ليس كمثله شیء۔ (ص ۱۰۰، رحمانیہ)

عبارت مذکورہ کا ترجمہ کر کے تشریح کریں، صرف مثالوں کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت کی تشریح (۳) امثلہ کی ترکیب۔

جواب ...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ عن بُعد اور مجاوزت کیلئے آتا ہے جیسے رميت السهم عن القوس اور فی ظرفیت کیلئے آتا ہے جیسے المال فی الكيس اور نظرت فی الكتاب اور استعلاء کیلئے بھی آتا ہے جیسے وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ اور کاف تشبیہ کیلئے آتا ہے جیسے زید کالاسد اور کبھی زائدہ ہوتا ہے جیسے ليس كمثله شیء۔

❷ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں مصنف علیہ الرحمہ بعض حروف جر کا مقصد بتلا رہے ہیں تو فرمایا کہ عــن بُعد اور مجاوزت کیلئے آتا ہے یعنی عن یہ بتلاتا ہے کہ کوئی چیز مجرور سے مدخول سے گزر کر دور چلی گئی ہے جیسے رميت السهم عن القوس کہ پھینکا میں نے تیر کمان سے یعنی تیر عن کے مدخول (کمان) سے گزر کر دور جا گرا ہے۔ فی ظرفیت کے لئے آتا ہے یعنی فی یہ بتلاتا ہے کہ مجرور مدخول کسی چیز کے لئے محل اور ٹھہرنے کی جگہ ہے جیسے المال فی الكيس کہ مال جیب میں ہے یعنی مال فی کا مدخول جیب کے اندر (محل میں) ہے اور نظرت فی الكتاب کہ دیکھا میں نے کتاب میں یعنی میرے دیکھنے کا محل فی کا مدخول یعنی کتاب ہے اور فی کبھی علی کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے ولا صلبنكم فی جذوع النخل کہ میں تمہیں کھجور کی شاخوں میں سولی دوں گا یعنی کھجور کی شاخوں پر سولی دوں گا۔ کاف تشبیہ کے لئے آتا ہے یعنی یہ بتلاتا ہے کہ مجرور مدخول کے ساتھ کسی چیز کو تشبیہ دی گئی ہے جیسے زیــد کــالاسد کہ زید شیر کی طرح ہے اس میں زید کو کاف کے مدخول کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور کبھی کاف زائدہ ہوتا ہے یعنی تشبیہ کے لئے نہیں ہوتا جیسے ليــس كـمثله شیء کہ نہیں ہے اس کی مثل (اللہ کی مثل) کوئی چیز، اس میں کاف زائدہ ہے کیونکہ مثل کا بھی وہی معنی ہے جو کاف کا ہے معنی ہوگا کہ نہیں ہے اللہ کی مثل کی مثل کوئی چیز، مطلب یہ ہوگا کہ اس کی مثل کوئی چیز ہے مگر مثل کی مثل نہیں ہے حالانکہ اس کی مثل کچھ بھی نہیں ہے تو کاف کو زائدہ بنایا جائے گا کہ نہیں ہے اس کی مثل کوئی چیز۔

❸ امثلہ کی ترکیب:۔ "رميت السهم عن القوس" رميت فعل و فاعل السهم مفعول بہ عن القوس جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل مفعول بہ و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"المال فی الكيس و نظرت فی الكتاب" المال مبتدا فی الكيس جار مجرور مل کر ثابت کے متعلق ہو کر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ نــظــرت فعل و فاعل فــی الــكــتــاب جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہا اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

"قوله تعالى وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ" قول مضاف "ہ" ضمیر ذوالحال تعالیٰ فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال، ذوالحال حال مل کر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر قول، واؤ استینافیہ لاصلبن فعل و فاعل کم ضمیر مفعول بہ فی

جار جدوع الـنـخـل مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے فعل اپنے فاعل ومفعول بہ ومتعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مقولہ ہوا قول مقولہ مل کر جملہ قولیہ ہوا۔

"زید کالاسد" زید مبتدا کالاسد جار مجرور مل کر ثابت کے متعلق شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"قوله تعالٰی لیس کمثله شیٔ" قوله تعالٰی کما مر، لیس ناقصہ کاف جارہ زائدہ مثله مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوا ثـابـتًـا کے، ثـابـت اسم فاعل اپنے فاعل ومتعلق سے مل کر شبہ جملہ ہوکر لیس کی خبر مقدم شیٔ لیس کا اسم مؤخر، لیس اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر مقولہ ہوا قول کا قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ ہوا۔

الشق الثانی ...... حروف تـنـصـب الـفـعـل الـمـضـارع وهی اربعة احرف، ان ولن وکی واذن فـان للاستقبال وان دخـلـت عـلـی الـمـاضی نحو اسلمت ان ادخل الجنة وان دخلت الجنة و تسمٰی هذه مصدرية ولن لتاکیدنفی المستقبل مثل لن ترانی ۔ (ص۳۱، رحمانیہ)

عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں، مثالوں کی ترکیب لکھیں، نیز کَیْ اور اِذَنْ کا معنی ومثال ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت کی تشریح (۳) امثلہ کی ترکیب (۴) کَیْ واِذَنْ کا معنی مع امثلہ۔

جواب ...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ ایسے حروف جونصب دیتے ہیں فعل مضارع کو وہ چار حروف ہیں، اَنْ اور لَنْ اور کَیْ اور اِذَنْ پس اَنْ استقبال کے لئے ہے اگر چہ ماضی پر داخل ہو جیسے اسلمت ان ادخل الجنة اوران دخلت الجنة اور نام رکھا جاتا ہے اس کا مصدریہ اور لفظ لن مستقبل کی نفی کی تاکید کیلئے ہے جیسے لن ترانی۔

❷ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں ان عوامل (الفاظ) کا ذکر ہے جو فعل مضارع میں عمل کرتے ہوئے اس کو نصب دیتے ہیں اور وہ چار حروف ہیں۔اَنْ ، لَنْ ، کَیْ ، اِذَنْ پس لفظ اَنْ اپنے مدخول کو مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے، اگر ماضی پر داخل ہو تو اس کو بھی مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے۔ جیسے اسلمت ان ادخل الجنة اور اسلمت ان دخلت الجنة کہ اسلام لایا میں تا کہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں، ان دونوں مثالوں میں اَنْ نے مضارع اور ماضی کو مستقبل کے معنی کے ساتھ خاص کر دیا ہے اور اس اَنْ کو اَنْ ناصبہ مصدریہ کہتے ہیں، اس لئے کہ یہ فعل مضارع کو مصدر کی تاویل میں کرتا ہے اور اس کو نصب بھی دیتا ہے اور لفظ لن زمانہ مستقبل میں نفی کی تاکید کے لئے آتا ہے جیسے لن ترانی کہ تو ہرگز مجھے زمانہ مستقبل میں نہیں دیکھ سکے گا۔

❸ امثلہ کی ترکیب:۔ "اسـلـمـت ان ادخل الجنة و ان دخلت الجنة" اسلمت فعل وفاعل ان مصدریہ ادخل فعل وفاعل الـجـنـة مفعول فیہ فعل اپنے فاعل ومفعول فیہ سے مل کر مفرد کی تاویل میں ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ ان مصدریہ دخـلـت فعل وفاعل الـجـنـة مفعول فیہ فعل اپنے فاعل ومفعول فیہ سے مل کر مفرد کی تاویل میں ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مفعول لہ ہوا اسلمت فعل کا، فعل اپنے فاعل ومفعول لہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"لـن تـرانـی" لـن تریٰ فعل وفاعل ن وقایہ کا ی ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

❹ کَیْ واِذَنْ کا معنی مع امثلہ:۔ کی سببیت کے لئے آتا ہے یعنی اس کا مابعد کے لئے سبب ہوتا ہے جیسے اسـلـمـت کـی ادخل الجنة میں اسلام لایا تا کہ جنت میں داخل ہو جاؤں گویا دخول جنت کا سبب اسلام لانا ہے۔اذن کا معنی جب اور اس وقت ہے یہ کسی دوسری کلام کے جواب میں اور شرط کی جزاء میں واقع ہوتا ہے جیسے کوئی شخص کہے اسـلـمـت تو اس کے جواب میں کہا

جائے أذن تدخل الجنة اس کی شرط محذوف ہے إن لسلمت ،تو اصل عبارت یہ ہوئی اسلمتَ، إن اسلمتَ اذن تدخل الجنة کہ اسلام لایا میں تو جواب یا کہ اگر تو اسلام لایا ہے تو اس وقت تو جنت میں داخل ہوگا۔

﴿الورقة الخامسة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل ...... یَعِدُ، یَهَبُ، یَضَعُ، مِیْزَانٌ، اِیْقَادٌ کی اصل بتا کر تعلیل ذکر کریں، نیز بتائیں کہ حروفِ حلقی کتنے ہیں اور کون سے ہیں۔ (ص ۶، ۷۔ امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امر توجہ طلب ہیں (۱) مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل (۲) حروفِ حلقی کی تعداد و نشاندہی۔

جواب ...... ❶ مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل: یَعِدُ: اصل میں یَوْعِدُ تھا واؤ ساکن علامتِ مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہوئی تو حذف کر دیا یَوْعِدُ سے یَعِدُ ہو گیا۔ مِیْزَانٌ، اِیْقَادٌ: مِیزانٌ اصل میں مِوْزَانٌ اِیقَادٌ اصل میں اِوْقَادٌ تھا، واؤ ساکن غیر مدغم درمیان کلمہ میں واقع ہوئی اور ماقبل مکسور تھا اس وجہ سے یاء سے بدل دیا مِیزَانٌ، اِیْقَادٌ ہو گیا۔

یَهَبُ: اصل میں یَوْهَبُ اور یَضَعُ اصل میں یُوْضَعُ تھے واؤ ساکن علامتِ مضارع مفتوحہ اور عین مفتوحہ کے درمیان واقع ہوئے یَوْهَبُ کا عین کلمہ اور یَوْضَعُ کا لام کلمہ حرفِ حلقی واقع ہوئے تو واؤ کو گرا دیا یَهَبُ اور یَضَعُ ہو گئے۔

❷ حروفِ حلقی کی تعداد و نشاندہی: حروفِ حلقی چھ ہیں ہمزہ، ہاء، حاء، خاء، عین، غین جیسا کہ شعر سے واضح ہے

حرفِ حلقی شش بود اے نور عین ہمزہ، ہا و حا و خا و عین، غین

الشق الثانی ...... الرضوان مصدر سے ماضی معروف و مجہول کی گردان تحریر کریں نیز درج ذیل صیغوں کی اصل بتا کر تعلیل ذکر کریں۔ رَضِیَ، لَمْ یَرْضَ، رَاضٍ، مَرْضِیٌّ۔ (ص ۳۶،۳۲۔ امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حاصل دو امر ہیں (۱) الرضوان سے ماضی معروف و مجہول کی گردان (۲) مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل۔

جواب ...... ❶ الرضوان سے ماضی معروف و مجہول کی گردان: ماضی معروف: رَضِیَ رَضِیَا رَضُوْا رَضِیَتْ رَضِیَتَا رَضِیْنَ رَضِیْتَ رَضِیْتُمَا رَضِیْتُمْ رَضِیْتِ رَضِیْتُمَا رَضِیْتُنَّ رَضِیْتُ رَضِیْنَا۔

ماضی مجہول: رُضِیَ رُضِیَا رُضُوْا رُضِیَتْ رُضِیَتَا رُضِیْنَ رُضِیْتَ رُضِیْتُمَا رُضِیْتُمْ رُضِیْتِ رُضِیْتُمَا رُضِیْتُنَّ رُضِیْتُ رُضِیْنَا۔

❷ مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل: رَاضٍ و مَرْضِیٌّ: کما مرّ فی الشق الاوّل من السوال الاوّل ۱۴۳۲ھ۔

رَضِیَ: اصل میں رَضِوَ تھا واؤ طرف میں کسرہ کے بعد واقع ہوئی یاء سے بدل دیا رَضِیَ ہو گیا۔

لَمْ یَرْضَ: اصل میں لَمْ یَرْضٰی تھا لَمْ جازمہ کے آنے کی وجہ سے آخر سے حرفِ علت گر گیا لَمْ یَرْضَ ہو گیا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل ...... بِیْعَ، بِعْنَ، خَفْ، خَائِفٌ، یَدْعُوْنَ۔ (ص ۲۸،۲۱۔ امدادیہ)

کلمات مذکورہ کون کون سے صیغے ہیں۔ ہر صیغہ کی اصل بتائیں اور تعلیل بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امر حل طلب ہیں (۱) مذکورہ صیغوں کی وضاحت (۲) مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل۔

جواب ...... ❶ مذکورہ صیغوں کی وضاحت: بِیْعَ: صیغہ واحد مذکر غائب ماضی مجہول از باب ضرب۔

بِعْنَ: صیغہ جمع مؤنث غائب ماضی مجہول از باب ضرب۔ خَفَّ: صیغہ واحد مذکر امر حاضر معروف از باب سمع۔
خَائِفٌ: صیغہ واحد بحث اسم فاعل از باب سمع۔ یَدْعُوْنَ: صیغہ جمع مذکر غائب مضارع معروف از باب نصر۔

❷ مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل:۔ بِیْعَ: اصل میں بُیِعَ تھا ضمہ کے بعد یاء پر کسرہ دشوار تھا ماقبل کے ضمہ کو دور کر کے یاء کا کسرہ اس کو دیدیا بِیْعَ ہو گیا۔ بِعْنَ: (مجہول) اصل میں بُیِعْنَ تھا، یاء کی حرکت دور کر کے یاء کا کسرہ اس کو دیا پھر اجتماع ساکنین (یاء، عین) کی وجہ سے یاء کو حذف کر دیا بِعْنَ ہو گیا۔
خَفْ: اصل میں اِخْوَفْ تھا واؤ متحرک ماقبل ساکن تھا واؤ کا فتحہ ماقبل کو دیا اور واؤ کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا اور فاء کلمہ کے متحرک ہونے کی وجہ سے ہمزہ وصلی کی ضرورت نہ رہی اسے گرا دیا خَفْ ہو گیا۔ یَدْعُوْنَ: (جمع مذکر غائب۔ جمع مؤنث غائب اصل پر ہے) اصل میں یَدْعُوُوْنَ تھا واؤ کا ضمہ بوجہ ثقیل ہونے کے گرا دیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے ایک واؤ کو گرایا تو یَدْعُوْنَ ہو گیا۔
خَائِفٌ: اصل میں خَاوِفٌ تھا واؤ کو الف زائدہ کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے ہمزہ سے بدل دیا خَائِفٌ ہو گیا۔

الشق الثانی ...... باب افتعال کی خاصیات مثالوں کے ساتھ تحریر کریں۔

جواب ...... افتعال کی خاصیات مع امثلہ:۔ اس باب کی کل چھ خصوصیات ہیں۔

① تصرف: یعنی فعل حاصل کرنے میں کوشش کرنا جیسے اکتسب اس نے کسب میں کوشش کی۔

② تخییر: یعنی فاعل کا اپنے لئے کوشش کرنا جیسے اکتال الشعیر اس نے اپنے لئے جو ناپ کر لیے۔

③ مطاوعتِ فَعَلَ و تفعیل: یعنی فَعَلَ (مجرد) و فَعَّلَ تفعیل کے بعد لانا اس غرض سے آنا کہ مفعول نے فاعل کا اثر قبول کر لیا ہے مطاوعتِ فَعَلَ کی مثال جیسے غَمَمْتُهٗ فَاغْتَمَّ میں نے اس کو غمگین کیا پس وہ غمگین ہوا، مطاوعتِ تفعیل کی مثال جیسے غَمَّمْتُهٗ فَاغْتَمَّ میں نے اس کو غمگین کیا پس وہ غمگین ہو گیا۔ ④ موافقتِ مجرد: جیسے اِبْتَلَجَ بمعنی بَلَجَ روشن ہوا۔

⑤ موافقتِ استفعال: جیسے اِئْتَجَرَ (اس نے اجرت طلب کی) یہ اِسْتَأْجَرَ (استفعال) کے معنی میں ہے۔

⑥ ابتداء: جیسے اِبْتَجَرَ بمعنی (جھک جانا) اس کا مجرد مستعمل نہیں ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاول ...... افعال مقاربہ کون کون سے ہیں، ان کے عمل کو مثال سے واضح کریں۔ نیز عوامل قیاسیہ اور معنویہ کون کون سے ہیں ان کے عمل کو مثال سے واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں۔ (۱) افعال مقاربہ اور ان کا عمل مع مثال (۲) عوامل قیاسیہ اور ان کا عمل مع امثلہ (۳) عوامل معنویہ اور ان کا عمل مع مثال۔

جواب ...... ① افعال مقاربہ اور ان کا عمل مع مثال:۔ افعال مقاربہ چار ہیں، عسیٰ، کاد، کرب، اوشک۔
افعال مقاربہ اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں جیسے عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَخْرُجَ، کاد زیدٌ اَنْ یجیئ، کَرُبَ زیدٌ اَن یخرجَ، اوشك زیدٌ ان یجیئ۔ اور عسیٰ کبھی صرف اسم کو رفع بھی دیتا ہے جیسے عسٰی ان یخرج زید۔

❷ عوامل قیاسیہ اور ان کا عمل مع امثلہ:۔ عوامل قیاسیہ سات ہیں۔ ① فعل مطلق: یہ اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے اور متعدی ہونے کی صورت میں مفعول کو نصب بھی دیتا ہے جیسے قام زیدٌ ضَرَبَ زیدٌ عمرًوا۔ ② مصدر: یہ بھی اپنے فعل والا عمل کرتا ہے یعنی فاعل کو رفع اور متعدی ہو تو مفعول کو نصب بھی دیتا ہے جیسے اعجبنی قیامُ زیدٍ اور اعجبنی ضربُ زیدٍ عمرًوا۔

③ اسم فاعل: یہ بھی مصدر کی طرح اپنے فعل والا عمل کرتا ہے جیسے زیدٌ ضاربٌ غلامُه عمرًوا۔

④ اسم مفعول: یہ مابعد والے اسم کو نائب فاعل ہونے کی وجہ سے رفع دیتا ہے جیسے جاء نی المضروبُ غلامُهٗ۔

⑤ صفت مشبہ: یہ بھی اپنے فعل لازمی والا عمل کرتی ہے جیسے جاء نی رجل حسنٌ غلامُهٗ۔

⑥ مضاف: یہ اپنے مابعد والے اسم کو جر دیتا ہے جیسے غلامُ زیدٍ۔

⑦ اسم تام: یہ مابعد والے نکرہ کو تمیز ہونے کی بنا پر نصب دیتا ہے جیسے عندی رطلٌ زیتًا۔

③ <u>عوامل معنویہ اور ان کا عمل مع مثال:۔</u> عامل معنوی وہ عامل ہے جو لفظوں میں نہ پڑھا جائے صرف دل سے پہچانا جائے اور عامل معنوی دو ہیں ① ابتداء یہ مبتدا اور خبر میں عمل کرتا ہے جیسے زیدٌ عالمٌ ② مضارع کا عوامل ناصبہ وجازمہ سے خالی ہونا جیسے زیدٌ یعلمُ۔

عامل معنوی اپنے معمول کو رفع دینے کی صورت میں عمل کرتا ہے جیسے زیدٌ عالمٌ، زیدٌ یعلمُ۔

الشق الثانی...... **والی لانتهاء الغاية فی المکان نحو سرت من البصرة الی الکوفة وللمصاحبة نحو قوله تعالٰی <u>ولا تاکلوا اموالهم الی اموالکم</u> . وقد یکون مابعدها داخلا فی ماقبلها وقد لایکون مابعدها داخلا فی ماقبلها.** عبارت کی تشریح کر کے صرف خط کشیدہ حصہ کی ترکیب کریں۔

نیز بتائیں کہ الٰی کا مابعد الٰی کے ماقبل میں کب داخل ہوتا ہے اور کب داخل نہیں ہوتا مثال سے واضح کریں۔ (ص ۸ ۔ رحمانیہ)

﴿خلاصہ سوال﴾...... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت کی تشریح (۲) عبارت مخطوطہ کی ترکیب (۳) الٰی کے مابعد کا ضابطہ مع امثلہ

جواب ...... **①** <u>عبارت کی تشریح:۔</u> اس عبارت میں حروف جارہ میں سے الٰی کے متعلق کچھ تفصیل بیان فرما رہے ہیں تو فرمایا کہ الٰی کبھی انتہاءِ غایت یعنی اس بات کو بتلانے کے لئے آتا ہے کہ میرے مابعد پر میرے ماقبل کی انتہا ہو رہی ہے جیسے سرت **من البصرة الی الکوفة** (چلا میں بصرہ سے کوفہ تک) اس میں الٰی نے یہ بتلایا کہ میرے ماقبل والے فعل سیر (چلنا) کی انتہاء میرے مابعد کوفہ پر ہو رہی ہے اور کبھی الٰی مصاحبۃ کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے یعنی یہ بتلاتا ہے کہ میرا مدخول میرے ماقبل کیساتھ صدور فعل یا وقوع فعل میں مصاحب (ساتھی) اور شریک ہے یہ اس وقت ہوتا ہے جب الٰی کی جگہ مع کو استعمال کرنا درست ہو۔ جیسے **لا تاکلوا اموالهم الی اموالکم** اب یہاں الٰی مصاحبت کیلئے ہے، اسکی جگہ پر مع کو ذکر کرنا بھی درست ہے کہ **لا تاکلوا اموالهم مع اموالکم** یعنی نہ کھاؤ ان یتامٰی کے اموال کو اپنے مال کے ساتھ، کبھی الٰی کا مابعد ماقبل میں داخل ہوتا ہے جیسے **فاغسلوا وجوهکم وایدیکم الی المرافق** اس میں مرافق ایدیکم میں داخل ہے اور کبھی الٰی کا مابعد ماقبل میں داخل نہیں ہوتا جیسے **ثم اتموا الصیام الی اللیل** اس میں لیل صوم کے حکم میں داخل نہیں ہے۔

② <u>عبارت مخطوطہ کی ترکیب:۔</u> **لا تاکلوا** فعل و فاعل **اموالهم** مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول بہ ہوا فعل کا **الٰی** جارہ **اموالکم** مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

③ <u>الٰی کے مابعد کا ماقبل میں داخل ہونے کا ضابطہ مع امثلہ:۔</u> اگر الٰی کا مابعد الٰی کے ماقبل کی جنس سے ہو تو وہ الٰی کے ماقبل میں داخل ہوگا اور اگر الٰی کا مابعد ماقبل کی جنس سے نہ ہو تو ماقبل میں داخل نہ ہوگا جیسے **فاغسلوا وجوهکم وایدیکم الی المرافق** اس میں چونکہ کہنیاں ہاتھ کی جنس سے ہیں اس وجہ سے وہ غسل والے حکم میں داخل ہیں اور **اتموا الصیام الی اللیل** میں چونکہ رات دن میں داخل نہیں ہے اس وجہ سے روزہ کے اتمام والے حکم میں بھی داخل نہیں ہے۔

﴿الورقة الخامسة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل...... مَبِيْعٌ، خِفْنَ، دَعَوْا. مذکورہ صیغوں کی اصل بتا کر تعلیل ذکر کریں۔ (ص۲۳،۲۴،۲۵: امدادیہ)

جواب...... مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل:۔ مَبِيْعٌ: اصل میں مَبْيُوْعٌ تھا یاء متحرک ماقبل ساکن تھا یاء کا ضمہ ماقبل کو دیا اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرا دیا پھر ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے تبدیل کیا تا کہ حذف یاء پر دلالت کرے مَبِيُوْعٌ ہو گیا پھر واؤ ساکن ماقبل مکسور تھا اس وجہ سے واؤ کو یاء سے بدل دیا مَبِيْعٌ ہو گیا۔

خِفْنَ: اصل میں خَوِفْنَ تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح تھا واؤ کو الف سے بدل دیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو گرا دیا اور خاء کو کسرہ دیدیا تا کہ معلوم ہو کہ حذف ہونے والا حرف مکسور تھا خِفْنَ ہو گیا۔ دَعَوْا: اصل میں دَعَوُوْا تھا واؤ متحرک ماقبل مفتوح تھا واؤ کو الف سے بدل دیا پھر التقاء ساکنین کی وجہ سے الف کو گرا دیا دَعَوْا ہو گیا۔

الشق الثانی...... معتل الفاء کے قاعدے لکھیں اور عِدَۃٌ مصدر سے صرف صغیر تحریر کریں۔ (ص۲۰۶: امدادیہ)

﴿خلاصہ سوال﴾...... اس سوال میں دو امر توجہ طلب ہیں (۱) معتل الفاء کے قاعدے (۲) عِدَۃٌ سے صرف صغیر۔

جواب...... (۱) معتل الفاء کے قاعدے:۔ ① جو واؤ ساکن ہو مشدد نہ ہو اور اس کا ماقبل مکسور ہو تو واؤ کو یاء سے بدل دیتے ہیں جیسے مِوْزَانٌ سے مِيْزَانٌ اور اِوْقَادٌ سے اِيْقَادٌ۔

② جو یاء ساکن ہو اور مشدد نہ ہو اور اس کا ماقبل مضموم ہو تو اس یاء کو واؤ سے بدل دیتے ہیں جیسے مُيْقِنٌ سے مُوْقِنٌ۔

③ جو واؤ ساکن علامت مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہو وہ گر جاتا ہے جیسے يَوْعِدُ سے يَعِدُ۔

④ اگر مضارع کا عین کلمہ یا لام کلمہ حرف حلقی ہو اور واؤ ساکن علامت مضارع مفتوحہ اور عین مفتوحہ کے درمیان واقع ہو وہ واؤ بھی گر جاتا ہے جیسے يَوْهَبُ سے يَهَبُ، يَوْضَعُ سے يَضَعُ۔ ⑤ جو واؤ یا یاء اصلی افتعال کی تاء کے ساتھ واقع ہو اس کو تاء سے بدل کر تاء کا تاء میں ادغام کر دیں گے جیسے اِتَّقَدَ اِتَّسَرَ اصل میں اِوْتَقَدَ، اِيْتَسَرَ تھے۔

❷ عِدَۃٌ سے صرف صغیر:۔ اَلْوَعْدُ وَالْعِدَۃُ (ضرب، مثال واوی) بمعنی وعدہ کرنا۔ وَعَدَ يَعِدُ وَعْدًا وَعِدَةً فَهُوَ وَاعِدٌ وَوُعِدَ يُوْعَدُ وَعْدًا وَعِدَةً فَذَاكَ مَوْعُوْدٌ مَا وَعَدَ مَا وُعِدَ، لَمْ يَعِدْ لَمْ يُوْعَدْ، لَا يَعِدُ لَا يُوْعَدُ، لَنْ يَعِدَ لَنْ يُوْعَدَ، لَيَعِدَنَّ لَيُوْعَدَنَّ، لَيَعِدَنْ لَيُوْعَدَنْ الامر منه عِدْ لِتُوْعَدْ لِيَعِدْ لِيُوْعَدْ، عِدَنَّ لِتُوْعَدَنَّ لِيَعِدَنَّ لِيُوْعَدَنَّ، عِدَنْ لِتُوْعَدَنْ لِيَعِدَنْ لِيُوْعَدَنْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تَعِدْ لَا تُوْعَدْ لَا يَعِدْ لَا يُوْعَدْ، لَا تَعِدَنَّ لَا تُوْعَدَنَّ لَا يَعِدَنَّ لَا يُوْعَدَنَّ، لَا تَعِدَنْ لَا تُوْعَدَنْ لَا يَعِدَنْ لَا يُوْعَدَنْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَوْعِدٌ مَوْعِدَانِ مَوَاعِدُ وَمُوَيْعِدٌ اَفْعَلُ التَّفْضِيْلِ اَلْمُذَكَّرُ مِنْهُ اَوْعَدُ اَوْعَدَانِ اَوْعَدُوْنَ اَوَاعِدُ وَاُوَيْعِدٌ وَالْمُؤَنَّثُ مِنْهُ وُعْدٰى وُعْدَيَانِ وُعْدَيَاتٌ وُعَدٌ وَّوُعَيْدٰى۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل...... مہموز کے کتنے قاعدے ہیں مثالوں کے ساتھ تحریر کریں، نیز الاکل مصدر سے صرف صغیر لکھیں اور اس میں جاری شدہ قواعد کی نشاندہی کریں۔ (ص۲۰۵: امدادیہ)

﴿خلاصہ سوال﴾...... اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) مہموز کے قواعد کی تعداد اور وضاحت بالامثلہ (۲) الاکل سے صرف صغیر (۳) جاری شدہ قواعد کی نشاندہی۔

جواب...... ❶ مہموز کے قواعد کی تعداد اور وضاحت بالامثلہ:۔ مہموز کے چار قواعد ہیں۔

① ہمزہ منفردہ ساکنہ کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرفِ علت سے بدلنا جائز ہے جیسے رَاسٌ، زِيْـبٌ، بُـوْمِنٌ، کہ اصل میں رَأْسٌ، زِئْبٌ، بُؤْسٌ تھے۔ ② جہاں دو ہمزہ ایک کلمہ میں جمع ہو جائیں اور ان میں سے دوسرا ہمزہ ساکنہ ہو تو اس کو پہلے ہمزہ کی حرکت کے موافق حرفِ علت سے بدلنا واجب ہے، جیسے آمَنَ، اُوْمِنَ، اِيْمَانًا کہ اصل میں أَأْمَنَ، أُؤْمِنَ، إِئْمَانًا تھے۔

③ جس جگہ ایک ہمزہ متحرک ہو اور اسکا ماقبل ساکن ہو تو ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دیکر ہمزہ کو گرانا جائز ہے جیسے يَسَلُ کہ اصل میں يَسْئَلُ تھا۔

④ جو ہمزہ منفردہ مفتوحہ ہو اور اس کا ماقبل مضموم یا مکسور ہو تو اس ہمزہ کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرفِ علت سے بدلنا جائز ہے جیسے سُوَالٌ، مِيَرٌ کہ اصل میں سُؤَالٌ اور مِئَرٌ تھے۔

② **<u>الاكل سے صرفِ صغیر:۔</u>** اَلْاَكْلُ (نصر، مہموز) بمعنی کھانا۔ اَكَلَ يَـاكُلُ اَكْلًا فَهُوَ اٰكِلٌ وَاُكِلَ يُؤْكَلُ اَكْلًا فَذَاكَ مَـاْكُـوْلٌ مَـا اَكَلَ مَا اُكِلَ لَمْ يَاكُلْ لَمْ يُؤْكَلْ لَايَاكُلُ لَايُؤْكَلُ لَنْ يَّاكُلَ لَنْ يُّؤْكَلَ لَيَاكُلَنَّ لَيُؤْكَلَنَّ لَيَاكُلَنْ لَيُؤْكَلَنْ الامر منه كُلْ لِتُؤْكَلْ لِيَاكُلْ لِيُؤْكَلْ كُلَنَّ لِتُؤْكَلَنَّ لِيَاكُلَنَّ لِيُؤْكَلَنَّ كُلَنْ لِتُؤْكَلَنْ لِيَاكُلَنْ لِيُؤْكَلَنْ والنهى عنه لَاتَـاكُلْ لَاتُـؤْكَلْ لَايَـاكُلْ لَايُؤْكَلْ لَاتَاكُلَنَّ لَاتُؤْكَلَنَّ لَايَاكُلَنَّ لَايُؤْكَلَنَّ لَاتَاكُلَنْ لَاتُؤْكَلَنْ لَايَاكُلَنْ لَايُؤْكَلَنْ الـظـرف منه مَاكَلٌ مَاكَلَانِ مَاٰكِلُ و مُوَيْكِلٌ والالة منه مِيْكَلٌ مِيْكَلَانِ مَاٰكِلُ وَمُوَيْكِلٌ، مِيْكَلَةٌ مِيْكَلَتَانِ مَاٰكِلُ ومُـوَيْـكِلَةٌ، مِيْكَالٌ مِيْكَالَانِ مَاٰكِيْلُ ومُوَيْكِيْلٌ افعل التفضيل المذكر منه اٰكَلُ اٰكَلَانِ اٰكَلُوْنَ اَوَاكِلُ وَاُوَيْكِلٌ وَالمؤنث منه اُكْلٰى اُكْلَيَانِ اُكْلَيَاتٌ اُكَلٌ وَاُكَيْلٰى.

③ **<u>جاری شدہ قواعد کی نشاندہی:۔</u>** مضارع معروف اور اس سے بننے والے دوسرے صیغوں میں رَاْسٌ والا قاعدہ جاری ہوا ہے۔ اور مضارع مجہول اور اس سے بننے والے دوسرے صیغوں میں بُـوْمِنٌ والا قاعدہ جاری ہوا ہے۔ اسم ظرف کے واحد اور تثنیہ میں رَاسٌ والا قاعدہ اور اسم آلہ کے واحد اور تثنیہ میں ذِيْبٌ والا قاعدہ اور اسم ظرف اور اسم آلہ کی تصغیر کے صیغوں میں سُوَالٌ والا قاعدہ جاری ہوا ہے۔ اسم تفضیل مذکر کے صیغوں میں اٰمَنَ والا قاعدہ جاری ہوا ہے۔ اَوَاكِلُ میں اَوَادِمُ والا قاعدہ (کہ اگر دو ہمزہ متحرکہ جمع ہوں اور ان میں سے کوئی ہمزہ بھی مکسور نہ ہو تو دوسرے ہمزہ کو واؤ سے بدل دیتے ہیں) جاری ہوا ہے۔

الشق الثانی ...... باب استفعال کی خاصیات مع امثلہ لکھیں۔

جواب ...... **<u>باب استفعال کی خاصیات مع امثلہ:۔</u>** اس باب کی دس خاصیات ہیں۔

① طلب: یعنی ماخذ کو طلب کرنا جیسے استطعمته میں نے کھانا طلب کیا۔

② لیاقت: یعنی کسی شی کا ماخذ کے لائق ہونا جیسے استرقع الثوب کپڑا پیوند کے لائق ہو گیا۔

③ وجدان: یعنی ماخذ کو پانا جیسے اِسْتَكْرَمْتُهٗ میں نے اُس کو کریم پایا۔

④ حسبان: یعنی کسی چیز کو ماخذ کے ساتھ موصوف خیال کرنا جیسے استحسنته میں نے اُس کو نیک گمان کیا۔

⑤ تحوّل: یعنی کسی چیز کا عین ماخذ یا مثل ماخذ کے ہونا اور یہ دو قسم پر ہے۔ صوری جیسے استحجر الطين، گارا پتھر ہو گیا حقیقۃً یا مثل پتھر کے ہو گیا سختی میں، ماخذ حجر ہے۔ معنوی جیسے لستونق الجمل اونٹ اونٹنی ہو گیا یعنی صفتِ ضعف میں ماخذ ناقہ ہے۔

⑥ اِتِّخاذ: یعنی کسی چیز کو ماخذ بنانا جیسے استوطن الهند اس نے ہند کو وطن بنا لیا۔

⑦ قَصر: یعنی اختصار کی غرض سے مرکب سے ایک کلمہ اشتقاق کرنا جیسے استرجع اس نے انا لله وانا اليه راجعون پڑھا۔

⑧ مطاوعت: یعنی مفعول کا فاعل کے اثر کو قبول کرنا جیسے اَقَمْتُهٗ فَاسْتَقَامَ (میں نے اس کو کھڑا کیا اور وہ کھڑا ہو گیا)۔

⑨ **موافقت:** یعنی باب استفعال کا مجرد افعال، افتعال اور تفعل کے ہم معنی ہونا جیسے اِسْتَقَرَّ وَقَرَّ دونوں کا معنی ٹھہرنا ہے۔ اِسْتَجَابَ و اَجَابَ دونوں کا معنی قبول کرنا ہے۔ اِسْتَعْصَمَ و اِعْتَصَمَ دونوں کا معنی چنگل مارنا ہے۔ اِسْتَكْبَرَ وَتَكَبَّرَ دونوں کا معنی غرور کرنا ہے۔

⑩ **ابتداء:** یعنی کسی فعل کا ابتداءً باب استفعال سے آنا جیسے اِسْتَنْقَلَ بمعنی زیر ناف بال صاف کرنا۔ مجرد میں اسکا معنی مدد کرنا ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاول ......وَعَلٰی لِلْاِسْتِعْلَاءِ نَحْوُ زَيْدٌ عَلَى السَّطْحِ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَقَدْ تَكُوْنُ بِمَعْنَى الْبَاءِ نَحْوُ مَرَرْتُ عَلَيْهِ وَقَدْ تَكُوْنُ بِمَعْنٰى فِيْ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَعَنْ لِلْبُعْدِ وَالْمُجَاوَزَةِ نَحْوُ رَمَيْتُ السَّهْمَ عَنِ الْقَوْسِ. (ص۹۰۔رحمانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے اور یہ بتائیے کہ مصنف نے استعلاء کی دو مثالیں کیوں ذکر کی ہیں؟ عن للبعد والمجاوزة میں بعد اور مجاوزت کا مطلب واضح کیجئے اور عبارت میں مذکورہ مثالوں کی ترکیب لکھئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) استعلاء کی دو مثالیں ذکر کرنے کی وجہ (۴) بعد و مجاوزة کا مطلب (۵) مثالوں کی ترکیب۔

جواب...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اور علٰی استعلاء کیلئے آتا ہے جیسے زید چھت پر ہے اور اس پر دین ہے اور کبھی علٰی باء کے معنی میں ہوتا ہے جیسے گزرا میں اس کے ساتھ اور کبھی علٰی فی کے معنی میں ہوگا جیسے قولہ تعالٰی ان کنتم علٰی سفر (اگر تم سفر میں ہو) اور عنْ بعد و مجاوزت کے لئے آتا ہے جیسے تیر پھینکا میں نے کمان سے۔

❸ استعلاء کی دو مثالیں ذکر کرنے کی وجہ:۔ اس کی دو مثالیں اس لئے دی ہیں کہ استعلاء کی دو قسمیں ہیں۔

① جس میں بلندی حقیقت کے اعتبار سے ہو جیسے زیدٌ علی السطح میں ہے۔

② جس میں بلندی مجازاً ہو جیسے علیه دینٌ (اس پر قرض ہے) یعنی اس کے ذمے قرض ہے۔

❹ بُعد و مجاوزة کا مطلب:۔ بُعد دوری کو کہتے ہیں اور مجاوزت ایک حد سے گزر جانے کو کہتے ہیں جیسے رمیت السهم عن القوس (میں نے تیر کمان سے پھینکا) یعنی میرا تیر کمان سے گزر کر دور چلا گیا ہے۔

❺ مثالوں کی ترکیب:۔ "زيدٌ علی السطح" زيدٌ مبتداء علٰی جارہ السطح مجرور، جار مجرور ملکر موجود کے متعلق ہو کر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ "عليه دينٌ" علٰی جارہ "ہ" ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر کائن کے متعلق ہو کر خبر مقدم دینٌ مبتداء موخر، مبتداء موخر خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"مررت عليه" مررت فعل بافاعل علیه جار مجرور ملکر متعلق ہوا مررتُ فعل کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"ان كنتم علٰی سفر" ان شرطیہ کنتم فعل از افعال ناقصہ تُم ضمیر اس کا اسم علٰی جارہ سفر مجرور، جار مجرور ملکر موجوداً کے متعلق ہو کر خبر ہوئی کان فعل ناقص کی، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر شرط ہوا۔

"رميت السهم عن القوس" رمیت فعل بافاعل السهم مفعول بہ عن القوس جار مجرور ملکر متعلق ہوا رمیتُ کے۔ رمیتُ فعل اپنے فاعل و مفعول بہ و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی......حروف تجزم الفعل المضارع و هي خمسة احرف، لم و لمّا ولام الامر ولا النهي

وان للشرط والجزاء فلم تجعل الفعل المضارع ماضیا منفیا مثل لم یضرب بمعنی ماضرب و لمّا مثل لم لکنها مختصة بالا ستغراق مثل لما یضرب زیدای ماضرب زید فی شئ من الازمنة الماضیة.

عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں، فعل مضارع کو جزم دینے والے عوامل کتنے اور کون کونسے ہیں؟ مثال سے واضح کریں۔ (ص۲۵۱، رحمانیہ)

﴿ خلاصۂ سوال ﴾...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت کی تشریح (۳) حروف جازمہ کی تعداد ونشاندہی مع امثلہ۔

جواب ...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ جو حروف فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں وہ پانچ حروف ہیں لم، لمّا، لام امر، لاء نہی، ان شرطیه۔ پس لم فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے لم یضرب یہ ماضرب کے معنی میں ہے اور لمّا مثل لم کے ہے لیکن یہ (لمّا) مختص ہے استغراق کے ساتھ جیسے لمّا یضرب زید یعنی (اس کا معنی) نہیں مارا زید نے گزرے ہوئے زمانے میں سے کسی زمانہ میں۔

❷ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں حروف جازمہ اور انکے عمل کو بیان کیا گیا ہے۔ حروف جازمہ پانچ ہیں کہ جب وہ فعل مضارع پر داخل ہوتے ہیں تو اسکو جزم دے دیتے ہیں وہ پانچ حروف یہ ہیں: لَمْ، لمّا، لام امر، لاءِ نہی، اِنْ شرطیه، ان میں سے لَمْ فعل مضارع کو جزم دینے کے ساتھ اسکو ماضی منفی کے معنی میں بھی کر دیتا ہے جیسے لَمْ یضربْ اسکا معنی ہے ماضرب یعنی نہیں مارا اس نے زمانہ ماضی میں، اور لمّا بھی لَمْ کی طرح فعل مضارع کو جزم دینے کے ساتھ استغراق کا بھی فائدہ دیتا ہے جیسے لَمْ یضرب اس نے نہیں مارا اور لمّا یضرب اس نے اپنی پیدائش سے لے کر وقت تکلم تک نہیں مارا، گویا لمّا میں استغراق ہے۔

❸ حروف جازمہ کی تعداد ونشاندہی مع امثلہ:۔ حروف جازمہ پانچ ہیں (لَمْ، لمّا، لام امر، لاءِ نہی، اِنْ شرطیه)

لَمْ کی مثال (لَمْ یَضْرِبْ) لَمّا کی مثال (لَمّا یَضْرِبْ) لامِ امر کی مثال (لِیَضْرِبْ) لاءِ نہی کی مثال (لَاتَضْرِبْ)

اِنْ شرطیه کی مثال (اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ)

﴿الورقة الخامسة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۲۵ھ

الشق الاوّل ...... البیع مصدر سے مضارع مجہول اور اسم فاعل کی گردان تحریر کریں اور درج ذیل صیغوں کی اصل وتعلیل بیان کریں بِعْنَ (مجہول) بِیْعَ، یُبَاعُ۔ (ص۲۱،۱۷، امدادیہ)

﴿ خلاصۂ سوال ﴾...... اس سوال میں دو امر توجہ طلب ہیں (۱) البیع سے مضارع مجہول اور اسم فاعل کی گردان (۲) مذکورہ صیغوں کی اصل وتعلیل۔

جواب ...... ❶ البیع سے مضارع مجہول واسم فاعل کی گردان:۔ مضارع مجہول: یُبَاعُ یُبَاعَانِ یُبَاعُوْنَ تُبَاعُ تُبَاعَانِ یُبَعْنَ تُبَاعُ تُبَاعَانِ تُبَاعُوْنَ تُبَاعِیْنَ تُبَاعَانِ تُبَعْنَ اُبَاعُ، نُبَاعُ۔

اسم فاعل: بَائِعٌ بَائِعَانِ بَائِعُوْنَ بَائِعَةٌ بَائِعَتَانِ بَائِعَاتٌ۔

❷ مذکورہ صیغوں کی اصل وتعلیل:۔ بِعْنَ: (مجہول) اصل میں بُیِعْنَ تھا، باء کی حرکت دور کر کے یاء کا کسرہ اس کو دیا پھر اجتماع ساکنین (یاء، عین) کی وجہ سے یاء کو حذف کر دیا بِعْنَ ہو گیا۔ یُبَاعُ: اصل میں یُبْیَعُ تھا یاء متحرک ماقبل ساکن تھا یاء کا فتحہ ماقبل کو دیدیا پھر ماقبل کے فتحہ کی وجہ سے یاء کو الف سے بدل دیا یُبَاعُ ہو گیا۔

بِیْع: اصل میں بُیِعَ تھاضمہ کے بعد یاء پر کسرہ دشوار تھا ماقبل کے ضمہ کو دور کر کے یاء کا کسرہ اس کو دیدیا بِیْعَ ہوگیا۔

الشق الثانی......اجتاب، مجتاب، اختیر، ینقاد، انقض.

مذکورہ کلمات کون سے صیغے ہیں اصل بتا کر تعلیل واضح کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال میں دوامر توجہ طلب ہیں (۱) مذکورہ صیغوں کی وضاحت (۲) مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل۔

جواب...... ❶ مذکورہ صیغوں کی وضاحت:۔ اِجْتَابَ: صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از باب افتعال۔

مُجْتَابٌ: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از باب افتعال۔ اُخْتِيْرَ: صیغہ واحد مذکر غائب ماضی مجہول از باب افتعال۔

یَنْقَادُ: صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از باب انفعال۔ اِنْقَضَّ: صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از باب انفعال۔

❷ مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل:۔ مُجْتَابٌ: اصل میں مُجْتَوَبٌ تھا مذکورہ قاعدہ جاری ہونے سے مُجْتَابٌ ہوگیا۔

اِجْتَابَ: اصل میں اِجْتَوَبَ تھا واؤ متحرک ماقبل مفتوح تھا واؤ کو الف سے بدل دیا اِجْتَابَ ہوگیا۔

اُخْتِيْرَ: اصل میں اُخْتُيِرَ تھا ضمہ کے بعد یاء پر کسرہ دشوار تھا ماقبل کی حرکت دور کر کے یاء کا کسرہ ماقبل کو دیا تو اُخْتِيْرَ ہوگیا

یَنْقَادُ: اصل میں یَنْقَوِدُ تھا مذکورہ قاعدہ جاری ہوا تو ینقاد ہوگیا۔

اِنْقَضَّ: اصل میں اِنْقَضَضَ تھا دو حرف ایک جنس کے جمع ہوئے اول کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کر دیا اِنْقَضَّ ہوگیا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۲۵ھ

الشق الاول......البیع مصدر سے مضارع معروف، لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ و خفیفہ کی گردان لکھئے، نیز مندرجہ ذیل صیغوں کی اصل بتائیے اور تعلیل ذکر کیجئے۔ بَاعَ، بِعْنَ (معروف) بِعْنَ (مجہول) یَبِیْعُ، یُبَاعُ۔ (ص۲۲۲،۱۷: امدادیہ)

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) البیع مصدر سے مضارع معروف، لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ خفیفہ کی گردان (۲) مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل۔

جواب...... ❶ البیع سے مذکورہ ابحاث کی گردان:۔ مضارع معروف کی گردان: یَبِیْعُ یَبِیْعَانِ یَبِیْعُوْنَ تَبِیْعُ تَبِیْعَانِ یَبِعْنَ تَبِیْعُ تَبِیْعَانِ تَبِیْعُوْنَ تَبِیْعِیْنَ تَبِیْعَانِ تَبِعْنَ اَبِیْعُ نَبِیْعُ۔

لام تاکید بانون ثقیلہ کی گردان: لَیَبِیْعَنَّ، لَیَبِیْعَانِّ، لَیَبِیْعُنَّ، لَتَبِیْعَنَّ، لَتَبِیْعَانِّ، لَیَبِعْنَانِّ، لَتَبِیْعَنَّ، لَتَبِیْعَانِّ، لَتَبِیْعُنَّ، لَتَبِیْعِنَّ، لَتَبِیْعَانِّ، لَتَبِعْنَانِّ، لَاَبِیْعَنَّ، لَنَبِیْعَنَّ۔

لام تاکید بانون خفیفہ کی گردان: لَیَبِیْعَنْ، لَیَبِیْعُنْ، لَتَبِیْعَنْ، لَتَبِیْعَنْ، لَتَبِیْعُنْ، لَتَبِیْعِنْ، لَاَبِیْعَنْ، لَنَبِیْعَنْ۔

❷ مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل:۔ بَاعَ: اصل میں بَیَعَ تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح تھا یاء کو الف سے بدل دیا بَاعَ ہوگیا۔

بِعْنَ: (معروف) اصل میں بَیَعْنَ تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح تھا یاء کو الف سے بدلا، اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف گرادیا اور ب کو کسرہ دیا تاکہ معلوم ہو کہ حذف شدہ حرف یاء ہے۔ بِعْنَ: (مجہول) اصل میں بُیِعْنَ تھا یاء کو ساکن کر کے یاء کی حرکت اسکو دی تو بِیْعْنَ ہوگیا دو ساکن جمع ہوئے اول مدہ تھا اس کو حذف کر دیا بِعْنَ ہوگیا۔

یَبِیْعُ: اصل میں یَبْیِعُ تھا یاء متحرک اور ماقبل ساکن تھا، یاء کی حرکت نقل کر کے ماقبل ب کو دی تو یَبِیْعُ سے یَبِیْعُ ہوگیا۔

یُبَاعُ: اصل میں یُبْیَعُ تھا یاء متحرک اور ماقبل ساکن تھا، یاء کا فتحہ نقل کر کے ب کو دیا پھر یاء چونکہ اصل میں متحرک تھی اب اس کا ماقبل مفتوح ہوا تو یاء کو الف سے بدلا، یُبَاعُ ہوگیا۔

الشق الثانی ...... باب انفعال کی خاصیات کو مثالوں کے ساتھ تحریر کریں۔ (ص ۸۶ ۔ امدادیہ)

جواب ...... باب انفعال کی خاصیات کی وضاحت مع امثلہ:۔ **لـــزوم:** یعنی لازم استعمال ہونا، باب انفعال ہمیشہ لازم ہوتا ہے متعدی نہیں ہوتا جیسے اِنْصَرَفَ (پھرا) خواہ باب انفعال کا مجرد لازم ہو یا متعدی۔

علاج: فعل کا اُن افعال میں سے ہونا جو حواس محسوسہ پر دلالت کریں یعنی ایسے معنی پر جن کا علم ظاہری حواس سے ہو سکے جیسے اِنْکَسَرَ بمعنی (ٹوٹنا) کسی چیز کا ٹوٹ جانا ایک حسی امر ہے۔ **مطاوعتِ مجرد و اِفعال:** یعنی ثلاثی مجرد اور باب افعال کے مطاوع ہونا لیکن ثلاثی مجرد کا مطاوع زیادہ ہوتا ہے باب افعال کا کم، مطاوعت مجرد کی مثال کَسَرْتُ الْإِنَاءَ فَانْكَسَرَ (میں نے برتن کو توڑا تو وہ ٹوٹ گیا) مطاوعت افعال کی مثال اَغْلَقْتُ الْبَابَ فَانْغَلَقَ (میں نے دروازہ بند کیا پس وہ بند ہو گیا)۔

موافقتِ مجرد و اِفعال: یعنی ثلاثی مجرد اور باب افعال کے ہم معنی ہونا لیکن یہ خاصیت اس میں کم پائی جاتی ہے، موافقت مجرد کی مثال جیسے اِنْبَلَجَ بمعنی بَلَجَ (کشادہ ابرو ہوا) ہے۔ موافقت افعال کی مثال جیسے اِنْحَجَزَ بمعنی اَحْجَزَ (حجاز پہنچا) ہے۔

ابتدا: کسی فعل کا ابتداءً اس باب سے آنا جیسے اِنْطَلَقَ بمعنی چلنا، مجرد میں طلاقت کا معنی کشادہ روئی ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاول ...... وَمِنْ وَهِيَ لِابْتِدَاءِ الْغَايَةِ نَحْوُ سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ إِلَى الْكُوْفَةِ وَلِلتَّبْعِيْضِ نَحْوُ اَخَذْتُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَلِلتَّبْيِيْنِ نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَلِلزِّيَادَةِ نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى يَغْفِرْلَكُمْ مِنْ ذُنُوْبِكُمْ ۔ (ص ۸ ۔ رحمانیہ)

مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے، مفہوم واضح کیجئے، عبارت میں مذکورہ مثالوں کی ترکیب کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کا مفہوم (۴) مثالوں کی ترکیب۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ مِنْ ابتداء غایت کے لئے آتا ہے جیسے سِرْتُ من البصرة الی الکوفة (چلا میں بصرہ سے کوفہ تک) اور تبعیض کیلئے جیسے اخذتُ من الدراھم (لیا میں نے بعض درھموں کو) اور تبیین کے لئے جیسے فاجتنبوا الرجس من الاوثان (بچو تم گندگی سے وہ جو بت ہیں) اور کبھی زیادت کے لئے آتا ہے جیسے یغفرلکم من ذنوبکم (وہ بخش دے گا تمہارے گناہوں کو)۔

❸ عبارت کا مفہوم:۔ اس عبارت میں مِنْ کے معانی بتلائے گئے ہیں۔ یہ متعدد معانی کے لئے آتا ہے۔

① ابتداءِ غایۃ کے لئے ہوتا ہے جیسے سِرْتُ من البصرة الی الکوفة ۔

② تبعیض کیلئے جیسے اخذتُ من الدراھم بمعنی بعض دراہم لئے۔

③ تبیین کیلئے جیسے قولہ تعالیٰ فاجتنبوا الرجس من الاوثان ای الذی ھو الاوثان۔

④ زائدہ ہوتا ہے جیسے یغفرلکم من ذنوبکم ۔ (اصلی معنی یعنی اس کی خصوصیت ابتداءِ غایت ہے)۔

❹ مثالوں کی ترکیب:۔ "سِرت من البصرة الی الکوفة" سِرتُ فعل بافاعل مِن جارہ البصرة مجرور، جار مجرور ملکر متعلق اوّل ہوا سِرتُ فعل کے الی حرف جارہ اور الکوفة مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ثانی ہوا سِرتُ فعل کا، سِرتُ فعل اپنے

فاعل اور دونوں متعلقوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ "اخذت من الدراھم" اخذت فعل بافاعل من جار الدراھم مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا اخذت فعل کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"فاجتنبوا الرجس من الاوثان" فاجتنبوا فعل امر انتم ضمیر اسکا فاعل الرجس مفعول بہ من جارہ الاوثان مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فلجتنبوا کے، فعل امر اپنے فاعل مفعول بہ و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

"یغفر لکم من ذنوبکم" یغفر فعل ھو ضمیر فاعل لکم جار مجرور ملکر متعلق اول من زائدہ جار ذنوبکم مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ثانی، فعل اپنے فاعل و دونوں متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی ...... اَلنَّوْعُ السَّابِعُ اَسْمَاءٌ تَجْزِمُ الْفِعْلَ الْمُضَارِعَ حَالَ كَوْنِهَا مُشْتَمِلَةً عَلٰى مَعْنٰى اِنْ وَهِيَ تِسْعَةُ اَسْمَاءٍ۔ (ص۱۵۱۔رحمانیہ) فعل مضارع کو جزم دینے والے اسماء کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں؟ مثالوں کے ساتھ ذکر کیجئے نیز مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر مفہوم واضح کیجئے اور ترکیب کیجئے۔

﴿خلاصہ سوال﴾...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) اسماءِ جازمہ للمضارع کی تعداد و نشاندہی مع امثلہ (۲) عبارت پر اعراب (۳) عبارت کا مفہوم (۴) عبارت کی ترکیب۔

جواب ...... ❶ <u>اسماءِ جازمہ للمضارع کی تعداد و نشاندہی مع امثلہ:</u>۔ یہ نو اسماء ہیں جو اِنْ کے معنی پر مشتمل ہونے کی وجہ سے فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں من، ما، ای، متی، اینما، انی، مھما، حیثما، اذما جیسے من یکرمنی اکرمہ، ماتشتر اشتر، ایھم یضربنی اضربہ، متی تذھب اذھب، اینما تمش امش، انی تکن اکن، مھما تذھب اذھب، حیثما تقعد اقعد، اذما تفعل افعل، مذکورہ تمام امثلہ میں مذکورہ اسماء فعل مضارع پر داخل ہو کر اسکو جزم دے رہے ہیں۔

❷ <u>عبارت پر اعراب:</u>۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❸ <u>عبارت کا مفہوم:</u>۔ اس عبارت میں عوامل سماعیہ کی ساتویں نوع اسماءِ جازمہ کے متعلق تفصیل ذکر کر رہے ہیں کہ یہ اسماء "اِنْ" کے معنی پر مشتمل ہونے کی وجہ سے فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں۔

❹ <u>عبارت کی ترکیب:</u>۔ النوع السابع موصوف صفت مل کر مبتدا اسماء موصوف تجزم فعل و فاعل الفعل المضارع موصوف صفت مل کر مفعول بہ حال مضاف کون مصدر از افعال ناقصہ ھا ضمیر اسم مشتملۃ اسم فاعل و فاعل علی جارہ معنی ان مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا مشتملۃ کے، اسم فاعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر کون کی خبر۔ کون اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت، موصوف صفت مل کر خبر ہے النوع السابع کی، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"وَهِيَ تِسْعَةُ اَسْمَاءٍ" واؤ عاطفہ یا استینافیہ ھی ضمیر مبتدا تسعۃ اسماء ممیز تمیز ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿الورقة الخامسة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ...... الذب مصدر سے اسم فاعل اور اسم مفعول کی گردان لکھیے، ذب، یذب، لم یذب صیغوں کی اصل بتائیے اور تعلیل ذکر کیجئے، نیز یہ بتائیے کہ لم یذب میں کتنی صورتیں جائز ہیں؟ وضاحت کے ساتھ تحریر کیجئے۔ (ص ۵۸ اخیرین: امدادیہ)

﴿خلاصہ سوال﴾...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) الذب سے اسم فاعل و اسم مفعول کی گردان (۲) مذکورہ صیغوں

کی اصل و تعلیل (۳) لم یذب میں جائز صورتیں۔

جواب ...... ❶ الذب مصدر سے اسم فاعل و اسم مفعول کی گردان:۔

کما مرّ فی الشق الاوّل من السوال الاول ۱۴۳۱ھ۔

❷ مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل:۔ ذَبٌّ: اصل میں ذَبَبَ تھا دو یا ایک جگہ جمع ہوئیں پہلی ب کو ساکن کر کے ادغام کر دیا ذَبٌّ ہو گیا۔

یَذُبُّ: اصل میں یَذْبُبُ تھا، ب کی حرکت نقل کر کے "ذ" کو دی اور ب کا باء میں ادغام کر دیا یَذُبُّ ہو گیا۔

لَمْ یَذُبَّ: اصل میں لَمْ یَذْبُبْ تھا، ب کا ضمہ نقل کر کے "ذ" کو دیا اور دو ساکن جمع ہوئے، پہلے ساکن کا دوسرے میں ادغام کر دیا اور حرکت فتحہ دیدی تو لَمْ یَذُبَّ ہو گیا۔

❸ لَمْ یَذُبَّ میں جائز صورتیں:۔ لَمْ یَذُبَّ میں چار صورتیں جائز ہیں ①لَمْ یَذُبَّ ②لَمْ یَذُبِّ ③لَمْ یَذُبُّ ④لَمْ یَذْبُبْ

فتحه: اس لئے کہ یہ اَخَفُّ الحرکات ہے۔ کسرہ: اس لئے کہ الساکن اِذَا حُرِّكَ حُرِّكَ بِالْكَسْرِ۔

ضمه: پہلے حرف کی موافقت کی وجہ سے۔ وقف: اصلی حالت کی وجہ سے۔

الشق الثانی ...... دَعَا، دَعَوْا (جمع مذکر غائب) دَعَتْ، دُعِيَ ۔ مذکورہ صیغوں کی اصل بتائیے اور تعلیل ذکر کیجئے۔

نیز الدعوۃ مصدر سے اسم فاعل اور اسم مفعول کی گردان لکھئے۔ (ص ۳۵ :امدادیہ)

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امر مطلوب ہیں (۱) مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل (۲) الدعوۃ سے اسم فاعل اور اسم مفعول کی گردان۔

جواب ...... ❶ مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل:۔ دَعَوْا: اصل میں دَعَوُوْا تھا۔ (بروزن نَصَرُوْا) واؤ متحرک اور ماقبل مفتوح تھا پہلے واؤ کو الف کیا پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے الف کو گرا دیا تو دَعَوْا ہو گیا۔

دَعَا: اصل میں دَعَوَ تھا واؤ متحرک ماقبل مفتوح تھا، واؤ کو الف سے بدل دیا دَعَا ہو گیا۔

دَعَتْ: اصل میں دَعَوَتْ تھا اس میں بھی واؤ الف ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا۔

دُعِيَ: اصل میں دُعِوَ تھا واؤ طرف میں کسرہ کے بعد واقع ہوئی اس کو یاء سے بدل دیا تو دُعِيَ ہو گیا۔

(۲) الدعوۃ مصدر سے اسم فاعل اور اسم مفعول کی گردان:۔

اسم فاعل کی گردان: دَاعٍ، دَاعِيَانِ، دَاعُوْنَ، دَاعِيَةٌ، دَاعِيَتَانِ، دَاعِيَاتٌ۔

اسم مفعول کی گردان: مَدْعُوٌّ، مَدْعُوَّانِ، مَدْعُوُّوْنَ، مَدْعُوَّةٌ، مَدْعُوَّتَانِ، مَدْعُوَّاتٌ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ...... ابغ، ل، اطو، اغناء، تسمیة۔

مذکورہ کلمات کون کون سے صیغے ہیں؟ اور کس باب سے ہیں؟ اصل بتا کر تعلیل ذکر کیجئے۔ (ص ۵۳ :امدادیہ)

جواب ...... مذکورہ الفاظ کے صیغے، ابواب اور تعلیل:۔

اِبْغِ: اصل میں اِبْغِيْ تھا واؤ کو ماقبل کے کسرہ کی وجہ سے یاء سے بدلا اور آخر سے حرف علت گرا دیا اِبْغِ ہو گیا۔

لِ: کوتَلِيْ سے بنایا گیا ہے، ت علامت مضارع کو دور کر دیا اور آخر سے حرف علت کو گرا دیا لِ ہو گیا۔

اِطْوِ: اصل میں اِطْوِيْ تھا اس میں صرف آخر سے حرف علت گرا دیا اِطْوِ ہو گیا۔

اِغْنَاءٌ: اصل میں اِغْنَايٌ تھا یاء الف زائدہ کے بعد طرف میں واقع ہوئی تو یاء کو ہمزہ سے بدل دیا اِغْنَاءٌ ہو گیا۔

تَسْمِیَۃٌ: اصل میں تَسْمِیْوٌ تھا یاء اور واؤ جمع ہوئے، ان میں سے پہلا ساکن تھا تو واؤ کو یاء سے بدلا تَسْمِیْیٌ ہوا پھر ایک یاء کو تخفیف کی غرض سے گرادیا اور اس کے عوض آخر میں تاء لگادی تو تَسْمِیَۃٌ ہوگیا۔

اِیْجَ (سمع) لِ (حسب) اِطْوِ (ضرب) امر کے صیغے ہیں اور اِغْنَنْۃٌ (انفعال) تَسْمِیَۃٌ (تفعیل) مصدر ہیں۔

الشق الثانی ......باب افتعال وتفاعل کی خاصیات مثالوں کے ساتھ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں دو نقطہ باب افتعال وتفاعل کی خاصیات مع امثلہ مطلوب ہیں۔

جواب ......باب افعیعال کی خاصیات: لــــزوم: یعنی متعدی سے لازم کرنا یہ باب زیادہ تر لازم مستعمل ہوتا ہے جیسے اَلْاِحْدِیْدَابُ (کبڑا ہونا) کبھی کبھی متعدی بھی آجاتا ہے جیسے اِحْلَوْلَیْتُہٗ (میں نے اس کو میٹھا سمجھا)۔

مبالغة: اس باب میں مبالغہ بکثرت پایا جاتا ہے جیسے اِعْشَوْشَبَتِ الْاَرْضُ (زمین بہت سرسبز وشاداب ہوگئی)۔

مطاوعتِ مجرد: یعنی ثلاثی مجرد کا مطاوع ہونا جیسے ثَنَیْتُ الثَّوْبَ فَاثْنَوْنٰی (میں نے کپڑے کو لپیٹا پس وہ لپٹ گیا)

موافقتِ استفعال: یعنی باب استفعال کے معنی میں استعمال ہونا جیسے اِحْلَوْلَیْتُہٗ (میں نے اس کو شیریں سمجھا) یہ اِسْتَحْلَیْتُ باب استفعال کے معنی میں ہے۔

باب تفاعل کی خاصیات: اس باب کی سات خاصیات ہیں۔

① تَشَـــارُكٌ: یہ خاصیت باب مفاعلہ کی مثل ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ مفاعلہ میں ایک فاعل دوسرا مفعول لایا جاتا ہے اور تفاعل میں دونوں کو بصورت فاعل ذکر کیا جاتا ہے، اگر چہ فعل کے صدور اور وقوع میں دونوں کا یکساں تعلق ہوتا ہے یعنی دونوں میں ہر ایک فاعل بھی ہوتا ہے اور مفعول بھی جیسے تَشَاتَمَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو (زید و عمرو نے باہم گالی گلوچ کی)۔

② شِرْكَتٌ: فقط صدور فعل میں شرکت، نہ کہ وقوع میں جیسے تَرَافَعَاالشَّیْئَ (ان دونوں نے ایک شئی کو اٹھایا)۔

③ تَخْیِیْلٌ: یعنی کسی کو ماخذ کا حصول اپنے اندر دکھانا جو در حقیقت حاصل نہیں ہے جیسے تَمَارَضَ زَیْدٌ (زید نے دکھاوے کے لئے اپنے آپ کو بیمار بنالیا حالانکہ وہ بیمار نہیں ہے)۔　④ مُطَاوَعَتِ فَاعَلَ: جو معنی اَفْعَلَ ہے جیسے بَاعَدْتُہٗ فَتَبَاعَدَ (میں نے اس کو دور کیا پس وہ دور ہوگیا) یہاں بَاعَدْتُہٗ بمعنی اَبْعَدْتُہٗ ہے اس لئے تَبَاعَدَ اس کا مطاوع ہوا۔

⑤ مُوَافَقَتِ مُجَرَّدٌ: جیسے تَعَالٰی بمعنی عَلَا (بلند ہوا)۔　⑥ مُوَافَقَتِ اَفْعَلَ: جیسے تَیَامَنَ بمعنی اَیْمَنَ (یمن میں داخل ہوا)۔

⑦ اِبْتِدَاءٌ: جیسے تَبَارَكَ اللّٰہُ (اللہ تعالیٰ بہت بابرکت ہے) اس کا مجرد بَرَكَ ہے (اونٹ بیٹھا)۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاول ......الحروف المشبهة بالفعل وهي تنصب المبتداء وترفع الخبر مثل ان زيدا قائم ۔

حروف مشبہ بالفعل کتنے ہیں اور کون سے ہیں اور ان کا عمل کیا ہے؟ وضاحت کریں، خط کشیدہ عبارت کی ترکیب کریں لیت اور لعلّ کے معانی ذکر کریں۔ (ص۱۱، رحمانیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حروف مشبہ بالفعل کی تعداد و نشاندہی (۲) حروف مشبہ بالفعل کا عمل (۳) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب (۴) لیت ولعلّ کے معانی۔

جواب ...... ❶ حروف مشبہ بالفعل کی تعداد و نشاندہی:۔ حروف مشبہ بالفعل چھ ہیں اِنَّ، اَنَّ، کَاَنَّ، لَیْتَ، لٰکِنَّ، لَعَلَّ۔

❷ حروف مشبہ بالفعل کا عمل:۔ یہ حروف مبتداء وخبر پر داخل ہوتے ہیں اور مبتداء کو نصب، خبر کو رفع دیتے ہیں اور مبتداء کو ان کا

اسم اور خبر کوان کی خبر کہا جاتا ہے۔ جیسے ان اللہَ غفورٌ، کان زیدًا اسدً۔

❸ خط کشیدہ عبارت کی ترکیب:۔ ھِیَ مبتداء تَنْصِبُ فعل ھی ضمیر فاعل المبتداء مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ ہوا، واؤ عاطفہ ترفع فعل ھی ضمیر فاعل الخبر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف ہوا، معطوف معطوف علیہ ملکر خبر ہوئے ھی مبتداء کی، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

❹ لَیْتَ ولَعَلَّ کے معانی:۔ لَیْتَ: تمنا کیلئے آتا ہے خواہ ایسی چیز کی تمنا جس کا ملنا ممکن ہو جیسے لیت زیدًا قائمًا۔ خواہ حاصل کرنا ممکن نہ ہو جیسے لیت الشباب عائدٌ۔ لَعَلَّ: امید وتوقع کے معنی میں آتا ہے جیسے لَعَلَّ زیدًا قائمٌ، لَعَلَّ السلطانَ یکرمنی۔

الشق الثانی ......وَکَیْ لِلسَّبَبِیَّةِ مِثْلُ اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَاِنَّ الْاِسْلَامَ سَبَبٌ لِدُخُوْلِ الْجَنَّةِ وَاِذَنْ لِلْجَوَابِ وَالْجَزَاءِ مِثْلُ اِذَنْ تَدْخُلَ الْجَنَّةَ فِیْ جَوَابِ مَنْ قَالَ اَسْلَمْتُ۔ (ص۱۲۔رحمانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ عبارت کی ترکیب کریں۔ کی اور اذن کا عمل بتائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب (۴) کَیْ اور اِذَنْ کا عمل۔

جواب ......❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اور کَیْ سببیت کیلئے آتا ہے جیسے اسلمت کَیْ ادخل الجنة، بے شک اسلام دخولِ جنت کا سبب ہے اور اِذَنْ جواب اور جزا کیلئے آتا ہے جیسے اذن تدخل الجنّةَ اس شخص کے جواب میں جو کہے میں اسلام لایا ہوں۔

❸ عبارت کی ترکیب:۔ فاء تفریعیہ انّ حرف از حروف مشبہ بالفعل الاسلام اسکا اسم سببٌ مصدر لام جارہ دخول مضاف الجنة مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور ہوا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا مصدر کا، مصدر اپنے متعلق سے ملکر خبر ہوئی اِنَّ کی، اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

❹ کَیْ اور اِذَنْ کا عمل:۔ یہ دونوں حروف حروف ناصبہ للمضارع میں سے ہیں اور یہ دونوں عموماً فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں جیسے اسلمت کی ادخل الجنة اور اسلمت کے جواب میں کہا جائے اذن تدخل الجنة۔

﴿الورقة الخامسة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱٤۲۷ھ

الشق الاوّل ......ادّعاء، ادّخار، ازدحام، اصطلح، اضطرب، اطّلع، اظطلم، اطّھر، اثّاقل۔

مذکورہ صیغوں کی اصل بتایئے اور ان میں جو تعلیل ہوئی ہے اسے وضاحت کے ساتھ تحریر کیجئے۔ (ص۵۹، ۶۰: امدادیہ)

جواب ......مذکورہ صیغوں کی اصل وتعلیل:۔ ادّعاء: اصل میں ادتعاء اور ادّخار اصل میں اذتخار تھا اور ازدحام اصل میں ازتحام تھا۔ ان تینوں میں یہ تعلیل ہوئی کہ افتعال کی تاء سے پہلے بالترتیب د، ذ، ز واقع ہوئے تو تائے افتعال کو دال کرکے دال کا دال میں ادغام کردیا۔

اصطلح، اضطرب، اِطَّلَعَ، اِظْطَلَمَ: ان کی اصل اصتلح اضترب، اطتلع، اظتلم ہے۔ حروف اطباق (ص، ض، ط، ظ) افتعال کا فاکلمہ واقع ہوئے تو تاءِ افتعال کو طا سے بدل دیا۔

اِطَّھَّرَ، اِثَّاقَلَ: اصل میں تَطَھَّرَ، تَثَاقَلَ تھے ط، ث کے تفعّل وتفاعل کے فاکلمہ کے مقابلے میں آنے کی وجہ سے تفعّل و

فاعل کی "ت" کو فاءِ کلمہ سے بدل کر ادغام کیا پھر ابتداء بالسکون محال ہونے کی وجہ سے ہمزہ وصلی شروع میں لائے تو اِطَّهَرَ، اِثَّقَلَ ہو گئے۔

الشق الثانی ......قیل ،یبیع ، یخاف ،قائل صیغہ باب اور تعلیل تحریر کریں۔ یطیر، استعن، استخار ،اجتوب صیغہ باب اور ہفت اقسام تفصیل سے ذکر کریں۔ (ص۱۵، ۲۸، ۲۹ :امدادیہ)

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) قیل، یبیع، یخاف، قائل صیغہ باب و تعلیل (۲) یطیر، استعن، استخار ،اجتوب کے باب اور ہفت اقسام۔

جواب ...... ❶ <u>قیل، یبیع، یخاف، قائل صیغہ باب و تعلیل:</u>۔ قِیلَ: صیغہ واحد مذکر غائب ماضی مجہول از باب نَصَرَ ہے یہ اصل میں قُوِلَ تھا (بروزن نُصِرَ) واؤ پر کسرہ دشوار تھا اس لئے ماقبل قاف کی حرکت کو دور کر کے واؤ کا کسرہ اس کو دے دیا قِوْلَ ہو گیا پھر واؤ ساکن اس سے ماقبل مکسور تھا واؤ کو یاء سے بدلا تو قِیلَ ہو گیا۔ یَبِیعُ: صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از باب ضرب ہے اصل میں یَبْیِعُ تھا، یاء متحرک کا ماقبل ساکن تھا، یاء کا کسرہ نقل کر کے ماقبل کو دیا تو یَبِیعُ ہو گیا۔

یَخَافُ: صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از باب سَمِعَ ہے اصل میں یَخْوَفُ تھا تو واؤ کی حرکت ماقبل کو دی اور واؤ کو الف سے بدلا تو یَخَافُ ہو گیا۔ قَائِل: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از باب نصر ہے اصل میں قَاوِلٌ تھا واؤ الف زائدہ کے بعد واقع ہوا تو اس کو ہمزہ سے بدل دیا قائلٌ ہو گیا۔

❷ <u>یطیر، استعن، استخار، اجتوب کے ابواب اور ہفت اقسام:</u>۔

یُطِیْرُ: صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معلوم از باب افعال ہے اور ہفت اقسام میں سے یہ اجوف یائی ہے۔

اِسْتَعَنَّ: صیغہ جمع مؤنث غائب ماضی معلوم از باب استفعال ہے اور ہفت اقسام میں اجوف واوی ہے۔

اِسْتَخَارَ: صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم از باب استفعال ہے اور ہفت اقسام میں اجوف یائی ہے۔

اُجْتُوِبَ: صیغہ واحد مذکر غائب ماضی مجہول از باب افتعال ہے اور ہفت اقسام میں اجوف واوی ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاول ......وہ کون کون سے حروف ہیں جو باب افتعال کے فاکلمہ کے مقابلے میں ہوں تو تائے افتعال باقی نہیں رہتی ہے تفصیل سے ذکر کریں۔ (ص۵۹، ٦٠ :امدادیہ)

جواب ...... <u>تاءِ افتعال کو ختم کرنے والے حروف کی نشاندہی:</u>۔ حروف اطباق ایسے حروف ہیں جو افتعال کے فاء کلمہ کے مقابلے میں ہوں تو تائے افتعال باقی نہیں رہتی ہے وہ یہ ہیں صاد، ضاد، طا، ظا۔

مثالیں: اِصطَلَحَ، اِضطَرَبَ ، اِطَّلَعَ، اِظْطَلَمَ ۔ یہ اصل میں اِصْتَلَحَ، اِضْتَرَبَ، اِطْتَلَعَ، اِظْتَلَمَ تھے۔

اسی طرح اگر دال، ذال، زاء (یہ حروف) بھی افتعال کی تاء کے مقابلے میں ہوں تب بھی افتعال کی تاء باقی نہیں رہتی بلکہ دال سے بدل جاتی ہے جیسے ادتعٰی سے ادّعٰی اور اِذْتِخَارٌ سے اِدّخار اور اِزْتحام سے اِزْدحام اور ازدحام وغیرہ۔

الشق الثانی ......باب فعللۃ، تفعلل اور افعنلال کی تمام خاصیات مثالوں کے ساتھ تحریر کیجئے۔ (ص۸۸۔امدادیہ)

جواب ...... <u>باب فعللۃ، تفعلل و افعنلال کی تمام خاصیات مع امثلہ:</u>۔

باب فعللۃ: اس باب کی متعدد خاصیات ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

قَصَرَ: یعنی اختصار کیلئے مرکب سے کوئی کلمہ اشتقاق کرنا جیسے بَسْمَلَ (اُس نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا)

اِلْبَاسِ مَاخذ: یعنی ماخذ کو پہنانا جیسے بَرْقَعْتُہٗ (میں نے اس کو برقعہ پہنایا)۔

مطاوعتِ خود: یعنی باب فعللہ کے بعد فعللہ کا اس غرض کے لئے آنا کہ مفعول نے فاعل کا اثر قبول کرلیا ہے جیسے غَطْرَشَ اللَّیْلُ بَصَرَہٗ فَغَطْرَشَ (رات نے اُس کی بینائی کو پوشیدہ کیا پس وہ پوشیدہ ہوگئی)۔

باب تفعلل: اس باب کی تین خاصیات ہیں:

مطاوعتِ فَعْلَلَ: یعنی باب فعلل کا مطاوع ہونا جیسے دَحْرَجْتُہٗ فَتَدَحْرَجَ (میں نے اس کو لڑھکایا پس وہ لڑھک گیا)۔

اقتضاب: (ارتجال) یعنی کسی فعل کا مجرد کے بغیر مزید فیہ میں استعمال ہونا جیسے تَهَبْرَسَ بمعنی ناز سے چلنا، اس کا مجرد نہیں ہے۔

تحول: یعنی کسی چیز کا عین ماخذ یا مثل ماخذ ہونا جیسے تَزَنْدَقَ بمعنی زندیق (بے دین) ہونا، ماخذ زندقة (بے دینی) ہے۔

باب افعنلال: اس باب کی بھی تین خاصیات ہیں: لزوم: یعنی لازم ہونا یا متعدی کو لازم بنانا جیسے اِثْعَنْجَرَ بمعنی بہنا۔

مطاوعتِ فَعْلَلَ: یعنی باب فعلل کا مطاوع ہونا جیسے ثَعْجَرْتُہٗ فَاثْعَنْجَرَ بمعنی میں نے اس کا خون بہایا پس وہ بہہ گیا۔

ارتجال: یعنی کسی فعل کا مجرد کے بغیر استعمال ہونا جیسے اِلْاِعْرِنْقَاظُ بمعنی منقبض ہونا، اس کا مجرد نہیں ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۷ھ

الشق الاوّل......والواو للقسم نحو: والله لأشربن اللبن وقد تكون بمعنى رُبَّ نحو وعالم يعمل بعلمه، والتاء للقسم وهى لاتدخل الاعلى اسم الله تعالى نحو: تالله لأضربن زيدًا۔ (ص۱۰۱۔رحمانیہ)

مذکورہ عبارت کا ترجمہ کرکے صرف مثالوں کی ترکیب کیجئے، واوِ قسم، باءِ قسم اور تاءِ قسم کے درمیان فرق واضح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مثالوں کی ترکیب (۳) واوِ قسم، تاءِ قسم اور باءِ قسم کے درمیان فرق۔

جواب......(۱) عبارت کا ترجمہ:۔ اور واؤ قسم کیلئے آتا ہے جیسے کسی کا قول واللّٰہ لاشربن اللبن اور کبھی یہ واؤ رُبَّ کے معنی میں ہوتا ہے جیسے وعالم یعمل بعلمه اور ت بھی قسم کیلئے آتا ہے اور یہ ت نہیں داخل ہوتا مگر اللہ تعالیٰ کے نام پر جیسے تاللّٰہ لاضربنّ زیدًا۔

(۲) مثالوں کی ترکیب:۔ "واللّٰہ لاشربن اللبن" واؤ جارہ لفظ اللّٰہ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق فعل محذوف اقسم کے، اقسم فعل اپنے فاعل (أنا) و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر قسم لاشربن فعل أنا ضمیر اس کا فاعل اللبن مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جواب قسم ہوا، قسم اور جوابِ قسم ملکر جملہ قسمیہ انشائیہ ہوا۔

"وعالم یعمل بعلمه" واؤ جارہ بمعنی رُبَّ، عالم موصوف یعمل فعل بافاعل بعلمه جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل بافاعل و متعلق صفت، موصوف باصفت مجرور، جار با مجرور متعلق ہوا لقیت فعل مقدر کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"تاللّٰہ لاضربن زیدًا" کی ترکیب واللّٰہ لاشربن اللبن کی ترکیب کی طرح ہے۔

(۳) واؤ قسم، تاءِ قسم اور باءِ قسم کے درمیان فرق:۔ باء مطلق قسم کے معنی میں آتی ہے جیسے باللّٰہ لافعلن کذا۔

واؤ مطلق قسم کے لئے آتی ہے اور اسم ظاہر پر داخل ہوتی ہے جیسے واللّٰہ لاشربنّ اللبن و عالِم یعمل بعلمه۔

تاءِ قسم لفظ اللہ کے ساتھ خاص ہے اس کے علاوہ مستعمل نہیں ہے جیسے تاللّٰہ لاشربن اللبن۔

الشق الثانی......حروف تنصب الاسم فقط وهى سبعة أحرف، الواو وهى بمعنى مع نحو استوى الماء والخشبة و"الّا" وهى للاستثناء و"يا" وهى للنداء القريب والبعيد و"ايا وهيا" وهما للنداء البعيد

و "أي والھمزۃ المفتوحۃ" وھما لنداء القریب وھذہ الحروف الخمسۃ تنصب الاسم اذا کان مضافا الی اسم آخر وترفع الاسم ان لم یکن ذلک الاسم مضافا۔ (ص۱۱۰، رحمانیہ)

خط کشیدہ عبارت کی ترکیب کیجئے، مذکورہ عبارت کی وضاحت مثالوں کے ذریعہ کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امر مطلوب ہیں (۱) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب (۲) عبارت کی وضاحت مع امثلہ۔

جواب ...... (۱) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب:۔ ھذہ اسم اشارہ الحروف موصوف الخمسۃ صفت، موصوف صفت ملکر مشار الیہ، اشارہ مشار الیہ ملکر مبتدا، تنصب فعل الاسم مفعول بہ اور ھی ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا مقدم، اذا حرف شرط کان فعل از افعال ناقصہ اس میں ضمیر ھو اس کا اسم مضافا اسم مفعول الی جار اسم موصوف آخر صفت، موصوف صفت ملکر مجرور ہوئے، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے مضافا کے، اسم مفعول اپنے نائب فاعل و متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، کان اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر شرط مؤخر، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

❷ مذکورہ عبارت کی وضاحت مع امثلہ:۔ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثالث ۱۴۳۱ھ۔

﴿الورقۃ الخامسۃ: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ...... اسم تفضیل کی تعریف کیجئے اور اس کے اوزان لکھئے۔ صفت مشبہ کی تعریف کریں اور کم از کم دس اوزان لکھئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) اسم تفضیل کی تعریف اور اوزان (۲) صفت مشبہ کی تعریف اور اوزان۔

جواب ...... ❶ اسم تفضیل کی تعریف اور اوزان:۔ وہ اسم جو بہ نسبت دوسرے کے معنی فاعلیت کی زیادتی پر دلالت کرے جیسے زید اضرب القوم زید قوم سے زیادہ مارنے والا ہے۔

اسم تفضیل کے عموی اوزان آٹھ ہیں۔ أَفْعَلُ: یہ واحد مذکر کے لئے ہے۔ أَفْعَلَانِ: یہ تثنیہ مذکر کے لئے ہے۔
أَفْعَلُوْنَ: یہ جمع مذکر کے لئے ہے۔ أَفَاعِلُ: یہ جمع مذکر کے لئے ہے اور جمع مکسر ہے۔
فُعْلٰی: یہ واحد مؤنث کے لئے ہے۔ فُعْلَيَانِ: یہ تثنیہ مؤنث کے لئے ہے۔
فُعْلَيَاتٌ: یہ جمع مؤنث کے لئے ہے۔ فُعَلٌ: یہ جمع مؤنث کے لئے ہے اور جمع مکسر ہے۔

❷ صفت مشبہ کی تعریف اور اوزان:۔ وہ اسم جو کسی ذات کے معنی مصدری کے ساتھ بطور ثبوت متصف ہونے پر دلالت کرے جیسے اللّٰہ سمیع اللہ تعالیٰ بطور دوام و ثبوت سننے والا ہے۔

صفت مشبہ کے درجہ ذیل اوزان ہیں۔ صَعْبٌ صِفْرٌ صُلْبٌ حَسَنٌ خَشِنٌ نَدُسٌ زِنَمٌ بِلِزٌ حُطَمٌ جُنُبٌ أَحْمَرُ كَابِرٌ كَبِيْرٌ غَفُوْرٌ جَيِّدٌ جَبَانٌ هِجَانٌ شُجَاعٌ عَطْشَانُ عَطْشٰى حُبْلٰى حَمْرَاءُ عُشَرَاءُ۔

الشق الثانی ...... حرف ثقیل کسے کہتے ہیں؟ ثقل کو دور کرنے کے قواعد مع امثلہ لکھیں۔ القول مصدر سے نفی جحد بلم معروف کی گردان لکھئے۔ اسم ثلاثی مجرد کی تعریف کریں اور اسکے پانچ اوزان لکھیں۔ اسم رباعی مجرد کی تعریف کریں اور اس کے چار اوزان لکھئے۔ خماسی مزید فیہ کے اوزان مع امثلہ ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں پانچ امور توجہ طلب ہیں: (۱) حرف ثقیل کی مراد اور ثقل دور کرنے کے قواعد مع امثلہ

(۲) القـول مصدر سے نفی جحد بلم معروف کی گردان (۳) اسم ثلاثی مجرد کی تعریف اوراوزان (۴) اسم رباعی مجرد کی تعریف اوراوزان (۵) خماسی مزید فیہ کے اوزان مع امثلہ۔

جواب ...... ❶ حرف ثقیل کی مراد اور ثقل دور کرنے کے قواعد مع امثلہ:۔ عربی زبان میں حرف علت کو ثقیل کہتے ہیں جیسے اَقْوَلُ یہ قُلْ کی بنسبت ثقیل ہے۔اس لئے ثقل کو دور کرنے کے لئے کبھی حرف علت کو گرادیتے ہیں اور کبھی ساکن کر دیتے ہیں۔

حرف علت اور ہمزہ اور ایک ہی جنس کے دو حرف آجانے سے ثقل آجاتا ہے اس کو دور کرنے کیلئے چند قواعد مقرر ہیں جنہیں حذف،ابدال،اسکان وادغام کہتے ہیں ان کی تفصیل کمامرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۳۲ھ۔

❷ القول مصدر سے نفی جحد بلم معروف کی گردان:۔ لَمْ یَقُلْ، لَمْ یَقُوْلَا، لَمْ یَقُوْلُوْا، لَمْ تَقُلْ، لَمْ تَقُوْلَا، لَمْ یَقُلْنَ، لَمْ تَقُلْ، لَمْ تَقُوْلَا، لَمْ تَقُوْلُوْا، لَمْ تَقُوْلِیْ، لَمْ تَقُوْلَا، لَمْ تَقُلْنَ، لَمْ اَقُلْ، لَمْ نَقُلْ۔

❸ اسم ثلاثی مجرد کی تعریف اوراوزان:۔ ثلاثی مجرد وہ اسم ہے جس میں تین حرف اصلی ہوں کوئی حرف زائد نہ ہواس کے دس وزن آتے ہیں۔فَلْسٌ، فَرَسٌ، کَتِفٌ، عَضُدٌ، جِبْرٌ، عِنَبٌ، اِبِلٌ، قُفْلٌ، صُرَدٌ، عُنُقٌ۔

❹ اسم رباعی مجرد کی تعریف اوراوزان:۔ رباعی مجرد وہ اسم ہے جس میں چار حرف اصلی ہوں اور کوئی حرف زائد نہ ہو اور اس میں لام ایک بار مکرر (مکرر) آتا ہے جیسے فَعْلَل۔رباعی مجرد کے پانچ اوزان ہیں جَعْفَرٌ، دِرْهَمٌ، زِبْرِجٌ، بُرْثُنٌ، قِمَطْرٌ۔

❺ خماسی مزید فیہ کے اوزان مع امثلہ:۔ خماسی مزید فیہ (وہ کلمہ جس میں پانچ حرف سے زائد ہوں) کے پانچ اوزان ہیں۔①عَضْرَفُوْطٌ (چھپاسہ)②قَبَعْثَرٰی (شترکوہی)③قَرَطْبُوْسٌ (بڑی مصیبت)④خُزَعْبِیْلٌ (چیز باطل) ⑤خَنْدَرِیْسٌ (شراب کہنہ)۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاول ......القـول مصدر سے نہی مجہول بانون ثقیلہ کی گردان قلم بند کیجیے۔اسم تفضیل کی تعریف کریں،اوزان لکھیں اور بتائیں اسم تفضیل غیر ثلاثی مجرد سے کیسے آتا ہے؟

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال میں دوامور مطلوب ہیں:(۱)القول مصدر سے نہی مجہول بانون ثقیلہ کی گردان (۲)اسم تفضیل کی تعریف،اوزان اور غیر ثلاثی مجرد سے آنے کی وضاحت۔

جواب ...... ❶ القول مصدر سے نہی مجہول بانون ثقیلہ کی گردان:۔ لَایُقَالَنَّ لَایُقَالَانِّ لَایُقَالُنَّ لَاتُقَالَنَّ لَاتُقَالَانِّ لَایُقَلْنَانِّ لَاتُقَالَنَّ لَاتُقَالَانِّ لَاتُقَالُنَّ لَاتُقَالِنَّ لَاتُقَالَانِّ لَاتُقَلْنَانِّ لَااُقَالَنَّ لَانُقَالَنَّ۔

❷ اسم تفضیل کی تعریف،اوزان اور غیر ثلاثی مجرد سے آنے کی وضاحت:۔ تعریف:وہ اسم جو بہ نسبت دوسرے کے معنی فاعلیت کی زیادتی پر دلالت کرے جیسے زید اضرب القوم زید قوم سے زیادہ مارنے والا ہے۔

اوزان:اسم تفضیل مذکر کے اوزان یہ ہیں۔اَفْعَلُ، اَفْعَلَانِ، اَفْعَلُوْنَ، اَفَاعِلُ۔ مؤنث کے اوزان یہ ہیں فُعْلٰی، فُعْلَیَانِ، فُعْلَیَاتٌ، فُعَلٌ۔

غیر ثلاثی مجرد کے ابواب سے اسم تفضیل نہیں آتا مگر جب دیگر ابواب سے اس کی ضرورت ہو تو لفظ اَکْثَرُ اُس باب کے مصدر سے پہلے ذکر کردیتے ہیں جیسے زیدٌ اکثر اجتهادًا من عمرو واقل اکتسابًا من بکر واشد سوادًا من خالدٍ۔

الشق الثانی ......وَالْکَافُ لِلتَّشْبِیْهِ نَحْوُ زَیْدٌ کَالْاَسَدِ وَقَدْ تَکُوْنُ زَائِدَةً نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی: لَیْسَ کَمِثْلِهٖ

حَیْثُ وَمُذْ وَمُنْذُ لِابْتِدَاءِ الْغَایَةِ فِی الزَّمَانِ الْمَاضِی نَحْوُ مَارَأَیْتُهُ مُذْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ وَمَاذَهَبْتُ اِلَیْهِ مُنْذُ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ وَقَدْ تَکُوْنَانِ بِمَعْنٰی جَمِیْعِ الْمُدَّةِ نَحْوُ مَارَأَیْتُهُ مُذْ یَوْمَیْنِ . (ص۱۰۶، رجالیہ)

عبارت پر اعراب لگائیے، تشریح کیجئے، تمام مثالوں کی ترکیب کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کی تشریح (۳) مثالوں کی ترکیب۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کی تشریح:۔ یہاں مصنفؒ حروف جارہ میں سے تین حروف (کاف، مذ، منذ) کا ذکر فرما رہے ہیں۔

کاف بھی حروف جارہ میں سے ایک حرف ہے، لفظی اعتبار سے اسم کو جر دیتا ہے اور معنوی اعتبار سے اکثر احوال میں کلام میں تشبیہ اور مشابہت کا معنی پیدا کر دیتا ہے، مثلاً اگر متکلم زید کو شیر سے تشبیہ دینا چاہے تو اسے کاف کا استعمال کر کے کہنا چاہیے زیدٌ کالأسد یعنی زید شیر کی طرح ہے۔ یہاں زید کو شیر کے مشابہ کیا گیا ہے۔

کاف بعض اوقات زائدہ بھی ہوتا ہے، زائد کا مطلب یہ ہے کہ معنا کوئی فائدہ نہیں دیتا البتہ لفظاً عمل کرتا ہے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے لیس کمثله شیئ یہاں کاف زائدہ ہے اگر کاف کو یہاں زائدہ نہ سمجھا جائے تو معنی فاسد ہو جاتا ہے۔

حروف جارہ میں سے مذ اور منذ بھی ہیں یہ دو حرفوں کا ایک گروپ ہے ہم معنی ہونے کی بناء پر ان دونوں کا ذکر ساتھ کیا گیا، یہ دونوں لفظاً اسم کو جر دیتے ہیں اور معنی دو معنوں کے لئے آتے ہیں۔

پہلا معنی جو اصل اور کثیر ہے، یہ ہے کہ یہ دونوں کسی بھی کام کے زمانہ ماضی میں شروع ہونے کے وقت کی اطلاع دیتے ہیں یعنی زمانہ ماضی میں ابتداءِ غایت کے لئے آتے ہیں، کام کے ختم ہونے یعنی انتہاءِ غایت نہیں بتلاتے۔

مذ کی مثال: مارأیته مذیوم الجمعة میں نے اسے جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا یعنی میرے اسے نہ دیکھنے کا آغاز جمعہ کے دن ہوا اور کب تک ایسا ہوگا؟ یہ معلوم نہیں ہے۔ منذ کی مثال: ماذهبت الیه منذ یوم الاثنین میں اس کے پاس پیر کے دن سے نہیں گیا یعنی میرے اس کے پاس نہ جانے کا آغاز پیر کے دن سے ہوا اور کب تک رہے گا؟ معلوم نہیں۔

لیکن مذ اور منذ کا ایک معنی اور بھی ہے جو قلیل ہے وہ یہ کہ یہ دونوں بعض اوقات کام کی مکمل مدت بتلاتے ہیں اس معنی اور ما قبل کے معنی میں فرق یہ ہے کہ اول معنی میں ابتداءِ غایت کا تو ذکر ہوتا ہے لیکن انتہاء کا علم نہیں ہوتا جبکہ اس ثانی الذکر معنی میں ابتداء اور انتہاء دونوں کا بیان ہوتا ہے۔ جیسے ما رأیته مذ یومین میں نے اسے دو دن سے نہیں دیکھا یعنی میرے اسے نہ دیکھنے کی کل مدت دو دن ہے۔

❸ مثالوں کی ترکیب:۔ "زید کالأسد" زید مبتداء کاف جارہ الأسد مجرور، جار مجرور ملکر کائن اسم فاعل کے متعلق ہو کر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"لیس کمثله شیئ" لیس فعل ناقص کاف جارہ مثل مضاف "ہ" ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر کاف جارہ کیلئے مجرور، جار مجرور ملکر ثابتا کے متعلق ہو کر خبر مقدم، شیئ اسم مؤخر، لیس اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"مارأیته مذ یوم الجمعة" مارأیت فعل "ت" ضمیر اس میں فاعل "ہ" ضمیر منصوب مفعول بہ، مذ جارہ یوم الجمعة مرکب اضافی مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"ماذهبت الیه منذ یوم الاثنین" ماذهبت فعل مع الفاعل الیه جار مجرور ملکر متعلق اوّل منذ جارہ یوم الاثنین مرکب اضافی ہو کر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ثانی ماذهبت فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"ما رأیتہ مذیومین" ما رأیت فعل مع الفاعل "ہ" ضمیر منصوب مفعول بہ۔ مذ جارہ یومین مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، ما رأیتہ فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاول ......وَلَامُ الْأَمْرِ وَهِيَ لِطَلَبِ الْفِعْلِ مِثْلُ لِيَضْرِبْ وَلَا النَّهْيِ وَهِيَ ضِدُّ لَامِ الْأَمْرِ أَيْ لِطَلَبِ تَرْكِ الْفِعْلِ مِثْلُ لَا يَضْرِبْ وَإِنْ وَهِيَ تَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَتَيْنِ وَتُسَمَّى الْأُولَى شَرْطًا وَالثَّانِيَةُ جَزَاءً مِثْلُ إِنْ تَضْرِبْ أَضْرِبْ. (ص۱۵۔رحمانیہ) عبارت پر اعراب لگائیے تشریح کیجئے، خط کشیدہ عبارت کی ترکیب کیجئے۔

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کی تشریح (۳) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب۔

جواب ...... ① عبارت پر اعراب:۔کما مرّ فی السوال آنفا۔

② عبارت کی تشریح:۔اس عبارت کا تعلق کتاب کی چھٹی نوع سے ہے جس میں ان حروف کا تذکرہ ہے جو فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں، سوال میں تین حروف جازمہ کا ذکر ہے۔ ① فعل مضارع کو جزم دینے والوں میں سے ایک لام امر ہے یہ وہ لام ہے جو لفظاً اور معناً مضارع میں عمل کرتا ہے لفظی عمل تو یہ کرتا ہے کہ مضارع کو مجزوم کر دیتا ہے اور معنوی عمل یہ کرتا ہے کہ مضارع کا معنی حال و استقبال سے تبدیل کر کے اس میں طلب کا معنی پیدا کر دیتا ہے۔ جیسے لِيَضْرِبْ یہ اصل میں يَضْرِبُ تھا، لام امر نے داخل ہو کر اسے جزم دے دیا لِيَضْرِبْ ہو گیا، مضارع میں اس کا معنی "چاہیے کہ وہ مارے" ہے۔

② مضارع کو جزم دینے والے حروف میں سے ایک لاء نہی ہے یہ لا بھی لام اَمر کی طرح دو کام کرتا ہے۔ ایک تو یہ کہ مضارع کو مجزوم کر دیتا ہے اور دوسرا یہ کہ مضارع میں فعل کو چھوڑ دینے کی طلب کا معنی پیدا کر دیتا ہے مثلاً لا يضربْ یہ يضربُ تھا، لاء نہی نے داخل ہو کر اسے مجزوم کر دیا اور معنی "چاہیے کہ وہ نہ مارے" ہو گیا۔

③ حروف جازمہ میں سے تیسرا اِن شرطیہ ہے۔ اِن شرطیہ اور لام اَمر، لاء نہی میں تھوڑا سا فرق ہے وہ یہ کہ لام امر اور لاء نہی فقط ایک جملہ پر داخل ہوتے ہیں لیکن اِن شرطیہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے اور دونوں کو مجزوم کر دیتا ہے، اصطلاح نحو میں پہلے جملہ کو شرط اور دوسرے جملہ کو جزاء کہا جاتا ہے جیسے إِنْ تضربْ أضربْ "اگر تم مارو گے تو میں بھی ماروں گا"۔

③ خط کشیدہ عبارت کی ترکیب:۔واؤ عاطفہ تسمی فعل مضارع مجہول الأولى نائب فاعل شرطاً مفعول بہ، تسمی فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ تسمی فعل مجہول مقدر الثانية نائب فاعل جزاءً مفعول بہ، تسمی فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ معطوف مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی ......أسماء تسمى أسماء الأفعال وهي تسعة، ستة منها موضوعة للأمر الحاضر وتنصب الاسم على المفعولية... مثل روید زیدا..... بلہ زیدا..... دونک زیدا..... علیک زیدا۔ (ص۲۱۔رحمانیہ)

اسم فعل کی تعریف اور اسکے احکام لکھیں، نیز بتائیں کہ قطام، غلاب، حضار اسماء افعال میں سے ہیں یا نہیں۔ مثالوں کی ترکیب بھی کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) اسم فعل کی تعریف (۲) اسم فعل کے احکام (۳) مذکورہ الفاظ کے اسماء افعال ہونے کی وضاحت (۴) مثالوں کی ترکیب۔

جواب ...... ❶ اسم فعل کی تعریف:۔ اسم فعل وہ اسم ہے جو فعل ماضی یا امر کا معنی ادا کرے یا اس فعال کے وزن پر ہو جو امر کے معنی میں ہو، جیسے هَيْهَاتَ بمعنی بَعُدَ (ماضی) رُوَيْدَ بمعنی أَمْهِلْ (امر)۔

❷ اسم فعل کے احکام:۔ اسمائے افعال کے بارہ میں جب یہ معلوم ہو چکا کہ وہ یا فعل ماضی کے معنی میں ہونگے یا امر حاضر کے معنی میں ہوں گے اور یہ دونوں مبنی الاصل ہیں ان کے معنی میں ہونے کی وجہ سے اسمائے افعال بھی مبنی ہونگے۔

❸ مذکورہ الفاظ کی وضاحت:۔ قطام، غلاب، حضار، اسماء افعال میں سے ہیں یا نہیں تو اس کو جاننے سے قبل یہ بات جان لیں کہ فَعَالِ کی پانچ اقسام ہیں ① فعال بمعنی امر حاضر جیسے نزالِ بمعنی انزل ② فعال بمعنی مصدر معرفہ جیسے فجار بمعنی الفجور ③ فعال مونث کی صفت جیسے یافساق بمعنی فاسقة ④ وہ فعال جو اعیان مونث کا علم ہو مگر آخری حرف راء نہ ہو جیسے قطام، غلاب ⑤ وہ فعال جو اعیان مونث کا علم ہو اور آخری حرف را ہو جیسے حضار، تمار، مذکورہ پانچ اقسام میں سے صرف پہلی قسم اسم فعل ہے باقی تمام اقسام اگرچہ اس کے ساتھ وزن میں لاحق ہونے کی وجہ سے مبنی ہیں مگر اسماء افعال نہیں ہیں، پس معلوم ہوا کہ مذکورہ تینوں کلمات بھی اسم فعل نہیں ہیں۔

❹ مثالوں کی ترکیب:۔ "رُوَيْدَ زَيْدًا" رُوَيْدَ اسم فعل بمعنی أَمْهِلْ امر حاضر انت ضمیر اس کا فاعل زَيْدًا مفعول بہ، اسم فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

"بَلْهَ زَيْدًا، دُونَكَ زَيْدًا، عَلَيْكَ زَيْدًا" ان تینوں مثالوں کی ترکیب بھی بالکل رُوَيْدَ زَيْدًا کی طرح ہے۔

﴿الورقة الخامسة: في الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ......مذکورہ صیغوں کی تعلیل ذکر کریں: تَقِيْنَ، قِ، مَوْقِيٌّ، دُعُوْا، لَمْ يَذُبَّ، مَرْضِيٌّ، دَاعٍ، تَزْمِيْنَ۔

جواب ...... ❶ "تَقِيْنَ" اصل میں تَوْقِيِيْنَ تھا، يَعِدُ والے قاعدہ سے واؤ گرنے کے بعد تَقِيِيْنَ ہو گیا، پھر یاء پر کسرہ دشوار تھا اس کو گرایا تو دو یاء ساکن جمع ہونے کی وجہ سے ایک یاء کو گرادیا تَقِيْنَ ہو گیا۔

"قِ" مضارع معروف تَقِيْ سے بنایا گیا ہے بایں طور کہ اولاً شروع سے علامت مضارع تاء کو گرادیا پھر جزم کی وجہ سے آخر سے حرف علت کو گرادیا "قِ" ہو گیا۔ "مَوْقِيٌّ" (اسم مفعول)، یہ اصل میں مَوْقُوْيٌ تھا۔ واؤ اور یاء فعل غیر ملحق میں جمع ہوئے اور ان میں سے کوئی دوسرے سے بدلا ہوا نہیں تھا اور اُن میں سے پہلا حرف ساکن تھا تو واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا پھر یاء کی مناسبت سے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا مَوْقِيٌّ ہو گیا۔

دُعُوْا: اصل میں دُعِوُوْا تھا واؤ کو یاء سے بدلا تو دُعِيُوْا ہو گیا۔ پھر یاء پر ضمہ ثقیل تھا اس لئے عین کی حرکت دور کر کے یاء کا ضمہ اُسے دے دیا اور یاء کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرادیا، دُعُوْا ہو گیا۔ "لَمْ يَذُبَّ" اصل میں لَمْ يَذْبُبْ تھا، ب کا ضمہ نقل کر کے "ذ" کو دیا اور دو ساکن جمع ہوئے، پہلے ساکن کا دوسرے میں ادغام کر دیا اور حرکت فتحہ دیدی تو لَمْ يَذُبَّ ہو گیا۔

"مَرْضِيٌّ" اصل میں مَرْضُوْوٌ تھا ماضی و مضارع کی موافقت سے واؤ کو یاء سے بدلا پھر واؤ اور یاء ایک جگہ جمع ہوئے ان میں سے اول ساکن تھا واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا پھر یاء کی مناسبت سے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدلا تو مَرْضِيٌّ ہو گیا۔

"دَاعٍ" یہ اصل میں دَاعِوٌ تھا واؤ اسم فاعل کے آخر میں واقع ہوئی اس کا ماقبل مکسور تھا تو واؤ کو یاء کر دیا دَاعِيٌ ہو گیا پھر یاء پر ضمہ ثقیل تھا اس کو گرایا تو دو ساکن جمع ہو گئے یاء کو گرادیا دَاعٍ ہو گیا۔ "تَزْمِيْنَ" اصل میں تَرْمِيِيْنَ تھا، کسرہ کے بعد

یا تھی پھر اس کے بعد یا آئی تو یاء اول ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گئی تو مین ہو گیا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ..... اَسْمَاءٌ تُسَمّٰى اَسْمَاءَ الْاَفْعَالِ وَهِیَ تِسْعَةٌ سِتَّةٌ مِنْهَا مَوْضُوْعَةٌ لِلْاَمْرِ الْحَاضِرِ وَتَنْصِبُ الْاِسْمَ عَلَى الْمَفْعُوْلِیَّةِ ۔

اعراب لگا کر ترجمہ کریں، اسماءِ افعال میں سے کم از کم چھ اسماء ذکر کریں۔ خط کشیدہ جملے کی ترکیب نحوی کریں۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾..... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) اسماءِ افعال کی نشاندہی (۴) مخطوط جملے کی نحوی ترکیب۔

جواب ..... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفاً۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ وہ اسماء جن کا نام اسماءِ افعال رکھا جاتا ہے وہ نو (۹) ہیں۔ اُن میں سے چھ امر حاضر کیلئے موضوع ہیں اور یہ اسماء اسم کو مفعول ہونے کی بناء پر نصب دیتے ہیں۔

❸ اسماءِ افعال کی نشاندہی:۔ اسماء افعال کل نو ہیں: ان میں سے چھ امر حاضر کے معنی میں ہوتے ہیں اور ان کا فاعل ان کے اندر ضمیر مستتر ہوتی ہے اور یہ مابعد والے اسم کو مفعول ہونے کی بناء پر نصب دیتے ہیں اور وہ چھ اسماء یہ ہیں۔ ① رُوَیْدَ بمعنی اَمْهِلْ جیسے روید زیدًا ای امهل زیدًا (زید کو مہلت دو) ② بَلْهَ بمعنی دع جیسے بله زیدًا ای دع زیدًا (زید کو چھوڑ دو) ③ دونك بمعنی خذ جیسے دونك زیدًا ای خذ زیدًا (زید کو پکڑو) ④ علیك بمعنی الزم جیسے علیك زیدا ای الزم زیدًا (زید کو لازم پکڑو) ⑤ حیهل بمعنی ایت جیسے حیهل الصلٰوۃ ای ایت الصلٰوۃ (نماز کی طرف آؤ) ⑥ ها بمعنی خذ جیسے هازیدًا ای خذ زیدًا (زید کو پکڑو)۔

بقیہ تین اسماء فعل ماضی کیلئے موضوع ہیں اور اپنے مابعد کو فاعل ہونے کی بنا پر رفع دیتے ہیں اور وہ تین اسماء یہ ہیں ① هیهات بمعنی بَعُدَ جیسے هیهات زید ای بعد زید (زید دور ہوا) ② سرعان بمعنی سرع جیسے سرعان زید ای سرع زید (زید نے جلدی کی) ③ شتان بمعنی افترق جیسے شتان زید و عمرو ای افترق زید و عمرو (زید و عمرو جدا ہو گئے)

❹ مخطوط جملے کی نحوی ترکیب:۔ واؤ استینافیہ تنصب فعل ضمیر فاعل الاسم مفعول بہ علیٰ جارہ المفعولیۃ مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿الورقة الخامسة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ..... اَلْاِنْفِیَاضُ سے امر حاضر معروف کی گردان لکھیں۔ درج ذیل صیغے بتائیں: وَلِیّ، دُعُوْا، لَمْ یَرْمُوْا، نَبَأ، اِخْتَرَ

﴿ خلاصۂ سوال ﴾..... اس سوال کا حاصل دو امور ہیں: ① اَلْاِنْفِیَاضُ سے امر حاضر معروف کی گردان ② مذکورہ صیغوں کی وضاحت۔

جواب ..... ❶ اَلْاِنْفِیَاضُ سے امر حاضر معروف کی گردان:۔ اِنْفَضْ اِنْفَضَا اِنْفَضُّوْا اِنْفَضِیْ اِنْفَضَا اِنْفَضْنَ۔

❷ مذکورہ صیغوں کی وضاحت:۔ وَلِیّ: صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از باب ضرب بمعنی بچانا۔

دُعُوْا: صیغہ جمع مذکر غائب بحث فعل ماضی مجہول از باب نصر بمعنی بلانا۔

لَمْ یَرْمُوْا: صیغہ جمع مذکر غائب بحث نفی جحد بلم معلوم از باب ضرب بمعنی پھینکنا۔

ذَبَّا: صیغہ تثنیہ مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از باب نصر بمعنی دور کرنا۔

اِخْتَارَ: صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از باب افتعال بمعنی پسند کرنا۔

الشق الثانی ...... اَلْاِسْتِخَارَةُ مصدر سے ماضی معروف کی صرف کبیر لکھیں۔

درج ذیل صیغے بتائیں: دَعَوْا، اِنْقَادَ، خَائِفٌ، مَبِيْعٌ، رَضِيَ۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل دو امور ہیں: ① اَلْاِسْتِخَارَةُ سے ماضی معروف کی گردان ② مذکورہ صیغوں کی وضاحت۔

جواب ...... ❶ اَلْاِسْتِخَارَةُ سے ماضی معروف کی گردان:۔ اِسْتَخَارَ اِسْتَخَارَا اِسْتَخَارُوْا اِسْتَخَارَتْ اِسْتَخَارَتَا اِسْتَخَرْنَ اِسْتَخَرْتَ اِسْتَخَرْتُمَا اِسْتَخَرْتُمْ اِسْتَخَرْتِ اِسْتَخَرْتُمَا اِسْتَخَرْتُنَّ اِسْتَخَرْتُ اِسْتَخَرْنَا۔

❷ مذکورہ صیغوں کی وضاحت:۔ دَعَوْا: صیغہ جمع مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از باب نصر بمعنی بلانا۔

اِنْقَادَ: صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از باب انفعال بمعنی تابعدار ہونا۔

خَائِفٌ: صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از باب سمع بمعنی ڈرنا۔

مَبِيْعٌ: صیغہ واحد مذکر بحث اسم مفعول از باب ضرب بمعنی بیچنا۔

رَضِيَ: صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از باب سمع بمعنی راضی و خوش ہونا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ...... مہموز کسے کہتے ہیں؟ اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

اَوْقَدَ ہفت اقسام میں کیا ہے؟ اَلْوَعْدُ مصدر سے صرف صغیر لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① مہموز کی تعریف و اقسام ② اَوْقَدَ کے ہفت اقسام کی تعیین ③ اَلْوَعْدُ سے صرف صغیر۔

جواب ...... ❶ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۲۹ھ۔

❷ اَوْقَدَ کے ہفت اقسام کی تعیین:۔ اس کا مصدر ایقادٌ ہے جو اصل میں اِوْقَادٌ تھا۔ یہ ہفت اقسام میں مثال واوی ہے۔

❸ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۳۴ھ۔

الشق الثانی ...... معتل کسے کہتے ہیں؟ اَلرُّؤْيَةُ مصدر سے صرف صغیر لکھیں۔ يَدْعُوْنَ جمع مؤنث غائب کی اصل کیا ہوگی؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① معتل کی تعریف ② اَلرُّؤْيَةُ مصدر سے صرف صغیر ③ يَدْعُوْنَ جمع مؤنث غائب کی اصل۔

جواب ...... ❶ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۲۹ھ۔

❷ اَلرُّؤْيَةُ سے صرف صغیر:۔ اَلرُّؤْيَةُ (فتح مہموز العین و ناقص یائی) بمعنی دیکھنا۔

رَأَى يَرٰى رُؤْيَةً فَهُوَ رَآءٍ وَرُءِيَ يُرٰى رُؤْيَةً فَذَاكَ مَرْئِيٌّ مَارَأٰى مَا رُئِيَ لَمْ يَرَ لَمْ يُرَ لَايَرٰى لَايُرٰى لَنْ يَرٰى لَنْ يُرٰى لَيَرَيَنَّ لَيَرَيَنْ لَيُرَيَنَّ لَيُرَيَنْ اَلْاَمْرُ مِنْهُ رَ لِتُرَ لِيَرَ لِيُرَ رَيَنَّ لِتُرَيَنَّ لِيَرَيَنَّ لِيُرَيَنَّ رَيَنْ لِتُرَيَنْ لِيَرَيَنْ لِيُرَيَنْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَاتَرَ لَاتُرَ لَايَرَ لَايُرَ لَاتَرَيَنَّ لَاتُرَيَنَّ لَايَرَيَنَّ لَايُرَيَنَّ لَاتَرَيَنْ لَاتُرَيَنْ لَايَرَيَنْ لَايُرَيَنْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَرْىً مَرْيَانِ مَرَآءٍ وَمُرَيٌّ وَالْاٰلَةُ مِنْهُ مِرْىً مِرْيَانِ مَرَآءٍ وَمُرَيٌّ مِرْاٰةٌ مِرَاٰتَانِ مَرَآءٍ وَمُرَيِّيَةٌ

مِرَآۃٌ مِرَاۃٌ انِ مَرَآءٍ وَمُرَيِّئٌ اَفعَلُ التَّفضِيلِ اَلْمُذَكَّرُ مِنهُ اَرٰى اَرْيَانِ اَرَوْنَ اَرَآءٍ و اُرَيّ وَالْمُؤَنَّثُ مِنهُ رُوْىٰ رُوْيَيَانِ رُوْيَيَاتٌ رُوًى و رُوَىٌّ۔

③ يَدْعُوْنَ جمع مؤنث غائب کی اصل:۔ یہ جمع مؤنث غائب کا صیغہ اپنی اصل پر ہی ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱٤٤۰ھ

الشق الاوّل ...... درج ذیل عبارت کا ترجمہ کریں: "النوع التاسع: أسماء تسمی أسماء الأفعال، وهي تسعة، ستة منها موضوعة للأمر الحاضر، وتنصب الاسم على المفعولية".

اسماء افعال کی کتنی قسمیں ہیں؟۔ جملہ نِیْ زَيْدٌ مَرِيْضًا میں مَرِيْضًا پر نصب کیوں پڑھا جاتا ہے؟

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں ① عبارت کا ترجمہ ② اسماء افعال کی اقسام ③ مَرِيْضًا پر نصب کی وجہ

جواب ...... ① و ② کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثالث ۱٤۳۹ھ۔

③ یہ زیدٌ (فاعل) سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

الشق الثانی ...... باء حرف جر کے کوئی چار معانی لکھیں۔ افعال قلوب کون کون سے ہیں؟ عوامل سماعی کون سے ہیں؟

﴿خلاصہ سوال﴾ ... اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① باء حرف جر کے معانی ② افعال قلوب کی نشاندہی ③ عوامل سماعی کی وضاحت۔

جواب ...... ① کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثالث ۱٤۳۱ھ۔

② :۔ افعال قلوب سات ہیں: علمت، ظننت، حسبت، خلت، رأیت، وجدت، زعمت ہیں یہ افعال مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں اور دونوں کو مفعولیت کی بناء پر نصب دیتے ہیں جیسے علمت زیدًا فاضلًا، ظننت بکرًا شاعرًا، خلت عمروا کاتبًا۔

③ :۔ عوامل سماعیہ اکیانوے ہیں، جو تیرہ اقسام پر مشتمل ہیں ① حروف جر: یہ سترہ ہیں ② حروف مشبہ بالفعل: یہ چھ ہیں ③ ماولا مشابہ بلیس: یہ دو ہیں ④ حروف ناصبہ للاسم: یہ سات ہیں ⑤ حروف ناصبہ للمضارع: یہ چار ہیں ⑥ حروف جازمہ للمضارع: یہ پانچ ہیں ⑦ اسماءِ جازمہ للمضارع: یہ نو ہیں ⑧ اسماء ناصبہ للنکرہ: یہ چار ہیں ⑨ اسماء افعال: یہ نو ہیں ⑩ افعال ناقصہ: یہ تیرہ ہیں ⑪ افعال مقاربہ: یہ چار ہیں ⑫ افعال مدح وذم: یہ چار ہیں ⑬ افعال قلوب یہ سات ہیں۔

﴿لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیّ العظیم﴾

الورقة السادسة
عقائد
حیات المسلمین (اردو)

﴿الورقة السادسة : فی السیرة والاخلاق﴾

﴿السوال الاول﴾   ۱۴۳۷ھ

الشق الاول ......علم حاصل کرنے کی فرضیت وفضیلت کوآیات کریمہ واحادیث نبویہ کی روشنی میں بیان کریں۔ نیز دین سیکھنے سکھانے کے طریقے اختصار کے ساتھ بیان کریں۔ قرآن مجید کے پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت لکھیں۔

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں:(۱) حصول علم کی فرضیت وفضیلت (۲) دین سیکھنے سکھانے کے طریقے (۳) قرآن مجید کے پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت۔

جواب ...... ❶ حصول علم کی فرضیت وفضیلت:۔ علم دین کی تعلیم وتحصیل یعنی دین کا سیکھنا سکھلانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ارشاد نبوی ہے کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو، شہری ہو یا دیہاتی ہو، امیر ہو یا غریب ہو سب پر فرض ہے۔ اور علم کا مطلب عربی پڑھنا نہیں بلکہ اس کا مطلب دین کی باتیں سیکھنا معتبر عالموں سے پوچھنا مختلف واعظوں سے سننا وغیرہ سب امور شامل ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بہترین صدقہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان آدمی کوئی دین کی بات سیکھے اور پھر آگے سکھلائے۔ معلوم ہوا کہ دین کی بات سیکھ کر آگے سکھلانے کا ثواب تمام امور خیر سے زیادہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اے ایمان والو اپنے آپ کو اور گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔ اس کی تفصیل میں حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ اپنے گھر والوں کو بھلائی یعنی دین کی باتیں سکھاؤ، پس معلوم ہوا کہ اپنے گھر والوں کو دین کی باتیں سکھلانا فرض ہے ورنہ اس کا انجام دوزخ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان والے کے عمل اور نیکیوں میں سے جس چیز کا ثواب مرنے کے بعد بھی اُس کو پہنچتا رہتا ہے اُن میں علم بھی شامل ہے۔ جو کسی دوسرے کو سکھلایا ہو یعنی کسی کو پڑھایا ہو یا مسئلہ بتلایا ہو یا کوئی کتاب لکھی ہو یا کوئی کتاب خرید کر وقف کی ہو، یہ ساری باتیں اس میں شامل ہیں۔

❷ دین سیکھنے وسکھانے کے طریقے:۔ ① جو لوگ اردو حروف پہچان سکتے ہیں اور پڑھ سکتے ہیں وہ اردو زبان میں دین کی معتبر کتابیں مثلاً بہشتی زیور، بہشتی گوہر، تعلیم الدین، قصد السبیل، تبلیغ دین، تسہیل المواعظ وغیرہ کسی اچھے جاننے والے سے سبق کے طور پر پڑھے اور جب تک کوئی پڑھانے والا نہ ملے تو ان کتابوں کو خود دیکھتا رہے اور سمجھنے کی کوشش کرتا رہے۔ اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو نشان لگا کر رکھ لے، جب کوئی عالم مل جائے تو اس سے پوچھ لے اور سمجھ لے اور جو علم حاصل ہو مسجد میں یا بیٹھک میں دوسروں کو بھی پڑھ کر سنا دیں۔ ② جو لوگ اردو نہیں پڑھ سکتے وہ کسی اچھے پڑھے لکھے سمجھدار آدمی کو اپنے پاس بلا کر اس سے وہی کتابیں سن لیا کریں اور دین کی باتیں پوچھ لیا کریں جن کا اوپر تذکرہ ہوا، اگر ایسا آدمی ہمیشہ کے لئے مل جائے تو بہت ہی اچھا ہے، اگر اس کو کچھ تنخواہ وغیرہ بھی دینا پڑے تو سب آدمی مل کر اس کی تنخواہ کا بھی انتظام کریں۔ ③ دین کا دنیا کا کوئی بھی کام کریں تو اس کی پابندی کریں اور جس کام کا اچھا یا برا ہونا معلوم نہ ہو اُس کو کسی عالم، اللہ والے سے پوچھ کر کریں۔ ④ وقتاً فوقتاً اللہ والوں سے ملتے رہیں، اگر ارادہ کر کے جائیں تو بہت ہی اچھا ہے اور اگر اتنی فرصت نہ ہو تو جب کبھی شہر میں جانے کا اتفاق ہو اور وہاں کوئی عالم موجود ہو تو تھوڑی دیر کیلئے اس کے پاس بیٹھ جایا کریں اور کوئی بات یاد آجائے تو پوچھ لیا کریں۔ ⑤ وقتاً فوقتاً مہینہ دو مہینہ میں کسی عالم یا واعظ کو اپنے گاؤں یا محلے میں بلا کر اس کا وعظ سنیں جس سے اللہ کی محبت اور خوف دل میں پیدا ہو کہ اس سے دین پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

❸ قرآن مجید کے پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت:۔ قرآن مجید کا پڑھنا اور پڑھانا انتہائی عظیم اور باعث فضیلت عمل ہے۔ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اس کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے سب سے بہترین اور اچھا شخص وہ ہے جو قرآن کریم سیکھے اور سکھلائے۔ جبکہ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا کہ قرآن کریم کی دو آیتوں کا سیکھنا

دو اونٹوں کے ملنے سے بہتر ہے اور تین آیتوں کا سیکھنا تین اونٹنیوں کے ملنے سے بہتر ہے، اسی طرح جتنی آیات ہوں گی وہ اتنے ہی اونٹوں سے افضل وبہتر ہیں۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے قرآن کریم پڑھا اور اس کے احکامات پر عمل کیا تو قیامت کے دن اُسکے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائے جس کی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ خوبصورت ہوگی۔ ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآن کریم پڑھے اور اسکو یاد کرے اسکے حلال کو حلال اور اُسکے حرام کو حرام جانے تو اللہ تعالیٰ خود اُس شخص کو بھی جنت میں داخل کریں گے اور اس کی سفارش اسکے گھر والوں کے ایسے لوگوں کے حق میں قبول فرمائیں گے جن پر جہنم لازم ہو چکی ہوگی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کیلئے سفارشی بن کر آئے گا۔

الشق الثانی ...... نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کے فوائد اور برے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کے نقصانات تحریر کریں۔ نیک لوگوں سے کون لوگ مراد ہیں؟ اسکے اوصاف تحریر کریں۔ نیک لوگوں کی صحبت کی ترغیب اور بری صحبت کی مذمت کی دو، دو آیات یا احادیث تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں۔ (۱) نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کے فوائد (۲) نیک لوگوں کی مراد واوصاف (۳) برے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کے نقصانات۔ (۴) نیک لوگوں کی صحبت کی ترغیب اور بری صحبت کی مذمت۔

جواب ...... ❶ <u>نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کے فوائد:۔</u> انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ دوسرے انسان کے خیالات اور حالات سے، بہت جلد اور بہت قوت کے ساتھ بغیر کسی خاص کوشش کے اثر قبول کرتا ہے، اچھا اثر بھی قبول کرتا ہے اور برا اثر بھی۔ اس لئے اچھی صحبت بہت بڑے فائدے کی چیز ہے اور بری صحبت اسی طرح بڑے نقصان کی چیز ہے۔

نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھنا تا کہ ان سے اچھی باتیں سنی جائیں اور اچھی خصلتیں سیکھی جائیں اور جو نیک لوگ گزر گئے ان کے حالات کی کتابیں پڑھنا یا کسی سے پڑھوا کر ان کے حالات معلوم کرنا یہ بھی اُن کی مجلس میں بیٹھنے کی مثل ہے۔

نیک صحبت کو دین کے سنوارنے میں دل کے مضبوط ہونے میں بڑا دخل ہے اسی طرح بری صحبت کو دین کے بگاڑنے میں اور دل کے کمزور ہونے میں بڑا دخل ہے۔ لہٰذا نیک صحبت کو اختیار کرنے اور بری صحبت سے بچنے کی کوشش کی جائے۔

❷ <u>نیک لوگوں کی مراد واوصاف:۔</u> نیک لوگوں سے مراد وہ شخص ہے جس کو ضرورت کے مطابق دین کی باتوں سے واقفیت ہو، جس کا عقیدہ اچھا ہو، شرک وبدعت اور دنیا کی رسموں سے بچتا ہو، اعمال اچھے ہوں، لین دین صاف ہو، حلال وحرام کی احتیاط ہو، اخلاق اچھے ہوں، مزاج میں عاجزی ہو، کسی کو بلاوجہ تکلیف نہ دیتا ہو، حاجت مندوں کو ذلیل نہ سمجھتا ہو، اخلاق باطنی بھی اچھے ہوں، اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوف دل میں رکھتا ہو، دل میں دنیا کی لالچ نہ ہو، دین کے مقابلہ میں مال وراحت اور آبرو کی پرواہ نہ کرتا ہو، آخرت کی زندگی کے سامنے دنیا کو عزیز نہ رکھتا ہو، ہر حال میں صبر وشکر کرتا ہو۔ جس شخص کو مذکورہ باتوں کی پوری پہچان نہ ہو اس کیلئے پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے زمانے کے نیک لوگ جن کو اکثر مسلمان نیک سمجھتے ہوں وہ جس شخص کو اچھا کہتے ہوں اور اسکے پاس بیٹھنے سے بری باتوں سے دل ہٹنے لگے اور نیک باتوں کی طرف دل جھکنے لگے تو اُسی کی صحبت اختیار کی جائے۔

❸ <u>برے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کے نقصانات:۔</u> جس شخص میں بری باتیں موجود ہوں کسی سخت مجبوری کے بغیر اس سے میل جول نہیں رکھنا چاہیے اس سے دین تو بالکل تباہ ہوتا ہی ہے بعض دفعہ دنیا کا بھی نقصان ہو جاتا ہے، کبھی تو جانی نقصان ہوتا ہے کہ کسی تکلیف اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور کبھی مال بلاوجہ خرچ ہو جاتا ہے یا دھوکہ میں آ کر کسی کو دے دیا جاتا ہے۔ خواہ محبت کے جوش میں ہو یا قرض کے طور پر ہو اور کبھی آبرو کا نقصان ہوتا ہے کہ رسوائی اور بدنامی کے علاوہ کچھ نہیں ملتا۔

❹ <u>نیک لوگوں کی صحبت کی ترغیب اور بری صحبت کی مذمت:۔</u> ارشاد باری ہے کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری

آیات اور احکام میں عیب جوئی کررہے ہیں تو ایسے لوگوں سے کنارہ کش ہو جائے یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں اور اگر تمہیں شیطان بھلائے یعنی ایسی مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت یاد نہ رہے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھو بلکہ ایسے لوگوں سے کنارہ کش ہو جاؤ جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے۔

آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ہم جن لوگوں کے پاس بیٹھتے ہیں ان میں سب سے اچھا شخص کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا دیکھنا تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلائے اور جس کا بولنا تمہارے علم میں ترقی دے اور جس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھے ہم نشین کی مثال مشک والے کی ہے کہ وہ اولاً تجھے مشک دے گا ورنہ تجھے خوشبو تو پہنچ ہی جائے گی اور برے ہم نشین کی مثال بھٹی والے کی ہے کہ وہ تیرے کپڑوں کو جلا دے گا اور اگر کپڑے بچ گئے تو گندگی بو تو بہرصورت تجھے پہنچ ہی جائیگی یعنی نیک صحبت سے اگر کامل نفع نہ ہو تب بھی کچھ نہ کچھ ضرور حاصل ہوگا اور بری صحبت سے کسی نہ کسی طرح ضرر ضرور پہنچے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ایسی بات نہ بتلاؤں جس پر دین کا بڑا مدار ہے اور جس سے تم دنیا وآخرت کی بھلائی حاصل کرسکتے ہو ① اہل ذکر کی مجلس کو مضبوط پکڑو ② جب تنہا ہوا کرو جہاں تک ممکن ہو اللہ کے ذکر کے ساتھ زبان کو متحرک رکھا کرو ③ اللہ کے لئے ہی محبت کرو اور اللہ کے لئے ہی بغض رکھو۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاول ...... مسلمانوں کے عمومی حقوق کے لزوم وادائیگی پر مشتمل پانچ احادیث قلمبند کریں۔ نیز اپنی جان کے حقوق کی ادائیگی کو احادیث نبویہ کی روشنی میں وضاحت سے تحریر کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں: (۱) مسلمانوں کے عمومی حقوق کے لزوم وادائیگی کی پانچ احادیث (۲) اپنی جان کے حقوق کی ادائیگی کی وضاحت۔

جواب ...... ① **مسلمانوں کے عمومی حقوق کے لزوم وادائیگی کی پانچ احادیث:** ① آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو غیبت کیا چیز ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ غیبت اپنے بھائی کا ایسے طور پر ذکر کرنا ہے کہ اگر اس کو خبر ہو تو وہ اس کو ناگوار ہو۔ عرض کیا گیا کہ اگر اس میں وہ بات موجود ہو تو پھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ بات اس میں موجود ہو تو غیبت ہے اور اگر وہ بات موجود نہ ہو تو پھر بہتان ہے۔ ② آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کو گناہ سے عار دلائے تو اُس کو اس وقت تک موت نہ آئے گی جب تک وہ خود اس گناہ میں مبتلا نہ ہو جائے۔

③ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مسلمان بھائی سے خواہ مخواہ بحث نہ کیا کرو اور نہ اس سے ایسی دل لگی کرو جو اس کو ناگوار ہو اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جسے پورا نہ کرسکو۔ ④ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اور وہ شخص جو کسی یتیم کو اپنے ذمے لے لے خواہ وہ یتیم اس کا عزیز ہو یا غیر ہو، ہم دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ ﷺ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی سے اشارہ کیا۔ اور دونوں انگلیوں میں تھوڑا سا فرق بھی کیا۔ اس لئے کہ نبی اور غیر نبی کے مرتبہ میں فرق ضروری ہے۔

⑤ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ظالم ہونے کی صورت میں کیسے مدد کی جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسکو ظلم سے روکو، یہی ظالم کی مدد کرنا ہے۔

② **اپنی جان کے حقوق کی ادائیگی کی وضاحت:** ہماری جان بھی اللہ تعالیٰ کی ملک ہے جو ہمیں بطور امانت دی گئی ہے اس لئے شرعی حکم کے موافق اس کی حفاظت ہمارے ذمے ہے اور اس کی حفاظت میں صحت کی حفاظت، قوت کی حفاظت اور جمعیت

کی حفاظت شامل ہے۔ یعنی اپنے اختیار سے کوئی ایسا کام نہ کرے جس میں جان پریشانی میں مبتلا ہو کیونکہ ان چیزوں میں خلل آنے سے دین کے کاموں میں ہمت نہیں رہتی اور حاجت مندوں کی خدمت وامداد نہیں ہو سکتی اور بسااوقات ناشکری و بے صبری سے انسان اپنا ایمان بھی کھو بیٹھتا ہے۔ آپ ﷺ نے ایک شخص سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو یعنی اُن کو دین کے کاموں کا ذریعہ بنالو، جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، مالداری کو افلاس سے پہلے، بے فکری کو پریشانی سے پہلے، زندگی کو موت سے پہلے غنیمت سمجھو۔

آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص تم میں سے اس حالت میں صبح کرے کہ اسے اپنی جان سے متعلق پریشانی سے امن ہو، بدن کے متعلق بیماری سے عافیت ہو اور دن بھر کے کھانے کا راشن موجود ہو تو یوں سمجھو کہ اُس کے لئے ساری دنیا سمیٹ کر دے دی گئی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ طاقت ورقوت والا مؤمن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کم قوت والے مؤمن سے بہتر اور پیارا ہے۔

الشق الثانی ......زکوٰۃ کا شرعی حکم بیان کریں نیز جن چیزوں میں زکوٰۃ فرض ہے ان کی تفصیل قلمبند کریں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے فضائل اور عدم ادائیگی پر وعید کو آیات واحادیث کی روشنی میں تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں۔ (۱) زکوٰۃ کا شرعی حکم (۲) اموال زکوٰۃ کی تفصیل (۳) زکوٰۃ کی ادائیگی کے فضائل اور عدم ادائیگی پر وعید۔

جواب ...... ❶ **زکوٰۃ کا شرعی حکم:۔** زکوٰۃ کی ادائیگی کرنا بھی نماز کی مثل اسلام کا ایک اہم رکن اور لازمی حکم ہے۔ بہت سی آیات میں زکوٰۃ دینے کا حکم اور دینے کا ثواب اور نہ دینے پر عذاب مذکور ہے۔ نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص لازم ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا نہیں کرتا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

❷ **اموال زکوٰۃ کی تفصیل:۔** اموال زکوٰۃ یعنی جن چیزوں میں زکوٰۃ فرض ہے وہ متعدد چیزیں ہیں۔

① سونا، چاندی خواہ ڈلی کی صورت میں ہو یا زیور کی صورت میں ہو، خواہ اپنے قبضہ میں ہو یا کسی کے ذمے ادھار ہو۔ خواہ سونا چاندی کے برتن ہوں اور ان کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے کی مالیت کو پہنچ جائے اور ان پر سال بھی گزر جائے تو ان پر چالیسواں حصہ زکوٰۃ فرض ہے۔

② مال تجارت جبکہ اس کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے کی مالیت کو پہنچ جائے۔

③ وہ جانور جن کو صرف دودھ اور بچے حاصل کرنے کے لئے پالا جائے اور وہ جانور جنگل میں چل پھر کر چرتے ہوں اور زکوٰۃ کے مقرر کردہ نصاب تک ان کی تعداد پہنچ جائے تو ان پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ ④ عشری زمین کی پیداوار۔

⑤ صدقہ فطر، جو عید کے دن زکوٰۃ والے شخص پر اپنی طرف سے اور زیر کفالت تمام افراد کی طرف سے واجب ہے۔

⑥ قربانی، جس شخص پر زکوٰۃ لازم ہے اس پر عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی بھی لازم ہے۔

❸ **زکوٰۃ کی ادائیگی کے فضائل اور عدم ادائیگی پر وعید:۔** آپ ﷺ نے فرمایا زکوٰۃ اسلام کا پل یا بلند عمارت ہے گویا اگر زکوٰۃ نہ دی جائے تو اسلام پر نہیں چل سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوا سے چاہیے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں نماز کی پابندی اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا گیا ہے اور جو شخص زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز بھی مقبول نہیں ہے۔ اور ایک روایت میں ارشاد ہے کہ جو شخص نماز کی پابندی کرے اور زکوٰۃ نہ دے وہ پورا مسلمان نہیں کہ اس کا نیک عمل اس کو نفع دے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو قوم زکوٰۃ دینا بند کر دے اللہ تعالیٰ اُن کو قحط میں مبتلا

کر دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مال خشکی میں یا دریا میں تلف ہوتا ہے تو وہ زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں (کلمہ طیبہ کے علاوہ) فرض کی ہیں۔ پس جو شخص ان میں سے تین کو ادا کرے تو وہ اس کو پورا کام نہ دیں گی جب تک اُن سب کو ادا نہ کرے اور وہ چار چیزیں نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج ہیں۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۲۷ھ

الشق الاوّل ...... روزہ و حج کا حکم قرآن واحادیث کی روشنی میں تحریر کریں نیز روزہ و حج کے فضائل تحریر کریں۔

جواب ...... ❶ **روزہ و حج کا حکم:۔** روزہ و حج بھی نماز و زکوٰۃ کی طرح اسلام کے اہم رکن، عظیم عمل اور لازمی احکام ہیں اور یہ اسلام کے بنیادی واساسی احکام میں سے ہیں ان کا منکر کافر ہے۔

❷ **روزہ و حج کے فضائل:۔** آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آدمی کے سب عمل اُس کے لئے ہیں مگر روزہ خاص میرے لئے ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے کسی بڑے عمل کا حکم دیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ رکھو، تین مرتبہ یہی جواب دینے کے بعد فرمایا کہ روزہ رکھو کیونکہ کوئی عمل اس کی مثل نہیں ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو کوئی ظاہری مجبوری یا کوئی شرعی عذر نہ ہو اور پھر وہ حج کئے بغیر مر جائے تو اُس کو اختیار ہے کہ خواہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو اللہ تعالیٰ قبول کرتے ہیں اور اگر وہ مغفرت طلب کریں تو ان کی مغفرت کی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حج اور عمرہ میں اتصال کرلیا کرو کیونکہ یہ دونوں افلاس اور گناہوں کو دور کرتے ہیں جیسا کہ بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کی مَیل کو دور کرتی ہے۔ بشرطیکہ کوئی دوسرا عمل اس کے خلاف کرنے والا نہ پایا جائے اور جو حج احتیاط سے کیا جائے اس کا بدلہ جنت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

الشق الثانی ...... صبر و شکر کے متعلق ایک جامع مضمون تحریر کریں جس میں صبر و شکر کی افادیت وفضائل کو بھی بیان کیا گیا ہو۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: (۱) صبر و شکر کے متعلق مضمون (۲) صبر و شکر کی افادیت وفضائل۔

جواب ...... ❶ **صبر و شکر کے متعلق مضمون:۔** انسان کو جو حالتیں پیش آتی ہیں خواہ اختیار ہوں یا غیر اختیاری ان میں سے کچھ طبیعت کے موافق ہوتی ہیں جن کو دل سے اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھنا اس پر خوش ہونا اور اپنی حیثیت سے زیادہ سمجھنا اور زبان سے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا اور اس نعمت کو گناہوں میں استعمال نہ کرنا شکر ہے۔ اور کچھ حالتیں طبیعت کیلئے ناگوار ہوتی ہیں، ان کے متعلق یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی میں کوئی مصلحت رکھی ہے اور شکایت نہ کرنا، اگر وہ کوئی حکم خداوندی ہے تو مضبوطی سے اس پر قائم رہنا اگر کوئی مصیبت ہے تو اس کو برداشت کرنا اور پریشان نہ ہونا صبر ہے۔ مثلاً نفس دین کے کاموں سے گھبراتا اور بھاگتا ہے، گناہ کے کاموں کا تقاضا کرتا ہے، عبادات سے جی چراتا ہے، حرام آدمی کو چھوڑنے یا کسی کا حق ادا کرنے سے ہچکچاتا ہے۔ ایسے وقت میں ہمت کر کے گناہ سے بچنا چاہیے اور دینی حکم کو بجالانا چاہیے۔ اگرچہ اس میں تکلیف ہی ہو کیونکہ بہت جلد یہ تکلیف آرام اور مزہ سے تبدیل ہو جائے گی مثلاً کوئی مصیبت پڑ گئی خواہ بیماری کی یا کسی کے مرنے کی، خواہ کسی دشمن کے ستانے کی، خواہ مال کے نقصان کی تو ایسے وقت میں مصیبت کی مصلحتوں کو یاد کرے اور سب سے بڑی مصلحت ثواب ہے اور اس مصیبت کا بلاضرورت اظہار نہ کرے اور دل میں ہر وقت اس کی سوچ و بچار نہ کرے اس سے ایک خاص سکون پیدا ہوتا ہے۔

شکر جس طرح خود اپنی ذات میں ایک عبادت ہے اسی طرح اس میں یہ خصوصیت بھی ہے کہ اس سے ایک دوسری عبادت یعنی صبر آسان ہو

جاتا ہے۔ عقلی طور پر تو اس طرح کہ جب اللہ کی نعمتوں کو سوچے گی اور ان پر خوش ہونے اور شکر کرنے کی عادت پختہ ہوگی تو مصیبت کے وقت یہ بھی سوچے گا کہ جس ذات نے اتنے احسانات کئے اگر اس کی طرف سے کوئی تکلیف پیش آ ہی گئی ہے تو وہ بھی ہماری مصلحت اور ثواب کے لئے ہے اور طبعی طور پر اس طرح صبر آسان ہوگا کہ نعمتوں کے سوچنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوگی اور جس سے محبت ہوتی ہے اس کی سختی ناگوار نہیں رہتی۔

❷ **صبر وشکر کی احادیث وفضائل:۔** ارشاد باری ہے کہ جو لوگ صابر وثابت قدم رہیں ہم ان کے اچھے کاموں کے عوض اُن کو اجر ضرور دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن پڑھتا اور اس کی اٹکتا ہو اور اس کو مشکل لگتا ہو تو اس کو دو ثواب ملیں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے محبوب عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگر چہ تھوڑا ہو۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ خواہشوں کے ساتھ گھری ہوئی ہے اور جنت ناگوار چیزوں کے ساتھ گھری ہوئی ہے۔

ان سب ارشادات میں نفس کے لئے دشوار امور پر صبر کرنے کی وجہ سے تعریف اور اجر کا ذکر ہے۔

ارشاد باری ہے کہ مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو ناشکری نہ کرو۔

ارشاد باری ہے ہم شکر کرنے والوں کو بہت جلد بدلہ عطاء کریں گے۔

ارشاد باری ہے کہ اگر تم میری نعمتوں کا شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ نعمت دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو پھر میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

ان ارشادات میں شکر کی وجہ سے اجر عظیم اور ناشکری کی وجہ سے عذاب وغیرہ کا ذکر ہے۔

﴿الورقة السادسة : فی السیرة والاخلاق﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۲۸ھ

الشق الاوّل ......نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس: الصحة والفراغ.

حدیث کا ترجمہ کریں اور اس کے مقصد پر روشنی ڈالیں۔ نماز کی اہمیت کو مختصر انداز میں قلم بند کریں۔ کم از کم دس آداب مسجد تحریر کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ......اس سوال کا حل چار امور ہیں۔ (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کا مقصد (۳) نماز کی اہمیت (۴) آداب مسجد۔

جواب ...... ❶ **حدیث کا ترجمہ:۔** (آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ) دو نعمتیں ایسی ہیں کہ ان کے متعلق کثرت سے لوگ لوٹے، خسارے ودھوکے میں رہتے ہیں، صحت وفراغت (بے فکری)۔

❷ **حدیث کا مقصد:۔** آپ ﷺ کے ارشاد کا مقصد یہ ہے کہ عموماً لوگ ان دو نعمتوں کی ناقدری کرتے ہیں ان کی موجودگی میں ان سے فائدہ ونفع حاصل نہیں کرتے حالانکہ ان نعمتوں کی قدر کرنی چاہیے جیسا کہ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، مالداری کو افلاس سے پہلے، بے فکری کو پریشانی سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے غنیمت سمجھو اور ان کو کام میں لے آؤ۔

❸ **نماز کی اہمیت:۔** نماز کو دین اسلام کا اہم رکن اور بنیاد واساس قرار دیا گیا ہے حتی کہ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں پس جو شخص ان میں سے صرف تین کو ادا کرے تو وہ اس کو کام نہ دیں گے جب تک کہ چوتھی چیز بھی ادا نہ کرے اور وہ چار چیزیں نماز، زکوۃ، رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج ہے۔ معلوم ہوا کہ ان میں سے کسی ایک کو بھی ترک کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ اسلام اور کفر میں فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔ گویا جس نے نماز کو ترک کیا وہ عملی طور پر کفر میں داخل ہو گیا۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز پر محافظت کرے وہ نماز قیامت کے دن اس کے لئے روشنی اور نجات ہوگی اور جو اس پر محافظت نہ کرے اس کے لئے روشنی ونجات نہ ہوگی اور وہ شخص قیامت کے دن قارون، فرعون وہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ

ہوگا۔ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت کی کنجی وچابی نماز ہے، گویا جنت میں لے جانے والے اعمال میں سے سب سے بڑھ کر نماز کا عمل ہے۔ایک حدیث میں فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا جس کی نماز درست ہوگی اس کے سب اعمال درست ہونگے اور جس کی نماز خراب نکلی اسکے سب اعمال خراب نکلیں گے۔معلوم ہوا کہ نماز کی برکت تمام اعمال میں اثر کرے گی۔

۴ آدابِ مسجد:۔ ① مسجد کیلئے زمین دینا ② اجتماعی چندہ سے زمین خریدی جائے تو اس میں حصہ شامل کرنا ③ مسجد کی تعمیر میں شرکت کرنا ④ مسجد کی تعمیر میں جانی حصہ ڈالنا یعنی کام کاج کے ذریعہ تعمیر میں شرکت کرنا ⑤ مسجد کو صاف ستھرا رکھنا ⑥ مسجد کا ادب تعظیم کرنا ⑦ مسجد میں نماز پڑھنا بالخصوص جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا ⑧ نماز کے علاوہ کثرت سے حاضر رہ کر مسجد کو آباد کرنا ⑨ مسجد میں ناپاک آدمی نہ جائے، ناپاک کپڑا اور ناپاک تیل وغیرہ نہ لیکر جائے ⑩ مسجد میں دنیاوی امور وکاروباری معاملات نہ نمٹائے جائیں۔

الشق الثانی ......ذکر اللہ کے فضائل قلم بند کریں۔روزے کے بدنی اور روحانی فوائد درج کریں۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں۔(۱) ذکر اللہ کے فضائل (۲) روزے کے بدنی وروحانی فوائد۔

جواب ...... ۱ ذکر اللہ کے فضائل:۔ ① ذکر کرنے والا دل زندہ اور ذکر نہ کرنے والا دل مُردہ قرار دیا گیا ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ارشادِ خداوندی ہے جس وقت بندہ میرا ذکر کرتا ہے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں اُس وقت میں اپنے اُس بندہ کے ساتھ ہوتا ہوں۔ ③ ارشادِ خداوندی ہے تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا، یاد کرنے سے مراد یہ ہے کہ اپنی نعمتوں اور رحمتوں سے تمہیں نوازوں گا۔ ④ ارشادِ خداوندی ہے کہ تم کثرت سے ساتھ اللہ کا ذکر کرتا کہ تم فلاح اور کامیابی حاصل کرسکو۔ ⑤ ارشادِ خداوندی ہے کہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجرِ عظیم یعنی خاص بخشش اور عظیم ثواب تیار کر رکھا ہے۔

۲ روزے کے بدنی وروحانی فوائد:۔ بدنی فوائد: ① معدہ درست رہتا ہے ② آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے یعنی روزہ کے ذریعہ جسم کا میل کچیل نکل جاتا ہے ③ آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ رکھا کر تندرست رہو گے اور روزہ سے جیسے ظاہری وباطنی مضرت زائل ہوتی ہے اسی طرح ظاہری وباطنی مسرت حاصل ہوتی ہے۔

روحانی فوائد: ① دوزخ وروزہ گناہوں سے ڈھال ہے ② روزہ سے تقویٰ یعنی خوف اور محبتِ الٰہیہ پیدا ہوتی ہے ③ روزہ سے نفسانی خواہشات سے رکنے کی عادت پیدا ہوتی ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ......من اعتکف عشرا فی رمضان کان کحجتین وعمرتین۔

حدیث کا ترجمہ کریں اور اعتکاف کی تعریف اور شرائط وغیرہ لکھیں۔مدینہ شریف سے محبت پر کوئی سی دو حدیثیں لکھیں۔قربانی کن لوگوں پر واجب ہوتی ہے؟ تفصیل تحریر کریں۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾......اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں۔(۱) حدیث کا ترجمہ (۲) اعتکاف کی تعریف وشرائط (۳) مدینہ سے محبت کی احادیث (۴) قربانی کا وجوب۔

جواب ...... ۱ حدیث کا ترجمہ:۔ (آپ ﷺ نے فرمایا کہ) جس شخص نے رمضان میں دس دن کا اعتکاف کیا تو یہ اعتکاف ثواب میں دو حج اور دو عمرے کے مثل ہے۔

۲ اعتکاف کی تعریف وشرائط:۔ اعتکاف یہ ہے کہ آدمی یہ نیت کرے کہ اتنے دن تک کسی شرعی مجبوری اور پیشاب وپاخانہ کے علاوہ مسجد سے نہ نکلوں گا چنانچہ معتکف کے لئے ضرورتِ شرعیہ یعنی پیشاب پاخانہ غسل فرض کے علاوہ مسجد سے باہر نکلنا جائز

نہیں ہے حتیٰ کہ کھانے پینے وسونے کے لئے بھی جانے کی اجازت نہیں ہے بلکہ مسجد میں ہی کھائے اور سوئے۔ بہتر یہ ہے کہ مسجد میں بیکار نہ بیٹھے بلکہ نوافل اور ذکر وتلاوت اور مسائل کے پڑھنے پڑھانے میں مصروف رہے۔

③ مدینہ سے محبت کی احادیث:۔ ① آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے پروردگار! ابراہیم علیہ السلام نے تجھ سے مکہ کے لئے دعا کی تھی اور میں تجھ سے مدینہ کے لئے دعا کرتا ہوں، وہ بھی اور اس کی مثل بھی یعنی لوگوں کیلئے مکہ کی بنسبت دگنی محبت ومیلان کی دعا کرتا ہوں۔ ② آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے پروردگار! مدینہ کو ہمارا محبوب بنادے جیسا کہ ہم مکہ سے محبت کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ محبوب بنادے۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے روئے زمین پر اپنی قبر کے لئے مدینہ سے زیادہ محبوب وپسندیدہ جگہ نہیں ملی (یہ جملہ آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا)۔

④ قربانی کا وجوب:۔ قربانی بھی اس شخص پر واجب ہے، جس پر زکوٰۃ فرض ہے یعنی جس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اتنی ہی مالیت کی نقدی یا سامان تجارت وغیرہ ہو تو ایسے شخص پر قربانی واجب ہے۔

السؤال الثانی ......کسب حلال کی احادیث کی روشنی میں فضیلت بیان کریں۔ نکاح شرعی کے فوائد تحریر کریں۔ مشورہ کی اہمیت اور اس کے فضائل تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں۔(۱) کسب حلال کی فضیلت (۲) نکاح شرعی کے فوائد (۳) مشورہ کی اہمیت وفضائل۔

جواب...... ① کسب حلال کی فضیلت:۔ شریعت میں حرام مال کھانے کھلانے، سود لینے دینے، رشوت دینے ولینے اور کسی کا حق دبانے وغیرہ سے منع کیا گیا ہے اور کسب حلال واکل حلال کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ مختلف احادیث میں کسب حلال کی فضیلت اور اکل حرام کی قباحت ومذمت بیان کی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کو اپنی جگہ سے اس وقت تک حرکت کرنے کی اجازت نہ ہوگی جب تک ان سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال وجواب نہ ہو جائے، ان پانچ اشیاء میں یہ بھی شامل ہے کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ رزق حلال کو تلاش کرنا فرض وعبادت کے بعد ایک فرض وعبادت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سچ بولنے والا امانتدار تاجر قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام، اولیاء وشہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ ان احادیث سے کسب حلال کی فضیلت معلوم ہوئی کہ حلال مال کمانا کتنی اہم عبادت ونیک عمل ہے۔

② نکاح شرعی کے فوائد:۔ اسلام کا جاری کردہ نظام نکاح بے شمار منافع اور قومی ومعاشرتی فوائد کو جامع ہے جن میں سے چند فوائد درج ذیل ہیں: ① بنی نوع انسانی کا بقاء: نکاح بنی نوع انسانی کی بقاء کا ذریعہ ہے۔ تربیت کے سلسلہ میں جو قواعد متعین کئے گئے ہیں اُن کا مقصد بھی یہی ہے کہ نسل انسانی کو اخلاقی وجسمانی طور پر محفوظ رکھا جائے۔ ② نسب کی حفاظت: اگر نکاح نہ ہوتا تو مجہول النسب بچوں کی بھر مار ہوتی جو اخلاقی انحطاط اور فساد پھیلانے کا ذریعہ بنتے، اس کے برخلاف نکاح کی وجہ سے پیدا ہونے والے بچے والدین کے لئے باعث سکون، خوددار اور معزز ومکرم ہوتے ہیں۔ ③ معاشرے کا اخلاقی گراوٹ سے محفوظ رہنا: جس معاشرے میں صنف نازک کے طبعی میلان کے تقاضے نکاح کے ذریعے جائز طریقے سے پورے ہوں وہ معاشرہ قوم اور افراد کے لحاظ سے مثالی اور کامیاب ہوتا ہے۔ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ اور ملک وملت کے لئے عضو فعال بنتا ہے۔ شادی کرنے سے نگاہ کو پست رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت میں مدد ملتی ہے جو شادی کی قدرت نہ رکھتا ہو اُسے روزے رکھنے کا حکم دیا گیا تا کہ شہوانی خواہشات کا خاتمہ ہو۔ ④ معاشرے کا بیماریوں سے محفوظ رہنا: زناء سے متعدی قسم کے متعدد مہلک امراض پیدا ہوتے ہیں، بے

حیائی کا دور دورہ اور حرام کاری کا بازار گرم ہوتا ہے جبکہ نکاح کی وجہ سے معاشرہ نسل انسانی کو تباہ کرنے والے مہلک امراض سے محفوظ رہتا ہے۔ ⑤ روحانی اور نفسیاتی سکون: شادی زوجین میں الفت ومحبت کی روح بیدار کرتی ہے۔ دن بھر کا تھکا ہوا شوہر شام کو بیوی بچوں سے مل کر تمام پریشانیاں بھول جاتا ہے یہی حال کام کاج میں مصروف تھکی ہوئی عورت کا ہوتا ہے کہ شوہر کے استقبال سے اُس کی ساری تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے گویا نکاح کے ذریعے میاں بیوی نفسیاتی سکون اور باہمی الفت ومحبت کی روح محسوس کرتے ہیں۔ ⑥ خاندان کی تعمیر اور بچوں کی تربیت میں باہمی تعاون: نکاح کی وجہ سے میاں بیوی خاندان کی تعمیر اور بچوں کی تربیت کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں، بیوی گھر کا کام کاج سنبھالتی اور بچوں کی تربیت و دیکھ بھال کرتی ہے جبکہ باہر کی ذمہ داریاں کمائی دھندہ مرد کرتا ہے اور باہمی تعمیر وتربیت کا یہ جذبہ پروان چڑھتا ہے اور ایسی قوم وجود میں آتی ہے جو مہذب اور نیک ہوتی ہے۔ ⑦ ماں باپ ہونے کے جذبے کا بیدار ہونا: نکاح کے ذریعے ماں باپ میں نیک جذبات اُبھرتے ہیں جو بچوں کی دیکھ بھال، ضرورت کے لئے تگ و دو، پُرسکون زندگی کی تلاش اور روشن مستقبل کی جدوجہد کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں۔ بچوں کی تربیت خاندان کی اصلاح اور معاشرے کی بناوٹ میں ان فوائد کا بڑا گہرا اثر ہے اسی وجہ سے شریعت نے نکاح کا حکم دیا ہے اور اُس کی ترغیب دی ہے اور نیک عورت کو دنیاوی عیش وعشرت کا سب سے بہتر سامان قرار دیا ہے۔

④ مشورہ کی اہمیت وفضائل:۔ مشورہ انسانی زندگی کا اہم جزو و بنیادی عنصر ہے اسلئے کہ آپس میں محبت، ہمدردی اور اتفاق رکھنا اور معاملات یعنی لین دین وغیرہ اور معاشرت یعنی میل جول میں اس بات کا خیال رکھنا کہ میرے برتاؤ سے کسی کو دھوکہ و تکلیف نہ ہو۔ یہ تین چیزیں انسانی زندگی کے لئے ضروری ہیں اور یہ امور باہمی مشورہ و اتفاق کے بغیر ممکن نہیں ہیں اور مشورہ کی صورت میں آدمی کو ندامت وشرمندگی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا بالخصوص مشورہ والے معاملہ میں خیر و برکت ڈال دی جاتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ اے پیغمبر! ان صحابہ سے خاص امور میں مشورہ لیتے رہا کرو پھر مشورہ کے بعد کسی جانب کی رائے پختہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے وہ کام کر ڈالو، اللہ تعالیٰ ایسے بھروسہ و اعتماد کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ شوریٰ میں مشورہ کرنے کی وجہ سے مؤمنین کی مدح فرمائی ہے۔ خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم بالخصوص سیدنا صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے متعلق مروی ہے کہ جب ان کو کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو وہ اہل علم وصلحاء سے مشورہ کرتے تھے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاول ...... صحیح یا غلط کونشان زد کریں۔

علم پر عمل نہ ہو تو اس کے سیکھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ (غلط)

کسی کا عیب دیکھ کر چھپانے کا ثواب زندہ در گور لڑکی کی جان بچانے کی مثل ہے۔ (صحیح)

جو شخص قرآن پڑھتے ہوئے اٹکتا ہو، اسے نہیں پڑھنا چاہیے۔ (غلط)

حقوق العباد علی الاطلاق بغیر سزا کے معاف ہو جائیں گے۔ (غلط)

اپنے رب سے چھوٹی چھوٹی چیزیں نہ مانگیں بلکہ بڑی بڑی چیزیں مانگیں۔ (غلط)

خواتین بھی مسجد میں اعتکاف کر سکتی ہیں۔ (غلط)

جواب ...... کما مرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی ...... صحیح یا غلط کونشان زد کریں۔

جنازے میں شرکت مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔ (غلط)
بالغ اولاد کا صدقہ فطر والد کے ذمے نہیں۔ (صحیح)
گھر کے استعمال کا سامان جو سال بھر استعمال نہ ہو اُس میں زکوٰۃ لازم ہے۔ (صحیح)
بعض صورتوں میں رشوت لینا اور دینا جائز ہے۔ (غلط)
اعتکاف مسنون کا ثواب دو حج اور دو عمرے کے برابر ہے۔ (صحیح)
طاعون سے بچ کر اپنا گھر بار چھوڑ جانا جائز ہے۔ (صحیح)

جواب ......کما مرّ فی السوال آنفا۔

«الورقة السادسة : فی السیرة والاخلاق»

«السوال الاول» ۱۴۳۹ھ

الشق الاول ......تقدیر پر ایمان لانے اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کے کم از کم تین فائدے ذکر کریں۔ توکل کے صحیح معنی کیا ہیں؟ حدیث کی روشنی میں واضح کریں۔ دعا مانگنے کے فوائد و آداب ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) تقدیر پر ایمان لانے اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کے فوائد (۲) توکل کا معنی (۳) دعا مانگنے کے فوائد اور آداب۔

جواب ...... ❶ تقدیر پر ایمان لانے اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کے فوائد:۔ تقدیر پر ایمان لانے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کے متعدد فوائد ہیں۔ ① کیسی ہی مصیبت و پریشانی کا واقعہ ہو اس سے دل مضبوط رہتا ہے گویا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا اس لئے اس کے خلاف نہیں ہو سکتا تھا اور جب وہ چاہے گا اس مصیبت کو دفع بھی کر دے گا۔ ② جب تقدیر پر ایمان اور اللہ تعالیٰ پر توکل ہوگا تو اگر مصیبت کے دور ہونے میں کچھ دیر بھی لگ جائے گی تو پریشان اور مایوس نہ ہوگا۔ ③ جب مصیبت و پریشانی سے مایوس و کمزور دل نہ ہوگا تو کوئی تدبیر اُس مصیبت کے دفع کرنے کی ایسی اختیار نہ کرے گا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو۔ ④ ایمان و توکل کی صورت میں تدبیر کے ساتھ یہ شخص دعا میں بھی مشغول ہوگا کیونکہ اِسے معلوم ہے کہ یہ مصیبت اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے ہی ٹل سکتی ہے لہٰذا اُسی سے ہی دعا کرنے سے نفع کی زیادہ امید ہے۔ ⑤ جب ہر کام میں اللہ تعالیٰ پر یقین ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے کرنے سے ہوتا ہے غیر سے کچھ نہیں ہوتا تو کسی کامیابی میں اپنی کسی تدبیر یا سمجھ پر فخر و تکبر نہ کرے گا۔

❷ توکل کا معنی:۔ ہاتھ سے تدبیر کر کے دل سے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا اور تدبیر پر بھروسہ نہ کرنا توکل ہے۔ توکل میں تدبیر کی ممانعت نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو رزق وغیرہ انسان کے لئے مقدر فرمایا ہے اُسے چاہئے کہ وہ اُس پر راضی رہے اور جو مقدر نہیں فرمایا وہ اُس پر ناراض نہ ہو۔

❸ دعا مانگنے کے فوائد اور آداب:۔ دعا کرنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی توجہ بندہ کی طرف ہو جاتی ہے، نیز دعا کی برکت سے بندہ کے دل میں تسلی اور قوت پیدا ہو جاتی ہے، پریشانی و کمزوری جاتی رہتی ہے اور یہ اثر اللہ تعالیٰ کی اس خاص توجہ کا ہوتا ہے جو دعا کرنے سے بندہ کی طرف ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے حقیقی و دائمی راحت اور ابدی نعمت و حلاوت نصیب ہوگی اور خسارہ و محرومی کا اندیشہ نہیں رہے گا۔

آداب: دعا کے قبول ہونے کی جلدی نہ مچائے، گناہ و کسی کے ساتھ بدسلوکی کی دعا نہ کرے۔ قبولیت کے یقین کے ساتھ دعا

مانگی جائے۔ غافل دل کے ساتھ دعا نہ مانگی جائے اور اللہ تعالیٰ سے ہر چھوٹی وبڑی حاجت مانگی جائے۔

الشق الثانی ...... حلال مال کا ذخیرہ کرنا کیسا ہے؟ اس کی مصلحتیں ذکر کریں۔ غیر مسلموں کی وضع قطع اختیار کرنے کا حکم لکھیں نیز کیا ہر قسم کا تشبہ حرام ہے یا اس میں کوئی تفصیل ہے؟

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) حلال مال کے ذخیرہ کرنے کا حکم و مصلحتیں (۲) غیر مسلموں کی وضع قطع اختیار کرنے کا حکم۔

جواب ...... ① <u>حلال مال کے ذخیرہ کرنے کا حکم و مصلحتیں</u>:۔ اگر دینی امور میں غفلت کے بغیر مال کمائے اور جمع کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ بعض صورتوں میں یہ جمع کرنا بہتر بلکہ ضروری ہے مثلاً بیوی بچوں کے نفقہ وتعلیم کے لئے رقم کی ضرورت ہے یا دین کی حفاظت کے لئے مثلاً مدرسہ وغیرہ کے لئے رقم کی ضرورت ہے یا اسلام کی تبلیغ کی انجمن وتنظیم ہے یا اسلامی یتیم خانے ومساجد ہیں یا سامان جہاد کی تیاری ہے، ان تمام حالات میں دین ودنیا کی موجودہ وآئندہ حاجتوں کی کفایت کے بقدر روپیہ پیسہ وغیرہ حاصل وجمع کرنا عبادت ہے۔ مال مؤمن کے لئے ڈھال ہے یعنی اس کو بددینی سے بچاتا ہے اگر مال نہ ہو تو بسا اوقات دین کا نقصان ہوتا ہے اور بسا اوقات حالات کی تنگی کی وجہ سے پریشانی میں دین کو برباد کر لیتا ہے۔

② <u>غیر مسلموں کی وضع قطع اختیار کرنے کا حکم</u>:۔ دوسری قوموں کی بالضرورت وضع قطع اور عادات ولباس اختیار کرنا شریعت میں ممنوع ہے بعض اشیاء دیگر اقوام کی خصوصیت نہ ہونے کے باوجود گناہ ہیں مثلاً داڑھی کٹوانا یا منڈانا، ٹخنوں سے لونچا پائجامہ ہر حال میں ناجائز وگناہ ہے اگر شرعی وضع قطع کو حقیر سمجھے یا اس کی برائی کرے تو پھر یہ گناہ سے بڑھ کر کفر ہو جائے گا۔ جو اشیاء دیگر اقوام کی خصوصیت وپہچان نہ ہوں مثلاً اچکن پہننا تو یہ گناہ نہیں ہے اگر وہ اشیاء دیگر اقوام کی قومی وضع ہوں جیسے پینٹ پتلون وغیرہ تو یہ صرف گناہ ہے اور اگر وہ اشیاء ان کی مذہبی وضع ہوں جیسے صلیب لٹکانا یا سر پر چوٹی رکھنا یا ماتھے پر قشقہ لگانا یا جے پکارنا یہ کفر ہے اور جو اشیاء نہ ان کی قومی وضع ہیں اور نہ مذہبی وضع ہیں بلکہ عام ضرورت کی اشیاء ہیں مثلاً دیا سلائی، گھڑی یا جنگی آلات وہتھیار وغیرہ تو ان کا استعمال جائز ہے البتہ گانے بجانے وغیرہ کے آلات جائز نہیں ہیں۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاول ...... صحیح یا غلط کی نشاندہی کریں۔ ① جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے ان سے بارش روک لی جاتی ہے۔ (صحیح)

② اپنے گھر میں جانے کے لئے اجازت ضروری نہیں۔ (غلط) ③ رائے کا متفق ہونا عمل کی شرط ہے۔ (غلط)

④ مشورہ کو ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (غلط) ⑤ طاعون میں گھر یا بستی بدلنا جائز نہیں۔ (غلط)

⑥ رشوت لینا بعض صورتوں میں جائز ہے۔ (غلط)

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں فقط صحیح یا غلط کی نشاندہی مطلوب ہے۔

جواب ...... <u>صحیح یا غلط کی نشاندہی</u>:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی ...... صحیح یا غلط کی نشاندہی کریں۔

① سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنا جائز نہیں۔ (غلط) ② سابقہ امتوں میں قربانی کا حکم نہیں تھا۔ (غلط)

③ دعا میں بڑی بڑی چیزیں مانگی جائیں، حقیر اشیاء نہیں۔ (غلط) ④ حج کی طرح عمرہ بھی فرض ہے۔ (غلط)

⑤ روزے سے ظاہری وباطنی منفعتیں زائل ہو جاتی ہیں۔ (صحیح) ⑥ شہادت سے حقوق العباد معاف نہیں ہوتے۔ (صحیح)

جواب ...... <u>صحیح یا غلط کی نشاندہی</u>:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

○○○○○○○

﴿الورقة السادسة: حیاة المسلمین﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ...... تقدیر پر اعتقاد رکھنے کے کیا فوائد ہیں؟

جواب ...... تقدیر پر اعتقاد رکھنے کے فوائد: ۔کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۹ھ ۔

الشق الثانی ...... نیک صحبت اختیار کرنے کی اہمیت بیان کریں۔

جواب ...... نیک صحبت اختیار کرنے کی اہمیت: ۔کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۳۷ھ ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ...... سیرت نبویؐ کے عنوان کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کے تین واقعات قلم بند کریں۔

جواب ...... آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ کے واقعات: ۔ ① حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دس سال آپ ﷺ کی خدمت میں رہا مگر مجھے کبھی اُف تک نہیں کہا۔ ② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے مشرکین کیلئے بددعا کی درخواست کی گئی تو فرمایا کہ میں صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ ③ سفر طائف کے موقع پر جب آپ ﷺ لہولہان تھے اس وقت پہاڑوں کا فرشتہ حاضر خدمت ہوا کہ اگر حکم ہو تو دونوں پہاڑوں کو ملا کر ان کو رگڑ دیا جائے، فرمایا کہ نہیں۔ آج اگر یہ ایمان نہیں لاتے تو مجھے امید ہے کہ ان کی نسل میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو مجھ پر ایمان لائیں گے اور توحید کا اقرار کریں گے۔

الشق الثانی ...... مسجد کی صفائی کے فضائل تحریر کریں۔

جواب ...... مسجد کی صفائی کے فضائل: ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسجد کی صفائی کرنا، کوڑا کباڑ باہر نکالنا بڑی آنکھوں والی حوروں کا مہر ہے۔ نیز فرمایا کہ جسنے مسجد کی صفائی کی اور کوڑا کباڑ، پتھر و کنکر وغیرہ باہر نکالے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں گھر بنائیں گے۔ روایت میں ہے کہ ایک حبشیہ عورت مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی، اسکے انتقال کی خبر دی گئی تو آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اسکی قبر پر تشریف لے گئے، نماز جنازہ ادا کی اور اس کیلئے دعا فرمائی۔ گویا مسجد کی خادمہ ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے اس کے ساتھ یہ برتاؤ کیا۔ ان احادیث سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ عمل کتنا باعث فضیلت اور اجر و ثواب ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ...... ذکر کے فضائل لکھیں۔ **جواب** ...... کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۳۸ھ ۔

الشق الثانی ...... دنیا سے بے رغبتی پر مختصر مضمون لکھیں۔

جواب ...... دنیا سے بے رغبتی پر مضمون: ۔ دنیا کی زندگی اور اسکی عیش و عشرت وراحتیں عارضی ہیں اصل و دائمی چیز آخرت کی زندگی اور آخرت کی نعمتیں ہیں۔ اس دنیا میں جتنی بھی عیاشی و سہولیات ہیں یہ سب فانی و ناپائیدار ہیں اسلئے ان میں دل نہیں لگانا چاہئے، یہ زندگی محض کھیل تماشا ہے۔ ارشاد باری ہے یہ اموال واولاد تمہیں ذکر الٰہی سے غافل نہ کردیں۔ نیز فرمایا کہ تم دنیاوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو، حالانکہ آخرت کی زندگی دنیا کے مقابلہ میں بہتر و پائیدار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ دیتے۔ نیز فرمایا کہ جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرے گا وہ اپنی آخرت کا ضرور ضرر و نقصان کرے گا، پس تم باقی رہنے والی آخرت کو فانی ہونے والی دنیا پر ترجیح دو۔

الغرض دنیا جتنی بھی خوشنما ہو جائے وہ فانی ہونے کی وجہ سے آخرت کی دائمی زندگی وراحتوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل...... وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰی مَا فِیْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَ اِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَیُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ وَاِذَا قِیْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ۝

آیات کا ترجمہ کریں۔ مذکورہ آیات کس پسِ منظر میں نازل ہوئیں؟ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ اور اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ کی تفسیر لکھیں۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ ....الخ کن کے بارے میں نازل ہوئی؟ (بقرۃ: ۲۰۴ تا ۲۰۷)

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کا پسِ منظر ③ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ اور اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ کی تفسیر ④ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ ....الخ کا شانِ نزول۔

جواب...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور لوگوں میں سے وہ آدمی بھی ہے کہ دنیاوی زندگی کے متعلق تجھے اسکی باتیں پسند آتی ہیں اور جو کچھ اسکے دل میں ہے اس پر وہ اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہے حالانکہ وہ تمہارے دشمنوں میں سے سخت ہے۔ اور جب (تیرے پاس سے) لوٹتا ہے تو زمین میں اسکی کوشش اسلئے ہوتی ہے کہ وہ اس میں فساد مچائے اور فصلیں و نسلیں تباہ کرے اور اللہ تعالیٰ فساد کو ناپسند کرتا ہے۔ اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو اس کو غرور و نخوت مزید گناہ پر آمادہ کرتے ہیں، پس اس کو دوزخ ہی کفایت کرے گی اور وہ بیشک برا ٹھکانا ہے۔ اور لوگوں میں سے وہ شخص بھی ہے جو اللہ کی رضا و خوشنودی کیلئے اپنی جان کا سودا کرتا ہے، اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔

❷ آیات کا پسِ منظر:۔ مدینہ میں اخنس بن شریق ایک شخص تھا وہ بڑا فصیح و بلیغ تھا وہ حضور ﷺ کی خدمت میں آکر قسمیں کھا کھا کر اسلام کا دعویٰ کیا کرتا اور مجلس سے اٹھ کر جاتا تو لوگوں کی فساد و شرارت و ایذارسانی میں لگ جاتا، جب اس سے کوئی کہتا کہ اللہ سے ڈر تو وہ غرور و تکبر کی وجہ سے اور زیادہ گناہ کرتا، اسی کے متعلق یہ آیات نازل ہوئی ہیں۔ (معارف القرآن)

❸ الدالخصام، اخذته العزة بالاثم کی تفسیر:۔ الد الخصام: (وہ سخت جھگڑالو ہے) یعنی یہ منافق مسلمانوں سے اشد درجہ کی عداوت اور خصومت رکھتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض وہ شخص ہے جو الد الخصم ہو۔ قتادہ فرماتے ہیں جو معصیت کے اندر سخت قساوت والا باطل پر اڑنے والا ہو، کلام حکمت والی کرے اور اعمال اچھے نہ ہوں۔ اخذته العزة بالاثم: یعنی عار و جاہلیت کی غیرت اور تکبر اس کو گناہ پر آمادہ کرتے ہیں۔ عرب کہتے ہیں: اخذته بکذا (میں نے اس کو فلاں کام پر برانگیختہ و آمادہ کیا)۔ (مظہری)

❹ ومن الناس من یشری نفسه.... کا شانِ نزول:۔ یہ آیت ان مخلص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے بے مثال قربانیاں اللہ کی راہ میں پیش کی ہیں۔ بعض روایات میں منقول ہے کہ یہ آیت حضرت صہیب رومی کے متعلق نازل ہوئی ہے کہ جب وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کیلئے روانہ ہوئے تو راستہ میں کفار قریش نے راستہ روک لیا، حضرت صہیب رومی اپنی سواری سے اترے اور ان کے ترکش میں جتنے تیر تھے سب نکال لئے اور قریش سے خطاب کیا کہ اے قبیلۂ قریش تم سب جانتے ہو کہ میں تیراندازی میں تم سب سے زیادہ ماہر ہوں میرا تیر کبھی خطا نہیں کرتا اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ تم میرے پاس اس وقت تک نہیں پہنچ سکو گے جب تک میرے ترکش میں ایک تیر بھی باقی ہے اور تیروں کے بعد میں تلوار سے کام لوں

گا جب تک مجھ میں دم رہے گا پھر جو تم چاہو کر لینا اور اگر تم نفع کا سودا چاہتے ہو تو میں تمہیں اپنے مال کا پتہ دیتا ہوں جو کہ میں رکھا ہے تم وہ مال لے لو اور میرا راستہ چھوڑ دو اس پر قریش راضی ہو گئی اور حضرت صہیب رومی نے صحیح سالم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر واقعہ سنایا تو رسول اللہ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا: تمہاری بیع نفع بخش رہی تمہاری بیع نفع بخش رہی۔

بعض مفسرین نے کچھ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایسے ہی واقعات کو آیت کا شانِ نزول بتلایا ہے۔ (معارف القرآن)

الشق الثانی ...... وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۝ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۗ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ۝ (آل عمران: ۱۲۳ تا ۱۲۷)

آیات کا ترجمہ کریں۔ غزوۂ بدر کا پس منظر تحریر کریں۔ نیز بتائیں کہ غزوۂ بدر میں اللہ تعالیٰ کی مدد کی کیا کیا صورتیں ظاہر ہوئیں؟ یَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ کا کیا مطلب ہے؟ غزوۂ احد میں مسلمانوں کی وقتی پریشانی کے کیا اسباب تھے؟

﴿ خلاصۂ سوال ﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② غزوۂ بدر کا پس منظر ③ غزوۂ بدر میں اللہ تعالیٰ کی مدد کی صورتیں ④ یَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ کا مطلب ⑤ غزوۂ احد میں مسلمانوں کی وقتی پریشانی کے اسباب۔

جواب ...... ❶ **آیات کا ترجمہ:۔** اور اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کر چکا ہے بدر کی لڑائی میں جب تم بے سروسامان تھے، پس تم اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر گزار بن سکو۔ جب تم مسلمانوں سے کہہ رہے تھے کہ کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے آسمان سے اتار کر تمہاری مدد کو بھیجے؟۔ البتہ اگر تم صبر و تقویٰ اختیار کرو اور وہ لوگ تم پر اچانک پہنچ جائیں تو تمہارا رب پانچ ہزار فرشتے نشان دار گھوڑوں پر تمہاری مدد کو بھیجے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام تمہارے دل کی خوشی کی کیلئے کیا اور تاکہ تمہارے دلوں کو اس سے اطمینان نصیب ہو اور مدد تو صرف اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے جو کہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔ (بدر میں اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد اس لیے کی) تاکہ کافروں کا ایک حصہ کاٹ دے یا ان کو ذلیل کرے کہ وہ محروم و نامراد ہو کر واپس چلے جائیں۔

❷ **غزوۂ بدر کا پس منظر:۔** قریش کا سرمایہ اور ان کی تمام تر قوت اور شوکت کا سبب ملک شام کی تجارت تھی، اس لئے سیاسی اصول کے مطابق ضرورت تھی ان کی شوکت کو توڑنے کیلئے ان کے سلسلۂ تجارت کو توڑا جائے۔ اسی طرح ہجرت کے بعد کفارِ مکہ اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کو کچل ڈالنے کیلئے پہلے سے زیادہ طرح طرح کے منصوبے تیار کر رہے تھے اس کے نقصانات سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اب حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا عملاً ثابت کر دیا جائے باطل اور اہلِ باطل، ظلم اور ظالموں کی کمر توڑ دی جائے۔ چنانچہ قریش کے ملک شام سے واپس آنے والے تجارتی قافلہ کے مقابلہ کیلئے ۱۲ رمضان ۲ھ کو آپ ﷺ تین سو تیرہ یا چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر نکلے۔ دوسری طرف قافلے کے سردار کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ راستہ تبدیل کر کے مکہ کی طرف روانہ ہو گیا اور اس نے مکہ کی طرف قاصد کو بھیجا کہ جلد مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے لشکر روانہ کیا جائے چنانچہ ساڑھے نو سو نوجوانوں پر مشتمل کفار کا ایک بڑا لشکر جس میں ۱۰۰ گھوڑے، ۷۰۰ اونٹ شامل تھے۔ یہ لشکر مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے روانہ ہوا اور مدینہ منورہ سے اسی میل کے فاصلے پر بدر نامی کنویں پر مسلمان اور کفارِ مکہ کے درمیان پہلی جنگ لڑی گئی۔ اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت کے نتیجہ میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اس میں بڑے بڑے کافر مارے گئے مجموعی طور پر ۷۰ آدمی قتل ہوئے اور ۷۰ ہی گرفتار ہوئے جن میں قریش کے بڑے بڑے سردار شامل تھے اور مسلمانوں میں سے صرف ۱۴ آدمی شہید ہوئے۔

③ **غزوۂ بدر میں اللہ تعالیٰ کی مدد کی صورتیں:۔** ① فرشتوں کے لشکروں کے ذریعہ مدد کی گئی۔ ② بارش کے ذریعہ مدد کی گئی کہ مسلمانوں کی جانب ہلکی پھلکی بارش ہوئی کہ ریت جم گئی اور موسم خوشگوار ہو گیا جبکہ کفار کی جانب تیز بارش کی وجہ سے دلدل بن گئی اور چلنا مشکل ہو گیا۔ ③ مسلمانوں پر اونگھ ونیند کے ذریعہ مدد کی گئی جو کہ جنگ میں امن واطمینان کی علامت ونشانی ہے، جس سے ذہنی، قلبی وجسمانی ہر قسم کی تھکاوٹ ختم ہو گئی۔

④ **یاتوکم من فورھم کا مطلب:۔** (تمہارے دشمن ایک دم تم پر آ پہنچیں یعنی یکبارگی تم پر حملہ کر دیں)

فور کا اصل معنی ساعت ہے، مجازاً بمعنی سرعت ہے پھر اس حالت کو کہنے لگے جو موجود ہو۔ میں کہتا ہوں کلام میں فوراً کی قید لگانے کا کوئی خاص مفہوم نہیں بلکہ بات میں قوت پیدا کرنا مقصود ہے کہ آئندہ جب تم میں مشرکوں سے مقابلہ کرنے کی قوت ہو جائے گی تو اس وقت بدرجۂ اولیٰ اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تم کو فتح یاب کرے گا لیکن موجودہ حالت میں بھی اگر تم ثابت قدم رہے اور مخالفت امر رسول کی مخالفت نہ کی اور مشرک تم پر آدر ہوئے تب بھی اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ (مظہری)

اگر تم صبر کرو گے اور اللہ پر توکل کرو گے تو کفار تم پر جوش میں آکر یا فوراً حملہ کریں تو وہ فرشتے بھیج کر تمہاری مدد کرے گا (حقانی)

⑤ **غزوۂ احد میں مسلمانوں کی وقتی پریشانی کے اسباب:۔** غزوۂ احد میں مسلمانوں کی عارضی شکست کے تین سبب تھے: ① حضور ﷺ نے تیر اندازوں کو جو حکم دیا تھا وہ بعض اسباب سے ان پر قائم نہ رہے، کیونکہ اس بارے میں اختلاف رائے ہو گیا، کوئی کہتا کہ ہمیں یہیں جمے رہنا چاہئے، اکثر نے کہا کہ اب یہاں ٹھہرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی، چل کر سب کے ساتھ غنیمت حاصل کرنے میں لگنا چاہئے، تو پہلا سبب آپس کا جھگڑا تھا۔ ② جب حضور ﷺ کے قتل کی خبر مشہور ہو گئی تو مسلمانوں کے قلوب میں کمزوری پیدا ہو گئی جس کا نتیجہ بزدلی اور کم ہمتی کی صورت میں ظاہر ہوا۔ ③ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل میں اختلاف پیش آیا۔ ان تین لغزشوں کی بنا پر ان کو عارضی شکست ہوئی، یہ عارضی شکست اگرچہ انجام کار فتح میں تبدیل ہو چکی تھی۔ (معارف القرآن ۲:۱۹۳)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاول ...... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۣ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَاۗىِٕدَ وَلَآ اٰۗمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۭ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ۭ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَي الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (مائدۃ:۲،۱)

آیات کا ترجمہ وتفسیر کریں۔ عقود سے کیا مراد ہے؟ اور اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ سے کن حرام جانوروں کی طرف اشارہ ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ عقود کی مراد ④ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ سے اشارہ کردہ حرام جانوروں کی وضاحت۔

جواب ...... ① **آیات کا ترجمہ:۔** اے ایمان والو! پورا کرو عقدوں (عہدوں، وعدوں) کو۔ حلال کئے گئے تمہارے لئے چوپائے، مویشی، علاوہ ان کے جو تم پر (آگے) تلاوت کئے جائیں گے۔ مگر نہ حلال سمجھو شکار کو احرام کی حالت میں، بے شک اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے جو چاہتا ہے۔

اے ایمان والو! حلال نہ سمجھو یعنی بے حرمتی نہ کرو اللہ کی نشانیوں کی اور نہ ادب والے مہینہ کی اور نہ ان جانوروں کی جو قربانی کیلئے حرم

لے جائے جائیں اور نہ ان کی جن کے گلے میں پٹا ڈالا گیا ہو اور نہ آن لوگوں کی جو اپنے رب کا فضل اور اس کی رضامندی حاصل کرنے کے ارادہ سے بیتِ حرام جانے کا ارادہ کرنے والے ہوں۔ اور جب تم احرام کھول دو تو تم شکار کر سکتے ہو اور تمھیں اس قوم کی دشمنی جو تمھیں حرمت والی مسجد سے روکتی تھی اس پر آمادہ نہ کرے کہ زیادتی کرنے لگو اور نیکی و پرہیزگاری میں ایک دوسرے کا تعاون کرو اور گناہ و ظلم پر تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ابتدائی آیت کے پہلے جملہ میں خداوند کریم نے اہلِ ایمان کو معاہدات و سمجھوتوں کے پورا کرنے کا حکم دیا ہے کہ مؤمن ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کسی کے ساتھ کسی بھی قسم کا جائز و مطابق شریعت معاہدہ کرے تو اس کو پورا کرے۔ اسکے بعد دوسرے جملہ میں اس معاہدہ کا ذکر ہے جو اللہ تعالی نے اپنے بندوں سے حلال و حرام کی پابندی کے متعلق لیا ہے کہ تمہارے لئے اللہ تعالی نے اونٹ، گائے، بھینس، بکری وغیرہ جانوروں کو حلال کیا ہے تم ان کو شرعی قاعدہ کے مطابق ذبح کر کے استعمال کر سکتے ہو۔ اس کے بعد چند جانوروں کے استثناء کی طرف اشارہ کیا گیا کہ جن جانوروں کی حرمت قرآن کریم میں بیان کی گئی ہے وہ تم پر حرام ہیں ان کو تم استعمال نہیں کر سکتے۔ اسی طرح تمہارے لئے جنگلی جانور اور ان کا شکار بھی حلال ہے، ان کو بھی تم استعمال کر سکتے ہو مگر جس وقت تم حج یا عمرہ کا احرام باندھ لو تو اس وقت شکار کرنا جرم و گناہ ہے اس سے بچو۔ اسکے بعد فرمایا کہ اللہ تعالی حکمت و بصیرت والا ہے وہ جو حکم بھی دیتا ہے اپنی حکمت و بصیرت کی روشنی میں دیتا ہے، لہٰذا اس کے احکام و فیصلے بغیر کسی چوں و چرا کے تسلیم کرو، کسی کو یہ حق نہیں کہ اپنے مالک کے احکام تسلیم کرنے سے انکار کرے۔

اے ایمان والو خدا تعالی کے دین کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو یعنی جن چیزوں کے ادب کی حفاظت کے واسطے خدا تعالی نے کچھ احکام مقرر کئے ہیں ان احکام کے خلاف کر کے ان کی بے ادبی نہ کرو، مثلاً حرم اور احرام کا یہ ادب مقرر کیا گیا ہے کہ اس میں شکار نہ کرو تو شکار کرنا بے ادبی اور حرام ہوگا اور نہ حرمت والے مہینے کی بے ادبی کرو کہ اس میں کافروں سے لڑنے لگو اور نہ حرم میں قربانی ہونے والے جانور کی بے ادبی کرو کہ اس سے تعرض کرنے لگو اور نہ ان جانوروں کی بے ادبی کرو جن کے گلے میں اللہ کی نیاز ہونے کی علامت و نشانی لگی ہو اور نہ ان لوگوں کی بے حرمتی کرو جو کہ بیتِ حرام یعنی بیت اللہ کے قصد سے جا رہے ہوں اور اپنے رب کے فضل و رضامندی کے طالب ہوں یعنی ان چیزوں کے ادب سے کافروں کے ساتھ بھی تعرض مت کرو اور آیت میں جو احرام کے ادب سے شکار کو حرام فرمایا گیا ہے وہ احرام ہی تک ہے ورنہ جس وقت تم احرام سے باہر آ جاؤ تو تمھیں اجازت ہے کہ تم شکار کر سکتے ہو بشرطیکہ وہ شکار حرم میں نہ ہو۔ اوپر جن چیزوں کے تعرض سے منع کیا گیا ہے اس میں ایسا نہ ہو کہ تمھیں اس قوم کی دشمنی جنہوں نے تمھیں حدیبیہ والے سال حرمت والی مسجد سے روکا تھا اس پر آمادہ کرے کہ تم بھی ان سے زیادتی کرنے لگو اور تم شرع کی حد سے نکل جاؤ یعنی احکام مذکورہ کے خلاف کر بیٹھو۔ اور نیکی اور تقوی کی باتوں میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو مثلاً ان احکام میں دوسروں کو بھی عمل کرنے کی ترغیب دو اور گناہ و زیادتی کی باتوں میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو مثلاً اگر کوئی ان احکام کے خلاف کرنے لگے تو تم اس کی اعانت مت کرو اور اللہ تعالی سے ڈرو کہ اس سے سب احکام کی پابندی آسان ہو جاتی ہے اور بلاشبہ اللہ تعالی احکام کی مخالفت کرنے والے کو سخت سزا دینے والے ہیں۔

❸ عقود کی مراد:۔ عقود میں تمام معاہدات و عقود داخل ہیں خواہ وہ معاہدات انسان کے اللہ تعالی کے ساتھ ہوں، جیسے ایمان، طاعت، حلال و حرام کی پابندی وغیرہ۔ خواہ وہ معاہدہ انسان کا اپنے نفس کے ساتھ ہو، جیسے کسی چیز کی نذر ماننا یا حلف و قسم کے ذریعہ کوئی چیز اپنے اوپر لازم کرنا وغیرہ۔ خواہ وہ معاہدہ ایک انسان کا دوسرے انسان کے ساتھ ہو، جیسے حکومتوں کے بین الاقوامی

معاہدات و سمجھوتے، جماعتوں کے باہمی عہد و میثاق، نکاح، تجارت، شرکت، اجارہ، ہبہ وغیرہ یہ تمام امور معاہدات اور عقود میں داخل ہیں۔

④ **الا ما یتلی علیکم سے اشارہ کردہ حرام جانوروں کی وضاحت:۔** سوائے ان جانوروں کے جن کی آگے تلاوت کی جا رہی ہے۔ جن چیزوں کو مستثنیٰ کیا گیا ہے اور ان کا حکم سنایا گیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں: مردار جن کو ذبح کرنے کے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ جن جانوروں کو بتوں کی بھینٹ کے طور پر ذبح کیا گیا ہو۔ گلا گھونٹ کر مارے ہوئے جانور۔ چوٹ کے صدمہ سے مرے ہوئے جانور۔ کسی اونچی جگہ سے لڑھک کر گر کر مرے ہوئے جانور اور وہ چوپائے جن کا کچھ حصہ درندوں نے کھا لیا ہو۔ (مظہری)

الشق الثانی ...... وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝ (لقمان ۱۳ تا ۱۹)

آیات کا ترجمہ کریں۔ لقمان حکیم کا مختصر تعارف لکھیں اور بتائیں کہ کیا وہ نبی تھے؟ مذکورہ آیات میں لقمان حکیم کی کن کن نصیحتوں کا ذکر ہے؟ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ کا مطلب واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② لقمان حکیم کا تعارف ③ آیات میں مذکور لقمان حکیم کی نصیحتوں کی وضاحت ④ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ کا مطلب۔

جواب ...... ① **آیات کا ترجمہ:۔** اور جب کہا لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو اور وہ نصیحت کر رہے تھے کہ اے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا بیشک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔ اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نیکی کا حکم دیا کہ اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کے (کمزوری پر کمزوری برداشت کر کے) اس کو پیٹ میں رکھا اور دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے اس لیے ہم نے حکم دیا کہ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو، (تمہیں) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تجھ پر دور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرا جس کا تجھے علم نہیں تو تو ان کی بات نہ مان اور دنیا میں دستور کے موافق (بھلائی سے) ان کے ساتھ رہ، اور ایسے شخص کا راستہ اپنا (پیروی کر) جو میری طرف رجوع کرے، پھر میری ہی طرف تم سب کو لوٹنا ہے پھر میں تمہیں بتاؤں گا جو کچھ تم کرتے تھے۔ اے بیٹے اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو پھر وہ کسی پتھر و چٹان میں ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں ہو تب بھی اللہ اس کو حاضر کر دے گا، بیشک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین اور بہت باخبر ہے۔ اے بیٹے نماز قائم کر اور نیکی کا حکم کر اور برائی سے منع کر اور تجھے جو مصیبت پہنچے اس پر صبر کر، بیشک یہ ہمت والے کام ہیں۔ اور لوگوں کے سامنے اپنے گال مت پھلا اور زمین پر اتراتا ہوا مت چل، بیشک اللہ کو کوئی اتراتا ہوا بڑائی کرنے والا پسند نہیں ہے۔ اور اپنی چال میں اعتدال رکھ اور اپنی آواز آہستہ رکھ، بیشک سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔

② **لقمان حکیم کا تعارف:۔** كما مرّ في الشق الثاني من السوال الثاني ۱۴۳٦ھ۔

③ **آیات میں مذکور لقمان حکیم کی نصیحتوں کی وضاحت:۔** ① عقائد کی اصلاح و درستگی: اللہ تعالیٰ کو سارے عالم کا خالق و مالک بلا شرکتِ غیر یقین کر، اس کے ساتھ کسی غیر اللہ کو شریک نہ کر۔ (ضمناً اللہ تعالیٰ نے اپنی نصیحت و وصیت کا ذکر کیا، اپنی

شکرگزاری واطاعت کے ساتھ ساتھ والدین کی شکرگزاری اور اطاعت کا حکم دیا، لیکن شرک ایسا ظلم وسنگین جرم ہے کہ وہ ماں باپ کے کہنے سے اور مجبور کرنے سے بھی کسی کے لئے جائز نہیں ہوتا)۔ ② عقیدہ کی تعلیم: اس کا اعتقاد رکھا جائے کہ آسمان وزمین اور ان کے اندر جو کچھ ہے اس کے ایک ایک ذرہ پر اللہ تعالیٰ کا علم بھی محیط اور وسیع ہے اور سب پر اس کی قدرت بھی کامل ہے۔ کوئی چیز کتنی ہی چھوٹی سے چھوٹی ہو جو عام نظروں میں نہ آ سکتی ہو اس طرح کوئی چیز کتنی ہی دور دراز ہو اسی طرح کوئی چیز کتنے ہی اندھیروں اور پردوں میں ہو اللہ تعالیٰ کے علم ونظر سے نہیں چھپ سکتی، اور وہ جس کو جب چاہیں جہاں چاہیں حاضر کر سکتے ہیں۔ ③ اصلاحِ اعمال: اعمال واجبہ میں سب سے بڑا اور اہم عمل نماز ہے، خود اہم ہونے کے ساتھ وہ دوسرے اعمال کی درستی کا ذریعہ بھی ہے، اسلئے اے میرے بیٹے نماز کو قائم کرو، اس کے تمام ارکان وآداب کو پوری طرح بجالانا، اس کے اوقات کی پابندی کرنا اور اس پر مداومت کرنا سب اقامتِ صلوٰۃ کے مفہوم میں داخل ہیں۔ ④ اصلاحِ خلق: نماز جیسے اہم فریضہ کے ساتھ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ذکر فرمایا کہ لوگوں کو نیک کاموں کی دعوت دو اور برے کاموں سے روکو، یہ دو فریضے ہیں ایک اپنی اصلاح اور دوسرا عام مخلوق کی اصلاح۔ دونوں ایسے ہیں کہ دونوں کی پابندی میں خاصی مشقت ومحنت برداشت کرنا پڑتی ہے، اس پر ثابت قدم رہنا آسان نہیں، خصوصا اصلاحِ خلق کیلئے امر بالمعروف کی خدمت کا صلہ دنیا میں ہمیشہ عداوتوں اور مخالفتوں سے ملا کرتا ہے۔ اس لئے یہ وصیت بھی فرمائی کہ ان کاموں میں تمہیں جو کچھ تکلیف پیش آئے اس پر صبر وثبات سے کام لو۔ ⑤ آدابِ معاشرت: لوگوں کی ملاقات اور گفتگو میں ان سے منہ پھیر کر گفتگو نہ کرو جو ان سے اعراض کرنے اور تکبر کرنے کی علامت ہے اور اخلاق شریفانہ کے خلاف ہے۔ زمین کو اللہ تعالیٰ نے سارے عناصر سے پست افتادہ بنایا ہے تم اسی سے پیدا ہوئے اسی پر چلتے پھرتے ہو اپنی حقیقت کو پہچانو اترا کر نہ چلو جو متکبرین کا طریقہ ہے اور اللہ تعالیٰ کسی متکبر وفخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو، نہ بہت دوڑ بھاگ کر چلو کہ وہ وقار کے خلاف ہے۔ اور نہ بہت آہستہ چلو، جو تکبر اور تصنع کرنے والوں کی عادت ہے جو لوگوں پر اپنا امتیاز جتانا چاہتے ہیں، یا عورتوں کی عادت ہے جو شرم وحیا کی وجہ سے تیز نہیں چلتیں، یا پھر بیماروں کی عادت ہے۔ آواز کو پست کرو، پست کرنے سے مراد یہ ہے کہ ضرورت سے زیادہ بلند آواز نہ نکالو اور شور نہ کرو۔ کیونکہ چوپاؤں میں سب سے زیادہ مکروہ آواز گدھے کی ہے جو بہت شور کرتا ہے۔ (تلخیص از معارف القرآن)

② **وھنا علیٰ وھن کا مطلب:** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے وھنا علی وھن کا ترجمہ سختی پر سختی، ضحاک نے ضعف پر ضعف اور مجاہد نے مشقت پر مشقت کیا ہے۔ جب عورت حاملہ ہوتی ہے تو اس پر کمزوری اور مشقت طاری ہو جاتی ہے۔ (حمل کا ضعف، خون چھوٹنے (وضعِ حمل) کا ضعف اور دودھ پلانے کا ضعف) اس طرح ضعف پر ضعف بڑھتا جاتا ہے۔ (مظہری)

﴿السوال الثالث﴾ ١٤٤١ھ

الشق الاول ...... یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ○ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ○ (حجرات: ۱۱ تا ۱۳)

آیات کا ترجمہ کریں۔ آیات کی تفسیر اس انداز میں کریں کہ معاشرتی ہدایات وآداب واضح ہو جائیں۔ نیز بتائیں کہ غیبت

کس کو کہتے ہیں اور غیبت کی جائز صورتیں کون کونسی ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ غیبت کی تعریف و جائز صورتیں۔

جواب...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! نہ مذاق کرے ایک قوم دوسری قوم سے (مرد دوسرے مرد سے) عجب نہیں کہ وہ بہتر ہوں ان سے اور نہ مذاق کرے کوئی عورت کسی عورت سے شاید کہ وہ بہتر ہوں ان سے، اور نہ طعنے دو ایک دوسرے کو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب سے پکارو، ایمان لانے کے بعد بدتہذیبی کا نام لگنا بہت بُرا ہے اور جو لوگ باز نہ آئیں وہی ظالم ہیں۔ اے ایمان والو! بچو تم بہت زیادہ بدگمانیاں کرنے سے بیشک بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور نہ کسی کی عیب جوئی کرو اور نہ کسی کی غیبت کرو یعنی تمہارا بعض بعض کی غیبت نہ کرے، کیا تم سے کوئی یہ بات پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے سو اس کو تم ناپسند سمجھتے ہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اے ایمان والو! بیشک ہم نے تمھیں ایک مذکر و مؤنث (جوڑے) سے پیدا کیا اور ہم نے تمہاری باہم پہچان کیلئے خاندان و قبیلے بنائے، بیشک تم میں سے زیادہ مکرم اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ تقویٰ والا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ سب جاننے والا خبر رکھنے والا ہے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے چند آداب بیان فرمائے ہیں منجملہ ان آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے گو لفظ قوم کا ہے مگر مراد اس سے افراد ہیں اور مجموعی حالت بھی مراد ہے اسی طرح قوم کا لفظ بظاہر مردوں کو شامل تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو بھی مخاطب فرمایا و لا نساء من نساء الخ اور نہ کوئی عورت دوسری عورت سے تمسخر کرے، کیا معلوم کہ وہی اس سے خدا کے نزدیک بہتر ہو تو کیا یہ دوسری عورت سے مذاق اور تمسخر کر کے حیثیت الٰہی پر ہنستی ہے؟

اسی طرح ایک ادب یہ بھی ہے کہ کوئی کسی کو طعنہ نہ دے کیونکہ طعنہ زنی دل کو دکھانے والی چیز ہے جس سے محبت و اتفاق میں فرق آجاتا ہے۔ اسی طرح کسی چڑانے والے نام سے نہ پکارو جیسا کہ اگر کوئی یہودی مسلمان ہو جائے اس کو کہنا اے یہودی وغیرہ ذالک، پھر اسی کو مؤکد کرنے کیلئے کہا کہ بئس الاسم الخ کہ ایمان لانے کے بعد فسق اور برائی کے ناموں سے پکارنا یا گنہگار ہونے کا دھبہ لگنا بہت بری بات ہے اور جو کوئی ایسے ناموں کے لینے سے باز نہ آئے تو وہی ظالم یعنی برا، گنہگار اور دل دکھانے والا ہے۔

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اس لئے ظن و گمان کی جتنی قسمیں ہیں ان سب اقسام کے احکام کی تحقیق کر لیا کرو کہ کون سا گمان جائز ہے اور کون سا ناجائز ہے، پھر جائز کی حد تک رہو۔ امام قرطبیؒ نے فرمایا کہ یہاں ظن سے مراد تہمت ہے یعنی کسی پر کسی قوی دلیل کے بغیر گناہ یا عیب کا الزام لگانے سے منع کیا گیا ہے۔ اور کسی کے عیب کا سراغ نہ لگایا کرو اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے۔ آگے غیبت کی مذمت ہے کہ کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس کو تو تم ضرور برا سمجھتے ہو، تو سمجھ لو کہ کسی بھائی کی غیبت بھی اسی کے مشابہ ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو یعنی غیبت چھوڑ دو تو بہ کرلو، بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ آخری آیت میں اشارۃً قومی لسانی و خاندانی تفاخر و تکبر سے منع کیا گیا ہے کہ تم سب انسان ایک ہی مرد و عورت (حضرت آدم و اماں حوا علیہما السلام) کی اولاد ہو، یہ خاندان و قبیلے وغیرہ محض تمہاری شناخت و پہچان کیلئے ہیں، کسی خاندان و قبیلے کو دوسرے خاندان و قبیلے پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز و مکرم وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی و پرہیزگار ہے، بیشک اللہ تعالیٰ سب معاملات سے باخبر ہے۔

❸ غیبت کی تعریف و جائز صورتیں:۔ غیبت: کسی کی عدم موجودگی میں اسکے متعلق کوئی ایسی بات کہنا جس کو وہ سنتا تو اس

کوایذاء ہوتی اگرچہ وہ سچی بات ہی ہو۔عام حالات میں غیبت ناجائز وحرام ہے البتہ درج ذیل صورتوں میں جائز ہے:

① مظلوم سلطان وحاکم کے سامنے ظالم کے ظلم کو بیان کرے تو یہ غیبت ہے کہ ظالم کی برائیاں اور زیادتیاں بیان ہورہی ہیں لیکن یہ ظلم سے نجات پانے کیلئے جائز ہے۔ ② نہی منکر اور برائیوں کی اصلاح کے لئے ذکر کرنا اور یہ اس شخص یا ادارے سے کہنا جائز ہے جو قوت اقدام رکھتا ہو۔ ③ استفتاء مسئلہ معلوم کرنے کیلئے کسی کی غلطی بیان کرنا کیونکہ اگر مفتی کے سامنے بات واضح نہ کریگا تو فتویٰ کیسے دیا جائیگا۔ ④ لوگوں کو کسی شریر وفسادی کی شرارتوں کی خبر دینا تاکہ لوگ سنبھل جائیں اور اس کے شر وفساد سے بچ سکیں۔ ⑤ مشورے کے وقت کسی ایک کی رائے میں نقص کے پہلو کو واضح کرنا تاکہ صحیح فیصلہ کی راہ ہموار ہو سکے۔ ⑥ مشتری کو بائع ومبیعہ کا عیب بتانا تاکہ وہ دھوکے سے بچ سکے اور عبد سارق، زانی، شارب خمر کی اطلاع دینا۔ ⑦ ایسے عالم برحق کو کسی مبتدع اور فاسق کی خبر دینا جو اس کے پاس آمد ورفت رکھتا ہو اور استفادہ کرتا ہو تاکہ یہ بھی بدعات وخرافات میں ملوث نہ ہو جائے۔ ⑧ راویوں، گواہوں، مصنفوں کے متعلق جرح کرنا تاکہ غلط فیصلہ اور ان کے تقریری وتحریری شرور سے بچ سکیں۔ ⑨ **مجاهر ومعلن** (ایسا آدمی جو کھلے عام فسق وفجور کا مرتکب ہو) کا ایسے آدمی سے ذکر کرنا جس کے بس میں اس کی درستگی ہو۔ ⑩ ایسے الفاظ جن میں عیب کا معنی ہو لیکن متعارف ہوگئے ہوں کہ اب عیب کا معنی معروف نہ ہو بلکہ بطور علامت استعمال ہوتے ہوں مثلاً **اعمش ازرق اعمی قصیر**۔

الشق الثانی ...... يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ عَدُوِّى وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَآءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِٱلْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا۟ بِمَا جَآءَكُم مِّنَ ٱلْحَقِّ يُخْرِجُونَ ٱلرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ ۙ أَن تُؤْمِنُوا۟ بِٱللَّهِ رَبِّكُمْ إِن كُنتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَٰدًا فِى سَبِيلِى وَٱبْتِغَآءَ مَرْضَاتِى ۚ تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِٱلْمَوَدَّةِ وَأَنَا۠ أَعْلَمُ بِمَآ أَخْفَيْتُمْ وَمَآ أَعْلَنتُمْ ۚ وَمَن يَفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ ٱلسَّبِيلِ ۝ إِن يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا۟ لَكُمْ أَعْدَآءً وَيَبْسُطُوٓا۟ إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُم بِٱلسُّوٓءِ وَوَدُّوا۟ لَوْ تَكْفُرُونَ ۝ لَن تَنفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَآ أَوْلَٰدُكُمْ ۚ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۚ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ (ممتحنة: ۱ تا ۳)

آیات کا ترجمہ کریں۔یہ آیات کس واقعہ کے بارے میں نازل ہوئیں؟ غیر مسلموں سے دوستی، حسن سلوک اور معاملات کا کیا حکم ہے؟ مسلمان عورتوں سے اللہ کے رسول ﷺ کن امور میں بیعت لیا کرتے تھے؟

﴿ خلاصۂ سوال ﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کا واقعۂ نزول ③ غیر مسلموں سے دوستی، حسن سلوک اور معاملات کا حکم ④ آپ ﷺ کے خواتین سے بیعت لیئے جانے والے امور۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو ایسا دوست نہ بناؤ کہ ان کے پاس دوستی کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ تمہارے پاس جو دین حق آیا ہے اس کے یہ منکر ہیں۔رسول کو اور تمہیں اس بات پر (مکہ سے) نکالتے ہیں کہ تم اپنے پروردگار اللہ پر ایمان لائے ہو۔اگر تم میری راہ میں جہاد کے لیے اور میری رضا جوئی کے لیے نکلتے ہو تو ان کو دوست نہ بناؤ تم ان کے پاس پوشیدہ دوستی کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم مخفی اور ظاہر کرتے ہو اور جس نے تم میں سے یہ کام کیا تو وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا۔اگر وہ تم پر قابو پالیں تو وہ تمہارے دشمن ہو جائیں اور تم پر اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں پھیلا کر تمہارے ساتھ برائی کریں گے اور وہ چاہتے ہیں کہ تم بھی کافر بن جاؤ۔تمہاری رشتہ داریاں اور تمہاری اولاد قیامت کے دن تمہارے کچھ کام نہ آئے گی۔اللہ ہی تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا اور تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

❷ آیات کا واقعۂ نزول:۔ یہ آیات صحابی رسول ﷺ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ کے واقعہ سے متعلق ہیں جو اصحاب بدر میں سے تھے ان سے اہل وعیال کی دیکھ بھال اور حفاظت کے سلسلہ میں ایک کوتاہی ہوئی کہ آپ ﷺ کا کفار مکہ پر حملہ کی

خفیہ تیاری کا راز کفار مکہ تک پہنچانا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ ﷺ کو آگاہ کر دیا جس سے یہ سارا راز کھل گیا (حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے جو خط کفار مکہ کو لکھا اس کا مفہوم یہ ہے از حاطب بن ابی بلتعہ بنام اہل مکہ، رسول اللہ ﷺ تم پر حملہ کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں تم اپنی احتیاط کر لو۔ (مظہری)) اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ایک ضابطہ اور اصول مؤمنین کے لئے بیان فرمایا کہ اے ایمان والو! تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو کیونکہ وہ دین اسلام اور قرآن پاک کے منکر ہیں اور ان کفار کو خط لکھنا اور ان کو دوستی کا پیغام دینا ناجائز اور حرام ہے۔ بالخصوص جبکہ ان کفار نے آپ ﷺ اور مسلمانوں کو طرح طرح کی ایذائیں دے کر ترک وطن پر مجبور کر دیا، محض اس قصور پر کہ تم ایک اللہ کو کیوں مانتے ہو۔ ظاہر بات ہے کہ اس سے بڑھ کر دشمنی اور ظلم کیا ہوگا مگر تعجب ہے کہ تم ایسے دین دشمن لوگوں کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہو، اگر چہ تمہاری نیت صحیح تھی جس کی وجہ سے تمہیں معاف کر دیا گیا مگر عمل یقیناً غلط تھا جس پر توبیخ کی جارہی ہے۔ چنانچہ جب آپ ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو حضرت علی، ابو مرثد، زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم کو اس خط کے واپس لانے کا فرمایا، جب خط واپس ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا تو انہوں نے بیوی بچوں کی دیکھ بھال کا عذر پیش کیا تو آپ ﷺ نے اس عذر کو قبول فرمالیا۔

❸ غیر مسلموں سے دوستی، حسنِ سلوک اور معاملات کا حکم:۔ مسلمان غیر مسلموں سے رواداری، ہمدردی، خیر خواہی، عدل وانصاف، احسان وسلوک اور دنیاوی معاملات (لین دین وغیرہ) سب کچھ کر سکتے ہیں اور ایسا کرنا بھی چاہیے کہ ان کو اس کی تعلیم دی گئی ہے لیکن ان سے ایسی گہری دوستی اور تعلقات قائم کرنا جس سے اسلام کے امتیازی نشانات گڈمڈ ہو جائیں اس کی اجازت نہیں۔

❹ آپ ﷺ کے خواتین سے بیعت لیتے جانے والے امور:۔ ① شرک سے بچیں گی ② چوری نہ کریں گی ③ زنا سے بچیں گی ④ اپنی بچیوں کو قتل نہ کریں گی۔ لڑکیوں کو زندہ دفن کر کے ہلاک کر دینے کا رواج تھا، اس کو روکا گیا ⑤ افترا اور بہتان نہ باندھیں گی ⑥ یہ ایک عام ضابطہ ہے کہ وہ کسی بھی نیک کام میں آپ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہ کریں گی۔ (معارف القرآن)

﴿الورقة الثانية : في الحديث﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاول ......عن انس قال قال رسول الله ﷺ ثلاث من اصل الايمان: الكف عمن قال لا اله الا الله، لاتكفره بذنب و لا تخرجه من الاسلام بعمل والجهاد ماض مذ بعثني الله الى ان يقاتل آخر هذه الامة الدجال لايبطله جور جائر ولا عدل عادل والايمان بالقدر. (۱:۸۷)

حدیث کا ترجمہ کریں۔ حدیث میں مذکور تینوں باتوں کی تشریح کریں۔ کون سے اعمال واخلاق ایمان میں خرابی پیدا کرتے ہیں؟

﴿خلاصہ سوال﴾ ......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ ایمان میں خرابی پیدا کرنے والے اعمال واخلاق کی نشاندہی۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں اصول ایمان میں سے ہیں: ① جو شخص لا الٰه الا الله کہنے والا ہو اسکے متعلق زبان کو روکا جائے، کسی گناہ کی وجہ سے اسکی تکفیر نہ کی جائے، کسی عمل کی وجہ سے اسکو اسلام سے خارج نہ کیا جائے۔ ② جہاد، یہ اس وقت سے جاری ہے جب سے اللہ نے مجھے مبعوث کیا ہے، یہاں تک کہ اس امت کا آخری طبقہ دجال سے قتال کرے گا، کسی ظالم کا ظلم اور کسی عادل کا عدل اس کو ختم نہیں کر سکے گا۔ ③ تقدیر پر ایمان لانا۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں اصولِ ایمان میں سے ہیں: ① جو شخص لا الٰه الا الله کہنے والا

ہو یعنی اسلام لانے والا ہو اگر اس سے کوئی گناہ یا بُرا عمل سرزد ہو جائے تو اس پر کفر کا فتویٰ نہ لگایا جائے اور اسکو اسلام سے خارج قرار نہ دیا جائے۔ جو لوگ ضروریات دین میں سے کسی کا انکار کرنے والے ہیں وہ از خود اسلام سے خارج ہونے کی وجہ سے اس حدیث سے مستثنیٰ ہیں۔ ② جہاد کو اسلام کا رکن تسلیم کرنا اور اصول دین میں سے قرار دینا بھی ایمان کی اصل میں شامل ہے، اور فرمایا کہ یہ جہاد اس وقت سے جاری ہے جب سے اللہ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے اور یہ قیامت تک جاری رہے گا یہاں تک کہ اس امت کا آخری گروہ و طبقہ دجال سے قتال کرے گا، کسی ظالم کا ظلم اور کسی عادل کا عدل اس کو ختم نہیں کر سکے گا یعنی حکومت پر اچھے لوگ ہوں یا بُرے لوگوں کا تسلط ہو بہر حال ان کی ماتحتی میں جہاد جاری رہے گا۔ ③ تقدیر پر ایمان لانا یعنی اچھی بُری تقدیر کو من جانب اللہ تسلیم کرنا بھی اصول ایمان میں سے ہے۔

③ ایمان میں خرابی پیدا کرنے والے اعمال واخلاق کی نشاندہی:۔ ایمان میں خرابی پیدا کرنے والے متعدد اعمال ہیں، یہاں صرف ان اعمال کا ذکر کرتے ہیں جو کتاب میں اس عنوان کے تحت مذکور ہیں ① غصہ: فرمایا کہ غصہ ایمان و دین کو ایسے خراب و برباد کرتا ہے جیسے ایلوا شہد کو خراب کرتا ہے۔ غصہ بُری حرکات سرزد کروا کر بندہ کو اللہ تعالیٰ کی نظر میں گرا دیتا ہے۔ ② ظلم اور ظالم کا ساتھ دینا: فرمایا کہ یہ اتنا بُرا عمل ہے کہ اسکی وجہ سے بندہ اسلام سے ہی نکل جاتا ہے۔ ③ بدکلامی، فحش گوئی اور زبان درازی ④ زنا کرنا ⑤ چوری کرنا ⑥ شراب نوشی ⑦ لاٹ مار کرنا ⑧ خیانت کرنا ⑨ ناحق قتل کرنا ⑩ امانت میں خیانت کرنا اور معاہدہ کی خلاف ورزی کرنا۔ ان سب اعمال کو اسلام وایمان کے منافی قرار دیا گیا ہے۔ (ملخص تحفۂ کاملہ)

الشق الثانی ......عن ثوبان عن النبی ﷺ قال حوضی من عدن الی عمان البلقاء ماؤه اشد بیاضا من اللبن واحلی من العسل واکوابه عدد نجوم السماء من شرب منه شربة لم یظمأ بعدها ابدا اول الناس ورودا علیه فقراء المهاجرین الشعث رؤوسا الدنس ثیابا الذین لا ینكحون المتنعمات ولا یفتح لهم السدد۔ (۱:۱۴۸)

حدیث کا ترجمہ کریں۔ حوض کوثر کیا ہے؟۔ حدیث میں سب سے پہلے حوض کوثر پر پہنچنے والوں کی کیا صفات ذکر کی گئی ہیں؟ اہل السنۃ والجماعۃ کا دیدار الٰہی کے بارے میں کیا عقیدہ ہے؟

﴿ خلاصۂ سوال ﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② حوض کوثر کی وضاحت ③ سب سے پہلے حوض کوثر پر پہنچنے والوں کی صفات ④ اہل السنۃ والجماعۃ کا دیدار الٰہی کے بارے میں عقیدہ۔

جواب...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ثوبان نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا میرے حوض کوثر کی لمبائی عدن و بلقاء کے درمیانی فاصلہ کے بقدر ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، اس کے آب خورے (پانی پینے کے برتن آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہیں۔ جو شخص بھی ایک مرتبہ اس کا پانی پی لے گا پھر اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی، اس حوض پر پانی پینے کے لئے سب سے پہلے آنے والے لوگ فقراء مہاجرین ہوں گے، وہی فقراء مہاجرین جو (اس دنیا میں اپنے فقر وافلاس کی وجہ سے) پراگندہ بال، پریشان حال اور پھٹے پرانے کپڑوں میں نظر آتے ہیں جو خوشحال گھرانوں کی لڑکیوں سے اگر اپنے نکاح کا پیغام بھیجیں تو وہ نکاح کے قابل نہیں سمجھے جاتے اور ان کے لئے گھروں کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔

❷ حوض کوثر کی وضاحت:۔ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثالث ۱۴۳۸ھ

❸ سب سے پہلے حوض کوثر پر پہنچنے والوں کی صفات:۔ اس حوض پر پانی پینے کے لئے سب سے پہلے آنے والے لوگ فقراء مہاجرین ہوں گے۔ اس شرف کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں دین کی خاطر انہوں نے سب سے زیادہ بھوک پیاس کی

صعوبت برداشت کی، سب سے زیادہ پریشانی اور خاہ حالی کا شکار ہوئے، اس لئے آخرت میں سب سے پہلے انہی لوگوں کو کوثر پر سیراب کیا جائے گا۔ اسی مفہوم کو ایک دوسری حدیث میں فرمایا: تم میں سے جو لوگ دنیا میں سب سے زیادہ بھوکے رہتے ہیں وہی آخرت میں سب سے زیادہ شکم سیر ہوں گے۔

ان فقراء مہاجرین کی صفات یہ بیان کی کہ وہ دنیا میں اپنے فقر و افلاس کی وجہ سے پراگندہ بال، پریشان حال اور پھٹے پرانے کپڑوں میں نظر آتے ہیں جو خوشحال گھرانوں کی لڑکیوں سے اگر اپنے نکاح کا پیغام بھیجیں تو وہ نکاح کے قابل نہیں سمجھے جاتے اور ان کے لئے گھروں کے دروازے نہیں کھولے جاتے یعنی اگر وہ لوگ بفرض محال کسی ضرورت کے تحت یا بلا ضرورت ہی کسی دنیادار کے دروازے پر جائیں تو ان کی ظاہری شکستہ حالی کی بنا پر وہ دنیاداران کو اس قابل بھی نہ سمجھے کہ اپنے یہاں گھسنے دے اور اپنے پاس آنے دے یہ گویا اس بات سے کنایہ ہے کہ یہ لوگ اپنی ظاہری حالت کی وجہ سے دنیاداروں کے یہاں کسی دعوت و ضیافت میں بلائے جانے کے قابل نہیں سمجھے جاتے اور سماجی و مجلسی تعلقات میں ان کی طرف کوئی التفات نہیں کیا جاتا۔ (توضیحات)

④ اہل السنۃ والجماعۃ کا دیدار الٰہی کے بارے میں عقیدہ:۔ تمام صحابہ و تابعین اور جمہور امت اس پر متفق ہیں کہ آخرت میں اہل جنت و عام مؤمنین حق تعالیٰ کی زیارت کریں گے، جیسا کہ احادیث صحیحہ اس پر شاہد ہیں، اس سے اتنا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رویت و زیارت کوئی امر محال یا ناممکن نہیں۔ البتہ عالم دنیا میں انسانی نگاہ میں اتنی قوت نہیں جو اس کو برداشت کر سکے، اس لئے دنیا میں کسی کو حق تعالیٰ کی رویت و زیارت نہیں ہو سکتی، آخرت کے معاملہ میں خود قرآن کریم کا ارشاد ہے **فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ** یعنی آخرت میں انسان کی نگاہ تیز اور قوی کر دی جائے گی اور پردے ہٹا دیئے جائیں گے۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دنیا میں کوئی انسان اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتا کیونکہ اس کی نگاہ فانی ہے اور اللہ تعالیٰ باقی، پھر جب آخرت میں انسان کو غیر فانی نگاہ عطا کر دی جائے گی تو حق تعالیٰ کی رویت میں کوئی مانع نہ رہے گا، تقریباً یہی مضمون قاضی عیاض رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے اور صحیح مسلم کی ایک حدیث میں اس کی تقریباً تصریح ہے جسکے الفاظ یہ ہیں **واعلموا انکم لن تروا ربکم حتی تموتوا** اس سے امکان تو اس کا بھی نکل آیا کہ عالم دنیا میں بھی کسی وقت خصوصی طور پر رسول اللہ ﷺ کی نگاہ میں وہ قوت بخش دی جائے جس سے وہ حق تعالیٰ کی زیارت کر سکیں، لیکن اس عالم سے باہر نکل کر جبکہ شب معراج میں آپ ﷺ کو آسمانوں اور جنت و دوزخ اور اللہ تعالیٰ کی خاص آیات قدرت کا مشاہدہ کرانے ہی کیلئے امتیازی حیثیت سے بلایا گیا، اس وقت تو حق تعالیٰ کی زیارت اس عام ضابطہ سے بھی مستثنیٰ ہے کہ اس وقت آپ ﷺ اس عالم دنیا میں نہیں ہیں۔

معتزلہ رؤیت باری تعالیٰ کے منکر ہیں اور دلیل میں آیت کریمہ **لاتدرکہ الابصار** پیش کرتے ہیں۔

جواب یہ ہے کہ لاالابصار پر الف لام عہد کا ہے ابصار دنیا مراد ہے اور ہم اخروی رؤیت کے قائل ہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ کسی مانع کی وجہ سے ابصار کے مدرک ہونے کی نفی ہے اپنے مدرک ہونے کی نفی نہیں ہے جب مانع زائل ہو جائیگا تو رؤیت حاصل ہو جائیگی (معارف القرآن ۲:۲۶۹)

السوال الثانی ۱۴۴۱ھ

الشق الاول......عن عائشة قالت: كان النبي ﷺ يقول: اللهم اني اعوذ بك من الكسل والهرم والمغرم والمأثم اللهم اني اعوذ بك من عذاب النار وفتنة النار وفتنة القبر وعذاب القبر ومن شر فتنة الغنى ومن شر فتنة الفقر ومن شر فتنة المسيح الدجال، اللهم اغسل خطاياي بماء الثلج والبرد ونق قلبي كما ينقى الثوب الابيض من الدنس وباعد بيني وبين خطاياي كما باعدت بين المشرق والمغرب. (ص۱۸۳:۵)

حدیث میں کن چیزوں سے پناہ مانگی گئی ہے؟ ہرم کسے کہتے ہیں؟ مالداری وغربت کے فتنہ سے پناہ مانگنے کا کیا مطلب ہے؟ توبہ واستغفار پر احادیث کی روشنی میں مضمون لکھیں۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① پناہ مانگی گئی اشیاء کی وضاحت ② ہرم کا مفہوم ③ مالداری وغربت کے فتنہ سے پناہ مانگنے کا مطلب ④ توبہ واستغفار پر مضمون۔

جواب ...... ① پناہ مانگی گئی اشیاء کی وضاحت:۔ اس حدیث میں درج ذیل اشیاء سے پناہ مانگی گئی ہے: ① طاعت ونیکی کے کاموں میں کاہلی وسستی سے ② بڑھاپے کی وجہ سے مخبوط الحواس اور اعضاء کے ناکارہ ہونے سے ③ تاوان یا لوگوں کے قرض سے ④ گناہ سے، آگ کے عذاب اور فتنہ سے ⑤ قبر کے فتنہ اور قبر کے عذاب سے ⑥ دولت وغنی اور مالداری کے فتنہ اور برائی سے ⑦ غربت اور فقر وفاقہ کے فتنہ کی برائی سے ⑧ کانے دجال کے فتنہ وآزمائش سے۔

② ہرم کا مفہوم:۔ عمر کا وہ حصہ (بڑھاپا) جس میں ہوش وحواس صحیح سالم نہ رہیں، اعضاء وجوارح ناکارہ ہو جائیں، آدمی میں عبادات واعمال کی طاقت وہمت ختم ہو جائے۔

③ مالداری وغربت کے فتنہ سے پناہ مانگنے کا مطلب:۔ دولتمندی بذات خود بُری چیز نہیں ہے اگر اس کے حقوق ادا کیے جائیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ جو مالداری انسان میں تکبر وغرور پیدا کرے، یا دالہی سے انسان کو غافل کر دے، گناہ و بغاوت پر آمادہ کرے اس سے پناہ مانگی گئی ہے۔ اسی طرح جس غربت وفقر وفاقہ سے صبر وقناعت کی دولت نصیب ہو وہ پسندیدہ و ممدوح ہے اور اگر یہی فقر وفاقہ ناشکری وکفر کا سبب بن جائے، انسان صبر وقناعت کا مظاہرہ نہ کرے تو اس سے پناہ مانگی گئی ہے۔

④ توبہ واستغفار پر مضمون:۔ كما مرّ في الشق الثاني من السوال الاول ۱۴۳٦ھ وفي الشق الاول من السوال الثاني ۱۴۳۷ھ

الشق الثاني ......عن ابي بن كعب قال قلت يا رسول الله إني اكثر الصلاة عليك فكم اجعل لك من صلا تي؟ فقال ما شئتَ قلتُ الربع قال ما شئتَ فإن زدتَ فهو خير لك قلتُ النصف فقال ما شئتَ فإن زدتَ فهو خير لك قلتُ فالثلثين قال ما شئتَ فإن زدتَ فهو خير لك قلتُ اجعل لك صلاتي كلها قال إذا تكفى همك ويكفرلك ذنبك.

حدیث کا ترجمہ کریں۔ درود شریف پڑھنے کا حکم اور مقصد کیا ہے؟ درود شریف پڑھنے کی فضیلت اور نہ پڑھنے پر کیا وعید ہے؟

﴿ خلاصۂ سوال ﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② درود شریف پڑھنے کا حکم و مقصد ③ درود شریف پڑھنے کی فضیلت اور نہ پڑھنے کی وعید۔

جواب ...... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابی ابن کعبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں آپ پر کثرت سے درود بھیجنا چاہتا ہوں آپ ﷺ بتلا دیجئے کہ اپنے لئے دعا کے واسطے جو وقت میں نے مقرر کیا ہے اس میں سے کتنا وقت آپ ﷺ پر درود بھیجنے کے لئے مخصوص کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس قدر تمہارا جی چاہے، میں نے عرض کیا کیا چوتھائی وقت مقرر کردوں؟ فرمایا جتنا تمہارا جی چاہے اور اگر زیادہ مقرر کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے، میں نے عرض کیا تو پھر دو تہائی مقرر کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس قدر تمہارا جی چاہے اور اگر زیادہ مقرر کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے، میں نے عرض کیا اچھا تو پھر میں اپنی دعا کا سارا وقت ہی آپ ﷺ کے درود کے واسطے مقرر کر دیتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا یہ تمہیں کفایت کرے گا تمہارے دین ودنیا کے مقاصد کو پورا کرے گا اور تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

❷ درود شریف پڑھنے کا حکم ومقصد:۔کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۹ھ۔
❸ درود شریف پڑھنے کی فضیلت اور نہ پڑھنے کی وعید:۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو آدمی مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو آدمی مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرمائے گا،اس کے دس گناہ معاف کرے گا اور تقرب الی اللہ کے سلسلے میں اس کے دس درجے بلند کرے گا۔حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھنے والے ہیں۔حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب کوئی آدمی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں خود اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔حضرت ابوطلحہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن رحمت عالم ﷺ صحابہ کے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر بشاشت کھیل رہی تھی،آپ ﷺ نے فرمایا:میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے تھے،وہ کہتے تھے کہ پروردگار فرماتا ہے کہ اے محمدؐ کیا آپ اس بات سے راضی نہیں ہیں کہ آپ کی امت میں سے جو کوئی آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کروں گا اور آپ کی امت میں سے جو کوئی آپ ﷺ پر سلام بھیجے گا میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں گا۔حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جو آدمی آپ ﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اس پر اللہ اور اس کے فرشتے ستر مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا خاک آلود ہو اس آدمی کی ناک کہ اس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا وہ آدمی بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا (میرا نام لیا گیا) اور اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا۔(یہ تمام احادیث مشکوٰۃ شریف سے ماخوذ ہیں)

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل-----عن اسماء بنتِ ابی بکر انها حملت بعبدِ اللّٰهِ بنِ الزبیرِ بمکة قالت فولدت بقباء ثم اتیتُ بهٖ رسول اللّٰهِ ﷺ فوضعته فی حجرِهٖ ثم دعا بتمرة فمضغها ثم تفل فی فِیهِ ثم حنکه ثم دعا له وبرّك علیهِ وکان اول مولود وُلِد فی الإسلامِ.(۶:۲۵۳)

حدیث کا ترجمہ کریں۔تحنیک کسے کہتے ہیں؟ عقیقہ کی تعریف،حکم اور وقت ذکر کریں۔وکان اول مولود ولد فی الإسلام کا کیا مطلب ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① حدیث کا ترجمہ ② تحنیک کی تعریف ③ عقیقہ کی تعریف،حکم اور وقت ④ وکان اول مولود ولد فی الإسلام کا مطلب۔

جواب...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مکہ میں عبداللہ ابن زبیرؓ ان کے پیٹ میں آئے،حضرت اسماء کہتی ہیں کہ قباء کے مقام پر میرے ولادت ہوئی تو میں ان (عبداللہ) کو لے کر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور ان کو آنحضرت ﷺ کی گود میں دے دیا آنحضرت ﷺ نے کھجور منگائی اور اس کو چبایا،پھر آپ نے اپنا آب دہن ان کے منہ میں ڈالا،پھر اس کھجور کو جو آپ ﷺ کے لعاب مبارک کے ساتھ مخلوط ہو گئی تھی عبداللہ کے منہ میں رکھا،اس کے بعد آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا کی اور برکت چاہی یعنی یوں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس پر برکت نازل فرمائے،چنانچہ عبداللہ بن زبیرؓ پہلے شخص تھے جو اسلام کے عہد میں پیدا ہوئے۔

③، ④ تحنیک کی تعریف ـ عقیقہ کی تعریف، حکم اور وقت:۔ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثالث ۱۴۴۰ھ

⑤ وکان اول مولود ولد فی الاسلام کا مطلب:۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں مہاجرین کے ہاں جوڑ کے پیدا ہوئے ان میں سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ۱ھ میں پیدا ہوئے، تو اول مولود سے مراد ہجرت کے بعد کسی مہاجر کے گھر میں پیدا ہونا ہے۔

الشق الثانی ــــ عن علیؓ قال نهی رسول الله ﷺ عن بيع المضطر و عن بيع الغرر و عن بيع الثمرة قبل ان تدرك ـ (۷:٤٨٧)

حدیث میں کون سی تین بیوع سے منع کیا گیا ہے؟ بولی لگا کر خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟ حدیث کی روشنی میں ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① ممنوعہ بیوع کی وضاحت ② بولی والی بیع کا حکم۔

جواب ...... ① ممنوعہ بیوع کی وضاحت:۔ ① مضطر کی بیع: آدمی فقر وفاقہ، کسی حادثہ یا کسی ناگہانی آفت کی وجہ سے اپنی کوئی چیز بیچنے کیلئے یا کھانے پینے کی کوئی چیز خریدنے کیلئے مضطر ومجبور ہوتا ہے۔ وہ کم قیمت کے ساتھ بیچنے یا زیادہ قیمت کے ساتھ خریدنے کیلئے مجبور ہوتا ہے تو اسکی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانے سے منع کیا گیا ہے۔ ② غرر ودھوکہ کی بیع: ایسی بیع جس میں دھوکہ کا امکان و پہلو ہو، مثلاً وہ چیز (شکار) بائع کے ہاتھ میں نہیں ہے، اس کا ملنا بھی یقینی نہیں ہے، اگر بیع کرنے کے بعد اس کے قبضہ وملک میں آ بھی جائے تو نوعیت میں نزاع و اختلاف کا اندیشہ ہونے کی وجہ سے یہ بیع بھی ممنوع ہے۔ ③ پھل کی تیاری سے پہلے بیع: اس سے بھی منع کیا گیا ہے، کیونکہ اس میں فصل پر کسی آفت وغیرہ کا خطرہ و امکان ہے، اس میں خریدار کا نقصان ہے۔ پھر آفت وبیماری کے بعد فریقین میں رقم کی ادائیگی میں نزاع وجھگڑے کا اندیشہ ہے۔

② بولی والی بیع کا حکم:۔ بولی ونیلامی والی بیع جائز ہے اور خود آنحضرت ﷺ سے نیلامی کے طور پر مفلوک الحال ومفلس انصاری صحابیؓ کا سامان (ٹاٹ و پیالہ) فروخت کرنے کا مشہور واقعہ منقول ہے۔

﴿الورقة الثالثة : فی الفقه﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاول ...... ① تول کر بیچی جانے والی چیزوں میں سود کب آتا ہے؟ ② کن چیزوں کا قرض لینا درست ہے اور کن کا نہیں؟ مثال سے واضح کریں۔ ③ ادھار پر خریدنا کیسا ہے؟ شرائط سمیت ذکر کریں۔

جواب ...... ① جو چیزیں تول کر بکتی ہیں جیسے اناج گوشت لوہا تانبا ترکاری نمک وغیرہ انمیں سے اگر ایک چیز کو اسی قسم کی چیز سے بیچنا اور بدلنا چاہو مثلاً ایک گندم دے کر دوسری گندم لی یا ایک چاول دے کر دوسرے چاول لیے، الغرض دونوں طرف ایک ہی قسم کی چیز ہے تو اس میں دو باتوں کا خیال رکھنا واجب ہے ① دونوں طرف بالکل برابر ہو ذرا بھی کسی طرف کم بیش نہ ہو ورنہ سود ہو جائے گا ② اسی وقت ہاتھ در ہاتھ دونوں طرف سے لین دین اور قبضہ ہو جائے۔ اگر قبضہ نہ ہو تو کم سے کم اتنا ضرور ہو کہ دونوں چاول الگ کر کے رکھ دیئے جائیں، تم اپنے چاول تول کر الگ رکھ دو کہ تمہارے چاول یہ رکھے ہیں جب تمہارا جی چاہے لے جانا، اس طرح وہ بھی اپنے چاول تول کر الگ کر دے اور کہہ دے کہ یہ تمہارے الگ رکھے ہیں جب چاہو لے جانا۔ اگر یہ بھی نہ کیا اور ایک دوسرے سے الگ ہو گئے تو سود ہو جائے گا۔

② جو چیز مثلی ہو یعنی ایسی ہو کہ اس طرح کی چیز تم دے سکتے ہو اس کا قرض لینا درست ہے، جیسے اناج انڈے گوشت وغیرہ اور جو

چیز مثلی نہ ہو ایسی ہو کہ اس طرح کی چیز دینا مشکل ہے تو اس کا قرض لینا درست نہیں جیسے امرود، نارنگی، بکری، مرغ وغیرہ۔

③ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۹ھ۔

الشق الثانی ...... ① کفالت (کسی کی ذمہ داری لینے) کا حکم وطریقہ لکھیں۔ ② عاریت (مانگی ہوئی چیز) کا کیا حکم ہے؟ ③ کیا مانگی ہوئی چیز کسی اور کو استعمال کیلئے دی جاسکتی ہے؟

جواب ...... ① زید کے ذمہ بکر کے کچھ روپے یا پیسے تھے تم نے اس کی ذمہ داری لے لی کہ اگر یہ نہ دے گا تو ہم سے لے لینا یا کہا کہ ہم اسکے ذمہ دار یا ضامن ہیں یا اور کوئی ایسا لفظ کہا جس سے ذمہ داری معلوم ہوئی اور اس حقدار نے تمہاری ذمہ داری منظور بھی کر لی تو اب اس کی ادائیگی تمہارے ذمہ واجب ہوگئی اگر زید نہ دے تو تم کو دینا پڑیں گے اور اس حقدار کو اختیار ہے جس سے چاہے تقاضا کرے چاہے تم سے اور چاہے زید سے۔ اب جب تک زید اپنا قرض ادا نہ کردے یا معاف نہ کرالے تب تک برابر تم ذمہ دار رہو گے، البتہ اگر وہ حقدار تمہاری ذمہ داری معاف کردے اور کہے کہ مجھے تم سے مطلب نہیں ہم تم سے مطالبہ نہیں کریں گے تو پھر تمہاری ذمہ داری نہیں رہی۔ اور اگر تمہاری ذمہ داری کے وقت ہی اس حق دار (بکر) نے منظور نہیں کیا اور کہا تمہاری ذمہ داری کا ہمیں اعتبار نہیں یا اور کچھ کہا تو تم ذمہ دار نہیں ہوئے۔

② کسی سے کوئی کپڑا یا زیور یا چارپائی برتن وغیرہ کوئی چیز کچھ دن کے لیے مانگ لی کہ ضرورت پوری ہونے کے بعد واپس کردی جائے گی تو اس کا حکم بھی امانت کی طرح ہے۔ اس کی اچھی طرح حفاظت کرنا واجب ہے اگر حفاظت کے باوجود وہ چیز ضائع ہوگئی تو جس کی چیز ہے اس کو تاوان لینے کا حق نہیں بلکہ اگر تم نے اقرار کرلیا ہو کہ اگر یہ چیز ضائع ہوگئی تو ہم سے قیمت لے لینا تب بھی تاوان لینا درست نہیں۔ البتہ اگر حفاظت نہ کرنے کی وجہ سے چیز ضائع ہوگئی تو تاوان دینا پڑے گا۔ اور مالک کو ہروقت اختیار ہے جب چاہے اپنی چیز واپس لے لے تمہارا انکار کرنا درست نہیں۔ اگر مانگنے پر تم نے نہ دی تو پھر ضائع ہوجانے پر تاوان دینا پڑے گا۔ جس طرح مالک نے برتنے کی اجازت دی ہو اس طرح برتنا جائز ہے اس کے خلاف کرنا درست نہیں اگر خلاف کرے گا تو ضائع ہونے پر تاوان دینا پڑے گا جیسے کسی نے اوڑھنے کو دوپٹہ دیا تم نے اس کو بچھانے کیلئے استعمال کیا اور وہ خراب ہوگیا یا چارپائی پر اتنے آدمی بیٹھ گئے کہ وہ ٹوٹ گئی یا شیشے کا برتن آگ پر رکھ دیا وہ ٹوٹ گیا یا اور کوئی غلط کام کیا تو تاوان دینا پڑیگا۔

③ اگر کوئی چیز مانگی گئی اور مالک نے زبان سے صاف کہہ دیا کہ چاہو خود استعمال کرو اور چاہو دوسرے کو دو تو مانگنے والے کیلئے دوسرے کو بھی استعمال کے لیے دینا جائز ہے۔ اس طرح اگر اس نے صاف تو نہیں کہا مگر اس سے میل جول ایسا ہے کہ اس کو یقین ہے کہ ہر طرح اس کی اجازت ہے تب بھی یہ حکم ہے اور اگر مالک نے صاف منع کردیا کہ تم خود استعمال کرنا، کسی اور کو مت دینا تو اس صورت میں دوسرے کو استعمال کے لیے دینا کسی طرح درست نہیں اور اگر مانگنے والے نے یہ کہہ کر مانگا ہے کہ میں استعمال کروں گا اور مالک نے دوسرے کے استعمال سے منع نہ کیا اور صاف اجازت دی تو اس چیز کو دیکھو کہ وہ کیسی ہے اگر وہ ایسی ہے کہ سب استعمال والے اس کو ایک ہی طرح استعمال کرتے ہیں استعمال میں فرق نہیں ہوتا تب تو خود بھی استعمال کرنا درست ہے اور دوسرے کو دینا بھی درست ہے اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ سب استعمال والے اس کو ایک طرح استعمال نہیں کرتے بلکہ کوئی اچھی طرح اور کوئی بری طرح استعمال کرتا ہے تو ایسی چیز تم دوسرے کو استعمال کے لئے نہیں دے سکتے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاول ...... ① تقسیم ہونے اور نہ ہونے والی چیزوں کے ہبہ کا کیا طریقہ ہے؟ ② کسی رشتہ دار کو یا میاں بیوی کا ایک

دوسرے کوکوئی چیز ہبہ کر کے واپس لینے کا کیا حکم ہے؟ ③ اگر بغیر اجازت کسی کی کوئی چیز لے کر خرچ کر لی تو کیا کرے؟

جواب ...... ① اگر کسی کو آدھی یا تہائی یا چوتھائی چیز دی، مکمل چیز نہیں دی تو دیکھو کہ وہ کس قسم کی چیز ہے تقسیم کے بعد بھی کام کی رہے گی یا نہیں، اگر تقسیم کے بعد وہ کام کی نہ رہے (جیسے چکی کہ اگر درمیان سے توڑ دیں تو پیسنے کے کام کی نہ رہے گی اور جیسے لوٹا کٹورہ پیالہ صندوق جانور وغیرہ) ایسی چیزوں کو بغیر تقسیم کیے بھی آدھا تہائی جو کچھ دینا منظور ہو وہ دینا جائز ہے۔ اگر وہ قبضہ کر لے تو جتنا حصہ تم نے دیا ہے وہ اس کا مالک بن گیا اور وہ چیز مشترکہ ملک میں ہوگئی اور اگر وہ چیز تقسیم کرنے کے بعد بھی کام کی رہے جیسے زمین گھی، کپڑے کا تھان، جلانے کی لکڑی، اناج، غلہ، دودھ، دہی وغیرہ تو بغیر تقسیم کیے ان کا دینا صحیح نہیں ہے۔ اگر تم نے کسی سے کہا ہم نے اس برتن کا آدھا گھی تم کو دیا وہ کہے ہم نے لے لیا تو یہ دینا صحیح نہیں ہوا بلکہ اگر وہ برتن پر قبضہ بھی کر لے تب بھی اس کا مالک نہیں ہوگا ابھی تک سارا گھی تمہارا ہی ہے، البتہ اگر اس میں سے آدھا گھی الگ کر کے اس کے حوالے کر دو تو اب وہ اس کا مالک ہو جائے گا۔ ایک تھان یا ایک مکان یا باغ وغیرہ دو آدمیوں نے مل کر آدھا آدھا خریدا تو جب تک تقسیم نہ کر لو جب تک اپنا آدھا حصہ کسی اور کو دے دینا صحیح نہیں۔

② زوج نے اپنی زوجہ کو یا زوجہ نے اپنے زوج کو کچھ دیا تو اس چیز کو واپسلینے کا اختیار نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے اپنے ایسے رشتہ دار کو کچھ دیا جس سے نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہے اور وہ رشتہ خون کا ہے جیسے بھائی دبہن، بھتیجا د بھانجا وغیرہ تو اس سے بھی واپس لینے کا اختیار نہیں ہے اور اگر قرابت اور رشتہ تو ہے لیکن نکاح حرام نہیں ہے جیسے چچازاد و پھوپھی زاد بہن بھائی وغیرہ یا نکاح تو حرام ہے لیکن نسب کے اعتبار سے قرابت نہیں یعنی وہ رشتہ خون کا نہیں بلکہ دودھ کا رشتہ یا اور کوئی رشتہ ہے جیسے دودھ شریک بھائی بہن وغیرہ یا داماد، ساس، سسر وغیرہ تو ان سب سے واپسلینے کا اختیار رہتا ہے۔

③ کسی کی کوئی چیز زبردستی یا اسکی غیر موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر لے لیتو اگر وہ چیز ابھی موجود ہو تو بعینہ وہی چیز واپس کرنی چاہئے اور اگر وہ خرچ ہوگئی ہو تو اگر اس جیسی چیز بازار میں مل سکتی ہے جیسے غلہ گھی تیل روپیہ پیسہ تو جیسی چیز لی ہے ویسی ہے بازار سے لے کر دینا واجب ہے اور اگر کوئی ایسی چیز لے کر ضائع کر دی کہ اس کی مثل ملنا مشکل ہو تو اس کی قیمت دینا لازم ہوگی جیسے مرغ بکرا امرود نارنگی ناشپاتی۔ اگر کوئی چیز لی تھی وہ خراب ہوگئی یا اس میں کچھ نقص پیدا ہو گیا تو خراب ہونے یا نقص پیدا ہونے سے اس کا جتنا نقصان ہوا ہو وہ دینا پڑے گا۔

الشق الثانی ...... ① اجارہ فاسد کی صورتیں اور حکم لکھیں۔ ② کیا کسی دھوبی، درزی وغیرہ سے کپڑا ضائع ہونے پر تاوان لیا جائے گا؟ ③ بیعانہ کسے کہتے ہیں اور کیا بیعانہ کی رقم ضبط کر لینا جائز ہے؟

جواب ...... ① و ② کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱٤۳۷ھ۔

③ جب کسی چیز کی بیع یا اجارہ وغیرہ کا معاملہ کرتے ہیں تو طے کردہ رقم میں سے کچھ رقم فوری طور پر ادا کر دیتے ہیں تا کہ معاملہ پکا ہو جائے، وہ شخص کسی دوسرے کو یہ چیز فروخت و اجارہ پر نہ دے۔ اسے بیعانہ کہتے ہیں۔

آج کل بیعانہ اس کرایہ و مبیع کی قیمت میں سے منہا ہو جاتا ہے، اگر مشتری کے خریدنے وغیرہ کی ترتیب نہ بنے تو بائع و آجر یہ بیعانہ واپس نہیں دیتا، ضبط کر لیتا ہے، یہ درست نہیں بلکہ بیعانہ اس کو واپس دینا چاہئے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱٤٤۱ھ

الشق الاول ...... ① مضاربت کسے کہتے ہیں؟ شرائط سمیت تحریر کریں۔ ② جو چیز نابالغ کی ملکیت ہو اس کا کیا حکم ہے؟ ③ خواب کی تعبیر کس سے معلوم کی جائے؟

جواب ...... ❶ کسی نے تجارت کے لیے کسی دوسرے کو کچھ رقم دی کہ اس سے تجارت کرو جو کچھ نفع ہوگا وہ تقسیم کر لیں گے یہ معاملہ جائز ہے اس کو مضاربت کہتے ہیں۔

اس معاملہ کی کچھ شرطیں ہیں اگر ان شرطوں کے موافق ہو تو صحیح ہے، ورنہ ناجائز اور فاسد ہے ① جتنی رقم دینی ہو وہ بتلا دو اور اس کو تجارت کے لیے دے بھی دو، اپنے پاس نہ رکھو، اگر رقم اس کے حوالہ نہ کی اپنے ہی پاس رکھی تو یہ معاملہ فاسد ہے۔ ② نفع بانٹنے کی صورت طے کرلو اور بتلا دو کہ تم کو کتنا ملے گا اور اس کو کتنا، اگر یہ بات طے نہیں ہوئی بس اتنا ہی کہا کہ نفع ہم دونوں بانٹ لیں گے تو یہ فاسد ہے۔ ③ نفع تقسیم کرنے کو اس طرح نہ طے کرو کہ جس قدر نفع ہو اس میں سے دس روپے ہمارے باقی تمہارے یا دس روپے تمہارے باقی ہمارے، غرضیکہ کچھ خاص رقم مقرر نہ کرو کہ اتنی ہماری یا اتنی تمہاری، بلکہ یوں طے کرو کہ آدھا نفع ہمارا آدھا تمہارا، یا ایک حصہ اس کا دو حصے اس کے یا ایک حصہ ایک کا باقی تین حصے دوسرے کے، غرضیکہ نفع کی تقسیم حصوں کے اعتبار سے کرنی چاہیے، ورنہ معاملہ فاسد ہو جائے گا، چنانچہ اگر کچھ نفع ہوگا تب تو وہ کام کرنے والا اس سے اپنا حصہ پائے گا اور اگر کچھ نفع نہ ہوا تو کچھ نہ پائے گا۔ اگر یہ شرط لگائی کہ اگر نفع نہ ہوا تب بھی ہم تم کو اصل مال میں سے اتنا دیں گے تو یہ معاملہ فاسد ہے، اسی طرح اگر یہ شرط لگائی کہ اگر نقصان ہوگا تو اس کام کرنے والے کے ذمہ ہوگا یا دونوں کے ذمہ ہوگا یہ بھی فاسد ہے، بلکہ حکم یہ ہے کہ جو کچھ نقصان ہو وہ مالک کے ذمہ ہے۔ اگر یہ شرط لگائی کہ ہم یا ہمارا فلاں آدم بھی تمہارے ساتھ کام کرے گا تو یہ معاملہ فاسد ہے۔

مضاربت کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ معاملہ صحیح ہوا ہے کوئی غلط و فاسد شرط نہیں لگائی گئی تو نفع میں دونوں شریک ہیں جس طرح طے کیا ہو نفع تقسیم کرلیں اور اگر کچھ نفع نہ ہوا یا نقصان ہوا تو اس دوسرے آدمی کو کچھ نہ ملے گا اور نقصان کا تاوان بھی وہ نہ دے گا۔ اور اگر وہ معاملہ فاسد ہو گیا تو پھر وہ کام کرنے والا نفع میں شریک نہیں ہے بلکہ وہ بمنزل نوکر کے ہے یعنی اگر ایسا آدمی نوکر رکھا جائے تو جتنی تنخواہ اُسے دینی پڑے بس اتنی ہی تنخواہ اس کو ملے گی، نفع ہو تب بھی اور نفع نہ ہو تب بھی بہر حال تنخواہ پائے گا اور نفع سب مالک کا ہے۔ لیکن اگر تنخواہ زیادہ بنتی ہے اور جو نفع طے ہوا تھا وہ کم بنتا ہے تو اس صورت میں اسکو تنخواہ نہ دیں گے بلکہ نفع ہی بانٹ دیں گے۔

❷ جو چیز نابالغ کی مِلک ہو اس کا حکم یہ ہے کہ وہ اس بچے ہی کے کام میں لگانی چاہیے، کسی کا اپنے کام میں لانا جائز نہیں۔ حتیٰ کہ خود ماں باپ بھی اپنے کام میں نہ لائیں، نہ کسی اور بچہ کے کام میں لگائیں۔

❸ اگر خواب بیان کرنا ہو یا تعبیر معلوم کرنی ہو تو ایسے شخص سے کرو جو عقل مند یا تمہارا چاہنے والا ہوتا کہ وہ کوئی بُری تعبیر نہ دے۔

الشق الثانی ...... ① وصیت کرنا کب واجب ہے اور کب مستحب ہے؟ ② کتنے مال کی وصیت کرنا درست ہے اور کس کیلئے وصیت کی جاسکتی ہے؟ ③ غصہ پر قابو رکھنے کا طریقہ لکھیں ④ قرآن کریم کی تلاوت میں کیسے دل لگایا جائے؟

جواب ...... ❶ اگر کس کے ذمے نمازیں یا روزے یا زکوۃ یا قسم وغیرہ کا کفارہ باقی رہ گیا ہو اور اتنا مال بھی موجود ہو تو مرتے وقت اسپر وصیت کرنا ضروری اور واجب ہے، اسی طرح اگر کسی کا کچھ قرض ہو یا کوئی امانت اس کے پاس رکھی ہو اس کی وصیت کرنا بھی واجب ہے، وصیت نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ اور اگر کچھ رشتہ دار غریب ہوں جن کو شرع سے کچھ میراث نہ پہنچتی ہو اور اس مرنے والے کے پاس بہت مال و دولت ہے تو ان کو کچھ دلا دینا اور وصیت کر جانا مستحب ہے اور باقی لوگوں کیلئے وصیت کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے۔

❷ قرض کے سوا اور چیزوں کی وصیت کا اختیار فقط تہائی مال میں ہوتا ہے یعنی جتنا مال چھوڑا ہے اس کی تہائی میں سے اگر وصیت پوری ہو جائے مثلاً کفن دفن اور قرضے میں لگ کر تین سو روپے اور سو روپے میں سب وصیتیں پوری ہو جائیں تب تو وصیت کو پورا کریں گے اور تہائی مال سے زیادہ لگانا وارثوں کے ذمہ واجب نہیں۔ تہائی میں سے جتنی وصیتیں پوری ہو جائیں اس کو پورا کریں باقی چھوڑ دیں، البتہ اگر سب

وارث بخوشی رضامند ہو جائیں کہ ہم اپنا اپنا حصہ نہ لیں گے تم اس کی وصیت میں لگا دو تو تہائی سے زیادہ بھی وصیت میں لگانا جائز ہے لیکن نابالغوں کی اجازت کا بالکل اعتبار نہیں ہے، وہ اگر اجازت بھی دیں تب بھی ان کا حصہ خرچ کرنا درست نہیں۔ اگر چہ تہائی مال میں وصیت کر جانے کا اختیار ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ پوری تہائی کی وصیت نہ کرے کم کی وصیت کرے بلکہ اگر بہت زیادہ مالدار نہ ہو تو وصیت ہی نہ کرے، وارثوں کیلئے چھوڑ دے کہ اچھی طرح فراغت سے بسر کریں کیونکہ اپنے وارثوں کو فراغت اور آسائش میں چھوڑ جانے میں بھی ثواب ملتا ہے۔

جس شخص کو میراث میں مال ملنے والا ہو جیسے ماں باپ شوہر بیٹا وغیرہ اس کیلئے وصیت کرنا صحیح نہیں اور جس رشتہ دار کا اس کے مال میں کچھ حصہ نہ ہو یا رشتہ دار نہ ہو کوئی غیر ہو اس کے لیے وصیت کرنا درست ہے لیکن تہائی مال سے زیادہ وصیت کا اختیار نہیں۔ اگر کسی نے اپنے وارث کو وصیت کر دی کہ میرے بعد اس کو فلاں چیز دے دینا یا اتنا مال دے دینا تو اس وصیت سے پانے کا اس کو کچھ حق نہیں ہے، البتہ اگر اور سب وارث راضی ہو جائیں تو دے دینا جائز ہے، اسی طرح اگر کسی کو تہائی سے زیادہ وصیت کر جائے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر سب وارث بخوشی راضی ہو جائیں تو تہائی سے زیادہ ملے گا ورنہ فقط تہائی مال ملے گا۔

❸ غصے میں عقل ٹھکانے نہیں رہتی اور انجام سوچنے کا ہوش نہیں رہتا اسلئے زبان سے بھی غلط الفاظ نکل جاتے ہیں اور ہاتھ سے بھی زیادتی ہو جاتی ہے اسلئے اس کو روکنا چاہیے اور اس کو روکنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے جس پر غصہ آیا ہے اس کو اپنے روبرو سے فوراً ہٹا دے، اگر وہ نہ ہٹے تو خود اس جگہ سے ٹل جائے، پھر سوچے کہ جس قدر یہ شخص میرا قصوروار ہے اس سے زیادہ میں خدا تعالیٰ کا قصوروار ہوں اور جیسے میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری خطاء معاف کر دیں ایسے ہی مجھے بھی چاہیئے کہ میں اس کا قصور معاف کر دوں اور زبان سے اعوذ باللّٰہ کا ورد کرے اور پانی پی لے یا وضو کر لے اس سے غصہ جاتا رہے گا۔ چند روز اس طرح غصہ روکنے سے خود بخود غصہ قابو میں آ جائے گا تیزی نہ رہے گی اور اس غصے سے کینہ بھی پیدا ہو جاتا ہے، جب غصہ کی اصلاح ہو جائے گی تو کینہ بھی دل سے نکل جائے گا۔

❹ قاعدہ ہے کہ اگر کوئی کسی سے کہے کہ ہمیں تھوڑا سا قرآن سنا دو دیکھیں کیسا پڑھتے ہو تو اس وقت جہاں تک ہو سکتا ہے خوب بنا سنوار کر سنبھال کر پڑھتے ہو۔ پس اسی طرح جب قرآن پڑھنے کا ارادہ کرو پہلے دل میں یہ سوچ لیا کرو کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ہم سے فرمائش کی ہے کہ ہمیں سناؤ کیسا پڑھتے ہو اور یوں سمجھو کہ اللہ تعالیٰ خوب سن رہے ہیں اور ایسے خیال کرو کہ جب آدمی کے کہنے سے بنا سنوار کر پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فرمانے سے جو پڑھتے ہیں اس کو تو خوب ہی سنبھال سنبھال کر پڑھنا چاہیے، یہ سب باتیں سوچ کر اب پڑھنا شروع کرو اور جب تک پڑھتے رہو یہ باتیں خیال میں رکھو اور جب پڑھنے میں بگاڑ ہونے لگے یا دل ادھر ادھر بٹنے لگے تو تھوڑی دیر کے لیے پڑھنا موقوف کر کے ان باتوں کے سوچنے کو پھر تازہ کر لو انشاء اللہ تعالیٰ اس طریقے سے صحیح اور صاف بھی پڑھا جائے گا اور دل بھی ادھر ادھر متوجہ نہ ہوگا۔ اگر ایک مدت تک اسی طرح پڑھو گے تو پھر آسانی سے دل لگنے لگے گا۔

﴿الورقة الرابعة : في التاريخ و الادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ـــــ دخل عصفور من الشباك في داخل بيت اسامة فاغلق اسامة الابواب و النافذة و وضع العصفور في القفص و قدم اليه الطعام و الشراب فلم يأكل شيئا، كأنّ العصفور يقول لاسامة: اريد ان اعود الى عائلتي و اطير في الفضاء و فوق الاغصان فاشفق اسامة على الطائر الصغير و اطلقه من القفص فطار العصفور و هو فرحان۔

درج بالا مضمون کو پڑھنے کے بعد درج ذیل سوالات کے جوابات عربی میں لکھیں:

①من این دخل العصفور؟ (دخل العصفور من الشباك) ②ماذا فعل به اسامة؟ (اغلق اسامة الابواب و النافذة و وضع العصفور فی القفص و قدّم الیه الطعام و الشراب) ③هل اکل العصفور فی القفص؟ (لم یأکل العصفور فی القفص شیئا) ④لماذا لم یأکل العصفور فی القفص؟ (یرید العصفور ان یعود الٰی عائلته و یطیر فی الفضاء و فوق الاغصان) ⑤هل اطلق اسامة العصفور؟ (نعم اطلق اسامة العصفور من القفص فطار العصفور و هو فرحان)

مذکورہ مضمون میں جوکلمات فعل ماضی کے صیغے ہیں ان کی نشان دہی کریں اوران کا معنی بھی لکھیں۔

جواب..... ① مذکورہ سوالات کے جوابات:۔ قوسین (بریکٹ) میں سوالات کے ساتھ ہی جوابات درج ہیں۔

② مضمون میں فعل ماضی کے صیغے اوران کا معنی:۔ دخل (داخل ہوا) اغلق (بند کردیا) وضع (رکھا) قدّم (آگے کیا۔آگے رکھا) اشفق (شفقت ونرمی کی) اطلق (چھوڑ دیا) طار (اُڑگیا)

الشق الثانی.....عربی میں ترجمہ کریں: پرندے بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، ان میں سے بعض حلال ہیں اور بعض حرام ہیں۔ ہم پرندوں کا شکار کرتے ہیں اور ان کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیتے ہیں۔ اسلام نے عدل کا حکم دیا ہے۔ پاکستان براعظم ایشیاء میں واقع ہے۔اس کا دارالخلافہ اسلام آباد ہے۔عیدالاضحیٰ میں مسلمان نماز عید کے بعد قربانی کرتے ہیں۔

جواب..... الطیورُ ایضا خلقُ اللّٰہِ، بعضُها حلالٌ و بعضُها حرامٌ. نصیدُ الطیورَ و نذکرُ اللّٰہ وقتَ الذبح. الباکستان تقعُ فی قارۃِ آسیا و عاصمتُها اسلام آباد.یُضحّی المسلمون بعد صلٰوۃ الاضحیۃ .

السوال الثانی ۱۴۴۱ھ

الشق الاول.....اردو میں ترجمہ کریں: امر الملك احد الخدم و قال الیك هٰذا الصندوق و ذهب الخادم و اخرج الصندوق و فتح الصندوق فاذًا فیه غلام جمیل یبتسم و تحیّر الناس کل یأخذه و یراه وتحیّر فرعون ورآه قال بعض الخدم انّ هٰذا الغلام اسرائیلیّ و لا بدّ للملك ان یذبحهٗ .(ص۱۵۲۔ثانیہ)

جواب.....بادشاہ نے خادموں میں سے ایک کو حکم دیا اور کہا: اس صندوق کو پکڑو، پس خادم گیا اور اس نے صندوق نکالا، صندوق کھولا گیا پس ناگہاں (اچانک) اس میں خوبصورت بچہ مسکرا رہا ہے اور حیران ہو گئے لوگ، ہر ایک اس کو پکڑ تا اور اسے دیکھتا، فرعون بھی حیران ہوا اور اسے دیکھا، نوکروں میں سے کسی نے کہا کہ بے شک یہ بچہ اسرائیلی ہے، بادشاہ پر لازم ہے کہ اسے ذبح کرے۔

الشق الثانی.....عبارت کا اردو میں ترجمہ کریں: و لمّا طغٰی فرعون و اسرف فی الغفلة والعناد اراد اللّٰه ان ینبّهه، انّ اللّٰه لا یرضٰی لعباده الکفر، انّ اللّٰه لا یحبّ الفساد فی الارض، وکان فرعون بلیدا جدًا ضاعت فیه الحکمة و الموعظة، والحمار لاینتبّه حتی یُضرب .

جواب.....کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۳٦ھ .

السوال الثالث ۱۴۴۱ھ

الشق الاول.....و تجاهل القوم ما اراده شعیب کانّه کان یتکلّم معهم فی لغة اجنبیّة مع انّه ابن البلد و اخو القوم و کانّه کان غیر مبین فی کلامه غیر مفصح مع انّه من ابلغهم کلاما و افصحهم بیانا.

عبارت کا اردو میں ترجمہ کریں۔خط کشیدہ الفاظ کا معنی لکھیں۔

جواب ...... ① عبارت کا اردو میں ترجمہ:۔ قوم جان بوجھ کر اس سے جاہل بن گئی جو شعیب علیہ السلام نے چاہا، گویا کہ وہ ان سے اجنبی وغیر مانوس زبان میں گفتگو کر رہے ہیں حالانکہ وہ اُسی شہر کے رہنے والے اور ان کے قومی بھائی تھے، یا گویا کہ ان کی بات وکلام صاف نہ تھی اور واضح وفصیح بھی نہ تھی، حالانکہ وہ ان میں سے کلام وبیان کے اعتبار سے سب سے زیادہ فصیح وبلیغ تھے۔

② خط کشیدہ الفاظ کا معنی:۔تجاهل: جان بوجھ کر تکلف جاہل وانجان بننا۔ مبین ومفصح: واضح وفصیح وبلیغ گفتگو کرنے والا۔
لغة اجنبية: اجنبی وغیر مانوس زبان اور گفتگو۔ ابن البلد: شہر کا بیٹا، مراد علاقائی وقومی بھائی ہے۔

الشق الثانی ......وكان (ايوب) رغم كل ذلك صابرًا شاكرًا يلهج لسانه بالذكر و الشكر، لايشكو ولا يتعتب ،لا يتذمّر ولا يغضب و دام على ذلك سنين طوالا ملقى على كناسة بنى اسرائيل.

عبارت کا اردو میں ترجمہ کریں۔خط کشیدہ الفاظ کا معنی لکھیں۔

جواب ...... ① عبارت کا اردو میں ترجمہ:۔ اس سب کے باوجود حضرت ایوب علیہ السلام صابر وشاکر تھے، ان کی زبان ذکر وشکر سے تر رہتی تھی، وہ نہ شکایت کرتے تھے اور نہ اُکتاہٹ محسوس کرتے تھے، نہ وہ ملامت کرتے تھے اور نہ وہ غصہ ہوتے تھے اور وہ کئی سال تک اسی حالت میں بنی اسرائیل کے کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ پر پڑے رہے۔

② خط کشیدہ الفاظ کا معنی:۔ لا يتعتب: تَعَتُّبًا (تفعل) سے مضارع ہے بمعنی تھکنا، اکتاہٹ محسوس کرنا۔
يَلْهَجُ: لَهَجًا (سمع) سے مضارع ہے بمعنی عادی ہونا۔ لَايَشْكُوْ: شَكْوًا شِكَايَةً (نصر) بمعنی شکوہ شکایت کرنا۔
لَايَتَذَمَّرُ: تَذَمُّرًا (تفعل) سے مضارع ہے بمعنی ملامت کرنا۔ كَنَاسَةٌ: کوڑا کرکٹ اور کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ۔
لَا يَغْضِبُ: غَضَبًا مَغْضَبَةً (سمع) سے مضارع ہے بمعنی غصہ ہونا، غضبناک ہونا۔

﴿الورقة الخامسة : في الصرف و النحو﴾

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاول ......اِعْلَمْ اَنَّ الْعَوَامِلَ فِى النَّحْوِ مِائَةٌ: لَفْظِيَّةٌ وَمَعْنَوِيَّةٌ فَاللَّفْظِيَّةُ مِنْهَا عَلٰى ضَرْبَيْنِ: سِمَاعِيَّةٌ وَ قِيَاسِيَّةٌ....

اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ عوامل کی قسمیں وتعداد لکھیں۔ حروف مشبہ بالفعل کون سے ہیں اور کیا عمل کرتے ہیں؟ ۔
استوى الماء و الخشبة میں الخشبة کیوں منصوب ہے؟

﴿ خلاصہ سوال ﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ عوامل کی اقسام وتعداد ④ حروف مشبہ بالفعل کی نشان دہی وعمل ⑤ الخشبة کے نصب کی وجہ۔

جواب ...... ① عبارت پر اعراب:۔كما مر فى السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ تو جان لے کہ نحو میں سو عوامل ہیں: لفظی ومعنوی۔ پھر ان میں سے لفظی دو قسم پر ہیں: سماعی وقیاسی......

③ عوامل کی اقسام وتعداد:۔ صاحب کتاب نے اپنی کتاب میں عوامل کی جو ترتیب ذکر کی ہے اس کے مطابق علم نحو میں عوامل سو ہیں: یہ سو عوامل لفظیہ بھی ہیں اور معنویہ بھی۔ لفظی عوامل کی پھر دو قسمیں ہیں ① سماعی ② قیاسی، سماعی لفظی عوامل سو میں سے اکیانوے ہیں جبکہ قیاسی لفظی عوامل سات ہیں۔ اور معنوی عوامل فقط دو ہیں۔ اس طرح سو کی تعداد پوری ہوگئی۔

④ حروف مشبہ بالفعل کی نشان دہی وعمل:۔كما مرّ فى الشق الاول من السوال الثالث ۱۴۳۶ھ۔

⑤ الخشیۃ کے نصب کی وجہ:۔ واؤ بمعنی مَعَ ہے اور یہ مفعول معہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

الشق الثانی ......

﴿ خلاصۂ سوال ﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① ممنوعہ بیوع کی وضاحت ② بولی والی بیع کا حکم۔

جواب ...... اَلْاَفْعَالُ النَّاقِصَةُ وَهِيَ تَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَةِ الْإِسْمِيَّةِ فَتَرْفَعُ الْجُزْءَ الْأَوَّلَ وَ تَنْصِبُ الْجُزْءَ الثَّانِيْ وَهِيَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ فِعْلًا ، اَلْأَوَّلُ كَانَ وَهِيَ تَجِيْءُ عَلٰى قِسْمَيْنِ نَاقِصَةً وَتَامَّةً. (ص۳۳۔رحمانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ کان ناقصہ و تامہ کسے کہتے ہیں؟ افعال مدح وذم کون سے ہیں؟ نعم الرجل زید میں زید کے مرفوع ہونے کی وجہ لکھیں۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ کان ناقصہ و تامہ کی وضاحت ④ افعال مدح وذم کی نشان دہی ⑤ زیدٌ کے رفع کی وجہ۔

جواب ...... ① عبارت پر اعراب:۔ کما مر فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ افعال ناقصہ: اور یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں، پس یہ جزء اول کو رفع اور جزء ثانی کو نصب دیتے ہیں، اور یہ تیرہ افعال ہیں۔ ان میں سے پہلا فعل کَانَ ہے اور یہ دو معانی کیلئے آتا ہے: تامہ و ناقصہ۔

③ کان ناقصہ و تامہ کی وضاحت:۔ کان دو معنی کیلئے آتا ہے، ایک کان تامہ اور دوسرا کان ناقصہ ہوتا ہے۔ کان تامہ اپنے فاعل پر پورا ہوتا ہے اس کو خبر کی ضرورت نہیں ہوتی ہے جیسے کان زیدٌ ای ثبت زیدٌ۔ کان ناقصہ اپنے اسم و خبر کو چاہتا ہے خواہ اس کی خبر منقطع ہو یا دائمی (ممتنع الانقطاع) ہو۔ کان زیدٌ قائمًا " یہ کان ناقصہ کی مثال ہے جب کہ اس کی خبر منقطع یا ممکن الانقطاع ہے اور کان الله علیمًا حکیمًا " یہ کان ناقصہ کی مثال ہے جب کہ اس کی خبر دائمی ہے۔

④ افعال مدح وذم کی نشان دہی:۔ افعال مدح وذم چار ہیں۔ ان میں سے دو فعل مدح ہیں: ① نعم ② حبّ اور دو فعل ذم ہیں: ① بئس ② ساء اور ان کے مابعد والا اسم ان کا فاعل ہوتا ہے اور مرفوع ہوتا ہے اور اسے مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کہتے ہیں جیسے "نعم الرجل زید، حبذا زید، بئس الرجل عمرو، ساء الرجل زید"۔

⑤ زیدٌ کے رفع کی وجہ:۔ جیسا کہ ابھی ذکر کیا گیا کہ افعال مدح وذم کا مابعد ان کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوتا ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاول ...... ہفت اقسام کے صرف نام لکھیں۔ ایک کلمہ میں دو ہمزہ آجائیں تو کون سا قاعدہ جاری ہوتا ہے؟ ۔ اَلْاِخْتِیَارُ مصدر سے صرف صغیر لکھیں۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① ہفت اقسام کے نام ② ایک کلمہ میں دو ہمزہ آجائیں تو جاری ہونے والا قاعدہ ③ اَلْاِخْتِیَارُ مصدر سے صرف صغیر۔

جواب ...... ① ہفت اقسام کے نام:۔ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۲۹ھ۔

② ایک کلمہ میں دو ہمزہ آجائیں تو جاری ہونے والا قاعدہ:۔ اٰمَنَ، اُوْمِنَ، اِیْمَانًا والا قاعدہ (دو ہمزہ کلمہ میں ایک جگہ جمع ہوں اور دوسرا ہمزہ ساکن ہو تو اسکو اول ہمزہ کی حرکت کے موافق وجوبی طور پر حرف علت سے بدل دیتے ہیں جیسے اٰمَنَ، اُوْمِنَ، اِیْمَانًا)۔ اَوَائِلُ، اَوَادِمُ والا قاعدہ (دو ہمزہ متحرک جمع ہوں اور ان میں سے کوئی ہمزہ بھی مکسور نہ ہو تو دوسرے ہمزہ کو واؤ سے بدل دیتے ہیں)۔

❸ الْإِخْتِيَارُ سے صرف صغیر:۔ اَلْإِخْتِيَارُ (افتعال، اجوف یائی) بمعنی پسند کرنا۔ اِخْتَارَ يَخْتَارُ اِخْتِيَارًا فهو مُخْتَارٌ وأُخْتِيرَ يُخْتَارُ اِخْتِيَارًا فذاك مُخْتَارٌ ما اخْتَارَ مَا اخْتِيرَ لَمْ يَخْتَرْ لَمْ يُخْتَرْ لَا يَخْتَارُ لَا يُخْتَارُ لَنْ يَخْتَارَ لَنْ يُخْتَارَ لَيَخْتَارَنَّ لَيُخْتَارَنَّ لَيَخْتَارَنْ لَيُخْتَارَنْ الامر منه اِخْتَرْ لِتَخْتَرْ لِيَخْتَرْ لِيُخْتَرْ اِخْتَارَنَّ لِتَخْتَارَنَّ لِيَخْتَارَنَّ لِيُخْتَارَنَّ اِخْتَارَنْ لِتَخْتَارَنْ لِيَخْتَارَنْ لِيُخْتَارَنْ والنهى عنه لَاتَخْتَرْ لَاتُخْتَرْ لَايَخْتَرْ لَايُخْتَرْ، لَاتَخْتَارَنَّ لَاتُخْتَارَنَّ لَايَخْتَارَنَّ لَايُخْتَارَنَّ لَاتَخْتَارَنْ لَاتُخْتَارَنْ لَايَخْتَارَنْ لَايُخْتَارَنْ الظرف منه مُخْتَارٌ مُخْتَارَان مُخْتَارَاتٌ۔

الشق الثانی ---- لَمْ يَقُلْ (نفی جحد بلم) کی گردان مکمل کرنے کے بعد لَمْ يَقُلْ کی تعلیل کریں۔

درج ذیل صیغے بتائیں: لَنْ تَبِيعُوْا ، يَنْقَاد ، أُدْعُوَنَّ ، لَاتَصُبَّ۔

جواب ...... ❶ لَمْ يَقُلْ (نفی جحد بلم) کی گردان وتعلیل:۔ گردان: کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۳۸ھ

تعلیل: لَمْ يَقُلْ اصل میں لَمْ يَقُوْلْ تھا، واؤ متحرک کا ماقبل ساکن تھا واؤ کی حرکت ماقبل کو دی تو دو ساکن (واؤ، لام) جمع ہوگئے، واؤ کو گرادیا تو لَمْ يَقُلْ ہوگیا۔

❷ صیغوں (لَنْ تَبِيعُوْا ، يَنْقَاد ، أُدْعُوَنَّ ، لَاتَصُبَّ) کی وضاحت:۔

لَنْ تَبِيعُوْا: صیغہ جمع مذکر حاضر بحث نفی تاکید بلن معلوم از باب ضرب از سہ اقسام فعل از شش اقسام ثلاثی مجرد از ہفت اقسام اجوف

يَنْقَاد: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از باب انفعال از سہ اقسام فعل از شش اقسام ثلاثی مزید فیہ از ہفت اقسام اجوف۔

أُدْعُوَنَّ: صیغہ واحد مذکر امر حاضر بانون ثقیلہ معلوم از باب نصر از سہ اقسام فعل از شش اقسام ثلاثی مجرد از ہفت اقسام ناقص۔

لَاتَصُبَّ: صیغہ واحد مذکر نہی حاضر معلوم از باب نصر از سہ اقسام فعل از شش اقسام ثلاثی مجرد از ہفت اقسام مضاعف۔

السوال الثالث ۱۴۴۱ھ

الشق الاول ...... اَلْإِطَارَةُ مصدر سے صرف صغیر لکھیں۔

درج ذیل صیغوں کی صرف اصل بتائیں: قُلْ أُخْتِيرَ دْعُوا يَذُبُّ يَبِيْعُ ۔

جواب ...... ❶ اَلْإِطَارَةُ مصدر سے صرف صغیر:۔ اَلْإِطَارَةُ: (افعال، اجوف یائی) بمعنی اڑانا۔ أَطَارَ يُطِيْرُ إِطَارَةً فهو مُطِيْرٌ وَأُطِيْرَ يُطَارُ إِطَارَةً فذاك مُطَارٌ مَا أَطَارَ مَا أُطِيْرَ لَمْ يُطِرْ لَمْ يُطَرْ لَايُطِيْرُ لَايُطَارُ لَنْ يُطِيْرَ لَنْ يُطَارَ لَيُطِيْرَنَّ لَيُطَارَنَّ لَيُطِيْرَنْ لَيُطَارَنْ الامر منه أَطِرْ لِتُطَرْ لِيُطِرْ لِيُطَرْ أَطِيْرَنَّ لِتُطَارَنَّ لِيُطِيْرَنَّ لِيُطَارَنَّ أَطِيْرَنْ لِتُطَارَنْ لِيُطِيْرَنْ لِيُطَارَنْ والنهى عنه لَاتُطِرْ لَاتُطَرْ لَايُطِرْ لَايُطَرْ لَاتُطِيْرَنَّ لَاتُطَارَنَّ لَايُطِيْرَنَّ لَايُطَارَنَّ لَاتُطِيْرَنْ لَاتُطَارَنْ لَايُطِيْرَنْ لَايُطَارَنْ الظرف منه مُطَارٌ مُطَارَانِ مُطَارَاتٌ۔

❷ قُلْ، أُخْتِيرَ، دْعُوا، يَذُبُّ، يَبِيْعُ کی اصل:۔ قُلْ: اصل میں أُقْوُلْ تھا۔ أُخْتِيرَ: اصل میں أُخْتُيِرَ تھا۔ دْعُوا: اصل میں دْعُوُوْا تھا۔ يَذُبُّ: اصل میں يَذْبُبُ تھا، يَبِيْعُ: اصل میں يَبْيِعُ تھا۔

الشق الثانی ---- درج ذیل کلمات ہفت اقسام میں کیا ہیں: يَسْئَلُ، يُوْعَدُ، يَرْمِيْ، يَفِرُّ۔

درج ذیل کلمات کی تعلیل کریں: قِيْلَ، يُبَاعُ، لَمْ يَدَعْ۔ لفیف کسے کہتے ہیں اور اس کی کتنی اقسام ہیں؟

جواب ---- ❶ يَسْئَلُ (یہ مہموز ہے) يُوْعَدُ (یہ مثال ہے) يَرْمِيْ (یہ ناقص ہے) يَفِرُّ (یہ مضاعف ہے)

② کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول و فی الشق الاول من السوال الثانی ١٤٣٢ھ۔
و فی الشق الاول من السوال الاول ١٤٣٥ھ۔
③ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ١٤٢٩ھ۔

﴿الورقة السادسة : حیاة المسلمین﴾

﴿السوال الاول﴾ ١٤٤١ھ

الشق الاول..... قرآن کریم پڑھنے و پڑھانے کے کیا فضائل ہیں؟

جواب..... کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ١٤٣٧ھ۔

الشق الثانی..... اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنے کے فضائل و فوائد پر مضمون لکھیں۔

جواب..... اللہ تعالیٰ اور اسکے محبوب رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنا ایمان کا بنیادی واہم رکن ہے، اسکے بغیر آدمی کا ایمان ہی مکمل نہیں ہوسکتا۔ جب تک دل میں اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کی محبت و عقیدت نہ ہوگی اس وقت تک اسلام کے احکام پر عمل کرنا مشکل بھی ہوگا اور فائدہ مند بھی نہ ہوگا۔ چنانچہ نصوص سے اس کی اہمیت و فضیلت کو بیان کرتے ہیں۔

حضرت انسؓ سے مروی ہیکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس آدمی میں یہ تین چیزیں ہوں گی وہ ان کی وجہ سے ایمان کی حقیقی لذت سے لطف اندوز ہوگا، ① اسے اللہ اور اس کے رسول کی محبت دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ ہو ② کسی بندہ سے اس کی محبت محض اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے ہو۔ ③ جب اسے اللہ نے کفر کے اندھیرے سے نکال کر ایمان واسلام کی روشنی سے نواز دیا ہے تو اب وہ اسلام سے پھر جانے کو اتنا ہی برا جانے جتنا آگ میں ڈالے جانے کو۔ یعنی کمال ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ مؤمن کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت اس درجہ رچ بس جائے کہ ان کے ماسوا تمام دنیا اس کے سامنے کم تر ہو۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کو اس کے باپ، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ اس حدیث کی رُو سے تکمیل ایمان کا مدار حب رسول پر ہے جس آدمی میں ذات رسالت سے اس درجہ کی محبت نہ ہو کہ اس کے مقابلہ پر دنیا کے بڑے سے بڑے رشتے، بڑے سے بڑے تعلق اور بڑی سے بڑی چیز کی محبت و چاہت بھی بے معنی ہو، وہ کامل مسلمان نہیں ہوسکتا، اگر چہ زبان اور قول سے وہ اپنے ایمان واسلام کا کتنا ہی بڑا دعویٰ کرے۔

حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جو آدمی اللہ ہی کے لئے محبت کرے اور اللہ ہی کے لئے بغض و عداوت رکھے اور اللہ ہی کے لئے خرچ کرے اور اللہ ہی کے لئے خرچ نہ کرے تو یقیناً اس نے یقیناً اپنے ایمان کو کامل کرلیا۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بندہ جو کام بھی کرے محض اللہ کی خوشنودی اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرے، اس کا کوئی بھی فعل و عمل کسی غرض فاسد، جذبہ نام و نمود اور نمائش وریا کے تحت نہ ہو، وہ اس آدمی سے محبت و تعلق رکھے جو نیک، صالح، اطاعت گزار اور مخلص مؤمن و مسلمان ہو اور جو سرکش و نافرمانبردار ہو اس سے محبت کا تعلق قائم نہ کرے، اسی طرح اپنا مال خرچ کرنے اور خرچ نہ کرنے میں بھی اللہ ہی کی رضا و خوشنودی کو سامنے رکھے یعنی اگر خرچ کرے تو ایسی جگہ اور ایسے مصارف میں خرچ کرے جہاں خرچ کرنے کا حکم اللہ نے دیا ہے اور جن مصارف میں خرچ کرنا اللہ کو مطلوب و پسندیدہ ہے، جہاں خرچ کرنا نہ صرف یہ کہ کوئی ثواب کا کام نہیں ہے بلکہ گناہ کو لازم کرتا ہے وہاں خرچ کرنے سے اجتناب کرے اور کسی ایسے آدمی یا جماعت کے ساتھ مالی امداد و معاونت نہ کرے

جواللہ کی نظر میں مقبول وپسندیدہ نہ ہو، یہی وہ چیز ہے جس کو تکمیل ایمان کا باعث قرار دیا گیا ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاول ...... دعا کی فضیلت وآداب تحریر کریں۔

جواب ---- کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۹ھ ۔

الشق الثانی ...... مسلمان پر اپنی جان کے کیا حقوق ہیں؟

جواب ...... کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۳۷ھ ۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاول ...... زکوۃ کے علاوہ دیگر نیک کاموں میں خرچ کرنے کے فضائل تحریر کریں۔

جواب ...... قرآن وحدیث میں اللہ کے راستہ اور نیکی کے کاموں میں خرچ کرنے کے بے شمار فضائل بیان کئے گئے ہیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: تم میں سے کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے (فقراء پر خرچ کرے)۔ تم اس وقت تک کامل خیر کو نہیں پاسکتے جب تک کہ اپنا محبوب مال اللہ کے راستہ میں خرچ نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جانیں اور ان کے اموال کو جنت کے بدلہ میں خرید لیا ہے۔ جو چیز تم (اللہ کے راستہ میں) خرچ کروگے اللہ اس کا بدلہ دے گا۔ قرابتدار محتاج ومسافر کو ان کا حق دیتے رہو۔

ارشاد نبوی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ابن آدم! تو نیک کام میں خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ وخیرات کرنے میں جلدی کرو، کیونکہ بلاء اس سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔ نیز فرمایا اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا مال کو کم نہیں کرتا۔ نیز فرمایا کہ رحمٰن کی عبادت کرو، حاجتمندوں کو کھانا کھلایا کرو اور سلام کو عام کرو، تم جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ گے۔ فرمایا کہ جو مسلمان کوئی درخت یا پودا لگائے پھر اس میں سے کوئی انسان یا چرند، پرند و جانور کھائے تو وہ بھی اس کیلئے صدقہ ہے۔

الشق الثانی ...... صبر وشکر پر مضمون لکھیں۔

جواب ...... کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثالث ۱۴۳۷ھ ۔

(جزاک اللہ خیر متبرکا و مولانا محمد راشد)

ہماری دیگر مطبوعات
مکتبہ زکریا
0300-6357913, 0313-6357913